سلگتے معاشرتی مسائل کا آئینہ اور خاندان کی اسلامی تربیت کیلئے بہترین راہنمائی

قلم کے آنسو

جلد دوم

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ غزوہ میں شائع ہونیوالے تعاقب کے
منتخب کالموں کا مجموعہ

محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DR. A. Q. KHAN
N I & BAR, HI

"Mountain View"
Islamabad
Pakistan

Date: ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۸ء

برادرم جناب محمد نقاش صاحب کی تحریر کردہ کتاب "قلم کے آنسو" پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جب شروع کی تو ختم ہونے تک ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہا۔

جس طرح قرآن شریف اور اسکی تفسیر کے بعد صحیح بخاری شریف، سیرت النبی، تاریخ اسلام تذکرۃ الاولیاء، بہشتی زیور وغیرہ ہر مسلمان گھرانے میں لازمی طور پر ہونا چاہئیں بالکل اسی طرح محمد نقاش صاحب کی لاقیمت، بے انتہا مفید کتاب "قلم کے آنسو" بھی ہر مسلمان گھر کی زینت ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نقاش صاحب کے قلم میں مزید قوت عطا فرمائے تاکہ مزید مسلمان امت کی خدمت کر سکیں۔ آمین

احقر۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان
۱۹ اکتوبر ۲۰۰۸ء، اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا "قلم کے آنسو" کے متعلق تاثر و تبصرہ کا تحریری عکس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قسم ہے قلم کی اور جو وہ لکھتے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

قلم کے آنسو

انتساب	9
آنسو...... پانی کا ایک قطرہ سا	10
حرفِ تمنا	11
''ہماری کمیوں کوتاہیوں کی نشاندہی کرتی ہے'' جنرل (ر) حمید گل	17
''خونِ جگر سے بھر کے قلم'' زاہد ملک	19
''دکھی دلوں کی آہیں'' ...... مداحِ صحابہ ابوضیاء محمود احمد غضنفر ﷾	22
خوشی و محبت کے ساتھ	25
جنت ارضی سے جنت الفردوس تک	29
عزت و غیرت، آزادی اور جشن آزادی	36
پیار کی پیاسی	42
قسمت کی ماری	54
انمول آنسو	66
حقیقی اسٹیٹس کو اپنائیں	74
چڑیاں دا چنبہ	83
نیلی آنکھوں میں آنسوؤں کے جگنو	92
آسمانی آپریشن	102
اے اللہ! میرے والدین	113

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- پہلی آہ سحر گاہی 122
- نفرتوں کے سوداگر 128
- ننھی منی خواہشیں 135
- محبتوں میں تلخیاں کیوں آئیں؟ 145
- ادا 150
- دوستی 156
- میٹھا زہر 162
- شیشۂ دل کو پتھر مت ماریے! 167
- دھوپ اور چھاؤں 172
- سرمایہ کاری 178
- اس لیے کہ وہ مصروف ہیں 182
- کلی 192
- انتخاب جیون ساتھی کا......!! 199
- جنازہ......غیرت مندوں کا! 212
- ہواؤں کے دوش پر بربادیوں کا سفر 222
- صرف اللہ کی رضا کے لیے......! 228
- کھوکھلی عزت 240
- نام میں کیا رکھا ہے......؟ 246
- خدا کے لیے!!............باز آجاؤ 251
- دراڑیں ڈالنے والے 256
- فتنۂ وقت 263
- ترجیح 270

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- گلشن اقبال 277
- حوروں کی سردار 285
- اپنی پہچان کرالو 292
- سنت بسم اللہ 298
- جوتے سر پر 303
- دی بیسٹ موبائل میسج آف دا ایئر 308
- کتنے کٹھن ہیں نئی زندگی کی شروعات کے لمحات 315
- بیمار مجاہد......اور ایک لاکھ چھیالیس ہزار صلیبیوں کا قتل 323
- ابو غریب جیل میں ظلم کرنے والو!......اپنا ماضی دیکھ لو 329
- نیک محمد! ہم شرمندہ ہیں 334
- موجودہ زلزلہ وسیلاب ہمارے کن اعمال کا سبب ہے؟ 338
- زلزلہ وسیلاب کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داریاں 343
- خودمختار کشمیر کا فارمولا 347
- کشمیری بہنو!......ہم شرمندہ ہیں! 352
- قربانی کے لیے......ہم آرہے ہیں 356
- مشرف کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے 360
- آخر غزوہ (جرار) ہی کیوں......؟ 364
- حج پہ جانے والو......! یہ بھی پڑھتے جاؤ! 370
- حاجیو! جانے سے پہلے 375
- حج پہ جانے والو! 380
- حج کے موقع پر پاکستان کی بدنامی اور نیک نامی 385
- پھولوں کو آگ میں مت جھونکیے 391

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام موت	398
جیڑیاں آپ آوارہ ہوئیاں	409
’’اندازہ‘‘	417
اڑنے والا پراٹھا......!!	424
خدا کے نام پر ذکر بتاں کرتے رہے	435
ذلتیں ہمارا مقدر کیوں؟	442
عبرت کی جا، یا تماشا گاہ	445

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتساب

امیر المجاہدین ...... ملت اسلامیہ کے عظیم فرزند اور دنیا میں مختلف خطوں میں مقیم و برسر پیکار مظلوم و مقہور اور مجبور مسلمانوں کے پشتیبان اور ہمدرد و مددگار ...... جہادِ کشمیر کے سب سے بڑے حامی ...... پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے محافظ اور عالم کفر خاص طور پر امریکہ و یورپ اور ہنود و یہود کی آنکھوں کے کانٹے ...... جناب پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کی زوجہ محترمہ ومعززہ ام المجاہدین

آپا ام طلحہ صاحبہ

کے نام

کہ جنھوں نے ہر مشکل وقت میں نہ صرف حافظ صاحب کا ساتھ دیا بلکہ ان کی ڈھارس بندھائی اور ہر عالمی دباؤ کے وقت ان کے حوصلوں کو بلند رکھنے کا باعث بنیں اور جنھوں نے ہر آڑے مشکل وقت میں آپ کی آن بان شان اور جان کی حفاظت ونگرانی کی عظیم ذمہ داری نبھائی، جو برصغیر کے عظیم سپوت اور عالم باعمل پروفیسر حافظ محمد عبد اللہ بہاولپوری رحمه الله کی عظیم بیٹی بھی ہیں۔ آج بھی اس پیرانہ سالی کی عمر میں امت مسلمہ کی بیٹیوں کی تربیت کرنے اور دعوتِ دین کے مشن پر عملی طور پر دن رات ایک کیے ہوئے ہیں

اور

آپا ام حماد صاحبہ

کے نام

کہ جنھوں نے اپنے حق کیلئے مچلتے قلم کی اشک باری سے ایسے ولولہ انگیز جہادی ادبی وشعری لٹریچر کی بنیاد رکھی کہ جس نے ملت کے جوانوں کے دلوں میں مظلوم ومقہور اور مجبور امت مسلمہ کی مدد ونصرت کے جذبے کی بجلیاں بھر دیں۔ جنھوں نے عملی طور پر اپنے ایک، دو، نہیں بلکہ تین بیٹوں کے راہِ جہاد میں کٹ جانے (شہید ہو جانے) پر اُف تک نہیں کہا، بلکہ اللہ کے دربار میں جھلملاتے آنسوؤں کی روانی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے رب ذوالجلال والاکرام! میں اپنے جگر کے تین ٹکڑے تیری راہ میں، صرف تیری رضا کے لیے پیش کر رہی ہوں، قبول کر لینا اور فخر وریا کے شیطانی واروں سے بچانا۔

آج بھی یہ ہستی رات اور دن کی تمیز کیے بغیر فروغ جہاد اور دعوتِ دین کے مشن میں عملی طور پر رواں دواں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنسو

وہ پانی کا اک قطرہ سا
جب آنکھ میں آ کے رک جائے
اک موتی بن کر بہہ جائے
اور سب کچھ ہی وہ کہہ جائے

من موہنا کتنا پیارا ہے
وہ میری آنکھ کا تارا ہے
جو دیکھے، دیکھتا رہ جائے
اور سب کچھ ہی وہ کہہ جائے

یاں گھپ اندھیری راتوں میں
تنہائیوں میں سناٹوں میں
میرے ساتھ اکیلا رہ جائے
اور سب کچھ ہی وہ کہہ جائے

دکھوں کے بھرے سمندر میں
وہ پانی کا اک قطرہ سا
جب آنکھ میں آ کے بہہ جائے
اور سب کچھ ہی وہ کہہ جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف تمنا

تمنا ہے دردِ دل کی!

اللہ کریم کے خزانے بہت وسیع و عریض ہیں بلکہ یوں کہیں ان کی وسعتیں لامحدود ہیں...... ان خزانوں میں سے وہ ذاتِ کریم عظمتوں ...... رفعتوں ...... بلندیوں ...... مقبولیتوں ...... اور ...... محبتوں ...... عقیدتوں ...... چاہتوں والفتوں کے سچے اور سچے، چمکتے دمکتے موتیوں کی مالا ...... جس کو چاہے پہنا دے ...... جس کے دامن طلبگار کو چاہے بھر دے ...... جس کے سر پر چاہے قبولیت و پسندیدگی کا مرصع و مرقع اور منور نگینوں سے جڑا تاج سجا دے۔ یہ صرف اور صرف اللہ جل شانہٗ کی کرم نوازی ہے۔ اسی بات کی نشاندہی مالک کائنات، خالق کائنات اور رازق کائنات نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں یوں کی ہے:

﴿وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ﴾ [آل عمران: ٢٦]

”وہ جس کو چاہتا ہے عزتیں (کامیابیاں، کامرانیاں) بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلتوں کے اندھے غار میں پھینک دیتا ہے۔ یہ سب (عزتوں اور ذلتوں کے بخشنے کے) اختیار اسی کے ہاتھ (قبضۂ قدرت) میں ہیں۔“

بندۂ ناچیز بھی ان افراد کی فہرست میں شامل ہے کہ جو خود تو کچھ بھی نہیں، فی زمانہ روا رکھے جانے والے کلیوں اور قاعدوں کے مطابق راقم میں کوئی قابلیت و اہلیت اور خوبی نہیں ہے...... اور نہ ہی وہ کسی فن میں ماہر و مشاق ہونے کا دعوے دار ہے...... نہ ہی وہ بڑی بڑی ڈگریوں، ڈپلوموں اور اسناد کا حامل ہے...... نہ ہی زمانہ کے کسی بڑے ادیب کی دیر تک ہم نشینی کا دعوے دار ہے...... البتہ چیف ایڈیٹر خبریں محترم ضیاء شاہد صاحب کے ساتھ صرف دو اڑھائی ماہ کام کرنے کا موقع ملا اور اس عرصہ میں بندہ نے ان کو کافی قریب سے کام کرتے دیکھا اور ان کے طریقہ کار سے نہایت متاثر ہوا...... جب کہ محترم جناب قابل احترام بھائی امیر حمزہ صاحب (﷾) چیف ایڈیٹر جرار وہ ہستی ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر میں نے ایک عرصہ تک دعوتی، تصنیفی و تالیفی کام کیا۔ منبع کی دلآویز خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرنے و سیراب و شاداب کرنے کے لیے ایک عرصہ ان سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوشہ چینی کی۔ صحافتی زیست کا سفر یہیں پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

فکری راہنمائی میں مجھے سب سے زیادہ اگر کسی نے متاثر کیا تو وہ پروفیسر حافظ محمد عبداللہ آف بہاولپور اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کے بعد محترم و مکرم امیر المجاہدین جناب حافظ محمد سعید حفظہ اللہ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان ہیں، کہ جن کا میں شکریہ ادا کرنا بھی چاہوں اور بدل دینا بھی چاہوں تو نہ دے سکوں گا ساری زندگی صرف کر کے ان کا وہ قرض لوٹا نہ سکوں گا جو انھوں نے فکر راست کی شکل میں ...... منہج نبوی کی ترویج کے جذبہ ...... دعوت و ارشاد کے پر حکمت نبوی اسلوب کی صورت میں ...... اور دنیا میں کسی بھی جگہ ہنود و یہود اور صلیبیوں کے مظالم کا شکار، نہتے مسلمانوں کی کسی بھی طرح نصرت کے لیے، عملی جدو جہد کرنے کی صورت میں ایک لائحہ عمل ہمیں سونپا۔

اللہ کریم کی رحمت سے اگر وہ ہماری صحیح فکری راہنمائی نہ کرتے تو شاید ہم بھی آج کرسی اقتدار کے حصول کے لیے کوشاں کسی سیاسی جذباتی، دھڑے کے، یا کسی سیاسی یا نیم سیاسی مذہبی دھڑے کی غلام گردشوں میں پھنسے کھڑے ہوتے، اور گلے پھاڑ پھاڑ کر زندہ باد، مردہ باد کی نعرے بازی کر رہے ہوتے۔ انھوں نے ہماری بالکل اپنے بچوں کی طرح راہنمائی کی، ہمیں فکری محاذ پر انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ...... مجھے آج بھی ایک دنیا کی نظر میں ایک ''بڑے آدمی'' کے وہ الفاظ یاد ہیں، جو اس نے چیمبر لین روڈ کے مرکز میں حافظ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہے تھے کہ:

''کیا ہے حافظ صاحب !؟ آپ اس طاہر نقاش کو علیحدگی میں گھنٹہ گھنٹہ یا ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ ٹائم دیتے ہیں، اس سے اللہ جانے کون سی باتیں کرتے رہتے ہیں !!؟ اس دوران سیکیورٹی والے ہمیں آپ کے قریب جانے سے بھی روکتے ہیں جبکہ ہم تھوڑے سے ٹائم (چندمنٹ) کی ملاقات کے لیے کتنی دیر تک کھڑے رہتے ہیں۔''

مجھے حافظ صاحب کی وہ تربیتی شفقتیں مرتے دم تک نہیں بھول سکتیں کہ جنھوں نے میری منہجی زندگی میں ایک مثبت، تعمیری اور فکری انقلاب برپا کر دیا۔

اسی طرح استاذ محترم جناب استاذ الاساتذہ استاذی و مشفقی حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ بھی میرے محسن و مربی ہیں، کہ جنھوں نے ایک عرصہ تک ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' کے دلنواز ترانوں کی پرسوز آواز میں ہماری صبحیں حدیث رسول ﷺ کے شبنم جیسے موتیوں کی تبسم ریزی میں ضوفشانیاں کرتے اور جھولیاں بھرتے گزاریں۔ جن کی دعوتی تمثیلات، تشبیہات، حکایات، اشعار، بزلہ سنجیاں، خوش گفتاریاں، خوش کلامیاں، علمی و تحقیقی نادر نکتے، مسائل کے گہرے استنباط، عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے مخدوش حالات پر جہادی تذکرے، تبصرے، تجزیے اور ...... ایک بات اور کہوں کہ ...... دوران تدریس (ایک مبلغ و عالم کے لیے طبیب ہونا چاہیے کے تحت) بتائے ہوئے طبی مجرب و اکثیر نسخے بھی آج تک مجھے یاد ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ان بزرگوں کو ایمانی و جسمانی صحت و تندرستی ...... اور بھرپور توانائیوں ...... رعنائیوں اور ...... زیبائیوں کے ساتھ ہمارے اندر موجود رکھے ...... اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے ...... اور روزِ قیامت ہمیں ان کے ساتھ جنت الفردوس میں ایک جگہ جمع ہونے ...... اور حوضِ کوثر سے مل کر جام نوش جان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

پیارے قارئین! ...... دور نکل گیا، آمدم برسر مطلب ...... بات تو میں یہ کر رہا تھا کہ بندہ کے اندر کسی قسم کا کوئی ایسا ملکہ وخوبی نہیں، نہ بندے کی کوئی محنت وکمال ہے اور نہ اس کی کوئی تعلیمی و تحریری کاوشوں کا اس کی زندگی میں کسی قسم کا کوئی عمل دخل ہے ...... یہ صرف اور صرف اللہ ذوالجلال والاکرام کا کرم ہے اور عطاء خاص ہے کہ ...... اس نے بندۂ ناچیز سے محبت کا سمندر ...... لوگوں کے دلوں میں ...... موجزن ومزین کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان شہداء سے محبت کا مرہون منت ہے کہ جنھوں نے مقبوضہ وادی میں جا کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور اپنی کمزور ومظلوم کشمیری بہنوں کی حفاظت کرتے ہوئے قربان ہو گئے۔ ہم چونکہ ان کے وارث سمجھے جاتے ہیں ...... ان سے محبت و تعلق کے دعویدار ہیں ...... اس لیے لوگ ان شہداء کی باکمال سیرت ولافانی جذبوں کے تناظر اور پس منظر میں ہمیں دیکھتے ہیں ...... سروں پر بٹھاتے ہیں ...... آنکھیں سرراہ نچھاور کرتے ہیں ...... ہمیں ان کا وارث مان کر اور ان جیسے عملی افکار، کردار ونظریات کا مالک ...... ان جیسی صفات کا حامل جان کر ...... مختصر یہ کہ ان ہی جیسا جان کر عزت واحترام کا مقام دیتے ہیں ...... ورنہ ہم تو کچھ بھی نہیں ...... کسی شمار وقطار میں نہیں ...... مختصر یہ کہ ہماری یہ عزتیں، یہ ٹھاٹھ باٹھ، یہ سب شہداء کی قربانیوں کی وجہ سے ہے، ان کی شہادتوں کی مرہون منت ہیں ...... ورنہ شاید میں بھی آج ایک دکان پر کھڑا دال آٹا بیچ رہا ہوتا اور بعض ہم میں سے سکولوں کالجوں میں بچوں کو پڑھا رہے ہوتے! ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء بغیر حساب۔

آج اللہ کریم نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ ''قلم کے آنسو'' کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں پہنچانے میں کامیاب ہو سکا۔ قلم کے آنسو کی پہلی جلد جب شائع ہوئی تو بعض احباب نے کتاب کے انتساب پر اعتراض لگا کر اپنے ایک وسیع حلقہ میں اس کے داخلے پر پابندی لگا دی ...... لیکن پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کتاب کا ایڈیشن دیکھتے ہی دیکھتے ایک ماہ کے اندر اندر ختم ہو گیا۔

دوسرا ایڈیشن صرف دس دن کے اندر Book Binder بھائی طارق برادر طاہر یوسف بھائی کے دفتری خانہ سے ہی اٹھا لیا گیا اور ختم ہو گیا۔

یوں دوسرا ایڈیشن دس دن میں ختم ہونے کے بعد تیسرا ایڈیشن، پھر چوتھا اور پھر پانچواں ایڈیشن منظر عام پر آیا اور یوں یہ سلسلہ چل نکلا۔ فللہ الحمد

محترم جناب برادرم علی عمران شاہین ﷾ ایڈیٹر ہفت روزہ جرار نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہفت روزہ غزوہ میں یہ خبر شائع کی کہ:

> ''قلم کے آنسو'' کی شاندار مقبولیت، ایک ماہ میں ایڈیشن ختم، جبکہ ڈیمانڈ ابھی تک برقرار ہے، بلکہ کتاب بلیک میں منہ مانگے داموں فروخت ہو رہی ہے۔ (انھوں نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ) پاکستان میں شائع ہونے والی کالموں کی کتابوں میں یہ واحد کتاب ہے جس کو اس قدر پذیرائی ملی اور جس نے شاندار تیز ترین فروخت کا ریکارڈ قائم کیا۔ (انھوں نے اپنی رپورٹ میں اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ) یہ کالم ہفت روزہ غزوہ میں ہی گاہے گاہے شائع ہوتے رہے جو اب کتابی شکل میں ''قلم کے آنسو'' کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔''

بعد میں مجھے کتنے ہی ایسے افراد ملے جنھوں نے بتایا کہ ہم نے بلیک میں یہ کتاب پانچ سو یا چھ سو روپے میں حاصل کی۔ بعض دکانداروں اور بک سیلرز نے اعتراف کیا کہ ہم نے طلب گاروں سے منہ مانگی قیمت وصول کی۔

پیارے قارئین کرام! ...... یہ کیا ہے!!!؟؟ ...... کچھ نہیں ...... صرف اور صرف ...... میرے مولا کریم کی ...... رحمت وعنایت اور ...... کرم فرمائی ...... ہی ہے ...... ورنہ مجھ گنہگار میں تو ایسی کوئی بات نہیں!

میں کہاں تھا اس کرم کے قابل
یہ فقط تیری بندہ پروری ہے

اور مزید اپنے مولا کریم کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہوں:

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اس کتاب کے متعلق محترم ومکرم جناب محسن پاکستان ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان ﷾ نے اپنے روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے ہفتہ وار کالم ''سحر ہونے تک'' میں لکھا کہ یہ میری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ کتاب ہے اور میرے مطالعے میں رہتی ہے۔ میں یہ کالم نہ پڑھ سکا اور نہ ہی اس کا مجھے علم ہو سکا یہ بات مجھے مرکز القادسیہ میں بیٹھ کر محترم فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الغفار المدنی ﷾ نے اس بات کی مبارک باد دیتے ہوئے خود بتائی اور کہنے لگے:

"طاہر بھائی! یقین نہیں آتا تو روز نامہ جنگ کی فوٹو کاپی میری گاڑی میں پڑی ہے منگوا کر دیکھ لیں، جس میں آپ کے متعلق محسن پاکستان کا یہ جذبہ درج ہے۔ اور مجھے بھی کسی نے خوشی سے دی ہے کہ دیکھو طاہر بھائی کی کتاب کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے خاص طور پر اپنے کالم میں کیا ہے۔"

اسی طرح مردِ آہن اور مجاہد انتھک محترم جناب جنرل حمید گل صاحب ﷾ کہ جن سے عالم کفر ہمیشہ لرزہ براندام رہا ہے...... اور جو آئی ایس آئی کی جہاد افغانستان کے دوران کمان کرتے رہے ہیں، انھوں نے "قلم کے آنسو" پڑھی تو اپنے نیک اور محبتوں سے بھرپور جذبات مجھ ناچیز تک پہنچائے۔ اسی طرح روز نامہ جسارت کے چیف ایڈیٹر اور پاکستان اٹامک انرجی اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان صاحب کے حوالہ سے دنیا میں ایک سند سمجھے جانے والے، محبِ وطن و دین، بین الاقوامی افق پر جن کے قلم سے نکلنے والے ہر حرف کو خوردبین لگا کر دیکھا جاتا ہے، اہمیت دی جاتی ہے، اور پالیسیاں وضع کی جاتی ہیں، میری مراد محترم و مکرم جناب زاہد ملک صاحب ﷾ ہیں، کہ جنھوں نے اپنے گرانقدر تاثرات بھی مجھ تک سی ڈی میں ریکارڈ کر کے، ہاتھ سے لکھ کر اور کمپیوٹر پر کمپوز کر کے، ہر تینوں حالتوں میں پہنچائے، یہ ان کی نہایت شفقت اور کمال محبت اور بڑے پن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"قلم کے آنسو والیم ٹو" کافی عرصہ سے تیار تھی، محض ہماری کچھ سستیوں کی بنا پر تاخیر در تاخیر کا باعث بنتی رہی۔ پورے ملک سے قارئین یاد دہانیاں کرواتے رہے اور میں ان سے جلد منظر عام پر لانے کے وعدے کرتا رہا، خاصی تاخیر کمپیوٹر کے دور میں کمپیوٹر کی وجہ سے ہی ہوئی، امید ہے میری نئی آنے والی کتاب "احساس کی شمع" اس طرح تاخیر در تاخیر کا شکار نہ ہوگی اور جلد ہی منظر عام پر آجائے گی۔ ان شاء اللہ...... مداحِ صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر ﷫ نے بتایا کہ "قلم کے آنسو" نے بحرین اور شارجہ کے اردو دان طبقہ میں اچھی خاصی پذیرائی حاصل کی۔ اس بات کا مشاہدہ میری زوجہ محترمہ اور ہونہار بیٹے محمود احمد ضیاء نے اپنے اعزاز میں دی جانے والی دعوتوں کے موقع پر خود اپنی آنکھوں سے وہاں کیا اور پاکستان آ کر یہ پسندیدگی و پذیرائی کے مناظر مجھے سنائے...... بہر حال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تاخیر کی شکایات اندرونِ ملک کے علاوہ بیرون ملک سے بھی میرے فون پر موصول ہوتی رہیں، اس کے لیے قارئین سے معذرت خواہ ہوں کہ جنھوں نے کتاب پڑھنے کے بعد مجھے غائبانہ دعاؤں میں یاد رکھا اور رابطہ کر کے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، میں ان سب احباب کا شکر گزار ہوں، بس اتنا کہتا ہوں کہ اللہ کریم ان کو اس محبت و قدر دانی اور حوصلہ افزائی پر اپنی جناب سے اجر عطا کرے۔ آمین!

میں اپنے اس والیم کا انتساب اس دور میں اپنی معلومات و مشاہدات اور علم کے مطابق امت کی دو مقتدر اور عظیم مومنات، مجاہدات اور عابدات ہستیوں کے نام کرتا ہوں، جن کو زمانہ...... آپا جی ام طلحہ اور...... آپا جی ام حماد صاحبہ (حفظہما اللہ) کے نام سے یاد کرتا ہے۔

محترم و مکرم قارئین کرام!...... میرے محترم بھائیو...... اور عظیم بہنو...... امید ہے والیم ٹو آپ کو پہلے والیم ون سے بھی زیادہ پسند آئے گا۔ بس آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ پڑھ کر پسند آئے، اور کوئی قابل عمل اچھی راہنمائی ملے تو رب کریم کے حضور اتنی دعا ضرور کر دیں کہ:

"اے اللہ الرحمٰن، اے رب ارض و سماء!...... طاہر بھائی کو ریاکاری کی بلا سے محفوظ رکھ اور ان کا خاتمہ بالایمان کر، اور انھیں دین اسلام کی ترویج و ترقی کے لیے مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔" آمین یارب العالمین!

کیونکہ یہی میرا دردِ دل ہے اور یہی میری تمنا ہے کہ...... میرا نورِ بصیرت عام ہو...... اللہ کرے میری تحریر و کاوش ہر دردمند دل کو رلا دے...... اور...... تڑپا دے...... تاکہ وہ کچھ سوچیں...... اور اللہ کریم کی بغاوتوں پر مبنی اپنے طرزِ عمل و لائف سٹائل کو...... ترک کر کے...... بہشتوں کی باغ و بہار زندگی کی شروعات کریں...... اور خواب غفلت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بیدار ہو کر...... اپنے رب کریم کو راضی کر کے...... سنتوں اور پیارے نبی کے طریقوں کو اپنا کر...... خود بھی کامیاب ہوں...... اور میری اخروی نجات و ترقی کا باعث بھی بن سکیں...... آمین۔ یہی پکار اور تڑپ ہے میرے دردمند دل کی۔

تمنا درد دل کی ہے تو خدمت کر اسلام کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

0300-4453358

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قلم کے آنسو''
ہماری کمیوں کوتاہیوں کی نشاندہی کرتی ہے

از

جنرل (ر) حمید گل

''قلم کے آنسو'' کا مطالعہ کیا تو پتا چلا کہ یہ روایتی، سیاسی، عالمی مسائل کے متعلق اور مروجہ ادبی کالموں کے اسلوب سے یکسر ہٹ کر منفرد اور تڑپا دینے والے انداز تحریر میں لکھی گئی کتاب ہے۔

مسلم معاشرے کے وہ مسائل کہ جو آج کل ہر گھر میں رونما ہو رہے ہیں، جنھوں نے خاندان برادری و معاشرے کو پریشان و ہلکان کر رکھا ہے۔ ان مسائل کی نشاندہی اور ان کا شافی و جانفزا حل کوئی تجویز نہیں کر رہا۔ طاہر نقاش صاحب نے اپنے مضامین و کالموں میں ان ہی مسائل کی نشاندہی کی ہے جو آج کل کسی بھی گھر کو پیش آ سکتے ہیں اور آ رہے ہیں۔ اخبارات کی چیختی چنگھاڑتی سرخیاں روزانہ ایسے ہی ہلاکت خیز سانحات کی خبر دیتی ہیں۔

طاہر نقاش کے کالم رلاتے بھی ہیں ...... تڑپاتے بھی ہیں ...... اور بندے کو اپنی گرفت میں لے کر، سوچنے پر مجبور بھی کر دیتے ہیں ...... اپنی زندگی کی ڈگر اور غلط روش کو تبدیل کر کے اصلاح احوال پر آمادہ کرتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل جو انگلش کلچر کی پروردہ و گرویدہ ہے، جن پر روشن خیالی کا خبط سوار ہے، اور اسی طرح ہر باپ کو اپنی بیٹی، بیٹے اور بیوی کو اس کا مطالعہ ضرور کرانا چاہیے، تا کہ ان کو اپنی اسلامی روایات کا تعارف اور دین، وطن اور اسلامی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی قدروں کی پہچان اور قدر ہو۔

نوجوان مصنف محمد طاہر نقاش کے مضامین کا مجموعہ ''قلم کے آنسو'' پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ سماجی و معاشرتی سمیت مختلف موضوعات پر لکھی گئی یہ تحریریں اگر ایک طرف ہمارے معاشرے کی جہالت، جبر و تشدد اور خامیوں پر نوحہ کناں ہیں تو دوسری طرف ہماری اصلاح و راہنمائی کرتی ہیں۔ بلاشبہ ''قلم کے آنسو'' ہمیں اپنی کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی اور صحیح سمت کے تعین میں مدومعاون ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ''قلم کے آنسو'' ذخیرہ کتب میں ایک بہترین اضافہ ہے، جو کہ ہر لائبریری کی زینت ہونی چاہیے۔

جنرل (ر) حمید گل
سابق ڈی جی آئی ایس آئی
۱۹ اکتوبر ۲۰۱۰ء، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خونِ جگر سے بھر کے قلم

از

زاہد ملک

صدرِ نظریہ پاکستان کونسل پاکستان

مولانا عبد الحلیم شرر نے کہا تھا کہ ”کہانی سے زیادہ کوئی مؤثر پیرائیہ کسی مسئلے یا کسی تہذیب کے ذہن نشین کرنے اور لوگوں کو کسی امر کا پابند بنا دینے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ کہانی کا اسلوب وہ ”شکر“ ہے، جو ہر کڑوی دوا کو خوشگوار بنانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ پند و نصائح کو کہانی کا لباس پہنا کر پیش کیا جائے تو نہایت ہی مفید اور مؤثر اثر پڑتا ہے۔ ”قلم کے آنسو“ محترم طاہر نقاش صاحب کی ایسی ہی مختصر تحریروں کا مجموعہ ہے۔ ان کی حساس اور فعال طبیعت اور دردمند دل نے اپنے اردگرد بکھرے مسائل اور گزرے واقعات کو اپنی فکر و نظر کے مطابق قلم کو خون جگر میں ڈبو کر کہانی کے انداز میں پیش کیا ہے۔ ان تحریروں میں بے حسی و بے غیرتی، بدنظمی و بدعنوانی، لوٹ کھسوٹ، ظلم ، جبر، غفلت و بے حمیتی وغیرہ۔ غرضیکہ قومی وسماجی زندگی کے بہت سے گھناؤنے روپ اس قدر متاثر کن انداز میں پورٹریٹ کیے گئے ہیں کہ پڑھنے والا کرب محسوس کیے اور اثر لیے بغیر نہیں رہتا۔

ان تحریروں میں بیان کردہ واقعات فرضی یا ان کے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی زندگی کے سچے اور حقیقی واقعات ہیں، جو ہمارے اردگرد روز رونما ہوتے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مگر ہماری اجتماعی زندگی پر جو جمود اور تعطل طاری ہے، اس کے باعث ان سے کوئی تاثر لینے یا کوئی سبق حاصل کرنے کے بجائے، ہمارا رویہ ایک تماشائی کا سا ہے۔ جبکہ طاہر نقاش نے اپنے مشاہدے اور تجربے کو اپنی داخلیت میں سمو کر دور رس لفظی پیکروں میں اس طرح پیش کیا ہے کہ زندگی کے کئی رنگ، کئی پہلو ایک ساتھ نظر آتے ہیں، اور تہذیبی زندگی کے بہت سے رشتے ایک ساتھ الجھتے، جال بنتے اور قلب ونظر کو متاثر کرتے نظر آتے ہیں، ان کی تحریر میں ایک پیغام اور ایک مقصد ہے، مگر وہ کسی سیاسی لیڈر کی طرح للکارنے کے بجائے ایک ایک کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اس غنودگی سے آزاد کرنا چاہتے ہیں جس نے ہمارے معاشرتی، تہذیبی اور دینی احساسات کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، وہ قوم کے دل میں پھر سے اپنی تہذیب، روایات، دینی شعائر اور معاشرتی اقدار سے ایسی محبت، ایسا اُنس پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے دوبارہ حصول کے لیے نئے جوش، ولولے اور عزم کے ساتھ سرگرم عمل ہوں۔

طاہر نقاش صاحب کہانی سنانے یا واقعہ کو بیان کرنے کے فن سے خوب واقف ہیں، وہ جس ماحول یا کردار سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں، اسے حد درجہ سبک، سادہ اور دھیمے مگر اثر انگیز لہجے میں قاری کے ذہن میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مقصد کو الفاظ کے مد و جزر میں نہیں تیراتے، نہ ہی شہرت کی تلاش میں ان کا قلم ادھر ادھر بھٹکتا ہے۔ پڑھنے والوں کو ان کی تحریروں میں ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جن کے لیے ان کا ادبی ذوق وشوق مدت سے بے تاب تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ جو چیز انھیں معاشرتی زندگی میں ایک اہم مسئلے کی صورت میں برسوں سے نظر آ رہی ہے کاش کوئی قلم کار اسے موضوع سخن بنائے۔ طاہر نقاش نے ان کے دل کی بات کو ایک مؤثر اور دلکش پیرائیہ اظہار دے دیا ہے۔ ان کا انداز بیان تیکھا، مؤثر اور بڑی حد تک رلا دینے والا اور طرزِ تحریر بے باک، گرہ کشا، تیز وطرار، دلکش مگر دل فگار ہے۔

طاہر نقاش کی تحریریں ایک سچے پاکستانی بلکہ دردمند مسلمان کے جگر پارے ہیں۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کو اس سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں، جس کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ بانی پاکستان رحمہ اللہ نے ایک سے زائد مرتبہ اسلامیانِ پاکستان کو تلقین کی تھی کہ ''وہ عہد کریں کہ ضرورت پڑنے پر وہ پاکستان کو اسلام کی پشت پناہ اور دنیا کی عظیم قوم بنانے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔'' ''یاد رکھیے! ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں کہ جو پوری اسلامی دنیا کی تصویر بدل دینے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔'' طاہر نقاش، اسی مشن کی تجدید اور وہ جو حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران ہم نے عہد کیا تھا کہ ''میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، سب رب العالمین کے لیے ہے۔'' اس کی یاددہانی کرا رہے ہیں کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

دعا ہے کہ وہ اس مشن کو اسی جذب وشوق کے ساتھ جاری رکھیں، تاکہ فکر اسلامی اور مفادات اسلامی تمام افکار اور مفادات پر غالب رہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

میں ذاتی طور پر پرامید ہوں کہ ہماری آزمائش کی گھڑی جلد ختم ہو جائے گی اور پاکستان اقوام عالم میں ان شاء اللہ ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

زاہد ملک

صدر، نظریہ پاکستان کونسل، اسلام آباد

ایڈیٹر ان چیف، روزنامہ پاکستان ابزرور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکھی دلوں کی آہیں

از

مداحِ صحابہ ابوضیاء محمود احمد غضنفر ﷾

''قلم کے آنسو'' کیا ہے؟ ...... ایک درد، تڑپ، اضطراب اور کسک ہے ...... جو طاہر نقاش کے دل کے نہاں خانوں میں پوشیدہ ہے اور وہ اس درد کو پوری قوم کا درد بنا دینا چاہتے ہیں ...... یہ آہیں اور نالے ہیں دکھی دلوں کے ...... ٹیسیں، چیخیں اور سسکیاں ہیں ...... مظلوموں ...... مقہوروں، لاچاروں، ناداروں، بے کسوں، بے بسوں کی ...... اس کتاب میں معاشرتی ناہمواریوں اور ظلم وستم کی دردناک داستانوں کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے...... آج کل کے اس نفسانفسی کے دور میں کسی کو کسی دردمند کے دکھ تکلیف کی کیا خبر! ...... اسے تو اپنے ہی بکھیڑوں سے نجات اور فرصت نہیں ملتی۔ ''قلم کے آنسو'' ایک ایسی منفرد و دلچسپ، سبق آموز اور تربیتی کتاب ہے کہ اگر کوئی ایک دفعہ اس کا مطالعہ شروع کر دے تو اسے اپنی گرفت میں لے کر ماہیٔ بے آب اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے پر مجبور کر دے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں کسی فرد و بشر میں اپنے ظلم و جبر اور غلطی و بے انصافی و بے اعتدالی کا احساس پیدا کر کے، اسے سوچنے پر مجبور کر دینا ...... اور اسے اپنی اصلاح اور اللہ کریم کے ہاں جواب دہی کے تصور سے آشنا کر دینا، بہت بڑی نیکی کا کام ہے اور اصلاح احوال کے لیے بہت بڑی کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔

یہ کتاب خاندان بھر، برادری یعنی ماں، بیٹی، بہن اور بھائی و بیٹے کی روحانی اصلاح و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا مؤثر ذریعہ ثابت ہو گی۔

یہ موجودہ دور میں جناب طاہر نقاش صاحب کی طرف سے افراد و معاشرہ کے لیے ایک انمول تحفہ ہے۔ یہ کتاب ہر فرد کی اسلامی طرزِ زندگی اور مثبت دینی تربیت کے لیے ایک کامیاب معلم اور مربی ثابت ہو گی۔ ان شاء اللہ

کتاب کے مطالعہ کے دوران یوں محسوس ہوتا ہے کہ معاشرتی و سماجی برائیوں کے خلاف کسی ماہر و مشاق سرجن کا نشتر ہے، جو جسم میں ناسور بن جانے والے حصہ کو کاٹ کر باقی جسم کو کارآمد بنانے کا باعث بنتا ہے۔ قارئین کرام کو اس کتاب کے مطالعہ سے پتا چلے گا کہ ہم نے بحیثیت ...... باپ ...... بیٹا ...... بہن ...... بھائی ...... بیٹی ...... اور والدہ ...... یا امت مسلمہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ...... اپنے ماتحت افراد کی کامیاب تربیت کس طرح کرنی ہے اور ہم نے اس فانی اور چند روزہ زندگی میں کیا کردار ادا کر کے یہاں سے رخصت ہونا ہے۔

میں اور میری زوجہ محترمہ مل کر طاہر نقاش بیٹے کے کالموں کو با آواز بلند (دوسرے کو سنانے کے لیے) باقاعدگی سے پڑھتے رہے ہیں۔ اور اس دوران کتنی ہی دفعہ ہماری آنکھیں ساون کا سماں باندھتے ہوئے آنسو بہانا شروع کرتیں جبکہ دل ان کے حق میں دعائیں دیتا۔ بیرون ملک بھی میرے بیٹے اور زوجہ محترمہ نے بعض دعوتوں پر جو ان کے اعزاز میں دی گئی تھیں۔ ”قلم کے آنسو“ کی مقبولیت و پسندیدگی کے مناظر کا جاگتی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے، پاکستان واپس آ کر مجھے بتایا تو میں نے اس کی تفصیلات طاہر نقاش صاحب کے گوش گزار کر دیں۔

اللہ کریم ان کی کاوشوں کو قبول کرے، اور ان کی مشکلات و پریشانیوں کو دور کرے۔ آمین!

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

۲۵ دسمبر ۲۰۱۰ء لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوشی و محبت کے ساتھ

ایک وقت تھا کہ برصغیر کے سلفی علمائے کرام تصنیف و تالیف کے میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔ اردو اور فارسی کے علاوہ یہاں کے علماء نے عربی زبان میں بھی کتابیں لکھیں۔ ہر موضوع پر کتابیں لکھی گئیں۔ لیکن رفتہ رفتہ مسلکی تقابلی جائزوں کے علاوہ دیگر موضوعات پر لکھنے لکھانے کا سلسلہ تقریباً دم توڑ گیا۔ موجودہ دور میں پاکستان میں خاص طور پر بہت کم علما تصنیف و تالیف سے وابستہ رہ گئے ہیں۔ تصنیف و تالیف کے اس خلاء کو عرب علمائے کرام کی تصانیف کے تراجم سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

گزشتہ ایک صدی کے دوران میں عرب علمائے کرام نے قرآن و حدیث کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے جو کاوشیں کیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ یہ ایک علمی اثاثہ ہے اور اسے عرب کے علاوہ عجم تک پہنچانے کی اشد ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پاکستان میں کئی اشاعتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ انہی اداروں میں سے ایک دارالابلاغ ہے۔ زیادہ تر ادارے عربی تصانیف کے محض تراجم شائع کرتے ہیں، زیادہ زور سہل نگاری پر دیا جاتا ہے، تاہم دارالابلاغ کا یہ امتیاز ہے کہ اس کے مدیر ہماری جماعت کے معروف رائٹر و ادیب طاہر نقاش بھائی ہیں، جو عرب علما کی لکھی گئی کتب کو پاکستانی معاشرے کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ بعض اوقات اصل کتاب سے دوگنا مواد ان کی محنت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ''گناہ چھوڑنے کے انعامات'' یہ ایک کتابچے کے چالیس صفحات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مواد تھا، طاہر نقاش بھائی نے اس کا ترجمہ کروایا تو ہمارے ماحول کے حوالے سے تشنگی پائی تو اس میں مزید اضافہ کرتے گئے۔ اب یہ کتاب تقریباً ۲۰۸ صفحات تک جا پہنچی ہے۔ غرض ہر کتاب کی اشاعت کے دوران میں وہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں اس کتاب سے کس طرح کماحقہ مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ اب تک دارالابلاغ کے تحت تقریباً 80 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دارالابلاغ کی ہر کتاب ہی ترجمہ ہوتا ہے بلکہ اس میں طاہر نقاش بھائی اور ان کی اہلیہ کے علاوہ کئی پاکستانی علمائے کرام کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ کمال یہ ہے کہ دارالابلاغ کی ہر کتاب اصلاح معاشرہ کے کسی نہ کسی پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔ اگر کسی گھر میں اس ادارے کی تمام کتب موجود ہوں اور صرف زینت کے طور پر نہ ہوں، انھیں پڑھا بھی جائے تو یقیناً فرد اور گھر کی اصلاح ہو گی۔

(ان شاء اللہ)

آج کل دارالابلاغ عرب کے مشہور سکالر و ادیب احمد خلیل جمعہ کی ایک نئی معرکہ آرا کتاب کا ترجمہ شائع کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ طاہر نقاش بھائی نے اس کتاب کا مسودہ دکھایا تو میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ تقریباً ۳۶۷ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''خواتین اہل بیت'' کے نام سے امہات المومنین، رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں اور نواسیوں کی پاکیزہ اور ایمان افروز سیرت کے بارے میں ہے۔ مولانا محمود احمد غضنفر ﷾ نے اپنے مخصوص انداز میں اس کتاب کا دلنشین ترجمہ کیا ہے۔ امہات المومنین کے حوالے سے اس کتاب کو ایک چھوٹا سا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ خاص طور پر خواتین کے پڑھنے کی چیز ہے۔ امہات المومنین ہماری ماؤں اور بہنوں کے لیے نمونہ ہیں۔ ان کی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اپنی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ بہنیں ایک دوسرے کو اس کتاب کا تحفہ دے سکتی ہیں۔

اس کتاب کے حوالے سے میں نے طاہر نقاش بھائی سے عرض کیا کہ اگر یہ چھوٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوائنٹ میں ہو اور صفحے کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے اور ہلکے کاغذ پر شائع کر کے بہت کم قیمت رکھی جائے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک یہ دعوت پہنچ سکتی ہے۔ میں نے انھیں ڈائجسٹوں کی مثال دی کہ خرافات اور لغو قسم کی تحریریں شائع کی جاتی ہیں، عموماً ایک ڈائجسٹ تقریباً ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن باریک لکھائی (۱۰ پوائنٹ) کے باعث اس میں اتنا مواد ہوتا ہے کہ عام کتاب کا شاید ہزار صفحہ بن جائے، قیمت ۵۰ روپے سے کم ہوتی ہے۔ یوں ان کا پراپیگنڈا دور دور تک پہنچتا ہے۔ اگر دینی کتب کی اشاعت میں بھی اس پہلو کو مد نظر رکھا جائے اور ہلکے کاغذ پر چھوٹی لکھائی سے کتاب شائع کی جائے اور قیمت کم رکھی جائے تو بہت زیادہ افراد مستفید ہو سکتے ہیں۔ طاہر بھائی نے میری اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ یہ ایڈیشن تو اعلیٰ کوالٹی کے امپورٹڈ پیپر پر نہایت خوبصورت انداز میں تیار ہو چکا ہے، آیندہ اسے آپ کی تجاویز کے مطابق شائع کرنے کی بھی پوری کوشش کی جائے گی۔

اس دوران میں طاہر نقاش بھائی نے مجھے ''جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ'' نامی کتاب کا نیا نسخہ دیا۔ مجھے یہ دیکھ کر زبردست خوشی ہوئی کہ کچھ عرصہ پہلے میں نے اپنے کالم ''دکھ اور معذرت کے ساتھ'' میں اس کتاب کے حوالے سے جن امور کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی تھی، دارالابلاغ نے اس کا پورا اہتمام کر دیا ہے۔ کتاب کے نئے ٹائٹل پر الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر دونوں مصنفین کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں، جبکہ کتاب کے پشتے پر بھی اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یقیناً یہ طاہر بھائی کے بڑے پن اور اعلیٰ ظرفی کی نشانی ہے، جن دنوں میں نے مذکورہ بالا کالم لکھا تھا طاہر بھائی سعودی عرب میں تھے، جب واپس آئے تو مجھے کہنے لگے کہ آپ کالم لکھنے کے بجائے ویسے ہی مجھے کہہ دیتے تو میں اصلاح کر دیتا۔ واقعی ان کی بات درست ہے، میں نے تو کالم خالصتاً اصلاحی اور علمی نقطہ نظر سے لکھا تھا لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ بعض حاسدین نے میرے اس کالم کی بنیاد پر دارالابلاغ اور طاہر نقاش بھائی کے خلاف ایک مہم شروع کر دی۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ دارالابلاغ کی کتب ہر گھر کی ضرورت ہیں۔ میرے گھر میں بھی دارالابلاغ کی بیشتر کتابیں موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنے کالم ''دکھ اور معذرت کے ساتھ'' میں بھی لکھا تھا کہ یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے، صرف ایک علمی اور تکنیکی غلطی کی طرف اشارہ کیا تھا، لیکن خیر اندیشوں نے اسے دوسرے معانی پہنا دیے۔ یقیناً طاہر نقاش بھائی کی ساکھ مجروح ہوئی جس کا مجھے دلی طور پر دکھ ہے۔ تاہم حاسدوں کے منہ میں بند نہیں کر سکتا، انہوں نے اس کالم کو بھی اپنی عینک سے دیکھنا ہے تاہم دارالابلاغ کی کتابوں کو پڑھتے ہوئے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے لیے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

عبداللہ منتظر

ایگزیکٹو ایڈیٹر ہفت روزہ ''جرار''

لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت ارضی سے جنت الفردوس تک

ہر طرف گولیاں برس رہی ہیں...... آگ و آہن اور بارود کی بارش ہو رہی ہے......
دھواں آسمانوں کی طرف اٹھ رہا ہے...... سامنے واقع مکان سے بھی کبھی کبھی تاک تاک کر نشانہ لگایا جا رہا ہے...... ہر طرف گھن گرج کا راج ہے...... ہندو فوج کے سپاہی چاروں طرف کونوں کھدروں میں چھپے نظر نہ آنے والے ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں......
تمام ہندوستانی چینل واویلا مچا رہے ہیں، خوفزدگی اور سراسیمگی پھیلا رہے ہیں کہ دیکھو جی! پہلے تو گھس پیٹھیے اور کرائے کے ٹٹو مرد لوگ ہی انڈین آرمی کی تکا بوٹی کرتے تھے، اب عورتیں بھی گن اٹھا کر فوج سے مقابلہ کیلیے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں...... مسلسل چھ گھنٹے ہو گئے ہیں کہ لشکر طیبہ کا ایک ڈویژنل کمانڈر ابو یاسر اور اس کی نو بیاہتا دلہن ثمرینہ بانو دونوں مل کر ''اکیلی'' انڈین آرمی پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ اتنے گھنٹوں مقابلہ کے بعد بھی نہ تو وہ تھک رہے ہیں اور نہ قابو آ رہے ہیں...... ساری دنیا انڈین چینلز پر ہندوستانی گورنمنٹ اور فوج کی بدحواسی اور بے بسی ملاحظہ کر رہی ہے۔

تفصیلات معلوم کرنے پر پتا چلا کہ کشمیر کے رہنے والے مجاہد ابو یاسر شبیر احمد کی شادی مقبوضہ کشمیر کی ہی دوشیزہ ثمرینہ بانو سے ہوئی۔ تو عام نو بیاہتا دلہنوں کے معمولات و مصروفیات کے برعکس اس نے مجاہدین کشمیر کو اسلحہ اور سامان فراہم کرنا شروع کر دیا اور پھر ظالم فوج کے دانت کھٹے کرنے کے لیے ان پر حملے کرنے شروع کر دیے۔ دونوں میاں بیوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مل بیٹھ کر فیصلہ کر لیا تھا کہ جام شہادت نوش کر جائیں گے لیکن ظالم فوج کے سامنے جھکیں گے ہرگز نہیں۔

واہ! کیا شان وشوکت کی مالک ہے یہ امت مسلمہ کی بیٹی!!...... ہر لڑکی کا شادی کے بعد ایک سپنا ہوتا ہے...... کہ اس کا اپنا الگ گھر ہو، جہاں کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہ ہو...... وہ وہاں کی مالکہ اور ملکہ ہو...... اس کا سہاگ، جیون ساتھی اور دولھا سدا سلامت رہے......اور وہ اس کے ساتھ مل کر زندگی کے رنگین اور دلکش نظارے کرے...... اس بالڑی عمر کی مالک ثمرینہ کا بھی دل ہے...... خواہشیں ہیں...... آرزوئیں...... تمنائیں...... امنگیں اور ترنگیں ہیں۔ اس کا دل بھی چھوٹا سا، خوبصورت دلکش گھر بسانے کو چاہتا ہے...... جذبات مچلتے ہیں......لیکن کہاں؟...... اس نے اپنے شوہر سے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ گھر دنیا میں نہیں بلکہ جنت میں بسائے گی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے لیے اسے اپنی جان کا نذرانہ مالک کائنات کے حضور میں پیش کرنا ہوگا، لہٰذا وہ جنت میں اپنا خوبصورت، چھوٹا سا، پیارا سا گھر بسانے کے لیے جان جان آفریں کے سپرد کرنے، ارمانوں بھرے سینے پر سنسناتی گولی کھانے...... لہو کے فوارے بلند کرنے...... اور موت کی کڑوی گولی کھانے کے لیے میدان کارزار میں کود گئی تھی۔ کتنا خوبصورت منظر ہوگا!!...... جب وہ اپنے دنیا اور جنتوں کے دولھا کے ساتھ مل کر اللہ کے دشمن پر جھپٹ رہی ہوگی اور اس عزم کا اظہار کر رہی ہوگی...... کہ آج جنت میں جائیں گے تو اکٹھے ہی جائیں گے۔ وہاں جنت میں بنے اپنے پیارے سے گھر میں حوروں کے جلو میں، غلمان کے جھرمٹ میں باتیں کریں گے، اللہ کریم مالک کائنات کی حمد کے ترانے گائیں گے۔

بالڑی عمریا کی یہ پاکباز عابدہ اور نئی نویلی دلہن، ایک مجاہدہ بن کر اللہ کریم کے دشمنوں پر جھپٹ رہی تھی۔ گائے، چوہے، سوٗر، بندر، ہاتھی، کتے اور بلے کے آگے سجدہ کرنے والے کمینوں، مشرکوں پر وہ اپنے شوہر کے ساتھ مل کر چھ گھنٹوں سے تابڑ توڑ حملے کر رہی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستانی چینل حیران پریشان تھے اور پوری دنیا کے سامنے انڈیا کے بڑے بڑے تھنک ٹینک اپنے تجزیے پیش کر رہے تھے۔ یہ اپنا کام کر رہے تھے اور یہ اللہ کی بندی اپنا پلٹنے اور جھپٹنے کا کام کر رہی تھی۔ اس کو یہ راہ کس نے دکھائی؟ روزمرہ کشمیریوں پر روا رکھے گئے بھارتی مظالم نے...... مظلوموں، بچوں، بوڑھوں اورعورتوں کی آہوں نے...... اور خاص طور پر اس کے مجاہد شوہر نے...... اور اس کے شوہر کا جہاد کی طرف پلٹنے کا باعث کیا بات بنی؟

......اس کو جاننے کے لیے ہم ماضی قریب کا ایک منظر ملاحظہ کرتے ہیں:

دیکھیں...... غور سے دیکھیں...... وہ معصوم طالب علم صبح ہی صبح سکول جا رہا تھا...... سکول کے راستے میں ہی آرمی والوں نے اس معصوم طالب علم کو دھر لیا۔ وہ اس پر تھپڑوں، مکوں اور بوٹ کی ضربوں کی بارش کرتے جا رہے تھے جبکہ یہ کمسن و معصوم تکلیف اور اس ظلم و جور کی بنا پر چیخ رہا تھا۔ اس کی چیخیں دور دور تک سنائی دے رہی تھیں لیکن کوئی اس کی مدد کے لیے آگے بڑھنے کو تیار نہ تھا، اس لیے کہ ہندو فوجیوں کے پاس گنیں تھیں، جو کسی بھی مددگار، حمایتی وغیرہ کو پلک جھپکتے میں خاموش کرواسکتی تھیں۔ مسلسل مار دھاڑ کے بعد جب فوجی تھک گئے تو اسے ادھ موا کر کے بیچ بازار میں چھوڑ کر دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے۔ یہ بچہ جہاں شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا وہیں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر میرے جسم میں قوت اور ہاتھوں میں اسلحہ ہوتا تو میں ان کو منہ توڑ جواب دیتا۔ کچھ عرصہ کے علاج کے بعد وہ تندرست وتوانا ہو گیا لیکن اس نے عزم مصمم کر لیا کہ وہ اپنے اور دیگر مسلمان بہنوں پر ظلم کرنے والے درندوں سے بدلہ وانتقام ضرور لے گا۔

میٹرک کے بعد وہ نوکری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ بھارت نے ڈول ہستی ڈیم تحصیل کشتواڑ ضلع ڈوڈہ میں پہاڑوں میں ڈیم کے لیے نکلنے والی سرنگ کے عملہ میں شامل ہو گیا۔ یہاں وہ فرانس کی ٹیم کے ساتھ شامل ہو گیا، جو پہاڑ توڑ کر سرنگ کھودنے کا کام کر رہی تھی۔ کشتواڑ ضلع ڈوڈہ میں واقع ڈول ہستی ڈیم کے لیے دو نالوں کو آپس میں ملانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے سرنگیں کھودی جا رہی تھیں، 16 کلومیٹر لمبی سرنگ کھود کر دو نالوں کو آپس میں ملا دیا گیا۔ ان میں سے ایک نالہ پاڈر جبکہ دوسرا کارگل کی طرف سے آتا ہے، کشتواڑ شہر کے نزدیک دریائے چناب پر دونوں کو ملا کر ڈیم بنایا گیا ہے۔

وہی معصوم بچہ جواب میٹرک کرنے کے بعد شبیر احمد علاقہ باشی لوٗنا تحصیل و ضلع ڈوڈہ کا رہائشی تھا، یہ مذکورہ بالا پروجیکٹ کہ دو نالوں کو آپس میں ملا کر بنائے جانے والے ڈیم میں سرنگیں کھودنے لگا تھا، اس دوران میں اسکا تایا زاد بھائی ابوحنظلہ خفیہ طور پر مجاہدین کے ساتھ کام کرنے لگا تھا۔ اس کے دل میں ہندو فوج کے خلاف شدید نفرت تو اس دن سے ہی بسیرا کیے بیٹھی تھی جب اس پر وحشیانہ تشدد کیا گیا تھا، لہٰذا یہ ظالموں سے انتقام کا جذبہ دل میں پالے چلا آ رہا تھا، یہ مجاہدین کی صفوں میں ملنے کے لیے پچھلی صفوں میں جا شامل ہوا۔ جہادی ٹریننگ کے لیے تھوڑی دیر بعد ہی وہ انڈین آرمی پر برسنے لگا اور چھوٹی موٹی کارروائیاں کرنے لگا۔ ڈوڈہ سٹی میں بی جے پی نے جب دوسری دفعہ حکومت بنائی تو اس کے شہری دفاع کے مرکزی وزیر چمن لعل گپتا کی انتخابی ریلی میں بھی مسلح ہو کر یہ مجاہد پہنچ گیا، بالآخر گرنیڈ سے حملہ کر کے شیوسینا کے گیارہ دہشت گرد ڈھیر کر دیئے۔

دوسری کارروائی: 1992ء میں جب بابری مسجد کو نہایت سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ ڈوڈہ ضلع میں سب سے متعصب ہندوؤں کا گاؤں پریم نگر ہے۔ اس کے باشندوں ہندو درندوں نے بڑی تیزی سے اپنے گھروں سے چندے کے طور پر سونا اکٹھا کیا اور اس کی اینٹ بنا کر ایودھیا بھیج دی کہ لو بابری مسجد کا نام و نشان مٹا کر اس کی جگہ مندر تعمیر کر دو۔ شبیر بھائی کو یہ جان کر بہت دکھ ہوا، اس نے ان کو سبق سکھانے کی اپنے دل میں ٹھان لی، لہٰذا وہاں پہنچ کر شبیر احمد نے متعصب ہندو سرپنچ جے سنگھ کو گولی مار کر ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کر دیا۔ ڈوڈہ سٹی کے اندر اندر اللہ کریم نے اس کو تقریباً پانچ فدائی کارروائیوں کی قیادت کی سعادت بخشی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3 مارچ 1999ء میں علاقہ لڈنا، بٹ پورہ میں ابو یاسر شبیر اور بھائی ابو عادل رات اکٹھے ایک گھر میں رہے، شک پڑنے پر آرمی پہنچ گئی، گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، مقامی کشمیری عورت نے جب انڈین آرمی کو اپنے گھر پر دیکھا تو چیخیں مارنے لگی اور کچن کی طرف بھاگی، پھر کچن میں واقع بیرونی دروازے سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ مجاہدین نے فوری گنیں اٹھا کر تیاری کی اور پوزیشنیں لیں، آرمی کچن کی تلاشی لینے لگی، آخر مجاہدین کے کمرے کا بھی دروازہ کھول کر فوجی اندر جھانکنے لگے، ایک فوجی نے اندر آنے کی ہمت کی تو ابو یاسر بھائی نے برسٹ مار کر آرمی والے کا بازو اڑا کر رکھ دیا۔ باقی فوجیوں نے پیچھے کو دوڑنا شروع کر دیا۔ ابو عادل بھائی بتا رہے تھے کہ اب ہم انھیں پکڑنے کے لیے ان کے پیچھے بھاگنے لگے۔ سب سے پیچھے والے نے بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی تھی، اسی بنا پر وہ فائر لگنے کے باوجود بچ گیا۔ دوسری سائیڈ پر بھگوڑے فوجیوں پر بھائی ابو یاسر نے فائر مارے، وہ موقع پر ہی ڈھیر ہوگئے۔

ابو یاسر کے ہمراہ ابو سیف اللہ منصور، مقامی ڈوڈہ کے رہائشی ہیں، انہوں نے برتھ کیمپ پر کامیاب فدائی کارروائی کی۔ فدائی کارروائیوں کے ابتدائی سیزن میں اس کامیاب فدائی کارروائی میں 12 فوجی واصل جہنم ہوگئے جبکہ یہ دونوں بھائی صحیح سلامت بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

ابو یاسر بھائی ظالم فوج سے بچنے کے لیے مجاہدین کے لیے انڈر گراؤنڈ پناہ گاہیں بنانے کے بڑے ماہر تھے۔ اس نے رات دن کی محنت شاقہ کے بعد کئی ایک پناہ گاہیں مجاہدین کے لیے بنائیں، جو آج تک انڈین آرمی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ یہ بہن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، جب والدہ کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا اس علاقے میں آیا ہوا ہے تو وہ آرمی کے ہر قسم کا خوف و خطرہ بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاتیں۔ مجاہدین کے لیے پھل اور طرح طرح کے کھانے لے کر آتیں اور ان کو اپنے ہاتھوں سے کھلاتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو یاسر جب جہاد کشمیر میں شامل ہوا تو صرف چار افراد کے ساتھ آیا، لیکن جب خلعت شہادت پہن کر جنت ارضی سے جنت الفردوس میں پہنچا تو اس کے ساتھ بیسیوں مجاہد ظالم و جابر فوج کے ساتھ برسر پیکار تھے جو اس کی کمان میں انڈین آرمی کو لوہے کے چنے چبوا رہے تھے۔ ڈوڈہ کے رہنے والے اس شیر دل مجاہد نے بڑوں کے کہنے پر شادی کر لی، اللہ کریم نے اسے دلہن بھی ایسی دی جو جنت ارضی کشمیر میں اس کے لیے حور ثابت ہوئی اور جنت الفردوس میں حوروں کی سردار ثابت ہو گی (ان شاء اللہ)۔ اس کی ہونے والی جواں سال زوجہ کی رگوں میں جہادی تپش والا خون گردش کر رہا تھا، اب اس نے بھی آہستہ آہستہ اپنے شوہر کے ساتھ مل کر مختلف جہادی دلچسپیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا، وہ مجاہدین کے شانہ بشانہ انڈین فوج پر نظر رکھتی اور مجاہدین سے ہر طرح کا تعاون کرتی۔ ابھی شادی ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ آرمی اس مومنہ کو گرفتار کر کے لے گئی، مقدمہ چلا اور کچھ عرصہ بعد یہ مجاہدہ رہا ہو کر اپنے گھر پہنچی، گھر پہنچتے ہی ابو یاسر نے اس کو مستقل طور پر پستول دے دیا کہ اب تم نے اس کے ذریعہ سے ہندو درندوں سے اپنی حفاظت کرنی ہے، اب یہ مجاہدہ اپنے پاس پستول رکھتی، ایک دن اسے علم ہوا کہ اس کا شوہر اس کے گھر کے قریبی علاقے میں کارروائی کے لیے آیا ہوا ہے، وہ بھی پہنچ گئی، آرمی کو علم ہو گیا لہٰذا وہ تعاقب میں پہنچی اور گھیرا ڈال کر فائر کرنے لگی۔ یہ بات ٹی وی چینلوں تک پہنچ گئی تھی اور اب وہ اس کو خوب نشر کر رہے تھے، کتنی خفت، شرمندگی اور بھارتی فوج کی ''قابلیت'' اور ''بہادری'' ظاہر ہو رہی تھی...... کہ چوڑیاں پہننے والی ایک نازک، پاکباز کلائی نے گن اٹھا لی تھی، جو مسلسل چھ گھنٹوں تک پوری دنیا میں ہندو فوج کی بزدلی، ناقص کارگزاری اور نااہلی کو ظاہر کر رہی تھی، اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے برسر پیکار فوج کو گندی اور ننگی گالیاں سننے کو مل رہی تھیں کہ وہ ساری دنیا میں جگ ہنسائی کا باعث بن رہی ہے اور اس نے دنیا میں انڈین گورنمنٹ اور آرمی کی ناک کٹوا کر رکھ دی ہے۔ آخر چھ گھنٹوں بعد خبر آئی کہ دونوں دہشت گرد ختم ہو گئے ہیں اور مزاحمت رک گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنا خوبصورت منظر ہو گا...... جب سینے پر گولیاں لگنے کے بعد...... ابلتے خون کے فواروں کے درمیان...... دونوں نے ایک دوسرے کو...... الوداعی مسکراتی...... کامیابی کے نشے سے مخمور نظروں سے دیکھا ہو گا...... اور کہا ہو گا...... کہ اب تھوڑی دیر بعد رب کائنات کی جنتوں میں ملاقات ہو گی۔ (ان شاء اللہ)

یوں وہ کشمیر کی پہلی شہیدہ بن گئیں کہ جنہوں نے جہادی معرکہ کے درمیان جام شہادت نوش کر کے پاکستان کی خواتین کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے بھائی بیٹے اور شوہر جہاد پر بھیجیں اور ان سے شہادت کے بعد جنت میں اپنی ملاقات کو یقینی بنائیں۔ بہنیں بیٹیاں جہاد پر جانے والوں کے لیے پاؤں کی زنجیر نہ بنیں بلکہ ان کی پشتیباں، مہمیز و ترغیب دینے والی سیدہ خولہ جیسی مجاہدہ بنیں۔

اسی طرح لشکر طیبہ کی اس پہلی شہیدہ بہن ثمرینہ بانو نے مذاکرات کے چکروں میں پھنس کر ذلت و جگ ہنسائی کا نشانہ بننے والے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو جو پیغام دیا ہے اس کو شاعر نے یوں اشعار کا جامہ پہنایا ہے:

دیتے ہیں صدا کب سے تجھے قبلہ و کشمیر
اب توڑ بھی ڈالو ستم و جور کی زنجیر
باتوں سے کوئی بات بنی ہے نہ بنے گی!
اٹھتے ہیں مجاہد تو بدل جاتی ہے تقدیر

اللہ کریم تمام مومنات، طالبات، حافظات بہنوں کو جنت ارضی اور جنت عرشی کی اس پاکباز حور کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہادی راہوں کو آباد اور شاد رکھنے کی توفیق دے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزت وغیرت، آزادی اور جشن آزادی

سورج کی روشنی جسم پر پڑتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے کسی نے کوئلا جسم پر رکھ دیا ہو۔ ہوا بند اور حبس کا راج تھا...... دور دور تک ویرانی کے ڈیرے تھے۔ ریلوے لائن کے اردگرد کوئی انسان چلتا پھرتا نظر نہ آرہا تھا۔ چلتی ہوئی ٹرین پر زخمی اور تندرست انسان یوں لدے اور ٹھنسے ہوئے تھے جیسے گندم کی بوریاں لادی گئی ہوں۔ٹرین میں زخمیوں، جسم پر لگے گھاؤ، ٹوٹی ہڈیوں، بہتے لہو جیسے نظاروں کے حامل افراد کا دم خاص طور پر گھٹ رہا تھا۔ٹرین میں ہرطرف آہوں، سسکیوں اور چیخوں کا راج تھا۔ ہر کوئی جلد از جلد منزل پر زندہ بسلامت پہنچ جانے کی دعائیں کر رہا تھا اور مائیں اپنے شیر خوار زخمی بچوں کو روتے ہوئے لوریاں دے رہی تھیں، اور اپنے زخموں کو بھول کر ان کو بوسے دیئے جا رہی تھیں ۔وہ زبان حال سے کہہ رہی تھیں: صبر میرا بچہ'بہت جلد پاکستان آنے والا ہے، وہاں تیرے بھائی تجھے ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور علاج معالجہ کریں گے'دنوں میں تیرے زخم بھر جائیں گے۔ کچھ جوان بچیاں چیخ رہی تھیں: ہائے بھائی جان! ہائے ابا جان! امی جان! آپ سب کہاں ہیں؟ زندہ ہیں یا اللہ کو پیارے ہو گئے؟ کتنی ضعیف عورتیں اپنی خشک آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگاتے ہوئے پکار رہی تھیں: میری جوان بچیاں کہاں رہ گئیں؟ کوئی ان کو ڈھونڈ کے لائے۔ کئی چھوٹی ننھی منی پریاں ہمک رہی تھیں: ہماری امی کہاں ہے؟......

سب کو اپنے اپنے بچھڑ جانے والوں کا غم تھا 'کسی کو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے پیاروں کے تہ تیغ کیے جانے کا صدمہ تھا۔ ہر ایک کی ایک اپنی دکھ بھری کہانی تھی۔ ہر کوئی کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی نوید کا منتظر تھا جو کہ اس کے دکھوں کا مداوا بن سکے۔ ان سب غموں کے ماروں کو کچھ جوان یہ کہہ کر دلاسا دے رہے تھے کہ بس ذرا صبر، کہ پاکستان آنے ہی والا ہے۔ پھر آپ آزاد، محفوظ اور پیار بھری فضاؤں میں ہوں گے۔ آپ سب غم و مصائب کے چرکے بھول جائیں گے۔ یوں ٹرین کے اندر زخمیوں، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی چیخوں کا راج تھا، نالے تھے، فریادیں تھیں، آہیں تھیں، سسکیاں اور چیخیں تھیں...... لیکن ان سب دلخراش اور دلدوز مناظر سے بے خبر ٹرین کوک بجاتی، چیختی چنگھاڑتی آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی...... پاکستان کی سرحد کی طرف بڑھ رہی تھی...... ہر کوئی پرامید نظروں سے پاکستان کی سرحد اور سرزمین دیکھنے کے لیے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر مشتاق و متجسس نظروں سے سامنے دیکھ رہا تھا...... یہ مہاجرین کی ٹرین تھی جو ہندوستان سے لٹے پٹے کٹے اور زخمی مسلمانوں کو لے کر پاکستان آ رہی تھی۔ ہر طرف خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کو چن چن کر نیزوں، کرپانوں اور تلواروں سے کاٹ رہے تھے، مسلم بستیوں کی بستیاں اجاڑ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں قتل ہو جانے سے بچ جانے والے مسلمانوں کا قافلہ 'پاک سرزمین پاکستان' ان کی پناہ گاہ، ان کی آخری منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اچانک زور سے ٹرین کے ڈرائیور نے بریک لگا کر ٹرین کو روک دیا۔ سب لوگ خوفزدہ ہو گئے، پریشانی کے عالم میں دریافت احوال کے لیے نیچے اترے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ٹرین کی پٹڑی پر کسی نے درختوں کے تنے کاٹ کر پھینک دیے ہیں۔ اس بنا پر ڈرائیور نے ٹرین روکی ہے۔ لوگ نیچے اترے تاکہ ان تنوں کو اٹھا کر راستہ صاف کریں اور ٹرین دوبارہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو سکے۔ ابھی وہ اس مقصد کے لیے نیچے اترے ہی تھے کہ ایک طرف سے "جے گرو دی" کا نعرہ لگاتے ہوئے سکھوں کا ایک تلواروں سے مسلح دستہ ٹرین کی طرف بڑھنے لگا۔ مسلم جوان بھی لاٹھیاں اور چند ایک چھریوں سے مسلح ہو کر سامنے آ گئے۔ ابھی مسلمان سوچ ہی رہے تھے کیا کریں، کہ اس دستے کے عقب سے سکھوں کا ایک اور مسلح جتھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمودار ہوا۔ انہوں نے لڑائی کے بعد مقابل مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ٹرین کے ڈبوں میں گھس گئے وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر جوان بچیوں کو باہر نکال رہے تھے۔ سب بوڑھے لوگ اور ضعیف خواتین سہمی ہوئی تھیں۔ وہ ٹرین میں جوان مسلم بچیوں کو تلاش کر کے علیحدہ کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے آرہے تھے۔ اتنے میں ہمارے ایک عزیز، جن کی دو بیٹیاں آمنہ اور فاطمہ بھی اس ٹرین میں سوار تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر مسلسل اپنے شفیق باپ پر زور دے رہی تھیں کہ بابا جان! جلدی کریں، ٹرین سے نیچے اتر کر سامنے کھیتوں میں چلے جائیں۔ باپ کہہ رہا تھا: بیٹا! وہاں جا کر کون سا بچنے کے امکانات ہیں، وہاں بھی تو سکھ دندناتے پھر رہے ہیں اور بچیوں کو یرغمال بنا کر بھی ادھر ہی لے جا رہے ہیں۔ اگر اللہ کریم نے ہمیں بچانا ہوا تو وہ یہاں ٹرین کے ڈبے میں بھی ہماری حفاظت کرے گا۔

اتنے میں سکھ تھوڑی دور رہ گئے تھے کہ آمنہ اور فاطمہ چیخیں: بابا جان! جلدی کریں، ایک دفعہ نیچے تو اتریں، پھر ہم آپ کو بتائیں گی کہ ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے، ہمارے ذہن میں ان سے بچنے کی سو فی صد کامیاب ایک ترکیب ہے۔ دیر نہ کریں، جلدی اتریں، لہٰذا یہ بدنصیب باپ اپنی دونوں فرشتہ صفت، پاکباز، پاک سیرت بچیوں کو لے کر نیچے اترا، وہ چلتے چلتے ٹرین سے کچھ دور چلے گئے، یہاں بھی سکھ مسلم امت کی بچیوں کی عزت کی دھجیاں اڑا رہے تھے۔ یہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے آمنہ اور فاطمہ اپنے باپ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئیں اور روتے ہوئے کہنے لگیں: بابا جان! ہم نے آپ کو اگر زندگی میں ستایا ہو اور تکلیف دی ہو یا نافرمانی کر کے دل دکھایا ہو تو ہمیں معاف کر دینا، ہم اپنے وطن پاکستان کو شاید اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں گی۔ یہاں مسلمان بیٹیوں کو ٹرین سے اتار کر بہنوں، بھائیوں اور باپوں کے سامنے ان کی عزتیں برباد کی جا رہی ہیں۔ بابا ان بے چاریوں کا بس نہیں چلا، وہ اچانک دھوکے میں پکڑ لی گئیں ورنہ وہ کنوؤں میں کود کر اور ٹرین کی پٹڑی پر سر رکھ کر گردن کٹوا لیتیں، اپنی عزت پر داغ نہ لگنے دیتیں، ہم اپنی عزت برباد نہ ہونے دیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔ ہم اب نئے وطن پاکستان پہنچنے کے بجائے جنت میں جائیں گی اور وہیں قیامت کے دن آپ سے ملاقات کریں گی۔ بابا جان! مہربانی فرما کر سکھوں کے یہاں آنے سے پہلے ہمیں اپنی تلوار کے وار سے ہمیشہ کی نیند سلا دو، ہم ذلت کی زندگی جاگ کر گزار نہیں سکتیں۔ باپ کہنے لگا: بیٹا! میں تمہارا باپ ہوں، قصاب نہیں، بھلا میں کیسے تمہیں تلوار سے کاٹ سکتا ہوں، مجھ سے یہ نہ ہو گا۔ فاطمہ بولی: بابا! کیا آپ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیٹیوں کی عزت لٹنے کا منظر دیکھ سکتے ہیں (بابا خاموش نظریں زمین پر گاڑے کھڑا ہے) اگر ایسا کر سکتے ہیں اور غیرت کے جنازہ کو کندھا دے سکتے ہیں تو پھر بت بنے کھڑے رہیں...... پھر وہ نرمی سے بولیں: بابا جان! وہ دیکھو! سکھ ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کے لیے ان کے پہنچنے سے پہلے ہمیں اس دنیا کی قید سے آزادی دے دیں۔ ادھر سے آوازیں بلند ہوئیں، اس مُسلے کو پکڑو جو دو لڑکیوں کو چھپائے درخت کے نیچے چھپا کھڑا ہے۔ سکھ ادھر بڑھنے لگے، بچیاں بابا کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ کر التجائیں کرنے لگیں: ...... بابا تلوار اٹھاؤ...... بابا تلوار اٹھاؤ...... بابا جان ہوش میں آؤ...... دیکھو! وہ سر پر پہنچ گئے ہیں...... بابا ہے کہ اس کے ہاتھوں میں تلوار پکڑی زمین پر لگی ہے لیکن ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ادھر سکھ سامنے آ جاتے ہیں اور تھوڑی دور کھڑے بابا کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر رک جاتے ہیں، اپنی تلواریں ہوا میں لہراتے ہیں اور آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ اچانک بابا کے اندر جیسے بجلی کوندتی ہے' اس کے ہاتھوں میں کرنٹ دوڑتا ہے...... اور یکدم اس کی تلوار فضا میں بلند ہوتی ہے اور...... ایک کے دل کے پار ہو جاتی ہے...... ایک لاشہ زمین پر دھڑام سے گر جاتا ہے...... ایک سکھ وحشت سے ''پاگل دیوانہ'' کہتے ہوئے پیچھے کو دوڑتا ہے...... اتنی دیر میں بابا کی تلوار دوبارہ فضا میں لہرا کر برس چکی ہے اور عین دل کے پار پسلیاں کاٹتی ہوئی دوسری طرف جا نکلتی ہے...... دوسرا لاشہ بھی کٹے درخت کی طرح زمین پر گر جاتا ہے...... بابا اپنے سامنے کا منظر دیکھ کر جیسے ہوش میں آ گیا ہو اور پھر پکار اٹھتا ہے: میری معصوم لاڈلی بیٹیو!...... مجھے معاف کر دینا...... اس کے سوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزتوں کی حفاظت کا کوئی طریقہ باقی نہ بچا تھا...... بابا کی دونوں بیٹیاں زمین پر پڑی تڑپ رہی تھیں اور بابا خون آلود تلوار پھینک کر ایک بچے کی طرح بلک رہا تھا۔ سکھ بابا کو ''جنونی و پاگل'' قرار دیتے ہوئے بھاگ چکے تھے۔ سکھوں کے جانے کے بعد ٹرین سے کچھ مسلمان دریافت احوال کے لیے وہاں پہنچے تو روتے روتے دونوں بچیوں کو پاکستانی سرحد سے پیچھے ہی دفنا دیا اور بابا کو ٹرین پر سوار کیا۔ ٹرین اب پھر پاک سرزمین کی طرف بڑھ رہی تھی جن کی بچیاں سکھ لے جا چکے تھے اب بابا جان بھی ان کے ساتھ مل کر رو رہے تھے

یہ واقعہ ہمارے گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 سمندری کے انگلش ٹیچر جناب رمضان صاحب، اللہ ان کو غریق رحمت کرے، نے سنایا، جو آج تک میرے ذہن میں نقش ہے اور ہر یوم آزادی کے موقع پر دل و دماغ کی پردۂ سکرین پر نمودار ہو جاتا ہے۔

آج ہم 14 اگست کے دن جشن آزادی منا کر کیا ظاہر کرتے ہیں؟ یہی ناں کہ ہم ہندو کی غلامی سے آزاد ہو گئے ہیں...... کیا فائدہ ملا ہمیں آزادی کا؟...... اور ہماری آزادی کا ہمارے کافر کی قید میں محبوس بھائیوں کو کیا فائدہ ہوا؟ کیا کسی ایسے فرد کو آزادی کا جشن منانے کا حق ہے کہ جس کی بہنیں اور بھائی آزاد نہ ہوں بلکہ کافر کی قید میں ہوں، اس کو آزادی مبارک تو اس وقت ہو گی جب وہ اپنے دوسرے مظلوم بھائیوں کو آزاد کرائے گا۔ جب وہ کافروں کے تسلط میں اور پنجہ میں پھنسی اپنی بہنوں کو چھڑائے گا، ان کی عزتوں کی حفاظت کرے گا۔

آج بہن عافیہ صدیقی کے ساتھ ساتھ ہزاروں عافیائیں چیچنیا میں، فلسطین میں، عراق اور افغانستان میں زخمی ہیں ......اور کافروں کے ظلم کا نشانہ بنی ان کی قید میں ہیں...... آج کون ان کو آزاد کروا کر آزادی کی خوشیوں میں شامل کرے گا اور پھر اپنی آزادی کا جشن منانے کی فکر کرے گا؟...... آج ذلتوں کے اسیر حکمرانوں کو کون کفار کی ذہنی وفکری غلامی سے نجات دے کر عزت سے جینے کا اور مرنے کا سبق دے گا؟...... کون ان کو غیرت وحمیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفہوم ومطلب اور فلسفہ سمجھائے گا...... کہ جو اپنی ہی آزاد سرزمین پر کافروں کو بلا کر مسلمانوں کو تہ تیغ کروا رہے ہیں ...... کون کشمیری بہنوں کی صدا پر لبیک کہہ کر ان کو آزادی دلوائے گا...... کون افغانستان کو امریکی کافروں کے قبضے سے آزاد کروائے گا...... کون وزیرستان، سوات، باجوڑ کے علاقوں کو امریکی پالیسیوں سے آزاد کرانے کی جرأت کرے گا...... کہ جس سے چھن جانے والی عظمت رفتہ دوبارہ بحال ہو سکے...... تو جو ایسا کر سکے گا، یقیناً وہی حقیقی آزاد ہو گا اور آزادی کی خوشی منانے کا بھی حق دار ہو گا......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیار کی پیاسی

''نہیں، ابی جان! پہلے آپ پئیں گے'' بیٹا! یہ جوس تو تمہارے لیے بنوایا ہے تم ہی پیو، نہیں، ابی جان! پہلے آپ ہی پئیں گے (منت و سماجت بھرے انداز سے) ابی جان! دیکھ لیں ناں، پی لیں، بیٹا! میں تو آج تک پیتا ہی رہا ہوں، اب آپ لوگ پئیں، ہم نے بہت پی لیا ہے۔ ابی جان! کیا ہو گیا آپ کو، آپ کو، پتا ہے...... جب تک آپ نہیں پئیں گے میں ہرگز نہیں پیوں گی۔ اچھے بچے ضد نہیں کرتے (بات مان لیتے ہیں) نہیں جی! پہلے آپ پئیں گے تو میں پیوں گی، اچھا!! چلو دو تین گھونٹ ہی پی لیں۔ بیٹا میں کہہ رہا ہوں پی لو ضد نہ کرو۔ ابی جان! آپ ہمیشہ ہمیں پلا دیتے ہیں اور خود پیاسے اور محروم رہ جاتے ہیں، مجھے یہ اچھا نہیں لگتا، اگر آپ پہلے نہیں پئیں گے تو میں بھی نہیں پیوں گی، ہاں، بس مجھے نہیں پتا، یہ میرا فیصلہ ہے!

یہ میرا اپنی بڑی بیٹی ماریہ کے ساتھ جناح ہسپتال کے باہر قائم ''جوس کارنر'' پر بیٹھے مکالمہ ہو رہا تھا۔ آخر میں نے ہار مانتے ہوئے ایک آدھ گھونٹ جوس پی ہی لیا پھر کہیں جا کر بیٹی نے جوس پیا اور جان چھوٹی۔ جوس بنا کر دینے والا بھائی محمد اسلم (چک نمبر 74 گ ب المعروف موٹی نگر سمندری ضلع فیصل آباد) وہاں کھڑا بڑی دیر سے باپ بیٹی کے درمیان لاڈ بھرے مکالمے کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اب جب بیٹی نے جوس پینا شروع کیا تو اس نے اپنا رخ میری طرف موڑا اور کہنے لگا: طاہر صاحب! دیکھ لیا آپ نے، یہ بیٹیاں ہی ہوتی ہیں جو اپنے ماں باپ سے اتنا پیار کرتی ہیں، اتنی حساس ہوتی ہیں، ان کا خیال رکھتی ہیں اور احترام کرتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بیٹوں کو تو اپنے یاروں دوستوں کے ساتھ کھیل تماشے سے ہی فرصت نہیں ملتی اور نہ ہی وہ والدین سے اس قدر ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔ مجھے آپ کی بیٹی کی سوچ وفکر پیار اور لاڈ بھری ضد دیکھ کر اپنی بیٹی یاد آ گئی ہے، بیٹیاں آخر دم تک باپ کے دکھ سکھ کا ساتھی و سہارا ثابت ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ میں نے کہا: اسلم بھائی! آپ نے بالکل ٹھیک کہا کہ بیٹیاں، بیٹیاں ہی ہوتی ہیں، بیٹے ان کی جگہ نہیں لے سکتے، اسی لیے تو بیٹی کو ''رحمت'' قرار دیا گیا ہے۔ رحمت و راحت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ حقیقی بیٹی ہمیشہ والدین کے لیے مرتے دم تک راحت و سکون کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ کی مجھ پر خاص رحمت ہے کہ مجھے اللہ کریم نے بیٹے بھی ایسے ہی عطا کیے ہیں۔ جو والدین کے متعلق نہایت حساس جذبات و احساسات کے مالک اور ادب و احترام، پیار محبت اور لاڈ کرنے والے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بیٹیاں جیسے پیار دیتی ہیں ایسے ہی پیار کی خود طلبگار بھی ہوتی ہیں، بلکہ وہ ہمیشہ بہنوں بھائیوں خاص طور پر والدین کے پیار کی پیاسی رہتی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ لاڈ...... یہ پیار...... یہ احترام...... ہی ان کی اصل غذا ہے، تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ والدین اور خاندان کا پیار پانے کے لیے یہ بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات اپنی جان بھی داؤ پر لگا دیتی ہیں...... اسی بنا پر میں ان کو ''پیار کی پیاسی کلیاں'' کہا کرتا ہوں...... لاڈ کی خوراک ہی ان کی...... سیرابی...... شادابی اور...... آبادی کا باعث ہوتی ہے۔

قارئین محترم!...... میں دور نکل گیا، آمدم برسر مطلب!...... آیئے! آپ کو ایک حیرت ناک منظر دکھاؤں، ایک ایسی بیٹی کا جو ''لاڈ'' کی تلاش میں سرگرداں ہے، اسی ان کھلی کلی کے ماضی میں دل و دماغ پر نقش ہونے والے ایک منظر کو میری بیٹی کے لاڈ نے آج پھر زندہ و تروتازہ کر کے کھرچ دیا ہے، یہی المناک...... غمناک...... اندوہ ناک...... ہیبت ناک اور دردناک منظر میں آپ کو ابھی دکھانے لگا ہوں۔ ماضی قریب میں، چند سال قبل، فیصل آباد کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک آبادی میں بپا ہونے والا یہ منظر آج پھر مجھے جھنجوڑ رہا ہے اور ہر باپ اور بھائی سے اپیل کر رہا ہے کہ ...... ان پیار کے لیے ترسنے والی مہکتی کلیوں پر توجہ دیجیے ...... پیار...... شفقت اور لاڈ کے زم زم سے ...... ان کے لمحات زیست کو سیراب کیجیے ...... انھیں آباد کیجیے اور شاد کیجیے۔ لیجئے وہ منظر مجھے کچھ بھی کرنے اور سوچنے سے روک رہا ہے...... میرے دل و دماغ پر حاوی ہوا جا رہا ہے ...... اب میرا قلم بھی اس کے متعلق ہی غلطاں و پیچاں ہے۔

وہ دیکھو! ...... سامنے یہ بیٹی کیا کر رہی ہے؟ ...... یہ تو نہایت مضطرب و پریشان ہے ...... لو اب وہ گندم کے پڑولے کے پاس پہنچ گئی ہے...... اور اس کے ڈھکنے کو کھول رہی ہے...... کمرے سے ایک پرات اٹھا لائی ہے ...... اور گندم کی بھر بھر کر ایک طرف انڈیلتی جا رہی ہے ...... وہ گندم نکالے جا رہی ہے...... پڑولے سے باہر فرش پر گندم کا چھوٹا سا ڈھیر لگ چکا ہے...... دیکھو! شاید وہ گندم میں سے کچھ تلاش کر رہی ہے !!؟ ...... لو اچانک اس کے ہاتھ رک گئے ہیں ...... گندم نکال کر ڈھیر کرنے کا عمل اس نے روک دیا ہے، کیوں؟...... شاید اسے مطلوبہ چیز کہ جس کی اسے تلاش تھی، مل گئی ہے!!...... ہاں وہ ہاتھ میں کچھ پکڑے ٹھنڈے پانی کے کولر کی طرف بڑھ رہی ہے...... سمجھ نہیں آ رہی اس کے ہاتھ میں کیا ہے!!؟ ...... جس کو اس نے اتنی محنت سے قوت و طاقت صرف کرنے کے بعد تلاش کیا ہے...... لو وہ ہاتھ میں پکڑے کولر کے پاس آ گئی ہے...... گلاس پانی سے بھر کر ہاتھ میں پکڑ لیا ہے اور پھر کچھ سوچ کر چھت کے سیمنٹڈ پردے (بنیرے) سے جھانک کر گلی میں دیکھ رہی ہے ...... وہ منہ ہی منہ میں آہستہ سے کچھ بڑ بڑا رہی ہے......"ہاں، نیچے ہمارے گھر کے دروازے پہ کار بالکل تیار کھڑی ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی چیز منہ میں پھینکی ہے اور پانی کا گلاس غٹا غٹ پی گئی ہے۔ برقع اس نے پہلے ہی تیاری کی حالت میں پہن رکھا ہے...... دیکھو، دیکھو!! وہ بے قرار ہو رہی ہے...... بیزار ہو رہی ہے...... اس کے تو پسینے چھوٹ رہے ہیں...... جسم پر کپکپی سی آنے لگی ہے...... سر گھومنے لگا ہے...... چکر آ رہے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور...... اور وہ اِدھر اُدھر گر رہی ہے...... لیکن ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سنبھال بھی رہی ہے...... اب دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ رہی ہے...... ہائے...... دفعتاً......''ہائے نی مائیں''...... کہتی ہوئی زمین پر بیٹھ جاتی ہے...... لیجیے اوہ! اسے تو ایک بڑی قے بھی آ گئی ہے......اور منہ سے جھاگ سی نکلنے لگی ہے......''اف اللہ!! یہ سب کیا ہو رہا ہے!!......اس کی چھوٹی بہن چیخ کر پکارتی ہے......''ہائے نی آپی اقراء! تم نے کیا کھالیا ہے...... یہ خون...... یہ قے...... یہ سب کیا ہے...... یہ سب کیا ہو رہا ہے......!!؟؟'' ...... نقاہت بھری اقراء کی آواز آ رہی ہے......''سدرہ! میں نے گندم والی زہر کی گولی گندم سے نکال کر کھالی ہے......''''ہائے باجی...... آپ نے یہ ظلم کیوں کیا...... ہماری تو ماں بھی نہیں جو بھاگ کر تمہیں پکڑ لے...... اور سینے سے لگا کر دنیا کو مدد کے لیے پکارے...... والد باہر کام پر گئے ہیں...... ہائے آپی! یہ کیا کر دیا تم نے...... پکڑو...... پکڑو......لوگو! بچاؤ میری آپی کو......اس نے گندم والی زہر کی گولی کھالی ہے...... ہائے میں کیا کروں !!؟'' ......ایک شور مچ گیا...... اقراء کی آواز ابھری: ''مجھے فوراً الائیڈ ہسپتال لے چلو...... باہر گاڑی تیار کھڑی ہے''......فوری اٹھا کر گاڑی میں ڈالا گیا......اور اب گاڑی کو دوڑایا جا رہا ہے ہسپتال کی طرف......شاید سڑکیں خالی ہوں...... اور اس کی سپیڈ ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ ہو جائے تو وہ بھی کم لگے......گاڑی فل سپیڈ میں ہسپتال کی طرف جا رہی ہے...... چھوٹی بہنیں روتی جا رہی ہیں...... ہائے آپی، پیاری آپی! ہوش میں رہو......سونا نہیں......آنکھیں بند نہیں کرنا......آپی ابھی نہیں سونا...... چند دن بعد ہی تو تم نے سرخ جوڑا پہن کر دلہن کا روپ بھرنا ہے...... دیکھنا کیسا زبردست روپ آئے گا تمہارے چہرے پر......سونا نہیں......نہیں نہیں ابھی تم نے سفید جوڑا نہیں پہننا......گاڑی فراٹے بھرتی چلی جا رہی ہے......اسی رفتار سے زندگی کی سانسیں بھی بھاگتی جا رہی ہیں۔

پیارے قارئین و معزز بہنو!...... یہ وہ بہن ہے جس کے ابو اور امی کے درمیان اس کے بچپن میں ہی علیحدگی ہو گئی۔ یوں وہ بچپن سے ہی محرومیوں کی شکار اور لاڈ پیار کی ترسی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ باپ نے اپنی بساط اور طاقت کے مطابق ماں اور باپ دونوں بن کر پالا۔ اب چند دن بعد وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے والی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کہ وہ چند دن بعد ہی دلہن کے روپ میں اپنی سہیلیوں کے درمیان بیٹھی ہوگی۔ کہ جس کا خواب ہر بچی دیکھتی ہے...... اور یہ گھڑی پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ آتی ہے۔ نصیبوں والیاں ہی اس میں خوشیاں اپنے دامن میں بھرتی ہیں۔ اس نے اپنی وری (شادی کے کپڑے اور مکمل ساز و سامان) اپنی مرضی سے پسند کا خریدا تھا، سب کچھ تیار تھا، وہ اپنے شادی کے سوٹ اور کام والے کپڑے دیکھ کر مسکراتی اور آنے والے لمحات کے تصور سے نہال ہو جاتی کہ عنقریب وہ دلہن بننے والی ہے۔

ایسے انمول موقع پر اسے مزید بھی ڈھیر ساری خوشیوں کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ پیار کو تو بچپن سے ہی ترستی چلی آ رہی تھی..... اور پھر جس کی ماں بھی ہمہ وقت سر پر نہ ہو، اس کے ٹھنڈے سائے میں اسے سکون نہ ملا ہو، اس موقع پر اسے پیار کی کمی کا احساس بہت شدت سے ہوتا ہے..... دنیا کا کوئی بھی رشتہ ماں کے رشتے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا...... اور دنیا میں کسی رشتہ کا کتنا ہی زیادہ پیار بھی ماں کی ممتا کے پیار اور اس کے لاڈوں کی روانی اور طغیانی کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... اس بیچاری پیار کی پیاسی روح کے دماغ میں یہ بات سما گئی کہ میں کوئی ایسا کھیل کھیلوں جس کی بنا پر مجھے یہ پتا چلے کہ کون کون مجھ سے پیار کرتا ہے اور کتنا کرتا ہے...... اور پھر اس کھیل کی بنا پر مدتوں سے بچھڑے ہوئے اور علیحدگی اختیار کیے ہوئے اپنے امی اور ابو کو بھی پھر سے شیر و شکر کر کے ملا دوں۔ اس نادان نے سوچا میں گندم میں رکھنے والی ایک گولی کھا لوں گی، پتہ چلنے پر سب لوگ مجھ سے اور بھی زیادہ لاڈ پیار کریں گے اور اس موقع پر میں امی ابو کو دوبارہ اکٹھا ہو جانے پر بھی راضی کر لوں گی۔

جان چونکہ سب کو پیاری ہوتی ہے، اس لیے اس نے گولی کھانے سے پہلے خاص طور پر کار منگوا کر گھر کے دروازے کے آگے کھڑی کر لی، تاکہ گولی کھانے کے بعد فوری ہسپتال پہنچایا جا سکے۔ حتی کہ برقع بھی پہلے ہی پہن لیا کہ اتنی بھی دیر نہ ہو کہ برقع پہننا پڑے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ ایک آدھ گولی کھانے سے کوئی نہیں مرتا، مرنے کے لیے چار پانچ گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ اس بات کا وہ کئی دفعہ اپنی بہنوں اور کزنوں سے اظہار بھی کر چکی تھی۔ اس کے ذہن میں تھا کہ میں نے تو صرف ایک گولی کھانی ہے اور پھر فوری ہسپتال پہنچ کر معدہ واش کروا کے گھر واپس آ جانا ہے۔ نتیجتاً میں ابوامی کو بھی ایک کر دوں گی اور سب مجھ سے پہلے سے زیادہ پیار بھی (اگرچہ وہ ہمدردی کی شکل میں ہی ہو) کرنے لگیں گے...... لیکن افسوس صد افسوس! اس بیچاری کو کیا معلوم تھا کہ پیار حاصل کرنے کا یہ ناٹک حقیقت کا روپ بھی دھار سکتا ہے۔ اگر اسے اس بات کا پہلے ہی علم ہو جاتا تو وہ...... کبھی ایسا نہ کرتی...... کبھی اپنے شادی کے سوٹوں پر گوٹے کناری کا کام نہ کرواتی...... کبھی فینسی زیورات نہ بنواتی...... کبھی فرنیچر اپنی پسند کا تیار نہ کرواتی...... کبھی کشیدہ کاری کا کام نہ کرواتی...... مرضی کے چمکتے دمکتے برتن نہ خریدتی...... اپنی جہیز کی چیزوں کو ہاتھ میں پکڑ پکڑ کر معصوم بچوں کی طرح خوشی سے نہ کھلکھلاتی...... مسکراتی...... اور شرماتی۔

لیجیے قارئین!...... کار ہسپتال کے قریب پہنچ چکی ہے، اور وہ اپنی چھوٹی بہنوں سے کہہ رہی ہے...... ''پاگلو! رو کیوں رہی ہو، میں نے کوئی مر تھوڑی جانا ہے جو یوں ہلکان ہو رہی ہو۔'' ہسپتال ایمرجنسی میں پہنچتے ہی ڈاکٹر اس کی زندگی بچانے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے...... انجکشن لگ رہے ہیں...... ڈرپیں لگ رہی ہیں...... خون کے نمونے لیے جا رہے ہیں اور مختلف نوعیت کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں...... بار بار چیک اپ ہو رہا ہے...... منٹ منٹ کی رپورٹ کو ڈاکٹرز مشاہدہ کر کے کارروائیاں کر رہے ہیں۔ جس رشتہ دار کو اس سانحہ کا علم ہوا وہ بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچ رہا ہے اور یہ بیچاری...... اسی سے خوش ہو رہی ہے اور پکار رہی ہے کہ...... دیکھو! وہ بھی میری خبر لینے آ گیا ہے۔ دیکھو! وہ بھی...... سمجھ رہی ہے کہ مجھے پیار مل رہا ہے، مجھے اہمیت دی جا رہی ہے...... نہیں معلوم کہ زندگی کی سانسیں لمحہ بہ لمحہ کم ہو رہی ہیں...... یہ پیار کی پیاسی روح اچانک کسی کو دیکھ کر پکارتی ہے: وہ دیکھو! کاشف بھائی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے دیکھنے آئے ہیں، پتہ ہے یہ کبھی کسی کے لیے ہسپتال نہیں جاتے۔ لیکن میرا پتہ لینے آ گئے ہیں، میرا یہ بھائی دیکھو کتنا پیار کرتا ہے مجھ سے ...... دیکھو ثاقب بھائی بھی آ گیا ہے...... وہ دیکھو! تایا ابو بھی پہنچ گئے۔

تایا ابو نے جب اپنی بھتیجی کو اس حالت میں دیکھا تو آنکھوں نے حزن و ملال کی بوندوں کی بارش برسانی شروع کر دی..... انھیں دیکھ کر اقراء تڑپ اٹھی اور بے تاب ہو کر کہنے لگی: تایا ابو! آپ کیوں رو رہے ہیں، میں نے مر تھوڑی جانا ہے، تھوڑی دیر بعد تندرست ہو کر گھر واپس چلے جانا ہے، رویا تو مرنے والوں کو جاتا ہے..... اچانک ایک ڈاکٹر اقراء کے والد کے پاس آتا ہے اور ...... اسے ہاتھ سے پکڑ کر تھوڑا دور فاصلے پر لے جاتا ہے ...... اور آہستہ سے کہتا ہے: ''شفیق صاحب! آپ کی بچی خطرے میں ہے..... اس کی جان بچانا ممکن نہیں رہا..... اب صرف دعا ہی ہے ...... آپ رب کریم سے دعا کریں، وہ کوئی معجزہ کر دے تو اس کے گھر میں کمی نہیں ..... باقی رپورٹوں کے مطابق یہ مہمان ہے آپ کے پاس۔'' یہ سنتے ہی ہر شفیق و کریم والد کی طرح اس کی بھی دنیا اندھیر ہو کر رہ گئی، سر چکرا گیا اور گرتے گرتے بچا، اور سنبھلتے سنبھلتے اپنی پیاری گھڑی پل کی مہمان بیٹی کے بیڈ پر پہنچا اور حسرت سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیا..... اپنے شفقت بھرے ہاتھوں کی انگلیوں کو اس کے بالوں میں پھیرنے لگا..... آخر برداشت اور صبر کے بندھن ٹوٹ گئے ..... ضبط کی دیواریں ریت کی ثابت ہوئیں..... اور صبر کے بند کو توڑتے ہوئے آنسوؤں کے سیلاب کا ریلا سب کچھ بہا کر لے گیا..... گرم گرم آنسو انمول موتیوں کی طرح بیٹی پر گر رہے تھے...... بیٹی نے جب دیکھا کہ میرا باپ میری وجہ سے غمگین ہے اور رو رہا ہے تو تڑپ اٹھی: ''ابو جان! کیا بات ہے، رو کیوں رہے ہیں؟ میں نے کوئی مر تھوڑی جانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہم گھر میں ہوں گے۔'' اسے کون بتاتا کہ زندگی کی امیدوں کے بند ٹوٹ چکے ہیں، یہ سہاگ کا جوڑا اب ایسے ہی سونا سونا اجڑا اجڑا پڑا رہ جائے گا..... اسے تو اس کی جگہ سفید لباس پہنایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے والا ہے...... کیا شان ہے بیٹیوں کی !!...... کہ مرتے دم بھی باپ کو پریشان نہیں دیکھنا چاہتیں...... شفیق باپ کیسے اسے بتاتا کہ ڈاکٹر تمہاری زندگی کے خاتمے...... ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بچھڑنے...... اور یہ پیار بھری احترام بھری لے میں باتیں کرنے والی زبان کے ہمیشہ کے لیے بند ہو جانے کا اعلان کر گیا ہے...... اپنے سہاگ کے سپنے دیکھنے والی ان روشن اور امیدوں کے چراغ جلانے والی چمکتی دمکتی آنکھوں کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جانے کا اعلان کر گیا ہے...... اپنے باپ کے سر کو دبانے والے اور...... اپنے سہاگ کی تیاری میں مصروف رہ کر تھک جانے والے درد کے شکار...... ان ہاتھوں...... کے ہمیشہ کے لیے...... ساکن و جامد ہو جانے کا اعلان کر گیا ہے...... وہ کیسے اسے بتاتا...... ڈاکٹر کے اعلان کا جب عزیزوں کو علم ہوا تو وہ سب پریشان ہو گئے...... ان کی پریشانی کو دوسری طرف متوجہ کرنے کے لیے یہ بیٹی اقراء قرآن کے آخری پارے کی سورتیں سنانے لگتی ہے، کوئی کہتا ہے: فلاں سورت سناؤ، تو سنانے لگتی ہے اور خوش ہے کہ سب اس کی طرف پیار بھرے انداز سے متوجہ ہیں۔ اچانک کسی نے کہا: اقراء! کیا تجھے سورۃ یٰسین آتی ہے؟ کہنے لگی: ہاں، کیوں نہیں، لو ابھی سنو...... اور پھر سورہ یٰسین کی تلاوت شروع ہو گئی۔ اس کے انکل نے کہا: پہلا کلمہ تو سناؤ، اس نے جھٹ سنا دیا، پھر دوسرا بھی اور پھر تیسرا بھی...... اور یوں وہ اب کلمے کا ورد کر رہی تھی۔

اچانک ایک ایسا ہنگامہ ہو گیا کہ جس کا کسی کو تصور بھی نہ تھا اور خاص طور پر اقراء کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ ایک ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد اقراء کے سامنے ہی...... ایک ایسی بات کہہ دی کہ جس کی وجہ سے...... ہسپتال میں ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی...... کہ جس نے سب کے کلیجے چھلنی کر دیے...... ڈاکٹر نے اونچی آواز میں یہ آتشیں جملے کہہ دیے:

اس کا جگر پھٹ گیا ہے...... ابھی گرم گرم جسم کی وجہ سے باتیں کر رہی ہے......

اس کا دل کام کرنا تیزی سے چھوڑ رہا ہے...... یہ اب صرف پندرہ بیس منٹ کی مہمان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقراء کے کانوں میں جب یہ تلخ حقیقت پگھلا ہوا سیسہ بن کر پڑی...... تو ایسے لگا جیسے وہ ابھی تک کسی اور جہان میں بس رہی تھی۔ ابھی ابھی وہاں سے واپس آئی ہے...... جیسے کوئی بچہ کوئی ڈراؤنا خوفناک خواب دیکھنے کے بعد ڈر کر اٹھ بیٹھا ہو...... اقراء نے ڈاکٹر کے جملے سن کر ایک دلدوز چیخ بلند کی کہ سب کے دل دھل گئے:

نہیں...... نہیں...... نہیں...... ابو...... ابو جان...... ابو...... ابو جان...... ابو جان...... ابو جان...... مجھے بچا لو...... تایا جا...... تایا جان...... مجھے بچا لو...... مجھے بچا لو...... میں مرنا نہیں چاہتی...... میں نے ابھی نہیں مرنا...... میں نے مرنے کے لیے گولی نہیں کھائی تھی...... ابو جان...... ہائے...... ہائے، پیارے ابو جان...... مجھے بچا لو...... باجی ثوبیہ مجھے بچا لو...... مجھے میت کی شکل میں گھر نہ لے کر جانا، لوگ آپ کو کیا کہیں گے!!...... ابو جان...... پیارے ابو جان لا الله الا الله...... میں حلفاً کہتی ہوں...... میں نے مرنے کے لیے گولی نہیں کھائی تھی...... بچا لو ناں ابو جان...... اپنی پیاری بیٹی کو بچا لو......!

چند دن بعد بیٹی کو سہاگن کے جوڑے میں دیکھنے کا خواہش مند باپ، بے بس و لاچار ہو کر ٹک ٹک دیکھ رہا تھا...... اس کے پاس اب کچھ نہ بچا تھا، سوائے رواں دواں آنسوؤں کی روانی کے...... گویا ایک باپ اپنی بیٹی کو آخری تحفہ گرم گرم بہتے آنسوؤں کی شکل میں دے رہا تھا...... جو کہ بیٹی کے چہرے پر گر رہے تھے...... اور ہچکیوں میں بس یہی کہے جا رہا تھا اور کوئی بات بھی اسے نہ آ رہی تھی...... ''ناں ناں میرے اقرے...... میرے پیارے اقرے...... جبکہ اقراء مسلسل سسک رہی تھی...... ابو! میں مرنا نہیں چاہتی...... مجھے بچا لو، ابو جان...... اسے کون بتاتا کہ کوئی بدنصیب باپ کبھی اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں میں مرتے نہیں دیکھ سکتا...... اپنے جگر کے ٹکڑے کو بچانے کے لیے باپ تو اپنی ساری پونجی داؤ پر لگا دیتے ہیں...... بلکہ اپنی جان تک نچھاور کر ڈالتے ہیں...... وہ تو اپنی پھول سی بچی کو کانٹا چبھتا بھی نہیں دیکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتے ...... اے اقراء! ...... تو ہی بتا اب تیرا باپ کیا کرے!؟ ...... وہ بے بس ہے ہے تقدیر کے فیصلوں کے سامنے ...... وہ اپنا سب کچھ تجھ پر نچھاور کر کے تیری مسکان خریدنے کو تیار ہے ...... تیرا تایا ابو ...... اپنی زندگی کا اثاثہ گروی رکھ کر بھی ...... میری حیات کے چند لمحے خریدنے کے لیے بے تاب ہے ...... لیکن کیا کریں ...... سب بے بس ہیں ...... ماں لیے کہ ...... وقت پورا ہو گیا ...... عزرائیل کو حکم الٰہی ہو چکا ہے ...... وہ پہنچ چکا ہے ...... جسم سے جان نکال رہا ہے ...... اب ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر تیرا ایک سانس بھی نہیں بڑھا سکتے ...... میں بدنصیب باپ! تجھے اس موقع پر کیا دے سکتا ہوں ...... باپ اپنی آغوش شفقت میں لیے ...... آخری لمحات میں ...... پیاری بیٹی کو الوداعی انداز میں ...... کسی کو لمبے سفر پر رخصت کرنے کے انداز میں ...... دیکھ رہا ہے ...... ساتھ ساتھ ٹپ ٹپ آنسو گرا رہا ہے ...... یہ موٹے موٹے آنسو ...... شفیق باپ کی آہیں ...... سسکیاں ...... دعائیں ...... التجائیں ...... اور آہ وزاریاں ...... اگر تقدیر کے لکھے کے آگے بند باندھ سکتیں ...... تو اقراء بھلی چنگی اٹھ کر بیٹھ جاتی ...... لیکن ہوا کیا!!؟ ...... ''ابو جان مجھے بچا لو ...... ابو مجھے بچا لو ...... میں مرنا نہیں چاہتی ......'' کہتی کہتی اقراء ...... کا بازو ...... آہستہ آہستہ نیچے گر گیا ...... آواز پہلے مدھم پڑی ...... پھر اور مدھم ...... اور پھر ...... خاموش ہو گئی ...... ہمیشہ کے لیے!!؟ ...... ہاں ہاں قیامت تک کے لیے ...... اب اس پیار کی پیاسی زبان سے کبھی ''ابو جان!'' ...... کا لفظ نہیں نکلنا تھا ...... سانسیں تیزی سے بے ترتیب ہو رہی تھیں ...... سب خاموش تھے ...... جیسے لاچار و بے بس کھڑے ہوں ...... اچانک ماں کی ممتا بھاگتی ہوئی آئی ......

''ہائے میری بچی! ...... کہاں ہے تو ...... میری بچی ...... میرے جگر کے ٹکڑے اقراء، آنکھیں کھولو ...... دیکھو تیری ماں آ گئی ہے ...... ماں ...... ماں ...... ہاں، ماں ...... تو بہت پیار کرتی ہے ناں اپنی ماں سے ...... وہی تیری بدنصیب ماں آئی ہے ...... ایک دفعہ آنکھیں کھول کر دیکھ اپنی ماں کو ...... اپنی پیاری آنکھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھول...... اور میرے سینے میں ٹھنڈ ڈال......''

ہر طرف خاموشی...... نہ کوئی اقراء کی آواز برآمد ہو رہی ہے...... نہ ہاتھ حرکت کر رہا ہے لیکن...... اس بے بس جسم میں ابھی جان باقی ہے...... ٹوٹی پھوٹی اور اکھڑتی سانسوں کا سلسلہ ابھی باقی ہے...... اور زندگی کے آخری لمحات میں ایک بیٹی کو پتہ چل گیا کہ اس کی صدقے واری جانے والی ہستی...... ''ماں'' آ گئی ہے...... اس کے پپوٹوں کو حرکت ہو رہی ہے...... دوسرے ابدی سفر پر روانہ ہوتی اقراء...... اپنی ماں کی دلفگاریاں اور آہ وزاریاں سن رہی ہے اور پوری کوشش کر رہی ہے کہ آخری دفعہ آنکھیں کھول کر اپنی ممتا کو...... ہاں جنم دینے والی ہستی ممتا کو...... صرف ایک نظر دیکھ لے...... دل کی پیاس بجھا لے...... پیار بھری چند نظروں کے بوسے اپنے چہرے پر کرا لے...... لیکن پوری کوشش اور قوت صرف کرنے کے باوجود...... آنکھیں کھولنے میں ناکام رہتی ہے...... ماں...... ہاں، ماں کی ممتا...... تڑپ اٹھتی ہے...... اور پکار اٹھتی ہے...... ''بیٹی اے پیاری بیٹی......! زندگی میں مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو...... اور تمہارے حقوق کی ادائیگی میں...... کوئی کمی و کوتاہی رہ گئی ہو تو...... مجھے معاف کر دینا...... میں تیری ماں تجھ سے معافی کی طلب گار ہوں......'' یہ سن کر کسی اور کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے...... ویسے تو سب ہی یہ منظر دیکھ کر رو رہے تھے...... یہ جو چند آنسو کسی کی آنکھوں سے نکلے تھے...... یہ آنسو بھی خاص تھے...... جس کی آنکھوں سے نکلے تھے وہ جان بھی خاص تھی...... کون تھا وہ؟...... کہ ماں کے یہ جملے...... یہ معافی کی درخواست سن کر...... جس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے تھے...... وہ خاص جان تھی...... اقراء...... ہاں بدنصیب اقراء،...... ماں کی التجائیں سن کر رو رہی تھی...... اللہ جانے کیا سوچ رہی تھی...... اور کیا کہنا چاہ رہی تھی اپنی ماں سے!!...... شاید آخری دموں...... اس کی آغوش میں...... مزے سے...... جاں جاں آفریں کے سپرد کرنے کی تمنا و حسرت رکھتی تھی، یا کچھ اور...... بہر حال اپنے آخری سفر پر جاتے ہوئے چند آنسوؤں کا تحفہ دے کر ماں کو سوچتا چھوڑ گئی...... کہ میری بیٹی آخری دم مجھ سے کیا کہنا چاہتی تھی...... کہ جو مرتے مرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

......حسرتوں کے پیامبر......دو آنسو چھوڑ گئی......دل کی بات دل میں رہی......درد عیاں ہو نہ سکا......باپ کو......بہن بھائیوں کو......تایا ابو......انکل......اور عزیز و اقارب کو روتا چھوڑ کر دوسرے جہاں سدھار گئی......کیسی تھی یہ روح......شروع سے پیار کی پیاسی......پیاسی ہی اس جہاں سے دوسرے جہاں چلی گئی۔

محترم والدین اور عزیز ساتھیو! ...... دیکھو! بیٹیاں صرف آپؐ کی توجہ و شفقت...... لاڈ...... پیار پانے کے لیے نادانی میں کیا کچھ کر جاتی ہیں...... جان سے گزر جاتی ہیں۔ اگر آپ ان کو بھرپور توجہ دیں تو ان کی شخصیت میں کوئی جھول، کوئی سقم، کمی اور نشیب و فراز نہ رہے۔ ان کو تو صرف سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر اتنا ہی کہہ دیں کہ بہنا یا بیٹی!......تم نے سالن بہت محنت سے بہت مزے دار پکایا ہے، تو وہ اسی پر اتنا خوش ہو جاتی ہیں کہ مہینہ بھر آپ کے ان جملوں کو......سب ملنے جلنے والوں کو سنا کر خوشی حاصل کرتی رہتی ہیں......اے اہل دل، اے شفیق باپو! ...... اے بہنوں کی آن پر قربان ہو جانے والے بھائیو! ...... بچیوں کو پیار کیجیے......آپ کے پیار کی کمی بچیوں کی زندگی میں کبھی نہ پورا ہو سکنے والا خلاء پیدا کر دیتی ہے...... یہ پرایا دھن ہوتا ہے......دوسرے گھر جا کر بھی یہ کمی ان کے آڑے آتی ہے......احساس محرومی......احساس کمتری وغیرہ کے مہلک شکنجے میں پھنس کر......مختلف عوارض کا شکار ہو کر...... یہ زندگی کی بازی ہار بیٹھتی ہیں۔

آیئے!......عہد کریں کہ پیار کی ان پیاسیوں کو......ان مہکتی کلیوں کو...... ان نازک احساسات کی مالک کونپلوں کو...... ہم بھرپور لاڈ پیار اور شفقت دیں گے......تاکہ اللہ رب العزت کے ہاں جنت کے حق دار بن کر، اللہ کریم کے پیار محبت، کرم، رحم اور مغفرت کے مستحق بن سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسمت کی ماری

میں جب بھی گاؤں جاتا ہوں، اچھا بھلا جاتا ہوں لیکن گاؤں پہنچ کر، اپنے گھر کی گلی میں داخل ہوتے ہی پریشان و مغموم اور افسردہ ہو جاتا ہوں۔ ہونٹوں پہ خاموشی کا قفل چڑھ جاتا ہے...... سوچیں پریشان اور پراگندہ ہو جاتی ہیں...... سب سے کٹا کٹا سا ہو جاتا ہوں...... کسی سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا...... بلکہ اکثر اوقات ہیبت زدہ، دہشت زدہ اور خوفزدہ ہو کر کانپنے لگتا ہوں...... دیکھنے والے طرح طرح کے تبصرے کرتے نظر آتے ہیں......کوئی کہتا ہے: مغرور اور متکبر ہے، شہر سے آیا ہے گاؤں والوں کو انسان نہیں سمجھتا، ان سے بات کرنا گوارا نہیں۔ کوئی کہتا ہے: اس پر کسی آسیب کا سایہ ہے جو گاؤں میں داخل ہوتے ہی اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ کوئی اپنی رائے یوں ظاہر کرتا ہے کہ کسی نے اس کو گاؤں سے دور رکھنے کے لیے جادو کر دیا ہے۔ لہٰذا جب یہ گاؤں سے دور رہتا ہے تو خوش و خرم اور ہنستا کھیلتا ہے۔ بہرحال جتنی زبانیں اتنے ہی تبصرے قیاسات اور رائیں۔ گاؤں والے گھر میں رہتے ہوئے جب اذان ہوتی ہے اور میں مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو میری حالت مزید خراب ہو جاتی ہے اور یہ شاید کبھی بھی درست نہ ہو۔ آج میں اس راز سے بھی پردہ اٹھا دوں کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جب میں لاہور سے سفر کر کے گاؤں میں اپنے گھر کو جانے والی گلی میں داخل ہوتا ہوں تو......سامنے...... مسجد کے ساتھ...... وہ گھر...... ہاں ہاں وہی گھر...... مجھے نظر آ جاتا ہے......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس گھر کی دیواروں پر خون کے جمے قطرے اور لوتھڑے آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے اس دن تھے۔ کسی نے آج تک ان خون کے چھینٹوں اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے لوتھڑوں کو صاف کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں جب ان جمی ہوئی چھوٹی چھوٹی بوٹیوں کو دیکھتا ہوں تو ...... مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ آج بھی اپنی بانھیں پھیلائے ہمیں مدد کے لیے پکار رہی ہو...... میری آنکھوں کے سامنے وہ خون کے فوارے اچھلنے...... چیخوں کے بلند ہونے...... اور درد بھری التجاؤں کے دل دہلانے والے مناظر گھوم جاتے ہیں...... تو میں کپکپانے لگتا ہوں......

آیئے ! ...... آپ کو ماضی قریب کی وہ جھلکیاں دکھاؤں جنھوں نے میرا سکون و چین چھین رکھا ہے ...... کتنی پیاری اور کومل سی تھی وہ کم سن حافظہ...... جس کے نازک ارمانوں بھرے سینے میں ......اللہ کی آخری کتاب ''قرآن مجید'' محفوظ تھی...... وہ جب چاہتی بغیر قرآن کھولے جونسی سورت چاہتی پڑھنے لگتی...... سننے والی خواتین اور بچے جھوم جھوم جاتے۔ ذات کی ''سید'' تھی...... کیا مطلب؟...... یہی کہ اس کا شجرہ نسب کہیں نہ کہیں جا کر، ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا تھا۔ وہ سید زادی تھی لیکن کبھی آج تک اس کے منہ سے کسی نے تفاخر کا کوئی کلمہ نہ سنا تھا۔ وہ تمام دیہاتیوں میں گھل مل کر رہتی اور انھیں قرآن سناتی، اپنی والدہ کے ساتھ گھر کا کام کاج کرواتی، والدین کے کپڑے و برتن دھوتی، بھائی کی پینٹیں اور شرٹیں استری کرتی، گھر کی صفائیاں کرتی، نمازیں پڑھتی...... یوں انہی مصروفیات میں اس بھولی بھالی فاطمہ کا دن گزر جاتا۔

ایک بدبخت آفتاب کو فاطمہ کی نیک سیرت اور سلیقہ شعاری و معصومیت اور خوبصورتی کے ساتھ خوب سیرتی نے متاثر کیا۔ اس نے اس کے والدین سے رابطہ کرنے کی بجائے کسی نہ کسی طرح خود ہی اس کو پیام و سلام پہنچانا شروع کر دیے۔ اور بتایا کہ میں آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں، آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، مجھے آپ سے اندھی محبت ہوگئی ہے۔ آؤ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی بھر محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے سنگ سنگ چلنے کی شروعات کریں۔ پہلے پہل تو فاطمہ اس کو سمجھاتی رہی کہ یہ سلسلہ بند کرو، تمہارا تو کچھ نہ جائے گا اگر کسی کو علم ہو گیا تو میرا مستقبل برباد ہو جائے گا اور میں مفت میں بدنام ہو جاؤں گی۔ لہٰذا میری جان چھوڑیں کسی اور جگہ رابطہ کریں یا پھر میرے ماں باپ سے بات کریں۔ اس نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ تم ''سید'' ہو اور میں غیر سید، یہ لوگ ہمیں کبھی بھی نہ ملنے دیں گے، لہٰذا رسموں رواجوں اور ذات پات کی زنجیریں ہمیں خود ہی ہمت کر کے توڑنا ہوں گی۔ یہاں تو جٹ ارائیوں کو اپنی بیٹی نہیں دیتے پھر ہم جٹ برادری کو یہ سید کہاں اپنی بیٹی کا رشتہ دیں گے۔ اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں علیحدگی میں ملنے جلنے، ملاقاتوں، رابطوں اور باتوں کو حرام اور زہر قاتل سمجھتی ہوں۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو آپ میرے والدین سے رابطہ کریں، ان کی رضا مندی سے جائز طریقہ نکاح کا اختیار کیا جا سکتا ہے۔ آفتاب جٹ کہنے لگا: پاگل! قانونی طور پر ہم بالغ ہو چکے ہیں، کورٹ میں جا کر شادی کر لیتے ہیں۔ انگریزی قانون کے مطابق ہمیں کوئی روک نہیں سکتا۔ جب شادی ہو جائے گی تو پتہ چلنے پر چند دن غصے اور کڑوی کسیلی باتوں کا طوفان اٹھے گا اور پھر یکے بعد دیگرے سب خاموش ہو جائیں گے، اور کہیں گے کہ چلو جو ہونا تھا ہو گیا اب کیا کیا جا سکتا ہے، اب انھیں قبول کر لو ورنہ گاؤں و برادری میں عزت نہ رہے گی۔ یوں دونوں خاندان ہمیں ہماری چھوٹی سی خطاء معاف کر کے قبول کر لیں گے، اور پھر ہم ہنسی خوشی زندگی گزاریں گے۔ سب سے پہلے ہم ہنی مون منانے مری، ایوبیہ، نتھیا گلی اور سیف الملوک جائیں گے۔

فاطمہ کی بدقسمتی کہ وہ اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئی اور وہ قدم اٹھا بیٹھی جو مناسب نہ تھا۔ چور بھی وہاں چوری کرتا ہے جہاں کچھ مال و دولت ہو، اسی طرح شیطان نے بھی فاطمہ کی نیک نامی اور صالح سیرت و کردار ہونے اور قرآن کی حافظہ ہونے کی بنا پر خصوصی ہدف کا نشانہ بنا کر وار کیا، اور آخر کار کامیاب ہوا۔ نادان فاطمہ آنکھ بچا کر گھر سے نکلی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدھی کورٹ جا پہنچی اور آفتاب سے شادی کر لی۔

جب گاؤں میں اس کا علم ہوا تو شدید ردعمل ہونا تو لازمی تھا، جو ہوا اور لڑکے والے اپنے لڑکے کو جبکہ فاطمہ کے خاندان والے اسے تلاش کرنے لگے اور قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ دونوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کسی جاننے والے کی منت سماجت کر کے اس کے گھر میں چھپ گئے اور یوں دن گزارنے لگے۔ گاؤں والوں نے تمام رشتہ داروں اور عزیزوں کے ہاں ہرکارے دوڑائے لیکن وہ وہاں ہوتے تو ملتے۔ آخر تلاش بسیار کے بعد فاطمہ کے خاندان والوں نے اس کا سراغ لگا ہی لیا اور اس کے پاس جا پہنچے۔ اور وہی کچھ کیا جو ایسے موقعوں پر کیا جاتا ہے، یعنی انھیں بہلا پھسلا کر اور سبز باغ دکھا کر، برادری میں قبول کر لینے کی یقین دہانیاں کرا کر، دھوم دھام سے ایک شادی کی تقریب منعقد کر کے انھیں رخصت کیا جائے گا، ایسے وعدے اور سپنے دکھا کر گھر واپس لے آئے۔ فاطمہ کو اس کی ماں کے پاس اسی گھر میں قید کر دیا گیا، جو مسجد کے ساتھ واقع ہے اور جسے دیکھ کر میری حالت غیر ہو جاتی ہے۔

چند دن بعد فاطمہ نے محسوس کیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی اس سے بات چیت تک نہیں کرتا، بلکہ شدید نفرت کرتا ہے، بڑی عجیب اور خون آلود، دہشت اور وحشت ناک نظروں سے اسے کھا جانے کے سے انداز میں گھورتا ہے۔ کئی دن تک مسلسل جب فاطمہ نے بھائی کے تیور خطرناک محسوس کیے تو اس سے ڈرنے لگی۔ ایک دن جھجکتی، ڈرتی، سہمی سہمی، خوفزدگی کے عالم میں ماں کے پاس آئی اور کہنے لگی: امی جان! مجھے بھائی کی آنکھوں میں نفرت و انتقام کے شرارے کئی دن سے نظر آ رہے ہیں۔ وہ مجھے بہت خطرناک عزائم سے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہے۔ امی! سچ پوچھو تو مجھے بھائی سے بہت زیادہ خوف آ رہا ہے...... بیٹی! وہ تمہارا سگا دودھ شریک بھائی ہے اور میرا حقیقی بیٹا، غیر تھوڑی ہے، تجھے وسوسہ اور وہم ہو رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت حال کے برقرار رہے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ ایک دن فاطمہ کا چھوٹا بھائی غصے سے بھرا آگ کا شعلہ بن کر گھر میں داخل ہوا، آج اسے کسی نے برادری میں سے بہن کے گھر سے بھاگ جانے کا طعنہ دے دیا تھا۔ آتے ہی چیخا: فاطمہ حرامزادی کہاں ہے؟ جی بھائی جان! میں ادھر ہوں باورچی خانے میں ...... کتیا! آج میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا...... آج میرے ہاتھ سے بچے گی کیسے؟...... دیکھتا ہوں کون مائی کا لال تجھے میرے ہاتھ سے بچاتا ہے...... ان للکاروں کے ساتھ بھائی باورچی خانہ کی طرف بڑھا ...... ماں سہم گئی...... حیرانی کے عالم میں گم سم ہوگئی...... مارے غم کے اس کی آواز گلے سے نہ نکل رہی تھی...... بہن نے خطرے کی بو سونگتے ہوئے کچن کا دروازہ اندر سے بند کرلیا...... بھائی پرویز نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا...... بہن رونے لگی...... سسکنے لگی...... بھائی مجھے معاف کردو...... بھائی مجھے کچھ نہ کہنا...... تم تو مجھے بہت پیار کرتے ہو...... اتنے میں غصے کی شدت کا عالم یہ تھا کہ بھائی لوہے کی موٹی سلاخ اٹھا کر لے آیا، اور دروازے کے قبضوں میں پھنسا کر انھیں توڑنے کے لیے زور آزمائی کرنے لگا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں دروازہ توڑ کر دور پھینکا اور فاطمہ کو گردن سے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر نکال کر صحن میں لے آیا۔ اب وہ اس پر گھونسوں، لاتوں اور تابڑ توڑ مکوں کی بارش کیے جا رہا تھا...... اس کو فٹ بال کی طرح ککیں مار مار کر دور پھینک رہا تھا...... پھر ہاتھ میں ایک ڈنڈا آ گیا...... اب وہ مسلسل برس رہا تھا...... فاطمہ اپنے سر اور چہرے کو، بازو آگے کرکے بچانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

آخر جب بھائی مار مار کر تھک گیا تو اسے قابو کرکے یوں گرانے کی کوشش کرنے لگا گویا وہ قربانی کا بکرا ہو کہ جسے لٹا کر ذبح کرنے کا ارادہ ہو۔ جان سب کو پیاری ہوتی ہے، ویسے بھی فاطمہ کی ابھی مرنے کی عمر کہاں تھی۔ اس نے تو شعور کی آنکھ کھول کر ابھی دنیا کو دیکھا بھی نہ تھا۔ ابھی تو اس کے سپنے بننے اور خواب دیکھنے کے دن تھے، ابھی تو اس کے لاڈ لڈانے، نخرے کرنے، ضدیں کرنے اور بھائی بہنوں اور والدہ سے اپنی فرمائشیں کرنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن تھے...... لہٰذا جان بچانے کے لے فاطمہ نیچے گرنے سے مزاحمت کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ یوں فریاد کناں تھی:

''پیارے چھوٹے بھائی! آج تجھے کیا ہو گیا...... بھائی تو تو مجھ سے اس قدر پیار کرتا تھا کہ کسی کو ذرا سا ڈانٹنے بھی نہ دیتا تھا...... جبکہ کسی کا مجھے ہاتھ لگانا تو دور کی بات ہے......لیکن آج اب تم خود کیا ظلم ڈھا رہے ہو...... بھائی تو دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہنوں کی خطائیں ......انھیں بیٹیاں اور نادان و ناسمجھ بھولی بھالی سمجھ کر...... معاف کر دیا کرتے ہیں...... یہ سن کر بھائی اور زیادہ تشدد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے......''

ساتھ ساتھ شدید ضربیں لگاتا جا رہا تھا...... ''بہن'' کائنات کا عظیم مقدس رشتہ...... اتنا ادب و احترام......!! کہ بڑی ہونے کے ناطے سے مار بھی سکتی تھی۔ دھکا دے کر اسے دیوار سے پٹخ سکتی تھی...... اس کو سزا بھی دے سکتی تھی...... یا اپنے آپ کو بچانے کے لیے اس کے ہاتھوں کو رسی سے باندھ بھی سکتی تھی...... لیکن قربان جائیں دین اسلام کے...... کہ جس نے بہن کو یہ سبق دیا کہ تم نے بھائی کے آگے اونچی آواز سے بولنا نہیں، اس کا ادب کرنا ہے۔ اور قربان جائیں ہماری معاشرتی قدروں کے کہ...... جن میں بہن اس قدر والہانہ انداز میں بھائی پر نچھاور ہو جاتی ہے لیکن اس کی آن پر آنچ نہیں آنے دیتی۔ فاطمہ بھی آج عظیم بہن ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی تھی...... اور بلک رہی تھی:

''بھائی رحم رحم...... بھائی رحم...... میں تمہاری لاڈلی بہن ہوں...... جسے تو مٹی اور ریت کے عارضی گھروندے اور گھر بنانا سکھایا کرتا تھا...... اور کہتا تھا: جب ہم بڑے ہوں گے۔ پکی مٹی کا ایک بہت بڑا خوبصورت گھر بنائیں گے...... بھائی! تو ہی تو مجھے اپنا خرچہ بچا بچا کر گڑیا لا کر دیا کرتا تھا: ...... اور کہتا تھا...... فاطمہ! دیکھو، بالکل تمہارے جیسی گڑیا لایا ہوں...... میں نخرے سے کہہ دیتی: میں نہیں لیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ گندی سی سستی سی گڑیا، مجھے اچھے والی سیلوں سے چلنے والی وہ گڑیا لا کر دو، جو گاتی بھی ہے اور ناچتی بھی ہے.....تو تم پھر سے اس گڑیا کو خریدنے کے لیے اپنا جیب خرچ جمع کرنا شروع کر دیتے...... بھائی! میں وہی تمہاری بدقسمت اور بدنصیب بہن ہوں......تمہاری لاڈلی...... بھائی! مجھے معاف کر دو......

لیکن بھائی ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا اور مسلسل اس کو چاروں شانے چت گرانے کے لیے زور لگا رہا تھا...... آخر وہ زور سے چیخا: ''اوئے شیدے قصائی کے بچے!......اے میرے کولوں قابو وچ نئیں آ رئی...... چپڑ چپڑ گلاں کیتی جاندی اے......تو کتھے مر گیا ایں، جلدی آ حرامی

''اے رشید قصائی کے بچے! تم کہاں مر گئے ہو۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے، مجھ سے قابو میں نہیں آ رہی۔ الٹا باتیں جلدی جلدی کیے جا رہی ہے، جلدی آؤ اور اسے قابو کرو۔''

اتنا سننے کی دیر تھی کہ باہر سے ایک مسلح سفاک اور سرخ انگارا آنکھوں والا درندہ شکل جوان اندر داخل ہوا، اور اس نے آتے ہی ایک بھرپور ایسی کھینچ کر لات فاطمہ کے پیٹ میں ماری کہ وہ: ''ہائے ماں! میں مر گئی''

کہتی ہوئی دور دیوار کے ساتھ جا ٹکرائی ......اور اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا۔ فاطمہ! سب کچھ سمجھ گئی اور چیخ کر پکاری: ہائے مائیں نی اج مینوں بچا لے...... ماں جیسے یکدم خواب غفلت سے بیدار ہوئی ہو۔ جیسے ہوش میں آ گئی ہو۔ بھاگی اپنے بیٹے کی طرف......درمیان میں کسی چیز سے ٹکرا کر اوندھے منہ فرش پر گر پڑی......اب اس کے ناک اور منہ سے بھی چوٹ آنے کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا......ممتا تھی پھر اٹھی اور بھاگ کر چشم زدن میں اپنی بیٹی سے لپٹ گئی...... دونوں کے بہتے خون ایک دوسرے کے جسموں کو لگ رہے ہیں۔ لہولہان ماں خون سے لت پت فاطمہ کو چومتی جا رہی ہے...... میں صدقے، میں واری، تینوں تتی ہوا نہ لگے میری بیٹی...... تینوں رب دیاں رکھاں...... فاطمہ اب ماں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آغوش میں آ کر غموں اور زخموں سے چور چور...... لہولہان کٹی پھٹی ہونے کے باوجود سکون اور راحت محسوس کر رہی تھی۔ یہ ماں کی ممتا اور پھر اس کی آغوش کا کمال تھا۔ پرویز آگے بڑھا اور ماں کو فاطمہ سے علیحدہ کرنا چاہا تو ماں چیخیں مار مار کر رونے لگی...... اپنے ہی بیٹے کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ کر رحم کی فریادیں کرنے لگی...... چھوڑ دو میری بچی کو...... پھر ماں نے وہ کام کر دیا جو کوئی نہیں کرتا......!! ماں نے اپنے سر سے اپنا آنچل...... اپنا دوپٹہ اتار کر بیٹے کے قدموں میں رکھ دیا...... اور روتے ہوئے کہا: اللہ کے لیے اسے کچھ نہ کہو...... اگر قتل کرنے کا شوق ضرور پورا کرنا ہے تو مجھے قتل کرلو، میں کافی عرصہ دنیا دیکھ چکی ہوں، اس معصوم نے تو ابھی کچھ دیکھا ہی نہیں...... قصائی بھی یہ منظر دیکھ کر لرز چکا تھا...... اور کسی گہری سوچ میں غرق تھا کہ پرویز نے زبردستی قوت کے بل بوتے پر اپنی ماں کو کلاوے میں لے کر اٹھایا اور قریبی کمرے میں بند کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا...... اور اونچی آواز میں چلایا...... شیدے جلدی کرو، اس کا کام تمام کریں، بہت دیر ہوگئی، یہ سورنی میرے اکیلے کے قابو میں آ نہیں رہی تھی۔

اب ماں کمرے میں قید چیخ رہی تھی۔ بیٹا......! بیٹا...... اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے، اس کے قہر کو آواز نہ دو، بیٹو! اس قسمت کی ماری بدنصیب سید زادی کو بخش دو...... اس میں میری جان ہے اگر اسے کچھ ہو گیا میں بھی مر جاؤں گی...... بیٹو! اس نمانی کی جان بخش دو، آپ کا مجھ پر احسان ہوگا...... اف! ماں کی ہستی اور احسان...... وہ بھی بیٹوں کا...... اس ہستی پر کہ جس کے بارے میں آقائے دو جہاں، سرورِ کائنات، امام کائنات، سلطان مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ نے اپنے صحابی کو فرمایا: اگر تو اپنی والدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر بھی صفا مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر سات سات چکر لگا کر، طواف کروا کر، میدان عرفات میں بھی کندھوں پر اٹھا کر لے جاتا رہے اور اس طرح ایک نہیں بلکہ ۹ نو حج بھی کروا ڈالے تو، تو نے اس کی صرف ایک رات تجھے پیٹ میں لیے پھرنے کی تکلیف کا بھی حق ادا نہیں کیا، چہ جائیکہ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اولاد ہو کر احسان کرنے کا سوچ بھی سکے..... لیکن یہاں ماں اپنا دوپٹہ ان بدبختوں کے پاؤں میں ڈال کر کہہ رہی تھی..... بیٹو! اس کی جان بخش دو، آپ کا مجھ پر احسان ہو گا.....!! ماں، ہاں ہاں کائنات کی عظیم ہستی ماں..... وہ ماں کہ جس کا خالق کائنات نے قرآن میں اپنے اور اپنے رسول کے ذکر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ ہستی ماں..... پلائی وڈ اور لکڑی سے بنے دروازے کو ٹکریں مار رہی تھی..... دوہتڑ مار رہی تھی..... اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو مارتی ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر دروازے سے ٹکرا رہی تھی..... تھوڑی دیر میں دروازہ کی پلائی ماں کی ممتا کے جذبے کے آگے کرچی کرچی ہو گئی، اب ماں کے بازو شل ہونے سے خون آلود تھے..... لیکن ماں اب بھی باہر نہ نکل سکتی تھی..... پلائی ٹوٹنے کے بعد اب لکڑی کا موٹا اور مضبوط فریم اس کے راستے میں حائل تھا۔ البتہ اب اسے سامنے واقع صحن کا تمام منظر صاف نظر آ رہا تھا..... وہ دونوں ظالم بھیڑیے اس سے گتھم گتھا تھے اور..... اسے زمین پر قربانی کے جانور کی طرح لٹانے اور گرانے کی کوشش کر رہے تھے..... لیکن فاطمہ بیچاری مسلسل مزاحمت کر رہی تھی..... اگرچہ اب اس کی مزاحمت میں نڈھالی اور کمزوری غالب آ چکی تھی..... لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ماں کی طرف دیکھ اور بھاگ رہی تھی، جو بند کٹے پھٹے دروازے سے اسے دیکھ دیکھ کر ''بچاؤ میری بچی کو بچاؤ'' کا شور مچا رہی تھی..... لیکن لگتا تھا ساری دنیا نشے میں مدہوش سو رہی ہے..... جبکہ فاطمہ بلک رہی تھی.....

''امی جان! آج مجھے ان سے بچا لے..... اپنی آغوش میں چھپا لے..... اپنی ٹھنڈی چھاؤں میں مجھے سلا لے..... میرے زخموں پر اپنے بوسوں کا مرہم لگا دے..... ماں!..... ماں!..... مجھے اپنی گود میں چھپا لے..... ماں.....!''

ادھر سے ''میری بیٹی، بیٹی..... میری بچی..... میری جان..... تجھے رب دیا رکھاں.....''

ماں بھی پکار رہی تھی..... دونوں طرف چہروں سے خون بہہ بہہ کر جسم پر پھیل چکا تھا۔

آخر بھائی نے پیچھے سے جھپا ڈال کر بہن کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا..... اور اس کا سینہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قصائی کی طرف کر دیا...... بہن تھی کہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی تھی...... اور ماں جائے بھائی کی قید سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی...... لیکن پرویز کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ اچانک پرویز دھاڑا...... دیکھتے کیا ہو کمینے!...... میں نے اس سورنی کا سینہ تمہارے سامنے کر دیا ہے...... اب جلدی سے چھرا نکالو اور اس کے دل تک چیر ڈالو...... نہیں...... نہیں...... نہیں...... بھائی ایسا نہیں ہو سکتا...... بھائی رحم رحم...... بھائی کرم کرم...... بخشش دو، معاف کر دو اپنی چھوٹی بہن کو...... ماں چلائی: رشید! قصائی نہ بن انسان بن، اگر آج تو نے ایسا کیا تو میری بددعا ہے تو کبھی سکھی نہ رہے...... رشید قصائی ڈگمگا گیا، ایک ماں کی بددعا کو کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا...... وہ سوچنے لگا...... ''لعنت بھیجو چھرے پر، پستول نکالو اور نشانہ لو اس کے سینے کا...... دیکھو بالکل یہ حرکت نہ کرے گی، میں نے پیچھے سے پکڑ رکھا ہے، جلدی کرو۔ پرویز چلایا...... اب رشید کے ہاتھ میں پستول تھا...... مگر چل نہ رہا تھا...... ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں...... ٹریگر نہ دبایا جا رہا تھا...... خون میں لت پت ممتا پر نظر پڑتے ہی اس کے ہاتھ کانپنے لگتے...... اگرچہ اس نے شست لے رکھی تھی، نشانہ باندھ رکھا تھا...... اب اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے...... ماں کی ممتا کے آگے پتھر دل شمع کی مانند پگھل چکا تھا کہ...... پرویز کی غصے سے بھری چیختی آواز آئی:

''حرامی! گولی جلدی چلاؤ دیکھتے کیا ہو...... نامرد کی اولاد، جلدی گولی سینے میں مارو......''

رشید نے آنکھیں بند کر لیں...... اور پھر اپنے ہونٹوں کو کاٹتے ہوئے...... نہایت درد کے عالم میں ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا...... اچانک...... فضا میں ہوائی فائروں کی گونج بلند ہوئی اور ایک دلدوز چیخ اٹھی...... ساتھ ہی ایک آواز بھی چیختی ہوئی بلند ہوئی...... ہائے بھائی جان...... بھائی! یہ کیا کر دیا...... بھائی...... بھا...... بھا...... بھا...... اور پھر...... دھڑام سے...... ایک زندہ لاش...... زمین پر گری دونوں نے گردن گھما کر دیکھا تو...... یہ کائنات کے انسانوں کی پرورش کرنے والی...... عظیم ہستی...... ماں کا وجود تھا...... کہ جو اپنی لخت جگر، نور نظر...... اور اپنے دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بوٹی کی موت کا منظر نہ دیکھ سکی تھی اور...... بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی تھی...... پرویز نے گرفت ڈھیلی چھوڑی تو......ایک اور وجود زمین پر اوندھے منہ گرا...... یہ ماں کے بعد بیٹی اور بہن کے مقدس رشتے کا لاشہ تھا......ان شقی القلب درندوں کو شک ہوا کہ کہیں یہ زندہ نہ بچ جائے......لہٰذا اسے سیدھا کر کے......مزید گولیاں اس کے مچلتے ارمانوں بھرے سینے میں مار رہے تھے......

بہن اتنی طاقتور تو تھی کہ اگر چاہتی تو بھائی کو سزا دے سکتی تھی......اپنی طاقت کے ذریعہ اپنے آپ کو بچا سکتی تھی......لیکن آفرین ہے اس بہن پر جو بھائی کی آن پر قربان ہو گئی...... اس کے خون کے چھینٹے اور گوشت کے لوتھڑے دیواروں کے ساتھ چپک گئے۔ باقی دیواریں تو بعد میں صاف کر دی گئیں لیکن یہ دیوار جو مسجد کی طرف گلی کی بیرونی جانب واقع ہے، کیوں بچ گئی!!؟ ...... مجھے نہیں معلوم...... جب بھی گاؤں جاتا ہوں...... دیوار پر آج تک لگے خون کے چھینٹے...... اور جمے ہوئے گوشت کے چیتھڑے...... مجھے نظر آتے ہیں تو...... اس کے قتل کا بھیانک منظر میری آنکھوں کے سامنے ایسے گھومنے لگتا ہے، جیسے یہ آج صبح ہی کا واقعہ ہو اور...... میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں......شدت غم اور کرب والم سے دل محزون ہو جاتا ہے اور میں گاؤں سے بھاگنے کی کرتا ہوں۔ اسی لیے ایک عرصہ ہوا اب میں دوبارہ گاؤں نہیں گیا...... پرویز اب جوان ہو چکا ہے......موبائل تھامے ہوئے...... پان کھا کر، ہونٹوں پہ سرخی جما کر...... ہاتھوں میں سگریٹ سلگا کر...... ہونٹوں سے کش لگاتے ہوئے......تھری پیس سوٹ میں ملبوس......فاطمہ کا بھائی آج گلیوں میں آوارہ چلتا پھرتا ہے......مختلف لڑکیوں سے اس کی دوستی اور افیئرز چلنے کی خبریں میں اسی مہینے مئی 2010ء میں سنی ہیں......تو سوچ رہا ہوں......شاید پھر کسی فاطمہ کی بربادی کے دن قریب آ گئے ہیں...... شاید پھر کوئی قسمت کی ماری، نصیبوں جلی شیطان کے بہکاوے میں آ کر غلط غیر شرعی محبت کے چکر میں پھنس کر درندوں کے ہتھے چڑھنے والی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے بہنو......اے بیٹیو!......تم بھی کسی طرح کا انتہائی قدم اٹھانے سے پہلے جان سے زیادہ پیار کرنے والے باپ اور بھائی کی عزت کا پاس کرلیا کرو، کہ موت تو آ جائے لیکن تم بابل کی دہلیز پار نہ کرسکو۔ یہ تمہارا شیوہ اور طرہ امتیاز ہونا چاہیے۔

اے بھائیو اور باپو......! اگر یہ نمانیاں، نادان، دنیا کی چکر بازیوں کو نہ سمجھنے والی، کسی شیطان کے بہکاوے میں آ جائیں تو ان کو معاف کر دیا کرو، اور ان کو برباد کرنے کی بجائے آباد کرنے کی تدبیریں اختیار کیا کرو۔ اس سے اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ خوش ہوتے ہیں۔ ایسی بچیاں باپوں اور بھائیوں کے مرنے کے بعد...... نیک سلوک کی بنا پر...... ہمیشہ ان کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتی رہتی ہیں...... ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتی رہتی ہیں...... جو قبر میں ان کے عذاب میں کمی اور درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے...... یہ آپ کا مفت میں آخرت کا سیونگ اکاؤنٹ ہے، اسے ضائع مت کیجیے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انمول آنسو

گھر میں داخل ہو ہی تھا کہ میری والدہ نے شکایت کی:

''آج بچے کمپیوٹر سی ڈی کے لیے ۲۵ روپے مانگ رہے تھے۔''

میں نے اپنے بیٹے شرجیل اور بیٹی ماریہ سے دریافت کیا: آپ نے امی جان کو کیوں تنگ کیا؟ انھوں نے جواب دیا، ہم نے مطالبہ ہی کیا تھا، ضد کر کے پریشان تو نہیں کیا تھا۔ اسی دوران دوسری چھوٹی بیٹی شہنیلہ نے بتایا کہ ابی جان! انھوں نے دس روپے دے کر آج پہلی دفعہ سی ڈی والی دکان سے ''ٹام اینڈ جیری کارٹون'' کی سی ڈی لا کر دیکھی اور پھر اسے واپس کر دی اور دس روپے بھی واپس نہیں لیے!!

میں نے جب یہ بات سنی تو میرا ماتھا ٹھنکا، میں بہت پریشان ہوا اور غصہ کے عالم میں گھور کر اپنے بچوں کو دیکھنے لگا...... قارئین محترم! اگلی بات کرنے سے پہلے یہ بتاتا چلوں کہ میں دو ماہ قبل اپنے گھر میں ایک کمپیوٹر صرف اس مقصد کے لیے لایا تھا کہ بچے گلی محلے میں ویڈیو سنٹر، ویڈیو گیمز سنٹر، یا انٹرنیٹ کلب، وغیرہ پر جا کر اخلاقاً اور عقیدتاً کمزور ہونے سے محفوظ رہیں۔ بچوں کو گھر میں مجاہدین اسلام کے ویڈیو ترانوں، حرم کعبہ کے آئمہ کی قراءت کی، اور جہادی معرکوں کی آڈیو اور چند ویڈیو سی ڈی لا کر دی ہوئی تھیں۔ میری بیٹی قرآن کی بمعہ تجوید قاریہ و حافظہ ہے، وہ حرمین کے قراء کی تلاوتیں نہایت ذوق و شوق سے سنتی ہے، اور پھر انکے قرآتِ قرآن میں مخارج، ادغام، قلقلے اور غنے وغیرہ جیسے مسائل پر فنی گفتگو کرتی ہے کہ یہاں ایسے نہیں بلکہ ایسے پڑھنا چاہیے تھا۔ ہم اس کی باتیں سن کر ہنستے رہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹیاں اگر نیک ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دنیا میں راحت وسکون ثابت ہوتی ہیں۔ میں لاکھ بار اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس ذات باری تعالیٰ نے مجھ سے گناہگار کو اتنی پاکیزہ سوچ کی حامل نیک باعمل باشعور اور تابعدار وفرماں بردار بیٹی دی، خاص طور پر وہ بیٹی نوازی کہ جس کے سینے میں قرآن جیسی عظیم آخری آسمانی کتاب محفوظ ہے۔ میں جب اپنی اس بیٹی کو دیکھتا ہوں تو یہی گمان کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ یہ میری آخرت کی سیونگ سکیم ہے، میرا بنک اکاؤنٹ ہے جو میرے مرنے کے بعد قبر میں اجر وثواب پہنچنے اور درجات کی بلندی کا باعث بنے گی۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد بندے کا دنیا سے ہر طرح کا رابطہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے:

1. ایسا صدقہ (16) جاریہ جو مرنے والے نے کیا ہو اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوں، مثلاً: کنواں کھدوا دیا ہو، ہسپتال بنوا دیا ہو، یا کوئی رفاع عامہ کا کام کر دیا ہو۔
2. مرنے والا ایسا علم چھوڑ کر مرا ہو کہ مرنے کے بعد اس علم سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔ اس میں علم دین سکھانے اور ہر اچھا مثبت اور اسلام وانسانیت کی خدمت کرنے والا علم بھی شامل ہے۔
3. مرنے والا ایسی اولاد چھوڑ کر مرا ہو کہ جو نیک ہو، نمازی ہو اور پھر نماز پڑھنے کے بعد اس کی مغفرت وبخشش اور درجات کی بلندی کی دعا بھی کرتی ہو۔

اس روایت بالمعنی کی تیسری شق کے تحت میں اپنی اس بیٹی سے ضرور امید رکھتا ہوں کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے ہمیں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پہنچتے رہیں گے اور نیک دعاؤں کے تحفے وصول ہونے کے ساتھ اس کے نیک اعمال کی بنا پر ہمارے درجات میں بلندی بھی ہوگی۔ ان شاء اللہ

آمدم برسر مطلب!...... جب میں نے بچوں کو ناپسندیدگی کے عالم میں غصے سے دیکھا تو بیٹی ماریہ کہنے لگی: ابی جان! پہلے بات سن لیں پھر آپ جو سزا دیں گے ہم بھگتیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات دراصل یہ ہے کہ پھوپھو جان ہمارے گھر آئیں، انھوں نے بچوں کی ٹام اینڈ جیری کارٹون سیریز میں دلچسپی دیکھی تو ان کو ٹام اینڈ جیری کی ایک ایسی سی ڈی بتائی جس میں ہنسی مذاق اور مزاح تھا، بچوں کو خوش کرنے اور ہنسانے کے لیے پھوپھو نے بتایا کہ اگر بے بی کارٹون کی سی ڈی دیکھنی ہے تو وہ سی ڈی لا کر دیکھو، انھوں نے بتایا کہ مجھے بھی کسی نے ایسا ہی بتایا ہے۔ اب ہمارے پاس سی ڈی خریدنے کے لیے ۲۵ روپے نہیں تھے، ہم نے وہ سی ڈی خریدنے کے لیے پیسے بڑی امی سے مانگے، انھوں نے دینے سے انکار کر دیا۔

ہمارے پاس ۱۰ روپے موجود تھے، ہمیں پتا چلا کہ اگر ۱۰ روپے دیں تو سی ڈی سنٹر والے سی ڈی کچھ گھنٹوں کے لیے عاریتاً دے دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے ۱۰ روپے ان کو دے کر سی ڈی لی اور دیکھ کر فوراً واپس کر دی۔ اور وہ دس روپے انھوں نے واپس نہیں دیے...... ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا، پھوپھو کے کہنے پر یہ سی ڈی لی اور پھر واپس کر دی، یہ محض چھوٹے چھوٹے بچوں کی کارٹونوں کی مزاحیہ سی ڈی تھی۔

میں نے یہ ساری گفتگو سنی اور کچھ دیر سر جھکائے سوچتا رہا کہ حقیقت میں بچوں نے اپنی مرضی نہیں کی بلکہ کسی بڑے کے کہنے پر ایسا کیا۔ اگرچہ یہ کوئی جرم یا کوئی بری بات نہ تھی لیکن میں یہ سوچ رہا تھا کہ اولاد اور والدین کے درمیان اعتماد کا مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے، جس کی بنا پر صبح سویرے اپنے گھونسلوں سے دانا دنکا تلاش کرنے کے لیے مختلف بستیوں کی طرف پرواز کرنے والے پرندوں کی طرح، والدین بھی روزی روٹی کی تلاش میں اپنے اپنے کاموں پر نکل جاتے ہیں۔ وہ پیچھے اولاد اور اپنے جیون ساتھی کی طرف سے ہر طرح سے مطمئن و بےفکر ہوتے ہیں...... صرف اعتماد کے مضبوط رشتے کی بنا پر۔ میں نے جب اپنے گھر میں پابندی عائد کی ہوئی ہے کہ کمپیوٹر کی کوئی بھی سی ڈی میری یا میری زوجہ کی اجازت و منظوری کے بغیر نہیں آئی تو پھر یہ ٹام جیری کی سی ڈی کیوں بغیر اطلاع دیے اور اجازت لیے لے آئے!!؟ بیٹیوں پر باپوں اور بھائیوں کا کتنا بڑا اعتماد ہوتا ہے۔ اعتماد کا یہ مضبوط پل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹوٹ جاتا ہے تو سب کچھ خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ مجھے بھی آج تک اپنی بیٹی پر ناز ہے...... مان ہے...... اعتماد ہے......لیکن آج نادانی میں اس نے میرے لاڈ پیار بھرے اعتماد کو ہلکی سی چوٹ لگائی تھی...... یہ سوچ کر میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھ گیا؟

پھر خاموشی کے عالم میں ...... ٹھنڈے موسم میں...... دن کی ابتدائی خوشگوار سرد فضا میں......دل کے جذبات کی گرمی ......احساسات کی جولانی اور طغیانی نے ......میری آنکھوں پر...... دل کے راستے سے حملہ کر دیا...... آنسوؤں کا سیلاب ......نہایت روانی اور طغیانی سے بہنے لگا...... میری بیٹی ماریہ میری اندرونی کیفیات سے بے خبر لائبریری کے دروازے میں کھڑی بار بار یہی کہتی جا رہی ہے:

''ابی جان ...... پیارے ابی جان ! مجھے معاف کر دیں...... میں نے غلطی کی ہے...... میں معافی مانگتی ہوں...... اللہ کے لیے مجھے معاف کر دیں...... آئندہ کبھی زندگی بھر شکایت کا موقع نہ ملے گا......کبھی آپ کے مجھ پر اعتماد کے آئینے کو ٹھیس نہ پہنچے گی...... میں کبھی اس آئینے میں بال برابر دراڑ نہ آنے دوں گی...... آپ کی بیٹی ہوں، آپ بہت اچھے شفیق و کریم باپ ہیں۔ مجھے معاف کر دیں......''

میں خاموش تھا، کوئی جواب نہ دے رہا تھا بلکہ اپنی بیٹی سے وابستہ امیدوں، امنگوں، ارمانوں کا عکس دل و دماغ پر پڑتا دیکھ کر آواز پیدا کیے بغیر مسلسل آنسو بہائے جا رہا تھا۔ جب بیٹی نے کوئی جواب نہ پایا تو معافی کے حصول کے لیے لڑکھڑاتے اور ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ آگے بڑھی، مجھ سے تھوڑے فاصلے پر بالکل میرے قریب کھڑی ہو گئی۔ اور التجا کرتے ہوئے کہنے لگی:

''ابی جان ! اپنی نادان بیٹی کو ایک بار موقع دیں آئندہ کبھی یہ غلطی نہ ہو گی۔ ابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان ...... ابی جان ...... دیکھ لیں ناں...... مان جائیں ناں...... ناراضی ختم کر دیں......"

تھوڑا اور آگے بڑھی اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا...... دفعتاً نظر میرے چہرے پر پڑی اور جب میرے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھا تو ......تو پھر...... بیٹی کے نازک جذبات کا بندھن بھی ٹوٹ گیا...... اس کا دل کٹ کر رہ گیا...... کہ میرا باپ میری وجہ سے رو رہا ہے...... اس کی آنکھوں سے بھی زار و قطار آنسو بہنے لگے...... پھر سسکیاں شامل ہو گئیں...... اب وہ ہچکیاں لے رہی تھی...... اور کانپتی لرزتی آواز سے کہہ رہی تھی:

"اب...... ابی...... ابی جا...... ابی جان ...... آپ میری وجہ سے رو رہے ہیں...... پھر وہ اس قدر شدت سے رونے لگی...... لرزنے لگی...... تڑپنے لگی...... بلکنے اور سسکنے لگی ...... نڈھال اور بے حال ہونے لگی...... کہ اس کا رونا دیکھا تو میں اپنا رونا بھول گیا...... اور تڑپ کر اٹھا...... اسے پیار سے سینے سے لگایا...... سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا...... اور لرزتی ہوئی آواز میں اتنا کہہ پایا......

بیٹا! باپ اور بیٹی کے درمیان سب سے بڑا رشتہ اعتماد کا ہوتا ہے...... اس پر وہ اپنی سوسائٹی میں فخر و مان کرتا ہے...... بیٹیوں کو اپنے باپوں کے مان و ارمان کا ہمیشہ پاس رکھنا چاہیے......

ابی جان ...... ! آپ نے مجھے معاف کر دیا...... جی بیٹا! میں تو پہلے بھی تم سے ناراض نہیں تھا، بس تھوڑی دیر کے لیے اس مان کا تصور میرے ذہن میں گھوم گیا تھا جو ہر باپ اپنی بیٹی سے چاہتا ہے اور توقع رکھتا ہے۔"

پیچھے کھڑا میرا بیٹا شرجیل یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، میں نے دیکھا اب وہ میری طرف آگے بڑھ رہا ہے، اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تیر رہے ہیں۔ وہ میرے قریب آکر کھڑا ہو گیا اور گلوگیر آواز میں بولا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ابو جان ! میں بھی اس کام میں شامل تھا، مجھے بھی معاف کر دیں، میں بھی وعدہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہ کروں گا۔'' میں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے کے ساتھ بھینچ لیا۔ اب خوشی کے...... دو آنسو...... پھر میرے رخساروں پر...... سفر کر رہے تھے، یہ سوچ کر کہ اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسی صالح اولاد سے نوازا کہ جس کے دل میں احساس کی شمع اسی چھوٹی سی عمر میں روشن و تاباں ہے۔

قارئین کرام !...... شاید آپ سوچ رہے ہوں کہ میں نے اپنے گھر میں تربیت کا اتنا سخت اور کڑا معیار کیوں اپنا رکھا ہے؟...... تو میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مجبوری ہے...... مجبوری کیوں؟ اس لیے کہ ان نادان بچوں کو اپنے نفع ونقصان کا بھی کوئی علم نہیں، اگر ان کو بتایا جائے گا، پابندی لگا کر، سمجھا کر، دکھا کر، مشاہدہ و تجربہ کروا کر، تو یوں ان کی دنیا و آخرت کامیاب و کامران ہوگی۔ یہ آخرت میں آپ کی کامیابی اور جنت میں داخلے کا سبب بنیں گے۔

دیکھنے میں یہ بات آئی ہے کہ جب نادان بچے کسی ویڈیو سنٹر پر کرایہ پر سی ڈی لینے جاتے ہیں تو وہ ایک دو چکروں کے بعد ان کو کبھی کبھی مفت سی ڈی بھی دے دیتے ہیں، یہ صرف چاٹ لگانے کے لیے ہوتا ہے اور پھر جب وہ سی ڈی کلچر کے رسیا ہو جاتے ہیں تو ایک خاص اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ''ایک نہایت پاک صاف ''فیملی فلم'' آئی ہے، جسے آپ بچوں کے ساتھ مل کر دیکھ سکتے ہیں۔ لوگ وہ فلم گھر لے آتے ہیں اور دیکھنے لگتے ہیں اور پھر ''فیملی فلم'' اسی طرح ''فیملی پروگرام'' کے چکر میں اور اس کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ فیملی فلم فیملی کی فلم بنا کر فیملی برباد کرنے کا سبب بن جاتی ہیں۔ بچوں پر گرفت ختم ہو جاتی ہے، اب وہ جب دل چاہتا ہے ویڈیو سنٹر پر جاتے ہیں ان کی زبان پر ایک ہی جملہ ہوتا ہے: ''کوئی نئی فلم آئی ہے تو دے دیں'' یوں یہ سلسلے چلتے ہیں اور اولاد کی تربیت بربادیوں کی نذر ہوتی جاتی ہے، اور وہ نہ صرف اسلام سے دور بلکہ دین اسلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکری طور پر دشمن بن کر سامنے آتے ہیں۔ والدین کو پرانے خیالات کے حامل بے کار، بے علم اور ترقی اور آزادی کے دشمن قرار دے کر ان سے نفرت کرتے ہیں، ان کے پاس ٹھہرنا بات کرنا، ان کی بات سننا وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں، اس مقصد کے لیے اگر کچھ کریں بھی تو کسی خانساما یا ملازم کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں کہ وہ بڈھے یا بڈھی کی بات سن لیں اور ممکن حد تک ڈیمانڈ پوری کر دیں۔

یہ ہی ویڈیو سنٹر ہیں کہ جہاں سے جب ۱۰، ۱۰ روپیہ کرایہ دے کر سی ڈی حاصل کرنے کا رجحان اولاد میں جڑ پکڑتا ہے تو ویڈیو سنٹر کے مالک کبھی تو دانستہ اور کبھی تجاہل عارفانہ کے تحت کوئی ایک دو ایسی اخلاق سوز، بے حیائی پر مبنی سی ڈیز مطلوبہ سی ڈیز میں شامل کر کے گھر میں پہنچا دیتے ہیں۔ جب ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو شرافت و مسلمانیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ اگر کوئی شریف النفس انسان ان کے پاس شکایت کرے کہ یہ سی ڈیز تو میں نے مانگی ہی نہ تھیں آپ نے کیوں شامل کر دیں؟ وہ نہایت ڈھٹائی اور صفائی سے یہ عذر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''سوری سر! لڑکے سے غلطی سے آپ کی سی ڈیز میں شامل ہو گئیں، حالانکہ یہ آرڈر کسی اور کا تھا اور ہم بعد میں ڈھونڈتے رہے کہ مطلوبہ شخص تک پہنچا سکیں، لیکن چونکہ یہ غلطی سے آپ کے پاس چلی گئی تھیں، ہمیں مل نہیں رہی تھیں، ہم سے یہ غلطی ہو گئی جس کے لیے ہم سوری کرتے ہیں۔''

بس یوں وہ اپنی بدنیتی اور خباثت پر الفاظ کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ میں اگر پریشان تھا تو اسی بنا پر کہ میرے بچے بھی کبھی کسی ویڈیو سنٹر پر نہ پہنچ جائیں ...... اسی لیے میں نے ضابطہ بنا رکھا ہے کہ ہفتے میں دو یا تین بار کمپیوٹر آن ہو گا اور پھر اس میں تلاوت، ترانے، تقاریر، گیمز یا پھر چند کارٹونز کے پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں۔

پیارے قارئین ......! آج وہ خطرناک دور آ گیا ہے کہ جس کی عکاسی قرآن کی یہ آیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہی ہے اور ہر باپ اور ماں کو اس کی ذمہ داریوں کے لیے جھنجھوڑ اور بیدار کر رہی ہے،
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ﴾

”اے ایمان والو......! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال (بیوی بچوں) کو بھی
جہنم کی آگ سے بچالو۔“

آج ہر باپ اور ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کفار کی میڈیا وار سے بچائیں اور ان میں ایسا احساس پیدا کریں کہ وہ اگر ایسا کر بیٹھیں تو ندامت واحساس کے آنسوان کی انکھوں میں بھر آئیں اور وہ باری تعالیٰ کے اس اعلان کے مصداق وحق دار ٹھہریں جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

”جس بندے کی آنکھ میں اللہ کے خوف سے آنسو آ گئے اور وہ آنکھ رو پڑی،
اس پر جہنم کی آگ حرام ہے، یعنی اس کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔“

اللہ کریم اس آنکھ کی قدر اس طرح کرتا ہے کہ اس پر جہنم کی آگ کو ہی حرام کر دیتا ہے۔ اسی بنا پر میں آج بھی سوچتا ہوں کہ میری بیٹی کے احساس کے آنسو”انمول آنسو“ ہیں۔ اللہ کریم تمام باپوں کی بیٹیوں کو اعتماد کے رشتے کی لاج رکھتے ہوئے، اپنی کسی ایسی غلطی پر آنسو بہانے اور اللہ کریم کی اوپر دی گئی بشارت کی حقدار بننے کی توفیق دے۔ جس سے باپوں کے اور بھائیوں کے سینے فخر اور مان سے تن جائیں دلوں میں تازگی اور ٹھنڈک کا احساس ہو...... اور یقیناً ایسی باحیاء وباحمیت بیٹیاں ہم سب کے لیے، اور امت کے لیے سرمایہ نجات اور باعث فخر ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقیقی اسٹیٹس کو اپنائیں

گھر کے صحن میں ایک معقول باشرع شخص خاموشی سے خلاؤں میں گھورتا ہوا...... کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا...... متفکر و پریشان، مضطرب و بے کل...... رنجیدہ و غم خوردہ...... بیزار وبیقرار بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار اپنا داہنا ہاتھ پیشانی پر لے جاتا اور اسے ایسے دبانے اور سہلانے لگتا جیسے اس کے دل ودماغ میں ایک طوفان برپا ہو...... جو پیشانی کی جلد پھاڑ کر باہر نکل آنا چاہتا ہو، مگر اسے راستہ نہ مل رہا ہو...... اسی بنا پر پیدا ہونے والی تکلیف کو یہ شخص یوں ہاتھ سے پیشانی دبا دبا کر اور رگڑ رگڑ کر کچھ کم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اچانک یہ شخص کرسی سے یکدم اسپرنگ کی طرح ایسے اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو...... پھر وہ ''ہائے'' کی چیخ بلند کر کے فرش پر گر پڑا...... اب اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھے ہوئے ہیں...... پھر وقفے وقفے سے اونچی آواز میں...... ''ہائے'' کی صدا بلند کرتا ہے...... اس کے ماتھے پر پسینا صاف چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے...... ہاتھ پاؤں اکڑ گئے ہیں...... بلکہ مڑ گئے ہیں...... کبھی کبھی اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں شدت تکلیف سے تھرتھرا رہی ہیں...... وہ ناقابل برداشت تکلیف کے باعث مٹھیاں بھینچ رہا ہے...... گھر کے کچھ افراد بھاگ کر آتے ہیں اور اس کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں...... جبکہ اس کا دھڑ ماہی بے آب کی طرح تڑپ اور پھڑک رہا ہے...... تڑپ کر زمین سے بلند ہو رہا ہے اور پھر نیچے گر کر زمین سے ٹکرا رہا ہے...... بالکل ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے مچھلی پانی کے بغیر تڑپ رہی ہو...... یا کسی قصاب نے کوئی بکرا ذبح کر دیا ہو...... یا کوئی مرغا ذبح کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد فرش پر پھینک دیا گیا ہو...... یہ وحشت ناک، دہشت ناک، خوفناک اور رونگٹے کھڑا کر دینے والا منظر سب کھڑے خاموشی سے دیکھ رہے ہیں...... پھر ان میں سے دو جوان سال لڑکے آگے بڑھ کر اس شخص کو قابو میں کرتے ہیں...... اور کہتے جا رہے ہیں"اباجان! ہوش کریں، اباجان! آنکھیں کھولیں" لیکن اس کا جسم ہے کہ قابو میں نہیں آرہا...... کچھ افراد نے اس کی ٹانگیں اور بازو پکڑے...... ایک بیٹے نے تیزی سے ایک انجکشن سرنج میں بھرا اور اس کے بازو میں گھونپ دیا...... تھوڑی دیر تڑپنے اور پھڑکنے کے بعد اس کی حرکات مدھم پڑنے لگیں...... اور اب وہ آہستہ آہستہ ساکت وجامد اور بت بن کر فرش پر پڑا تھا۔ بیٹوں نے بستر پر ڈال کر چادر اوڑھا دی۔

گزشتہ دنوں بچپن کا دیکھا ہوا یہ منظر میرے ذہن میں ایک بار پھر تازہ ہو گیا اور ماضی بعید کی یادوں کے کئی دریچے کھلتے چلے گئے۔ آج ایک سفاک، ظالم اور پتھر دل باپ نے وہی جرم ایک بار پھر دہرایا تھا، جو میرے بچپن میں مذکورہ بالا باشرع آدمی نے کیا تھا۔

میرے نرم دل، حساس بہنو اور بھائیو! آپ بھی ہمت وحوصلہ سے سنیں...... شاید کہ کوئی باپ آئندہ ایسا کرنے سے باز رہے، شاید یہ پڑھ کر کسی کا پتھر دل موم ہو جائے...... شاید کسی کو اپنی خاندانی مسئولیت کی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے...... تو آیئے چلتے ہیں لاہور سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر واقع شہر میں کہ جس کی سرزمین پر یہ دردناک داستان رقم ہوئی۔ اس شہر کے ساتھ ملحقہ گاؤں میں ایک رکشا ڈرائیور بھائی بھی رہتا ہے۔ اس گاؤں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ہائی اسکول اور تعلیمی ادارے مصروف عمل ہیں۔ اس بھائی کے دل ودماغ میں معاشرتی اسٹیٹس کا بھوت سوار ہو گیا۔ جیسے بعض نو دولتیے اور نام نہاد ہائی سوسائٹی کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے اگر ایچی سن کالج یا پھر امریکی ویورپی فکر وعمل کے حامل اداروں سے الحاق شدہ اداروں میں تعلیم حاصل کریں گے تو وہ صحیح طور پر ترقی یافتہ، روشن خیال ہوں گے اور انگریزی کو سمجھ کر ہائی سوسائٹی کے رکن بن جائیں گے، زیادہ دولت کمائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے ۔ یوں لوگوں میں ہمارا منفرد و ممتاز مقام ہو گا ۔ ہم قابل رشک اور عیش بھری زندگی گزاریں گے ۔ یہی مصنوعی ہائی سوسائٹی سے مرعوبیت کا مرض اس رکشا ڈرائیور باپ کے دماغ میں بھی سما گیا ۔ اب وہ گاؤں کے سرکاری تعلیمی ادارے اور دوسرے اسکولوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا اور شہر کے اسکول کی انگریزی کو گاؤں کی انگریزی سے اعلیٰ وارفع اور جدید خیال کرنے لگا ۔ اس نے اعلان کر دیا کہ میری بیٹی اب گاؤں کے اسکول میں نہیں پڑھے گی بلکہ اب وہ شہر کے اسکول میں پڑھنے جایا کرے گی ۔ سب نے سمجھایا کہ تمہارا یہ فیصلہ غیر دانشمندانہ ہے ، جب گاؤں کے اندر یہ سہولت مفت میں مل رہی ہے ، بچی بھی روزانہ بلا کسی خوف وخطر ، محفوظ طریقہ سے اسکول آ جا رہی ہے ، اس کی تعلیمی پوزیشن بھی بہتر ہے ، اساتذہ بھی قابل ہیں اور بچی کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے ہیں تو پھر گاؤں سے دور شہر بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو کسی طرح محفوظ و مامون بھی نہیں ، سواری کا بندوبست بھی نہیں ہے ۔ باپ نے گاؤں سے شہر کالج جانے والی دو بچیوں کو بطور مثال ، ڈھال بنا لیا اور اس بات پر اڑ گیا کہ جب وہ جا سکتی ہیں تو یہ کیوں نہیں جا سکتی؟ یہ پڑھے گی تو شہر کے اسکول میں ، یہی میرا فیصلہ ہے ۔ گھر والوں نے بہت سمجھایا ، لیکن وہ اپنے فیصلے پر ڈٹا رہا ، اپنی بیٹی کو گاؤں کے اسکول سے اٹھوا کر شہر کے اسکول میں داخل کروا دیا ۔ لوگوں کے اکیلا جانے کے اعتراض کو ختم کرنے کے لیے اسے صبح اپنے رکشے پر شہر چھوڑنے جانے لگا ۔

چند دن میں خود شہر چھوڑ کر آنے کی ذمہ داری کا بھوت اتر گیا اور اسے روز روز جانا ایک بھاری مشقت محسوس ہوئی ، لہٰذا یہ کہتے ہوئے جان چھڑوا لی کہ جو بس روزانہ شہر جاتی ہے ، سب لوگ اسی پر جاتے اور آتے ہیں ، یہ بھی اسی ذریعے کو استعمال کرے ۔ اب یہ بیٹی بغیر کسی محرم کی معیت کے اکیلی بس پر شہر آنے جانے لگی ۔ یوں بزعم خود سوسائٹی کے ہائی اسٹینڈرڈ کی تعلیم حاصل کروانے کا سلسلہ چلتا رہا ۔ بیٹی اسکول جاتی رہی اور بس پر ہی واپس آتی رہی ۔ ایک دن جب بچی اسکول سے واپس آ رہی تھی تو اسی بس میں اس کا چاچا بھی سوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق علم نہ تھا کہ وہ بیک وقت ایک ہی بس میں سفر کر رہے ہیں۔ گاؤں کے اسٹاپ پر جو کہ ایک نہر کے پل پر واقع تھا، دونوں اتر گئے۔ اس کے ساتھ سکول کے دو لڑکے بھی اترے اور گاؤں کی طرف چلنے لگے۔ چچا نے جب اپنی بھتیجی کو اور لڑکوں کو اس کے پیچھے پیچھے چلتے دیکھا تو خاموشی سے ان کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر دونوں اس کے ساتھ جا ملے اور باتیں کرتے ہوئے اسے زبردستی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ جگہ لے جا کر بیٹھ گئے۔ چچا کو بہت پریشانی ہوئی، وہ قریب پاک فوج کے مشقوں کے لیے بنائے گئے ایک متروک مورچے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا اور لڑکوں کی پہچان اور بعد میں باز پرس کرنے کے لیے ثبوت کے طور پر اپنے موبائل سے فلم بنانے لگا، تاکہ کل پنچایت میں وہ انکار نہ کر سکیں۔ وہ اس وقت پشیمان اور شرمندگی سے زمین میں گڑ کر رہ گیا جب لڑکوں نے بھتیجی کے ساتھ نازیبا حرکات شروع کر دیں۔ کچھ دیر تو وہ برداشت کرتا رہا لیکن پھر ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس نے موبائل کی ریکارڈنگ روکی اور باہر نکل کر ان پر پل پڑا۔ وہ چند چانٹے کھانے کے بعد بھاگ گئے۔

اب یہ بچی کو گھر چھوڑ کر گیا اور اپنے گھر پہنچ کر اپنی بے بسی اور اس سانحہ کی سنگینی کے صدمے سے زاروقطار رونے لگا۔ سب پوچھتے رہے کہ ہوا کیا ہے، لیکن وہ کسی کو نہ بتا رہا تھا، بس روتا چلا جا رہا تھا۔ شام تک وہ یونہی آہ وزاری اور گریہ زاری کرتا رہا۔ شام کو لڑکی کا باپ رکشا بند کر کے آیا تو اسے بھی پتہ چلا۔ وہ فوری اپنے بھائی کے پاس آیا اور اسے چپ کرواتے ہوئے رونے کی وجہ دریافت کی۔ بھائی نے اسے اپنا موبائل فون یہ کہتے ہوئے دے دیا کہ ''اور بھیجو! تنہا بچی کو ہائی اسٹینڈرڈ اداروں میں۔'' جب لڑکی کے باپ نے دیکھا تو اس میں دکھائی دینے والے مناظر برداشت نہ کر سکا، موبائل بند کیا اور سیدھا اپنے گھر کی طرف وحشیوں کی طرح دوڑا۔ ظلم کی آندھیوں کے جھکڑ اس کے ساتھ ساتھ چلتے آرہے تھے۔ گھر پہنچتے ہی وہ وحشی درندوں کی طرح بیٹی پر حملہ آور ہوا اور اسے پکڑ کر قربانی کے جانور کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح نیچے گرا لیا اور پھر تابڑ توڑ مکوں، گھونسوں، لاتوں کی بارش کر دی۔ اسی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ایک بھاری بھرکم ڈنڈا اٹھا لیا اور اندھا دھند برسانے لگا، نہیں دیکھا کہ ہاتھ پہ پڑ رہا ہے یا پاؤں پہ، بازوؤں پر ضرب لگ رہی یا کمر پر...... بچی چیختی رہی...... بابا! کیا بات ہے...... بابا جان! مجھے بھی کچھ بتائیں...... بابا جان! میرا قصور کیا ہے...... بابا! کیا غلطی ہو گئی...... مجھے بتائیں تو سہی...... بابا جان......! مت ماریں، میں مر جاؤں گی...... دلدوز چیخیں فضا میں بلند ہوتی رہیں...... آہیں، فریادیں...... التجائیں...... رحم کی اپیلیں...... بخشش کی سب درخواستیں بیکار ہو کر رہ گئیں...... آخر مار مار کر اس نازک و معصوم کلی کی روح کے ساتھ ساتھ جسم بھی لہولہان کر کے گرا دیا گیا۔ اب وہ مکمل طور پر خاموش تھی...... جسم میں اتنی طاقت ہی نہ رہی تھی کہ اپنے باپ سے رحم کی اپیل کر سکے۔ زبان خاموش تھی لیکن اس کا شدید سوزش زدہ جسم رو رو کر داستان الم سنا رہا تھا۔ گنگ و بیہوش بچی پھول کر کپا بن چکی تھی۔ اس وقت کائنات کا دوسرا شفیق و مہربان رشتہ...... ماں...... جو دوران مشق ستم بھی جان بخشی کی فریادیں بلند کرتی رہی تھی، آگے بڑھی اور بچی کو ٹکور کرتے ہوئے گرم دودھ پلانے لگی۔

چشم فلک نے ایسے دردناک مناظر کم ہی دیکھے ہوں گے...... کہ باپ کے ہاتھوں بیٹی ظلم کا شکار ہے۔ جرم باپ کا، سزا اور قربانی کی بھینٹ بیٹی چڑھ رہی تھی۔ پگ اونچی کرنے کے خواب باپ کے تھے اور بلی بیٹی کی عزت کی دی جا رہی تھی...... ضد باپ کی تھی اور نشانہ بیٹی ہے...... ان سب باتوں کے باوجود مجرم باپ نہیں...... بلکہ بیٹی تھی!

دل پہ ہاتھ رکھ کے سینے، ضبط کا دامن تھام کر سینے، اپنے احساسات، جذبات اور آنکھوں میں امڈ آنے والے سمندوں کی طغیانی کو کنٹرول کر کے سینے...... اس مظلوم بیٹی کو، جس کو ابھی باپ کی شفقت کی امید تھی کہ شاید باپ کے دل میں نازوں میں پلی بیٹی کے لیے رحم، شفقت و محبت کے چشمے پھوٹ پڑیں...... شاید وہ پشیمان ہو...... معذرت کرے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اسے فوری علاج کے لیے اور زندگی کی ٹوٹتی پھوٹتی نبضوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکتی ہوئی سانسوں کی بحالی کے لیے اسے ہسپتال لے جائے...... اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر کہے: بیٹا! مجھے معاف کر دو، میں بھول گیا تھا...... میں نے مصنوعی رعب، دبدبہ، اسٹیٹس، ٹھاٹھ باٹھ اور اپنے احساس کمتری کو احساس برتری میں بدلنے کی ناکام کوشش میں تیری زندگی کا خون کر ڈالا...... اس لیے مجھے معاف کر دے...... لیکن ایسا کچھ بھی تو نہ ہوا۔

اگلے دن چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا...... انگریزی تہذیب وثقافت کے اثرات بد کا ڈسا ہوا باپ آیا...... بیٹی کی خون آلود آنکھیں امیدوں کے آنسوؤں سے چمک اٹھیں کہ اس کا باپ آیا ہے...... عن قریب اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھے گا تو اس کے ٹوٹے پھوٹے سوزش زدہ زخمی جسم کی دردیں ختم ہو جائیں گی...... اپنے باپ کے راستوں میں آنکھیں بچھا کر اس کا استقبال کیا...... اس کی امیدوں کے دیپ جلاتی آنکھیں مسلسل باپ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ۔ ان میں خوشبوؤں اور امید وآس کے جگنو جگمگا رہے تھے...... باپ چارپائی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور نہایت دھیمے محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا: ’’بیٹا! تجھے درد ہو رہا ہو گا، چوٹیں تکلیف دے رہی ہوں گی، لے میں تیرے لیے ڈاکٹر کے پاس سے یہ گولیاں لے کر آیا ہوں ۔انھیں کھا کے تیرا سارا درد ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا...... اور تو بالکل پرسکون ہو جائے گی ۔ بیٹی نے عقیدت ومحبت سے فوری اپنے باپ کے ہاتھ سے گولیاں لے کر پھانک لیں ۔ اس کے لیے یہی کیا کم خوشی کا مقام تھا کہ اس کا باپ اس کے پاس آیا تھا...... اسے نرم لہجے میں ’’بیٹا‘‘ کہا تھا...... لیکن یہ کیا؟...... گولیاں اندر جاتے ہی مجروح بیٹی کانپنے لگی...... تڑپنے لگی...... اس کا جسم شدید جھٹکوں سے اچھلنے لگا...... گولیاں کیا تھیں، تیزاب تھا جس نے اندر جاتے ہی اس کے دل ودماغ اور انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دیا...... چند منٹ کی تڑپ کے بعد یہ بیچاری...... خاموش...... ساکت و جامد...... بے حس وحرکت...... ایک بت بنی پڑی تھی...... ایک لاش بن چکی تھی...... اس لیے کہ اس سفاک باپ نے اپنی نام نہاد عزت وغیرت کے دفاع کے نام پر اسے زہر دے دیا تھا......

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہاں! اپنی بیٹی کو حقیقی باپ نے زہر دے دیا تھا!!؟

یہ واقعہ سن کر میں کئی دن تک غمناک رہا...... میں نے اس باپ کے گاؤں کے رہنے والے ایک آدمی سے پوچھا: ''کیا وہ آدمی (باپ) ابھی تک نارمل ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''دو ہفتے ہوئے اس سانحہ کو رونما ہوئے، ابھی تک تو اسے کچھ نہیں ہوا'' یہ سن کر میرے دماغ کے پردۂ اسکرین پر ماضی کی فلم چل پڑی اور ایک پرانے اندوہناک واقعہ کے زخم ہرے ہو گئے۔ جس باپ کا تذکرہ میں شروع میں کر آیا ہوں، اس باپ کا بھی کچھ ایسا ہی جرم تھا۔ اس کے گھر میں دولت کے ساتھ ساتھ روشن خیالی اور مغرب زدہ ہائی سوسائٹی کے آداب واطوار بھی چلے آئے تھے۔ وہ اولاد کو سمجھانے اور بچانے کی بجائے خود اس کا شکار ہو گیا اور غیر محرم سے اخلاط، پردہ اور باہر اندر جانے آنے کو معیوب نہ سمجھتا تھا۔ اللہ جانے یہ کیا مسئلہ ہے کہ اکثر لوگوں کے ہاں جب دولت آتی ہے تو احساس، حیا اور غیرت پر لگا کر اڑ جاتی ہے۔ ان کی بیٹی کے کسی غیر محرم کے ساتھ ''دوستی'' کا باپ کو علم ہوا تو اس نے اپنی نام نہاد ''غیرت'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھر میں سب افراد کے سامنے آہیں فریادیں کرتی بچی کو گولی مار کر ڈھیر کر دیا۔ بیٹی کے قبر میں جا سونے کے کچھ ہی عرصہ بعد اسے اپنے گناہ اور غلطی کا احساس ہوا۔ ضمیر نے کچوکے لگائے اور اسے ایک ایسے مرض کی تکلیف نے اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی علامات ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

میں نے اس رکشہ ڈرائیور باپ کے گاؤں کے رہائشی سے کہا: ''اگر ضمیر زندہ ہوا تو تم بہت جلد اس سفاک باپ کا انجام بھی عبرتناک دیکھو گے ورنہ اللہ کے دربار میں تو اسے اس وقت پریشان کن صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا، جب اس سے پوچھا جائے گا:

﴿ بِاَيِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ ﴾

''تو نے اپنی بیٹی کو زندہ ہوتے ہوئے قبر میں اتار دیا، آخر کیوں؟''

اس سفاک اور ظالم کو جب گاؤں والوں، گھر والوں اور عزیز واقارب نے سمجھایا کہ بیٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو گھر سے اتنی دور غیر محفوظ مقام پر بھیجنا خطرے سے خالی نہیں۔ بیٹیاں تو سیپ میں بند موتی ہوتی ہیں جن کو زمانے کی دسترس سے بچانا ہمارا فرض ہے...... ایسی مہکتی کلیاں ہیں جن کی خوشبو کو مقید کرنا ضروری ہے...... ایسا دلآویز گلاب کا پھول ہیں کہ جن کی رعنائی کو مستور ومحجوب رکھنا لازم ہے...... ایسا چاند اور ستارہ ہیں جن کی روشنی گھر کے آنگن کے اندر اندر رہنی ضروری ہے...... ایسا ہیرا ہے جو صرف ایک ہی ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کی زینت بن سکتا ہے...... بہار کا ایسا دلکش جھونکا ہیں جو دریچے سے نکل کر بازار کو معطر ومسرور کرنے کا باعث نہ بنے...... بیٹیاں تو ایسی دولت ہیں کہ جن کو چشم فلک سے بچایا جاتا ہے کہ کہیں ان کا پردہ متاثر نہ ہو جائے...... سونے کی ان ڈلیوں کو اس قدر چھپا کر رکھا جاتا ہے کہ آسمان بھی ان کا پتہ نہ چلا سکے...... ان ساری حقیقتوں کے ادراک کے باوجود اس بیٹی کے سر سے تحفظ ونگرانی کی چادر کھینچ لی اور اسے غیر محفوظ کر کے درندوں کے سامنے پھینک دیا...... اس وقت تو اس کی حمیت وغیرت نہ جاگی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ غیرت نہیں، جہالت، نخوت اور دیوثیت ہے۔ ایسے لوگوں کو کیا خبر کہ غیرت کس پرندے کا نام ہے، وہ سب کام اپنی مصنوعی عزت، اسٹیٹس اور انا کی تسکین کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اسلام کی روشن تعلیمات کو سامنے رکھا جائے اور عقل مندی کا ثبوت دیا جائے، غیر اسلامی تہذیب وتمدن، ثقافت اور کلچر سے نفرت کو جزو ایمان بنا لیا جائے تو ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے خود اسلامی، اخلاقی، مہذب راہیں متعین کریں۔ یہ نادان بیچاریاں چار دیواری سے باہر کی دنیا سے متعلق تجربات ومشاہدات سے ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ وہ نہیں جانتیں باہر کیا ہو رہا ہے، کس چیز میں ہمارا فائدہ اور کس میں نقصان ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ انھیں دنیا کے عیاروں، مکاروں، حیلہ سازوں کے مکر سے آگاہ کریں۔ یہ باہر کے امور کو کیا جانیں، ان کو زمانے میں چلنے اور دنیا کے ساتھ رہن سہن کے متعلق گائیڈ لائن آپ نے دینی ہے۔ ورنہ ناگفتہ بہ، مہلک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حادثات رونما ہوتے رہیں گے اور جاہل لوگ غیرت کے نام پر فرعونی انا کی تسکین کے لیے ان کو خون میں نہلاتے رہیں گے۔

آپ اگر والدین ہیں یا بھائی ہیں تو مصنوعی یورپی اسٹیٹس کی چکا چوندھ سے اپنے دامن کو خاکستر ہونے سے بچائیں بلکہ حقیقی اسٹیٹس کو اپنائیں جو آپ کی اولاد کو بہترین تعلیم و تربیت کی بنا پر اور ان کے حسن عمل کی وجہ سے جنت میں بے مثال پروٹوکول اور درجات میں بلندی کا باعث بنے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چڑیاں دا چنبہ

اتوار والے دن میں مال روڈ لاہور نیو انارکلی کے باہر لگنے والے کتابوں کے ''اتوار بازار'' میں پرانی کتابیں دیکھ رہا تھا۔ ایک اسٹال کے مالک بھائی فہیم بٹ سے کچھ پسندیدہ کتابیں خریدیں۔ اسی دوران میں میں نے وہاں ایک ڈائری پڑی دیکھی تو سوچا کہ ڈائریوں میں اکثر لوگوں کی ذاتی زندگی کی تصویر ہوتی ہے، خفیہ گوشے رقم ہوتے ہیں، کوئی ان کا کسی پر آشکارا ہونا پسند نہیں کرتا اور نہ کسی کو اپنی ذاتی ڈائری پڑھنے کی اجازت دیتا ہے، پھر یہ کس نادان نے اپنی زندگی کے خفیہ گوشے، روپے دو روپے میں بیچ ڈالے۔ خیال گزرا، شاید ویسے ہی خالی ہو...... لیکن جو بھی ہو مجھے اس سے کیا؟...... کوئی کتاب ہوتی تو خرید لیتا، اللہ جانے اس میں کیا ہے، میں کیوں پیسے ضائع کروں، لیکن پھر دل سے صدا اٹھی ''اسے خرید لو......'' میں اسی کشمکش میں تھا کہ خریدوں یا نہ خریدوں ...... مجھے اس ادھیڑ بن میں مصروف دیکھ کر فہیم بٹ کہنے لگا: ''طاہر نقاش بھائی! آپ کس الجھن میں پھنسے ہیں، صرف 20 روپے دیں اور لے جائیں ......'' میں نے فیصلہ دے دیا: ''ٹھیک ہے، اسے بھی میری کتابوں میں شامل کر دو۔''

ڈائری خریدنے کے بعد کئی ہفتے کتاب وسنت کی اشاعت کے مثالی ادارے دارالابلاغ کے دفتر میں پڑی رہی، پڑھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ گزشتہ دنوں میرے سامنے آئی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا...... معلوم ہوا، یہ امت محمد علی صاحبہا کی ایک مظلوم بیٹی کی داستان غم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کچھ مناظر پر مبنی تحریر ہے۔ اس بیٹی کی زندگی میں کانٹے کسی اور نے نہیں بوئے ...... اس پر ظلم کے پہاڑ کسی اور نے نہیں توڑے ...... بلکہ اس کے حقیقی ماں جائے بھائی نے یہ ظلم کی داستان رقم کی ہے۔ اس میں بیان کردہ مسئلہ آج اس امت کی بہت سی بیٹیوں کا بھی ہے۔

بیٹیاں کیا ہیں؟ ...... گھر کے گلشن کی بلبلیں ...... کوئلیں ...... اور چڑیاں ہیں ...... انہی کے دم سے اس گلشن میں بہار اور رونق موجزن ہوتی ہے ...... اس گلستان حیات کی مہکتی کلیاں ہیں۔ اس کے صحن کو اپنی دلنواز ...... بھینی بھینی ...... مدہوش کن اور مسحور کن ...... جان پرسوز خوشبو سے معطر رکھتی ہیں۔ ان کی کلکاریاں ...... گلکاریاں ...... اور شوخیاں ...... سونے اور اجڑے گھر میں زندگی کی بہار لے آتی ہیں۔ ان کے وجود سے گھر فرشتوں کے سی ملکوتی حیا کا گہوارا بنا رہتا ہے ...... ان کے ہی وجود سے یہ گھر اللہ کریم کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کی بارش کے نزول کا سبب بنتا ہے۔ والدین اور بھائیوں کی پریشانیوں، تکلیفوں، مصیبتوں اور غموں کے دور کرنے کے لیے ان کے کپکپاتے ہاتھ، لرزتے ہونٹوں سے نکلنے والی دعاؤں کے ساتھ ...... رب کریم کے دربار میں ہمیشہ اٹھتے رہتے ہیں۔ بیٹیاں ہی خادمہ اور نوکرانیاں بن کر سب گھروں والوں کے سکھ چین اور آرام، اکل وشرب اور طعام کے لوازمات میں ہمہ وقت اپنے آپ کو مصروف رکھتی ہیں ...... اپنی ہستی، اپنے وجود اور اپنی شخصیت کو فنا کر کے دوسروں کے جینے کا سامان مہیا کرتی ہیں ...... ان سب حقیقتوں کے باوجود کہ وہ ایک پرائی امانت ہیں، ایک نہ ایک دن انہوں نے اس گھر کو چھوڑ کر کسی اور کے آنگن کو چمکانے، مہکانے اور آباد کرنے کے لیے جانا ہی ہوتا ہے، وہی ان کا اصلی، حقیقی اور مرنے تک کا گھر ہوتا ہے۔

کچھ لوگوں پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہونے کے بجائے شیطان کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ وہ اس کے ہتھکنڈوں میں پھنس کر اپنی بعض دنیوی مصلحتوں اور فوائد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ ان کے جائز و ناجائز مقاصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ جب تک وہ اس گھر سے کہیں دور نہیں چلی جاتیں ان کا مطلوبہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا، جائداد کا مطلوبہ بٹوارہ نہیں ہوسکتا...... انھیں وافر حصہ نہیں مل سکتا...... دکان، مکان، پراپرٹی یا دولت ہاتھ نہیں آسکتی...... انھیں یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ وہ اگر اس گھر میں زیادہ دیر تک رہیں تو وہ بھی مطلوبہ امور اور جائداد میں حصہ دار بن کر ان کی دولت، زمین یا پراپرٹی میں کمی اور تخفیف کا باعث بن سکتی ہیں...... یا ان کے ہوتے ہوئے ان کی شادی میں رکاوٹ اور تاخیر ہوسکتی ہے...... یا اپنی من مانی ''کارروائیوں'' اور من پسند ''عیاشیوں'' میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہیں۔ انھیں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے یہی ایک طریقہ نظر آتا ہے کہ وہ ان بے چاریوں، معصوم ومظلوم حوا زادیوں کو گھر سے کسی نہ کسی طرح نکال باہر کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں، کہ ان کو کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کے متھے یا کسی کے سر منڈھ دو اور فارغ کر دو۔ بس یہ گھر ان کے وجود سے پاک ہونا چاہیے۔ وہ ان کو اپنے اوپر ناروا بوجھ تصور کرتے ہیں اور اس بوجھ کو بیزاری سے اتار پھینکنے کے جنون میں کبھی کبھی ان کی مستقبل کی زندگی کو وہ روگ لگا دیتے ہیں کہ جس کی بنا پر وہ تمام زندگی گیلی لکڑی کی طرح سلگ سلگ کر، تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر گزارتی ہیں۔

یہاں میں اس مذکورہ ڈائری والی مظلوم بہن کی داستان غم رکھتا ہوں، جو اپنے اس ظالم بھائی کے ظلم کا شکار ہوگئی جو اسے اپنے اوپر بوجھ سمجھتا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ رات ہونے سے قبل اس گھر سے نکل جائے۔ اس بہن کی شادی ہوئی، پھر ایک بیٹی دنیا میں آئی۔ اس مظلوم بہن نے اپنی اس شیر خوار ننھی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے نام اپنی یہ غمزدہ داستان رقم کی۔ وہ اپنی شیر خوار بچی کو غم خوار بنا کر یوں اپنی تباہی اور اپنے حقیقی بھائی کے ظلم کی داستان سناتی ہے:

اے پیاری بیٹی زوبیہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری تباہی کا آغاز ...... (تاریخ) کو ہوا' میں بہت ہی سادہ طبیعت کی مالک تھی، مجھے بہت زیادہ پیار اور شفقت کی ضرورت تھی ، جو مجھے زندگی بھر نہیں ملی۔ امی ابو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے، گھر میں ہمیشہ برتن ٹوٹتے تھے، گندی گالیاں دینا اور کتابیں پھاڑنا تو روزمرہ کا معمول تھا۔ ہمارے گھر میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں تھی ، ابو نے اگر پیار کرنا تو بہت زیادہ،اور مارنا ہے تو حد سے زیادہ۔ میرا باپ ان پڑھ ہونے کی بنا پر نہایت کند ذہن اور اکھڑ مزاج تھا۔ ایسے گھروں کے بچوں کا ذہن زیادہ سے زیادہ کیا ہوسکتا تھا۔ میری طرح محبت وخلوص کی تلاش میں، جاننے والوں ،عزیزوں یا ملنے والوں کے سامنے لجاجت سے بچھے جاتے ہیں۔صرف پیار کے دو بول سننے کے لیے محلّہ ،گھر یا خاندان کی عورتوں میں سے میری طرف کوئی ایک مرتبہ دیکھ بھی لیتا تو میرے دل میں یہ بات آتی کہ یہ مجھ سے پیار کرتا ہے ،اور کبھی یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ واقعی ہم سے پیار کرتا ہے تو نفرت سی ہو جانا اور یہ سوچنا کہ یہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ ہمیں تو اپنوں سے ہی پیار نہیں ملا ،تو پھر یہ کیوں کرتا ہے؟ لوگ کہتے تھے میں بہت زیادہ خوبصورت، ذہین اور خوش قسمت ہوں ،لیکن انھیں عنقریب میری ہونے والی تباہی کا علم نہ تھا۔ میرے لیے بہت زیادہ رشتے آئے لیکن میرے دل میں ہمیشہ ایک ہی ڈر اور خوف تھا کہ کہیں یہ نہ ہو جائے، وہ نہ ہو جائے ،آخر کار گھر میں ایک دفعہ زبردست لڑائی ہوئی جس میں اکبر بھائی نے ماں کو گالیاں دینے میں انتہا کر ڈالی۔جس میں ایک گالی میری زندگی کی تباہی کا سبب بن گئی۔ وہ یہ کہ اکبر بھائی نے امی سے کہا:'' اپنی بیٹیوں کے لیے اگر عیسائی بھی ملتا ہے تو ان کو دے دو،لیکن جلدی سے ان کو اس گھر سے نکال دو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔'' امی کو زبردست غصہ آیا،لیکن پھر وہ اس دھمکی سے ڈر گئی کہ کہیں یہ جنونی میری بیٹی کو نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ امی نے خوف وہراس کے عالم میں ایک رشتے کرانے والی ''چھیما'' نامی عورت سے بات کی اور کہا کہ صرف دو دن کے اندر اندر جلدی جلدی میری بیٹی کے لیے کیسا بھی ہو،کوئی رشتہ لاؤ ...... لیکن جلد سے جلد یہ کام کرو۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت نے کرائے کے ایک کمرے میں رہنے والے اسلم نامی آدمی سے بات کی، اس نے کہا مجھے لڑکی دکھاؤ، میری امی مان گئی۔ میں اور میری امی دونوں بھابھیاں ش۔س غازی آباد کے گھر گئیں۔ واپسی پر امی نے بتایا کہ شاہدہ کو ایک اسلم نام کے آدمی نے دیکھنا ہے، ادھر سے بھی ہو چلیں۔ چلتے چلتے اس کا گھر راستے میں آ گیا، وہاں بے ڈول اسلم اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے سفید لمبی سی قمیص اور لنگی (چادر) پہنی ہوئی تھی۔ میں نے جو نظر دوڑائی تو ایسے لگا جیسے مجھے کسی نے بیچ راستے کے روک کر زور سے میرے دل پر گھونسا مار دیا ہو، ایسے لگا جیسے میری قسمت پھوٹ گئی ہو۔ ڈر، خوف اور اندیشوں کا ایک طوفان زبردست قسم کا میرے من میں اٹھنے لگا اور دل بیٹھنے لگا۔ اس کیفیت کی مجھے اس وقت کچھ بھی سمجھ نہیں آئی کہ دل ودماغ میں یہ کیا ہے اور کیوں ہے؟ اس دن سہ پہر تین بجے تک میں مکمل خاموش رہی، زبان پر تالا لگ چکا تھا۔ چار بجے مجھ سے امی نے پوچھا: ''اسی آدمی کا پیغام آیا ہے، اسے کیا جواب دیں؟'' میں نے کہا: ''وہ آدمی مجھے گنوار اور اجڈ لگتا ہے۔'' امی نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ ''نصیبوں جلی! اپنے بھائی کی گالیوں کے بارے میں سوچ اور میری عزت کا پاس رکھ لے۔ میری زندگی میں ہی اپنے گھر چلی جا، ورنہ یہ تیرے ساتھ نہ جانے کیا سلوک کرے گا۔'' میں خاموش ہو گئی، کچھ دن گزر گئے۔ پھر اسلم نے شالامار باغ جانے کی فرمائش کی جسے امی نے نہ چاہتے ہوئے بادل نخواستہ مانا، کیونکہ اس کی ماننے بغیر کوئی چارا نہیں تھا۔ لہٰذا میں اور امی رکشا پر اس کے ساتھ سیر کے لیے چلے گئے۔ امی اس لیے بھی بات مان رہی تھی کہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا اور دل کہہ رہا تھا کہ کہیں یہ بھی ہاتھ سے نہ نکل جائے اور میرا ماں جایا بھائی اللہ جانے کیا کر بیٹھے۔''

قارئین محترم! ہمارے ہاں روزانہ کتنی ہی خواتین رکشوں میں گاڑیوں، بسوں، ریلوں اور ہوائی جہازوں میں غیر محرموں کے ساتھ بیٹھ کر سفر کرتی ہیں۔ نشاندہی کرنے پر وہ کہتی ہیں: ''کیا کریں، سفر ہے، سفر میں ایسا سہنا پڑتا ہے، ورنہ ہم سفر نہ کر سکیں۔'' لیکن یہ پاکیزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہن عام لوگوں سے بہت مختلف ہے۔ وہ اپنی بات یوں جاری رکھتی ہے

''امی کے ساتھ جب ہم سیر کے لیے نکلے تو اسلم مجھے اچھا نہیں لگا۔ کچھ دیر تو پریشان رہی، اسلم رکشے میں میرے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اس کے کپڑے میرے کپڑوں سے لگ گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ دل میں یہ بات آئی کہ پہلی مرتبہ میرے جسم (کپڑے) کے ساتھ لگنے والا انسان ہے، اس کو اپنا بنا ہی لو۔ اگر میرے جسم (کپڑوں) کے ساتھ اس کا جسم نہ لگتا تو شاید میں ایسا نہ سوچتی۔ بہت ہی پاکیزہ ذہن رکھنے والی لڑکی نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب میرے جسم کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں چھو کر سکتا۔ لہٰذا جب شادی کی بات شروع ہوئی تو میں خاموش ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکی۔ میری خاموشی کو میری رضامندی سمجھ کر میری قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اسلم نے ایک دن اپنے ساتھ باہر چلنے کو کہا تو میں نے صاف انکار کر دیا۔ وہ ناراض ہو کر چلے گئے، جاتے جاتے یہ کہہ گئے کہ میں نے پیچھے مڑنا نہیں سیکھا۔ میں نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا'' ماں! جانے دو اگر اس کو عادت نہیں ہے تو مجھے بھی عادت نہیں کسی کو پیچھے سے آواز دینے کی......''

دیکھیں یہ مظلوم بہن، بھائی کے ظلم وجبر کی شکار بہن، کس قدر پاکیزہ خیالات کی حامل ہے، کہتی ہے: اس شخص کے کپڑے کے ساتھ میرا کپڑا لگ گیا، نہ پہلے آج تک کسی کے ساتھ لگا تھا اور نہ لگے گا لہٰذا اسے ہی اپنی زندگی کا جیون ساتھی مان لے۔ کس قدر وفا ہے، حیا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہ غلط جگہ بیاہی جانے کی بنا پر زیست کے اندھے کنویں میں گر مری۔

اس کے بعد اس بہن نے لکھا ہے کہ'' اسلم کے باہر ملنے کے مطالبات بڑھنے لگے، میں ہمیشہ ان سے بچتی رہی اور مختلف بہانوں سے انکار کرتی رہی اور وہ اس پر خطرناک دھمکیاں دینے لگتا، لیکن میں نے کان نہ دھرے، اس میں میری عزت خراب ہونے کا خدشہ بھی تھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

21 دن تک بات چلتی رہی پھر اچانک نکاح کی تاریخ طے ہوگئی۔اسلم نکاح کرنے چند دوستوں کو لے کر آ گیا۔"

اب یہ بچی اپنے نکاح کے دن کی المناک داستان سناتے ہوئے لکھتی ہے:

"صبح 5 بجے میں اٹھی ،نماز پڑھنے کے بعد اپنی سلامتی کی دعا کی ،شاید دعا ہی نہیں کرنی آئی ، بہرحال نماز پڑھنے کے بعد ایک کپ چائے بنا کر پی اور سارے گھر کی صفائی ستھرائی کا کام کیا ، پھر دو کلو پیاز کاٹا ، پھر مرغی کا گوشت پکایا ، پھر زردہ چاول پکائے ، ابھی چاولوں کو دم نہیں دیا تھا کہ امام صاحب اکیلے ہی نکاح پڑھانے کے لیے آ گئے اور کچھ دیر کمرے میں میرا انتظار کرتے رہے۔ میں چاولوں کو دم لگا کر چارپائی پر آ کر بیٹھ گئی ،کسی نے یہ نہیں کہا کہ لال دوپٹا سر پر لے لو۔ میں جن کپڑوں میں تھی ،آ کر بیٹھ گئی اور نکاح کے دستخط کرنے کے حکم پر چاروں طرف دیکھا ......!نہ تو رونے والا باپ تھا ......! اور نہ ہی ماں پاس تھی ......! ماں کسی کام کے لیے باہر تھی ......! صرف ایک بھائی پاس تھا ......! اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور دستخط کروا دیے۔ میری کیفیت ایسی ہوگئی جیسے پتھر کا دل ہوتا ہے ......! نہ تو میں روئی ......نہ کسی نے چپ کرایا......تھوڑی دیر کے بعد باورچی خانے میں جانے لگی تو بھابھی نے کہا: "تم کہاں جا رہی ہو؟ یہیں بیٹھی رہو۔" میں وہیں بیٹھ گئی۔ پھر امی آئیں اور بھابھی سے کہنے لگیں: "اس کو کوئی کپڑے پہنا دو۔" جلدی جلدی بھابھی نے اپنے نکاح کے گوٹے والے کپڑے نکالے اور مجھے پہنا دیے۔ یوں رخصتی ہوگئی۔اس موقع پر نہ کسی نے ہاتھ جھولی میں چاول ڈالے ...... نہ کسی نے سر پر قرآن رکھا ...... نہ دہلیز پہ کھڑے ہو کر کوئی رویا ...... یوں خاموشیوں کے نگر سے میری رخصتی ہوگئی۔"

اے بھائی ......! ان بیچاریوں پر شفقت کا ہاتھ رکھ ، یہ صدا تمہارے پاس نہ بیٹھی رہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔ یہ تو چڑیاں ہیں جو تمہارے ہاں سے چند دانے چگ کر اڑ جائیں گی...... اور پھر کبھی واپس نہ آئیں گی ...... یہ تو چڑیوں کا جذبہ ہے......اس کی یہی اڑان ہے......انہوں نے ایک بار جا کر پھر واپس نہیں آنا...... یہاں تمہاری خدمت میں مگن رہیں ...... وہاں کسی اور اپنا بننے والے اجنبی کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جانا ہے......اور پھر اس کی ڈیوٹی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اپنے بال بچوں کی خدمت میں رات دن کی بے دام نوکرانی بن کر زندگی گزار دینی ہے۔ یہیں پر ہی بس نہیں پھر اپنے بیٹے کے بچوں کی خاطر مدارت، حفاظت اور خدمت میں لگ جانا ہے ...... اسی خدمت کے کٹھن چکر میں اس بیچاری خادمہ نے اپنی زندگی کے دن پورے کر لینے ہیں لیکن تمہارے پاس نہیں آنا۔ اس لیے اس کو بوجھ نہ سمجھ ...... یاد رکھ! اگر آج تو ان کو بوجھ تصور کرے گا تو کل تیری اولاد تجھے اپنے اوپر بوجھ سمجھے گی۔ ان کے لیے اچھا، مناسب، باجوڑ، نیک سیرت، صاحب حیثیت ساتھی تلاش کر......اور عمر کے ابتدائی حصے میں ہی ان کی نئی باوقار زندگی کی بنیاد رکھ۔ یہ تو بیچاری کونجیں ہیں ......جنہوں نے ایک نہ ایک دن اپنی ڈار سے بچھڑ جانا...... اور زندگی کی تند و تیز موجوں نے اللہ جانے ان کو کہاں سے کہاں لے جانا ہے۔ یاد رکھیں......! رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی بہترین پرورش کی، ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور پھر ان کا گھر بسایا...... میں محمد (ﷺ) اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ جنت میں میرے ساتھ اتنا قریب ہو گا جیسے میرے ہاتھ کی یہ انگلیاں قریب قریب ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بلند کر کے شہادت والی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو دکھایا، جیسے کہ وکٹری کا نشان بنایا جاتا ہے۔ وکٹری بھی فتح کا نشان ہے اور اس عارضی دنیا میں حقیقی و عظیم فاتح وہی ہے جس نے بیٹیوں کو بوجھ نہیں بلکہ امانت اور اللہ کی رحمت سمجھا۔ وہ یقیناً قیامت کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو گا، سورج سوا نیزے پر آجائے گا، ہر کوئی ''رب نفسی رب نفسی'' کہے گا یعنی اللہ کریم مجھے بچا لے، (باقی بیشک سب کو جہنم میں ڈال دے) اس وقت اس کو اللہ کی رحمت...... اور سایہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہو گا۔

جیسے یہ بہن بچپن سے لے کر جوانی تک لاڈ، پیار اور شفقت سے محروم رہی اور ہمیشہ دو شفقت بھرے بول سننے کے لیے ترستی رہی ...... بالکل ایسے ہی ہر بچہ والدین سے محبت، پیار، لاڈ، ہمدردی، غمگساری کے جذبات چاہتا ہے۔ اگر آپ اس پر بے جا تشدد کریں گے، گھر کی چیزیں توڑیں گے وغیرہ ...... تو یاد رکھ لیں! ایسے شخص کے لیے دنیا میں ملنے والی دو سزائیں ہی کافی ہیں:

① لوگوں میں ایسا فرد اپنا وقار اور عزت و احترام کھو دیتا ہے، لوگ اس کی خامیاں سرعام بیان کر کے اس کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔

② ایسا آدمی کبھی اپنے بچوں کے ننھے دل میں اپنے لیے عزت و احترام اور پیار و محبت کے جذبات پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے اپنے بچے اس سے نفرت کرتے ہیں، اسے پسند نہیں کرتے بلکہ آپس میں اس کے خلاف چہ میگوئیاں کر کے اپنی نفرت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ وہ چھوٹے ہوتے ہیں، محکوم مجبور اور کمزور ہوتے ہیں، اس لیے اپنے خیالات، جذبات اور نفرتوں، کدورتوں کا کھل کر اظہار نہیں کرتے، لیکن جوان ہو کر وہ اپنے باپ کو ہتک آمیز لہجے میں بلاتے ہیں اور اسے کھری کھری سناتے ہیں اور موقع پر ہی اس کی تذلیل و تحقیر کرتے ہیں۔ یعنی توڑ پھوڑ اور تشدد کرنے والا آدمی اپنے بچوں کے درمیان ہی قابل نفرت ہو جاتا ہے۔

سوچیں! کہیں آپ بھی تو ایسے والدین اور بھائیوں میں سے نہیں ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیلی آنکھوں میں آنسوؤں کے جگنو

وہ سمٹی سمٹائی ...... لمبی بڑے سائز کی چادر اپنے جسم پر لپیٹے ...... گھونگٹ نکالے ...... ڈرے وڑے اور سہمے سہمے انداز میں...... خوفزدگی و پریشانی کے عالم میں...... نظریں جھکائے...... ایک ہاتھ میں کتابیں پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے اپنی چادر کو پکڑے...... تیزی سے آگے بڑھتی جارہی تھی ...... کبھی کبھی وہ کن اکھیوں سے غیرمحسوس انداز میں پیچھے مڑ کر بھی دیکھتی جارہی تھی ...... اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ...... کسی کو گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ وہ اپنے پیچھے کسی آنے جانے والے کو دیکھ رہی ہے۔ اسے مسلسل ڈر اور خدشہ لاحق تھا کہ آج وہ شیطان پھر اس کا پیچھا نہ کر رہا ہو۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں کرتی کہ یا اللہ! مجھے اپنی امان میں رکھنا، مجھے اپنی حفاظت میں رکھنا، میری عزت و نیک نامی کا محافظ بن جانا اور دعاؤں کے ساتھ وہ مسنون عربی دعائیں اور مصیبت و پریشانی کے وقت کے اذکار کرتی ہوئی ...... ڈرے ہوئے ہرنی کے بچے کی مانند...... آگے بڑھ رہی تھی۔ اگلے چوک میں پہنچتے ہی اچانک کوئی ایک طرف سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ اب وہ اس کا راستہ روکے کھڑا تھا، اس نے غور کیا کہ یہ کون ہے!! آواز سنتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے...... خوابیدہ احساسات بیدار ہو گئے...... خطرے کے الارم بج اٹھے...... اندیشوں کے ناگ ڈسنے کو تیار کھڑے نظر آئے...... نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن ...... وہ پیچھے کو بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کہ مدرسہ تھوڑی دور واقع تھا...... جہاں اس نے حدیث پڑھنے جانا تھا...... آگے بڑھ نہ سکتی تھی کہ شیطان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستہ روکے کھڑا تھا۔ وہ آگے بڑھنے کے لیے جدھر کو ہوتی وہ آگے آ جاتا اور اس کا راستہ روک لیتا...... اس کی آواز آتے ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے...... اف !! اف میرے اللہ!...... یہ تو وہی شیطان ہے جس سے بچنے کے لیے میں ڈرتی ہوئی ناپ تول کر اور پھونک پھونک کہ قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی...... کہ کہیں آج پھر وہ میرے سامنے نہ آ جائے...... شیطان کی پرانے مطالبے پر مبنی آواز ابھری:

''جناب ! رخ زیبا اوپر اٹھائیے تاکہ ہم آپ کا دیدار کر سکیں اور نیلی نیلی مست آنکھوں میں جھانک کر سمندر میں غرق ہونے کا نظارہ کر سکیں۔ صرف ایک دفعہ نظریں اٹھا کر ہمیں دیکھ لیں ہم راستہ چھوڑ دیں گے۔ ہمارا شروع سے یہی ایک مطالبہ ہے، اس سے بڑھ کر ہم نے کچھ نہیں مانگا۔ لیکن آپ ہمارا چھوٹا سا مطالبہ بھی پورا نہیں کر رہیں۔ آپ کے رویے سے لگتا ہے آپ ہم سے بہت بیزار ہیں اور جان چھڑانا چاہتی ہیں اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایک بار رخ انور اوپر اٹھا کر ہمیں دیکھ لیں اور جان چھڑا لیں یعنی آپ کے ایسا کرتے ہی ہم راستہ چھوڑ دیں گے، ہے ناں مختصر سا علاج۔ ہم صرف آپ کی پیاری پیاری روشن نیلی آنکھوں کو غور سے دیکھنا چاہتے ہیں، اس کے علاوہ اور ہمیں کچھ بھی مطلوب نہیں، پلیز! ہماری یہ خواہش، مطالبہ اور التجا پوری کر دیں۔ آپ کا کیا جاتا ہے ایسا کرنے سے جبکہ ہمارا سب کچھ سنور جاتا ہے۔ پلیز پلیز نگاہیں اوپر اٹھائیے...... اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر صرف ایک بار ہمیں دیکھ لیجیے، ہم کبھی آپ کا راستہ نہ روکیں گے۔''

یہ شیطان اور لوفر پتا نہیں کیا کیا اول فول بکے جا رہا تھا اور اس کا یہ بکواس سن کر جسم لرزنے لگا تھا، اب اس کا رنگ زرد ہوتا جا رہا تھا...... آخر مریم کی آواز گونجی:

''بھائی...... ! بھائی...... میں نے کتنی بار آپ کو بتایا ہے کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی۔ میرے خالق و مالک اور میرے رب کریم نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، آپ غیر محرم ہیں، میرے رب کریم نے اور اس کے آخری رسول نے غیر محرم سے بات کرنے اور اس کے سامنے بے حجاب ہونے سے سختی سے روکا ہے بلکہ ایسا کرنے والوں کو سخت سزا اور عذاب کی وعید سنائی ہے۔ آپ اتنے عرصے سے چوکوں میں کھڑے ہو کر...... آوازے کس کر...... اور مجھے روک کر یہی مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں...... میں نے آپ کو متعدد دفعہ کہا مجھے اپنی بہن سمجھیں، کیا بہنوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟ میں آپ کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتی، اس کی پاداش میں مر تو سکتی ہوں، آئندہ آپ میرے راستے میں مت آنا ورنہ میں اپنے بھائیوں کو بتا دوں گی۔"

سنیں! ایسا لگتا ہے یہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہ نکلے گا، لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، میں نے اب تک شرافت کی زبان اور لہجے میں بات کی ہے لیکن آپ نے ہمیشہ مجھے مایوس اور رسوا کیا ہے۔ اب تو یار لوگ بھی مجھے طعنے دینے لگے ہیں کہ تم ایک عام سی لڑکی کے دل میں بھی نہ اتر سکے، وہ تجھے گھاس بھی نہیں ڈالتی اور تم ہو کہ ہر وقت اس کے فراق میں گھلے جا رہے ہو...... قسم خدا کی......! تمہاری یہ نیلی نیلی آنکھیں نہ ہوتیں، جنھوں نے میرے دل کا سکھ چین اور آرام چھین لیا ہے، تو میں آپ کو کبھی اتنی اہمیت نہ دیتا، نہ آپ کی منتیں سماجتیں کرتا۔ اب ٹائم کافی ہو گیا ہے، آپ جائیں اگر آئندہ ملاقات میں آپ نے میرا مطالبہ پورا نہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے آپ کا نقاب اتار کر نیلی آنکھوں کا دیدار کر لوں گا، مجھے ایسا کرنے سے اب کوئی نہیں روک سکتا۔ اس میں تمہاری بدنامی ہو سکتی ہے لیکن اگر خود ہی میرا مطالبہ پورا کر دو تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی، اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

مریم کا سر چکرا کر رہ گیا تھا...... قریب تھا کہ وہ گر کر بے ہوش ہو جاتی...... اس کے منہ سے اس لفنگے کے جواب میں صرف اتنا نکلا کہ...... اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم...... لا حول ولا قوۃ الا باللہ ...... اور وہ آگے بڑھ گئی۔ آج جب وہ مدرسہ سے واپس گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچی تو اسے سخت قسم کا بخار ہو چکا تھا...... وہ بستر پر گر گئی...... جہاں اس کا جسم بھٹی میں دھک رہا تھا...... وہاں روح بھی تکلیف واذیت کے جہنم میں جھلس رہی تھی۔ وہ مسلسل سوچوں کے صحرا میں سرگرداں تھی...... سراب ہی سراب اس کے سامنے تھے...... کہیں میٹھے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نظر نہ آ رہا تھا...... کہ...... جہاں سے وہ اپنے دہکتے زخموں اور دکھوں کا مداوی کر سکے...... ان پر مرہم رکھ کر ٹھنڈک و راحت حاصل کر سکے...... وہ لق و دق صحرا میں اکیلی کھڑی جھلس رہی تھی...... صحرا کی تیز اور گرم لو لگتا تھا اسے بہت جلد جھلسا دے گی...... اسے اس بدنامی، پریشانی اور پشیمانی کے صحرا سے نکلنے کا راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ سخت بخار کے عالم میں، مدہوشی کی حالت میں، ایک ماہ قبل کے کربناک مناظر کی فلم اس کے پردہ دماغ پر چلنے لگی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ یہ لڑکا بدمعاشی میں اس قدر آگے بڑھا کہ چوکوں میں کھڑے ہونے...... نازیبا آوازے کسنے...... تعاقب و پیچھا کرنے کے بعد اب وہ اس کے سکول (مدرسہ) تک پہنچ گیا تھا...... اب وہ چھٹی ہونے تک سکول سے باہر کھڑا رہتا...... اس کا انتظار کرتا تھا اور چھٹی کے بعد اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک ہی مطالبہ دھراتا جاتا کہ ایک بار مجھے دیکھ لو...... ایک بار اپنا نقاب چند منٹوں کے لیے ہی اتار دو...... اور وہ تھی کہ...... نظریں زمین پر گاڑے آگے بڑھتی جاتی...... نظریں اوپر اٹھاتی ہی نہ تھی کہ جیسے ڈر ہو کہ اگر اوپر نظریں اٹھائیں تو پتھر کی بنا دی جاؤں گی۔

وہ دیکھ رہی تھی کہ پھر اس شیطان نے اس کی کلاس میں داخلہ لے لیا، اب وہ سکول میں بھی اس کے لیے وبال جان بنا ہوا تھا، اس نے ٹیچر کو اعتماد میں لے کر ساری بات بتا دی...... یوں اس کو سکول سے نکال دیا گیا...... لیکن وہ اب بھی اس کے پیچھے لگا ہوا تھا...... وہ کیا کرے؟...... کس کو بتائے...... کس سے مدد طلب کرے......؟ ہر طرف خطرات اور اندیشوں، بدنامیوں کے ناگ پھن اٹھائے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ اسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا، روشنی کی کوئی کرن پھوٹتی نظر نہ آ رہی تھی۔ بھائیوں کو بتائے تو دنگا فساد، لڑائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مار کٹائی، جان جانے کا خدشہ...... مقدمے کی صورت میں عدالتوں کے چکر...... دشمنی کی ابتدا...... اخبارات میں خبریں لگنے سے بدنامیوں کے جانگسل حادثے...... اف اللہ !!...... وہ کرے تو کیا کرے، جائے تو کدھر جائے...... اسے کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا...... انہی سوچوں، فکروں، غموں اور پریشانیوں کے عالم میں اس کی آنکھ لگ گئی یا کہہ لیں کہ وہ شدت غم سے بے ہوش ہوگئی۔ جب اسے ہوش آیا تو رات کافی بیت چکی تھی۔ اس نے نہایت نقاہت کے عالم میں نماز پڑھی اور ہلکا پھلکا کھانا کھایا، دوائی کھائی اور پھر لیٹ گئی۔

اب دوبارہ اس کو پرانی فکروں اور پریشانیوں نے آ گھیرا تھا...... وہ ایک بار پھر غموں کے سفینے میں سوار...... انجانی منزلوں کی طرف رواں دواں تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال کوندا، ایک روشنی کی لہر ابھری...... اس نے سوچا جب دنیا والوں کے پاس میرے مسئلے کا حل نہیں تو کیا ہوا!!؟ میرا وہ مالک و خالق زندہ و جاوید اور حیی و قیوم تو ہے...... کہ جس کا حکم مان کر میں اس بدمعاش کے سامنے ڈٹی ہوئی ہوں...... کہ کہیں ایسا ہی بے حجابی کا مظاہرہ کرنے سے اور اس کا بظاہر بے ضرر سا معمولی سا مطالبہ ماننے سے میرا پیارا خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائے...... جب میں اس کی رضا وخوشنودی کی طلب میں اور اس کی ناراضگی کے ڈر اور خوف سے اس کے ناروا مطالبے کو پورا کرنے سے گریزاں ہوں...... تو وہ اپنے ساتھ میری اس محبت کا صلہ مجھے ضرور دے گا...... وہ میری مدد ضرور کرے گا...... ہاں ہاں صرف وہی ذات میری مدد کر سکتی ہے...... وہ مقلب القلوب ہے...... وہ علی کل شیء قدیر ہے...... وہ سب پر حاوی ہوسکتا ہے کوئی اس پر حاوی نہیں ہوسکتا...... جس کا وہ حامی و ناصر ہو جائے اسے دنیا میں سے کسی مددگار کی ضرورت نہیں رہتی...... جس کا وہ وکیل و نگہبان ہو جائے اسے کبھی ناکامی چھو کر بھی نہیں گزر سکتی...... کیوں ناں میں اپنے پیارے خالق و مالک رب کریم ورحیم سے رابطہ کروں۔

یہ خیال اس کے دل میں آنا تھا کہ وہ بستر سے اٹھ بیٹھی...... رات کے دو بجے کا وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا...... جبکہ وہ ٹھنڈے ٹھار پانی سے ...... ٹھٹھرتی، سکڑتی، کپکپاتی، لرزتی، کانپتی وضو کر رہی تھی...... پھر وہ جائے نماز بچھا کر اس پر کھڑی ہو گئی اور اللہ اکبر (اے اللہ تو ہی سب سے بڑا ہے، تجھ سے بڑا دونوں جہانوں میں کوئی نہیں) کہتی ہوئی اس کائنات کے خالق و مالک کے سامنے حاضر ہو گئی...... وہ رب کے دربار میں سجدوں کے تحفے پیش کر رہی تھی...... اور سجدوں میں آہ و زاری بھی کر رہی تھی۔ تہجد پڑھنے کے بعد وہ کچھ دیر مصلے پر بیٹھی رہی پھر یکدم آگے بڑھی...... دھیرے سے جھکی...... اپنے دونوں ہاتھ مصلے پر رکھے...... اور اپنا سر...... ہاں ہاں اپنا سر...... اس ذات کے آگے جھکا دیا...... سجدے میں رکھ دیا...... اور رب کریم کی حمد و ثنا کے نغمے الاپنے لگی...... اس کی تعریف و توصیف کے ترانے گانے لگی...... اللہ کریم کی خوب حمد و ثنا کے بعد اس کی نیلی نیلی آنکھیں چھلک پڑیں...... گرم گرم موتیوں جیسے...... جگمگاتے جگنوؤں جیسے...... شبنم کے چمکتے دمکتے ٹھنڈک سے بھرپور قطروں جیسے...... بارش کی صاف شفاف، لطیف احساس سے بھرپور بوندوں جیسے...... آنسو بہا رہی تھیں...... ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو...... اور اس کا گرم گرم لاوا مسلسل دہانوں سے نکل رہا ہو...... اس کے گرم گرم آنسو مصلے پر گر کر اسے بھگو رہے تھے...... اور وہ ہچکیاں لیتے ہوئے اپنے مالک کو یوں پکار رہی تھی:

”اے مالک کائنات......! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے صرف تیرے ہی ڈر سے آج تک اپنے چہرے کو غیر محرموں سے چھپائے رکھا...... کہ تیرا یہی حکم ہے...... اور اس کی تعلیم ہمارے آخری نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت کو دی ہے۔ اے اللہ کریم! تیری یہ عاجز بندی طوفان بدتمیزی کی زد میں آ گئی ہے، تو ہی اس کی مدد کر ورنہ یہ مقابلہ کرتے کرتے لڑتے لڑتے ہمت ہار بیٹھے گی۔ اے اللہ!...... تو دلوں کو پھیرنے والا ہے، شیطان کے بہکاوے میں آنے والے اس بندے کے دل کو بھی پھیر دے۔ اے اللہ! ...... اسے میرے پیچھے سے ہٹا دے، میں تیری محبت و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اطاعت میں اس کا مطالبہ نہیں مان رہی لہٰذا تو میری عزت وناموس اور میرے پردے کا محافظ بن جا۔ اگر تو نے میری مدد نہ کی تو بتا پھر میں کون سے در پر سوالی بن کر جاؤں کہ جہاں سے جھولی بھرنے کی امید ہو۔ اے اللہ! مجھے بدنامی کے عذاب سے بچانا۔ میرے پیچھے لگے شیطان کے چیلے سے میری جان بچانا۔ اے اللہ کریم! ......تو نے مجھے خوبصورت نیلی آنکھیں بخشی ہیں، میں اس عطا پر تیری شکرگزار ہوں، میں اس لائق نہیں تھی کہ جتنی تو نے مجھ پر کرم نوازیاں کی ہیں......لیکن اے اللہ...... ان آنکھوں کو میرے لیے فتنہ وآزمائش اور پریشانی کا باعث نہ بننے دینا......اے اللہ کریم......تو ہی مجھے کافی ہو جا۔"

اس کی نیلی نیلی آنکھوں میں آنسو جگنو بن کر چمک رہے تھے ...... اور شبنم بن کر برس رہے تھے...... ایسا لگ رہا تھا کہ برسات کا موسم ہے ......اور آنسوؤں کی بارش ہے......لیکن یہ بارش ٹھنڈی ہونے کی بجائے گرمی وحرارت لیے ہوئے تھے......اس لیے کہ بہنے والے آنسوؤں کا سیلاب کسی آتش فشاں کے لاوے کی طرح گرم تھا...... وہ مسلسل بلک رہی تھی......سجدے میں سر رکھے، ہاتھ اٹھائے ایک بار پھر یوں تڑپ رہی تھی:

"اے مالک کائنات! ......یہ سب پریشانی اگر میری کسی خطاء کی بنا پر ہے تو مجھے معاف کر دے، تو تو غفار بھی ہے اور ستار بھی ......تو رحیم بھی ہے رحمان بھی...... اللہ! دیکھ لے...... دیکھ لے اللہ! ...... اللہ...... اللہ ...... مجھے معاف کر دے اللہ...... معاف کر دے ناں...... تیرا کیا جاتا ہے...... اگر تو اپنی اس حقیر پر تقصیر بندی کو معاف کر دے تو ...... اللہ کریم کئی بہنیں ان اوباشوں کی وجہ سے...... بدنامی کے چرکے لگنے کے بعد ...... زندہ درگور ہو چکی ہیں...... کیا میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں گی...... یا...... بے پردہ و بے حجاب ہو جانا میرا نصیب ٹھہرے گا......نہیں...... نہیں...... ایسا نہیں ہو سکتا...... اللہ پیارے اللہ! ...... مجھے ان حیا باختہ، بے حجاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدنام لوگوں میں شامل نہ کرنا...... میں بے پردگی کی دلدل میں دھنسا نہیں چاہتی...... میں بے حیاء نہیں بننا چاہتی...... میں آنکھوں کے زنا کا سبب نہیں بننا چاہتی...... اللہ کریم!...... مجھے بچا لے ناں، تیرا کیا جاتا ہے...... اللہ...... میں تیری بندی ہوں ......صرف تجھ سے مدد کے لیے سوال کر رہی ہوں...... اللہ کریم...... میرے پیارے رب کریم! مان جا ناں مان جا...... تیرا کیا جاتا ہے اگر تو مجھ حقیر کی التجا قبول کر لے:

اگر تو نے میرا مقدر نہ بدلا
بتا پھر تیری یہ کامل نظر کس لیے ہے
اگر تیرے دیوانے یوں لوٹ جائیں
یہ در کس لیے ہے یہ گھر کس لیے ہے؟

اللہ کریم! میری جھولی بھر دے، مجھے خالی نہ لوٹا...... میرا دامن میری مراد سے بھر دے...... اللہ اس شیطان کے چیلے نے اب اپنے ہاتھوں بزور طاقت مجھے بے حجاب کرنے کا چیلنج دے دیا ہے...... اللہ!...... میں اپنا پردہ نہیں چھوڑوں گی ......میں بے حجاب نہیں ہونا چاہتی...... اللہ میری مدد فرما اس شیطان مردود کے مقابلے میں...... کہتا ہے: لڑکیاں سرعام کھلے منہ چلی پھرتی ہیں...... تو بھی اگر نقاب وحجاب اتار دے گی تو کون سی قیامت آ جائے گی؟ اللہ! وہ بیچاری نادان ہیں...... انھیں تیرے پیغام حجاب کی غرض و غایت اور فلسفے کا ادراک اور علم نہیں ...... ان کو شیطان نے گمراہ کر کے...... بے حجاب کر کے تیری محبت کے ان کے دلوں میں ٹمٹماتے چراغ کو بجھا دیا ہے...... یقیناً جس دن ان کے دل و دماغ میں تیری محبت کا چراغ پھر سے جل اٹھا...... پھر سے اس کی لو پھڑک اٹھی...... وہ مکمل طور پر حجاب کے حصار میں آ جائیں گی ......اور...... تیرے پیغام کو دنیا میں عام کرنے والی بن جائیں گی...... اے اللہ!...... میں تیری بندی ہوں اور تجھ سے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امید رکھتی ہوں کہ میری اس دعاء والتجاء کے اثرات بہت جلد ظاہر ہوں گے ...... اور میں تیری مدد سے اس شیطان کے منصوبوں سے ہمیشہ کے لیے بچ جاؤں گی ...... اے اللہ ! اگر دو تین دن میں اس کے اثرات ظاہر ہوں تو میں سمجھوں گی کہ تو نے میری لاج رکھ لی ...... میری پکار سن لی اور اسے قبول کر لیا...... آنسو...... آنسو...... ہچکیاں...... آہیں...... آنسو...... پھر آخر ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ اور مریم خوب جی بھر کے روئی۔

یوں مریم روزانہ رات کو 2 بجے اٹھ کر تہجد پڑھنے کے بعد دعائیں کرنا شروع کر دیتی، خوب روتی اور آنسوؤں کے جگنوؤں کا نذرانہ اللہ کے دربار میں پیش کرتی۔ چند دن ہی گزرے تھے ایک خبر آئی کہ اس لڑکے کے گھر والوں کو اس کی خباثت کا علم ہو گیا ہے اور انھوں نے اس کی خوب ٹھکائی کی ہے۔ پھر پتہ چلا کہ اس کی شادی کر دی گئی ہے۔ یہ بھی علم ہوا کہ وہ اپنی بیوی کو خوش نہیں رکھتا بلکہ مارتا رہتا ہے۔

بعد میں اس کی بیوی ایک دفعہ مریم کو ملی اور بتانے لگی کہ وہ تمہارا ذکر کرتا رہتا ہے اور مجھ پر بہت تشدد کرتا ہے۔

اللہ کریم نے مریم کی پکار سن لی تھی۔ اسے بے حجابی اور بدنامی کے عذاب سے بچا لیا تھا۔ بلکہ اس پر ایک انعام بھی کیا تھا...... وہ کیا؟ ...... وہ یہ کہ جب سے اس نے راتوں کو اٹھ کر آہ سحر گاہی کو اپنا معمول بنا لیا تھا...... رات کی تاریکیوں کو اللہ کے ذکر کے نور سے روشن کرنا شروع کر دیا تھا...... راتوں کی تنہائی کو سجدوں کی معیت سے آباد و شاد کیا تھا...... اللہ کریم نے اس کے خاندان، برادری اور عزیز و اقارب اور قرب و جوار کے ملنے ملانے والوں میں اس کی عزت کو چار چاند لگا دیے تھے...... ہر کوئی اس سے محبت کرتا، اس پر جان چھڑکتا، اس کی عزت و احترام کرتا۔ لڑکیوں کے متعلق والدین کو یہ شکایت رہتی ہے کہ وہ بوڑھی ہو رہی ہیں لیکن ان کے لیے کوئی رشتہ نہیں آ رہا...... لیکن مریم کا معاملہ اس کے برعکس ہے ...... اس کی پاکیزہ روشن و تابناک سیرت کی کرنیں ہر ایک کو روشن کر رہی ہیں۔ اب اس کی عمر 20

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سال ہو چکی ہے۔ اس نے حجاب و نقاب کو پہلے سے بھی زیادہ سختی اور پابندی سے اپنا لیا ہے۔ خاندان و برادری کا ہر گھرانہ اپنے بچوں کے لیے اس کا رشتہ طلب کر رہا ہے...... ہر کوئی اسے اپنی آنکھوں پر بٹھانے کو تیار ہے...... یہ کس چیز کا صلہ ہے!!؟ اللہ کریم سے محبت کا...... اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا...... سلطان مدینہ کے احکام حجاب پر کاربند رہنے کا...... یقیناً اللہ کریم پردہ کرنے والوں کے پردے رکھتا ہے...... ان کو عزت و شرف بخشتا ہے...... نیک و صالح اولاد ان کا مقدر بناتا ہے...... جو بہن بھی اللہ کریم کو خوش کرنے کے لیے پردے و حجاب کو اپنائے گی اللہ کریم اسے دو تحفے ضرور عنایت کرے گا:

① دنیا میں عزت واحترام اور کامیابی اس کا مقدر بنا دے گا۔

② اپنی محبت اس کے دل میں راسخ کر دے گا۔

جسے اس خالق کی محبت مل جائے اسے دنیا جہاں کی دولت مل جاتی ہے۔ کامیابیاں...... کامرانیاں اس کے ہم رکاب ہو جاتی ہیں۔ ہاں ایک بات تو میں نے آپ کو بتائی ہی نہیں...... وہ یہ کہ جب مریم کو اس بدقماش نے پیچھا کرکے پریشان کیا...... اور اس نے اللہ کریم کے دربار میں رات کے وقت مقدمہ درج کرا دیا تھا...... اس وقت مریم کی عمر صرف 12 سال تھی...... آج بیس سال ہے...... اللہ کریم نے اس کے دل میں اپنی محبت کا چراغ یوں روشن کر دیا کہ اس نے رب کو منانے کے لیے چند دنوں کے لیے جو تہجد شروع کی تھی...... مالک کائنات نے اس کی اس وقتی اور عارضی ادا کو مستقل اور ہمیشہ کے لیے اس کی زندگی کا حصہ بنا دیا...... اس کو یہ توفیق بخش دی کہ وہ اب روزانہ رات کو اٹھتی ہے...... اللہ ذوالجلال والاکرام کے دربار میں سجدے میں سر رکھ کر آنسو بہاتی ہے...... 12 سے 20...... آج آٹھواں سال ہے...... اور اس نے تہجد نہیں چھوڑی مسلسل پڑھ رہی ہے۔ یہ مرتبہ ملا ہے اسے اللہ رب العزت کی بادشاہی سے...... اس نے آٹھ سالوں میں اللہ کے دربار میں روزانہ کی حاضری نہیں چھوڑی...... اور اللہ نے اس کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑا...... وہ کبھی بے یارو مددگار نہیں ہوئی۔ اگر نہیں یقین آتا تو آپ بھی یہ کلیہ، یہ فارمولا اور یہ نسخہ آزما کر دیکھ لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمانی آپریشن

ہائے...... ہائے...... ہائے...... ہائے عمران...... ہائے...... ہائے ہائے......

میں نے اپنے عقب میں یہ آواز سنی تو سوچا کہ کوئی عورت تکلیف کی بنا پر ...... ہائے ہائے ...... کر رہی ہے...... لیکن پھر ذہن میں آیا کہ تکلیف کی بنا پر زبان سے نکلنے والی "ہائے" کی آواز اتنی میٹھی، مطمئن، پرکشش اور سریلی نہیں ہوتی بلکہ اس میں تو رنج والم اور کرب کا ایک طوفان بپا ہوتا ہے...... لیکن یہاں تو آواز میں ایسی کوئی علامت نہیں بلکہ ترنم نغمگی، مدہوشی اور مے نوشی جیسی کیفیت نمایاں ہے۔ ابھی میں انہی سوچوں میں مگن تھا اور کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ آواز ایک بار پھر میرے کانوں سے ٹکرائی:

ہائے...... ہائے...... ہائے ہائے...... کوئی سن نہیں رہا...... میں نے دفعتاً گردن پیچھے گھما کر دیکھا، ایک 25 سالہ خاتون بیڈ پر دوسری طرف منہ کر کے بیٹھی ہوئی تھی...... اکثر مریض سو چکے تھے اور جن کو تکلیف زیادہ تھی وہ جاگ کر آہستہ آہستہ کراہ رہے تھے...... یہ جناح ہسپتال سرجیکل ون کا وارڈ تھا۔ میں جلدی سے اس خاتون کی طرف بڑھا کہ اس کی کچھ مدد جو ممکن ہو کر سکوں۔ میں نے اس کے عقب میں پہنچ کر کہا:

"محترمہ! آپ کافی دیر سے کراہ رہی ہیں، اور ہائے ہائے کر رہی ہیں، بتائیں آپ کو کیا تکلیف و پریشانی ہے، اگر کوئی دوائی وغیرہ فارمیسی سے لانی ہو تو مجھے بتائیے، یا پھر اگر تکلیف زیادہ ہے تو میں وارڈ میں ڈیوٹی پر موجود کسی ڈاکٹر کو بلا لاؤں؟...... میری یہ بات سن کر وہ عورت بڑی تیزی سے میری طرف مڑی اور اس کا روئے سخن میری طرف تھا...... میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سراپے پر نظر پڑتے ہی حیران و ششدرہ رہ گیا...... اس کے کانوں میں دو ننھے منے ہیڈفون کے سپیکر پھنسے ہوئے تھے......جن کا کنکشن جیب میں چھپائے گئے موبائل کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی خود کلامی کے انداز میں بڑ بڑائی: آپ ہولڈ کیجیے میں ابھی بات کرتی ہوں۔ پھر مجھے مخاطب کر کے نہایت درشت لہجے میں بولی: ہاں اے مولوی! بول کیا بات ہے، تکلیف تجھے ہوگی مجھے کیوں ہو؟ کیا بات ہے تم مولوی لوگ بہانے بہانے سے لڑکیوں کے پاس آتے ہو اور ہمدردی جتا کر ان پر ڈورے ڈالنے لگتے ہو۔ میں نے کہا: محترمہ! میں تو آپ کی ...... ہائے ہائے......سن کر ہمدردی کے تحت آپ کے پاس آیا ہوں کہ اگر آپ کہیں تو ڈاکٹر کو بلا دوں، وہ آپ کو افاقہ کے لیے انجکشن دے اور یوں آپ...... ہائے ہائے...... کرنا بند کر دیں، اور رات کے وقت وارڈ کے دوسرے مریض بھی پریشان نہ ہوں۔ مجھے کیا علم تھا کہ آپ اپنے ''خفیہ فون'' پر کسی سے محو گفتگو ہیں، اور اسی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے انگریزی کا ہائے ہائے کر رہی ہیں۔ وہ نہایت بدتمیزی سے بولی: چلو مولوی چلتے بنو، زیادہ ہوشیار نہ بنو، اور ہمارے رنگ میں بھنگ ڈال کر مزہ خراب نہ کرو۔ میں خوب جانتی ہوں تم جیسے ''نیک دل'' اور ہمدردوں کو۔

میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی بدکارہ عورت ہے جو ہیڈفون کے یعنی ہینڈ فری کے ذریعہ کسی غیرمحرم فرینڈ سے کانوں اور زبان کے زنا میں مصروف ہے، اور اس سے منہ لگانا یا سمجھانے کی کوئی بات کرنا اپنی بے عزتی کروانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا، میں اسے اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے مریض کے پاس آ گیا اور وہ اپنی پہلی والی کارروائی میں مصروف ہوگئی۔ اس کی آواز رات کے سناٹے میں اب بھی کانوں میں صاف آ رہی تھی۔ وہ اپنے مخاطب سے کہہ رہی تھی:

''ہیلو سویٹ عمران!...... ہاں وہ ایک مولوی صاحب آ گئے تھے اور مجھے کہہ رہے تھے: تم ہائے ہائے کیوں کر رہی ہو؟ سوئے ہوئے مریض ڈسٹرب ہو رہے ہیں، اگر آپ کو کوئی تکلیف ہے تو ڈاکٹر کو بلا لاؤں۔ میں نے اس کی خوب خبر لی، اچھی طرح ٹھکائی کی، اب وہ دوبارہ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ اچھا چھوڑ ولعنت بھیجو اس پر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اپنی بات کرتے ہیں، تو ہاں میں بتا رہی تھی کہ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ میرے گلے کے ٹانسلز بڑھ گئے ہیں، ان کا آپریشن ہو گا۔ انھوں نے مجھے داخل کر لیا ہے، مجھے بیڈ بھی مل گیا ہے۔ ایک ہفتہ بعد میرا آپریشن ہونا ہے۔ میں ویٹنگ میں ہوں۔ آپریشن کی ڈیٹ دن اور وقت طے ہو چکا ہے۔ بھابھی روزانہ صبح ناشتہ لے کر آتی ہیں اور شام کو بھائی کھانا دے کر چلا جاتا ہے۔ میں یہاں اکیلی ہوں۔ بہت بور ہو رہی ہوں اور تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔ آ جاؤ! موج میلہ کرتے ہیں، ہلہ گلہ کر کے انجوائے کرتے ہیں۔ کسی قریبی پارک میں چلے چلیں گے...... اچھا اچھا ٹھیک ہے جہاں تم کہو گے وہیں چلے چلیں گے...... ہوٹل میں چلیں گے، کھانا کھائیں گے، سیر کریں گے...... ہاں، لیکن بابا شام تک بھائی کے آنے سے پہلے پہلے ہسپتال پہنچنا ضروری ہو گا ورنہ میری غیر موجودگی ان کو شک میں مبتلا کر دے گی، جو ہم دونوں کے ہمیشہ کے لیے ملنے ملانے کے راستے بند کر سکتی ہے...... کب آ رہے ہو؟...... آدھے گھنٹے بعد؟!!...... اچھا اچھا...... میں تیار ہو جاتی ہوں بابا...... بہت کم وقت دیا ہے...... اچھا ڈارلنگ! گڈ بائے! اپنا خیال رکھنا، بائے!"

ہائے...... (Hi) سے شروع ہونے والی پاپ کہانی...... بائے...... (Bye) پر ختم ہو چکی تھی، اگرچہ یہ لڑکی اپنی دانست میں آہستگی سے سرگوشیوں میں گفتگو کر رہی تھی لیکن رات کے سناٹے میں اس کی آواز وارڈ کے کمرے میں گونج رہی تھی اور صاف سنائی اور سجھائی دے رہی تھی۔

میں یہ آواز سن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوا۔ پریشان اور مضطرب ہو گیا کہ یہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ اعتماد کے کوہ گراں پر بیٹھا ماں جایا بھائی بے خبر تھا کہ اس کی بہن اس کے اعتماد کے پہاڑ کو بارود لگا کر ریزہ ریزہ کر رہی ہے۔ وہ بھروسے کے پل کے پرخچے اڑانے پر کمربستہ ہے۔ اب وہ "تیار" ہو رہی تھی...... اپنے اصلی چہرے پر ایک نقلی چہرہ سجا رہی تھی...... اور ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نئی صورت بنا رہی تھی..... پھر کیا ہوا!!؟ اللہ جانے مجھے اس سے کوئی غرض نہ تھی..... میں اپنے مریض کو الوداع کہہ کر واپس اپنے گھر آ گیا۔

دوسرے دن جب میں ہسپتال میں پہنچا تو دیکھا کہ نماز عصر کے بعد تقریباً پانچ بجے وہ وارڈ کی کھڑکی کھولے آہستہ آہستہ کسی سے سرگوشیوں میں مگن ہے۔ میری نماز لیٹ ہو گئی تھی میں ایک طرف جائے نماز بچھا کر پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو وہ ابھی بھی مصروف گفتگو تھی۔ آخر اللہ اللہ کر کے اس کی گفتگو ختم ہوئی تو اس نے ادھر ادھر چور آنکھوں سے دیکھا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی خلاف توقع میرے پاس چلی آئی اور بولی: سنا ہے آپ کتابیں بھی لکھتے ہیں؟ میں نے کہا: بہن! دیکھ جو اللہ نے آپ کو جوانی دی ہے اس کا کل تم نے اللہ کے حضور سوال ہونا ہے یعنی اس کے پل پل کا جواب دینا پڑے گا کہ کن کاموں میں مصروف رہ کر گزارا ہے۔ اللہ نے یہ جو آپ کو زبان دی ہے یہ اس کے حکم سے حرکت کر رہی ہے، اس کے بارے میں بھی سوال ہونا ہے کہ اس کا استعمال غلط تو نہیں کیا۔ اللہ چاہے تو موقع پر اپنے بندے کی زبان کو حکم دے کہ خاموش ہو جا، تو پھر کبھی بندہ چاہنے اور کوشش کرنے کے باوجود کسی سے بات نہ کر سکے۔ لیکن اس نے ہمیں آزاد چھوڑ رکھا ہے، تاکہ ہمیں آزما سکے کہ ہم اس کا حکم مانتے ہیں یا بغاوت کر کے شیطان لعین کی پیروی اختیار کر کے شہوتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اس طرح وہ کان کو سماعت سے محروم بھی کر سکتا ہے لیکن نہیں کرتا..... لیکن بندہ ہے کہ سرکشیوں میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے..... اپنے کانوں اپنے ہاتھوں اور زبان کے زنا سے باز نہیں آتا۔ ابھی وقت ہے ڈر جائیں اس کے عذاب کا کوڑا کسی وقت بھی برس سکتا ہے۔ غیر محرم سے لوچ دار انداز میں بے مقصد بات بھی زنا کے زمرے میں آتی ہے۔ کیا کوئی بھائی باپ بہن یا ماں یہ چاہتی ہے کہ اس کی بیٹی سرعام زنا کرے اور رسوائی کی خاک سر بازار سر پر ڈالتی پھرے!؟ دنیا میں بدنامی کا عذاب اور مرنے کے بعد آگ کا عذاب سہے، ہرگز ہرگز نہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بس کرو مولوی! ہو گئے شروع...... تمہاری ان خشک زاہدانہ باتوں نے لوگوں کو خوشیوں سے دور کر کے رکھ دیا ہے۔ تم کسی کو ہنستا کھیلتا اور لائف کو انجوائے کرتا نہیں دیکھ سکتے۔ ہاتھ نہ پہنچے تھوکوڑی۔ تمہارا بس نہیں چلتا اگر تمہیں بھی کوئی موقع ملے تو سب حدیں کراس کر جاؤ۔ ہمیں گھٹ گھٹ کے مرنے پر مجبور نہ کرو...... ہمیں اپنے سٹائل سے جینے دو...... آزاد فضاؤں میں سانس لینے دو...... ہر وقت آپ لوگوں نے ڈرا ڈرا کر ہماری نیندیں اڑا دیں اور لوگوں کو مذہب سے دور کر دیا...... نماز روزہ بندے کا پرائیویٹ پرابلم ہے، جس بندے کو ظاہری طور پر لوگ برا کہیں لیکن وہ اندر سے ٹھیک ہو تو وہی اصل آدمی ہے۔ لگتا ہے تمہاری عقل کو تنقید سے فرصت نہیں ملتی۔ اگر اس انداز سے دیکھو گے تو سنسار میں سب خراب ہی خراب نظر آئیں گے...... ہم اکیلے برے نہیں...... یہاں سب خراب ہیں...... جب حساب کتاب کی باری آئے گی تو اسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔''

(نعوذ باللہ)

خدا بہت غفور الرحیم ہے، آپ لوگوں نے اسے صرف ایک ڈراوے کی چیز بنا رکھا ہے...... میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ بیزاری سے بولی:

''جا اے جا مولوی!...... کہاں سے آ جاتے ہیں، سٹوپڈ، بیک ورڈ...... جاہل گنوار...... دہشت گرد...... کہیں کے۔ سائنس ترقی کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور یہ ابھی وہیں...... گل محمد بن کر جامد کھڑے ہیں کہ جہاں پیدا ہوئے تھے...... مولوی! مجھ سے آئندہ کلام نہ کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔''

کافی لوگ اکٹھے ہو چکے تھے اور مجھے پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا، یہ لڑکی کیوں اتنی تپ رہی ہے، کس بات پر تلخی ہو رہی ہے؟ میں خاموش تھا کہ وہ خود ہی بول پڑی:

''میں کسی سے باتیں کر رہی تھی اور یہ مجھ پر وعظ جھاڑنے لگ گیا کہ بہن کسی غیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محرم سے باتیں نہیں کرتے ...... تمہارے بھائی تم پر اعتماد کر کے تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر گئے ہیں ...... یہ زنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں کوئی بچی ہوں، مجھے اپنے برے بھلے کا سب علم ہے ......''

وہ بولے جا رہی تھی اور لوگ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتے جا رہے تھے۔ پھر مجھے یہ کہتے ہوئے چلنے کو کہنے لگے:

''چھوڑیں بھائی، یہ کوئی خبیث روح لگتی ہے، آپ کی عزت پر کیچڑ اچھال دے گی، ایسی بدکاراؤں کے منہ سے کچھ بھی نکل سکتا ہے، ان کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، لہٰذا عزت بچاؤ، جائے بھاڑ میں، آپ ادھر آ جائیں۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں، لہٰذا میں حیرانی پشیمانی اور پریشانی کے عالم میں وہاں سے چلا آیا۔''

چند دن ایسے گزر گئے جیسے چند لمحے ہوں۔ زندگی کا یہی چلن ہے، گزرتی ہے تو گزرتی چلی جاتی ہے...... لیکن رفتار کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ پتہ اس وقت چلتا ہے جب کہیں بریک لگ جائیں یا کسی حادثہ کا شکار ہو جائے۔ میں ساڑھے پانچ بجے وارڈ میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے مریض کے بیڈ پر گیا، اسے ضرورت کی اشیاء تھما کر بینچ پر بیٹھا ہی تھا کہ میرے مریض کے سامنے والے بیڈ پر ایک جمگھٹا ایک رش اور ہجوم تھا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہی زبان دراز اور بے لگام لڑکی کا آپریشن ہوا ہے۔ اسے ہمارے سامنے والے بیڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ وہ اب مکمل طور پر بے ہوش ہے۔

یہ سب اس کے عزیز رشتہ دار ماں و بھائی اور بہنیں وغیرہ ہمہ تن گوش اس کے ہوش میں آنے کے منتظر کھڑے ہیں۔ کوئی اس کے آپریشن کی کامیابی کی مبارکباد دینے کے لیے مٹھائی کا ڈبہ لایا ہے، کوئی آموں کا شاپر اور کوئی پھولوں کا گلدستہ وغیرہ لایا ہے۔ اچانک آواز ابھری ...... وہ دیکھو! اس کی پتلیاں حرکت کر رہی ہیں ...... شاید اسے ہوش آ رہا ہے ...... سب بے ہوش پڑی نادیہ کی طرف متوجہ ہو گئے ...... اور بے قراری سے اس کی آنکھیں کھلنے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان سے باتیں کرنے کے منتظر کھڑے ہیں۔ یکدم لڑکی کا ہاتھ اس کی آنکھوں پر گیا، آنکھوں کو مسلا ...... اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولنا چاہیں...... لیکن ابھی پوری طرح کھل نہ رہی تھیں...... وہ آنکھیں جھپک رہی تھی...... پھر اس نے دفعتاً مکمل طور پر آنکھیں کھول دیں اور اپنے اردگرد کھڑے عزیز واقارب کو حیرانی سے دیکھنے لگی۔ سب نے اسے ہوش میں آتے دیکھ کر خوش آمدید کہا اور کہا مبارک ہو، آپریشن کامیابی سے ہو گیا اور تمہاری جان بچ گئی...... پھر چند منٹ وہ نیم غنودگی کے عالم میں دیدے پھاڑے سب کو...... ٹک ٹک دیدم لب نہ کشیدم...... کے مصداق دیکھ رہی تھی...... سب ہنسی خوشی کے عالم میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے...... ایک سے بڑھ کر ایک مذاق کر رہے تھے، تاکہ وہ مسکرائے۔ اب کچھ دیر بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں تھی۔ ڈرپ لگی ہوئی تھی، اس کے باوجود اسے بہت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ سب اصرار کر رہے تھے کہ وہ کوئی بات کرے۔ پیاس کی شدت کی بنا پر نادیہ نے قریب پڑی منرل واٹر کی بوتل کی طرف اشارہ کر کے اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا کہ مجھے پیاس لگی ہے اور پھر بول کر بتانے کے لیے...... منہ کھولا...... زبان ہلائی...... ہونٹ سکیڑے...... زور لگایا...... پھر زور لگایا...... گلے کو کھنکھارا...... کھانسی کی...... پورے زور سے چلانے کی کوشش کی کہ مجھے پانی دو...... لیکن تمام تر قوت کے ساتھ بھی آواز نہ نکل سکی...... دوبارہ...... سہ بارہ کوشش بھی ناکام رہی...... اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی...... لواحقین فوری ڈاکٹرز کی طرف بھاگے...... ڈاکٹر آئے...... چیک اپ ہوا...... کچھ دیر خاموش رہے...... کچھ سمجھ آیا کچھ نہ آیا اور فقط اتنا کہہ کر چلے گئے کہ کچھ دن انتظار کریں۔

اب نادیہ بار بار اپنا ہاتھ گلے پر لے جا کر پھیر رہی تھی...... انگلیاں منہ میں مار رہی تھی...... زبان ہاتھ میں پکڑ پکڑ کر مروڑ رہی تھی...... جان بوجھ کر کھانستی جا رہی تھی کہ کسی طرح سے آواز نکل سکے...... لیکن کچھ حاصل نہ ہو رہا تھا...... آخر اس نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا...... بال نوچنے شروع کر دیے...... اور پھر اشاروں کی زبان میں باتیں کرنے لگی......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے تو کبھی گونگوں کی اشاروں والی زبان سیکھی نہ تھی...... بلکہ اسے سیکھنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ تھا...... لیکن اب وہ چند منٹ میں اس پر عبور کیسے حاصل کر چکی تھی...... وہ اشاروں سے بین کر رہی تھی...... آنکھوں سے آنسو موسلا دھار بارش کی طرح برستے جا رہے تھے...... وہ ہاتھوں کے اشاروں سے بین کر رہی تھی کہ...... ہائے میں لٹ گئی...... ہائے میری دنیا اندھیر ہوگئی...... ہائے میری زبان گنگ ہوگئی...... کوئی جائے میری آواز کو واپس لا دے...... کبھی اپنی ماں کی طرف مظر بانہ انداز میں دیکھ کر التجا کر رہی تھی...... کبھی بھائی کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی...... کبھی کسی عزیز کو واسطے دے رہی تھی...... کبھی آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہی تھی تم کو رب کا واسطہ میری آواز واپس لا دو...... ماں کا کلیجہ درد و الم سے کٹ رہا تھا...... بھائی کا دل پھٹ رہا تھا...... بہن کا خون غم سے ابل رہا تھا...... لیکن کوئی کچھ نہ کرسکتا تھا۔

سب مجبور، بے بس، بے کس، لاچار، بے اختیار کھڑے آنکھوں سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ زبانیں خاموش تھیں...... مگر آنکھیں مصروف تھیں...... آنسو بہانے میں مصروف...... جبکہ نادیہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی تھی...... سسک رہی تھی...... بلک رہی تھی...... بے یقینی کے عالم میں اپنے آپریشن شدہ گلے کو دبا رہی تھی...... کہ شاید یوں ہی پھنسی ہوئی آواز نکل آئے...... ماں اس کے ہاتھوں کو پکڑ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: بیٹا ابھی تازہ تازہ آپریشن ہوا ہے، ٹانکے لگے ہیں، مت کرو ایسا زخم ادھڑ جائیں گے، خون جاری ہو جائے گا، جان چلی جائے گی...... لیکن نادیہ پر تو دیوانگی کا دورہ پڑ چکا تھا...... وہ اشاروں کی زبان میں بس یہی کہے جا رہی تھی...... ہائے میری آواز...... ہائے میری آواز کو کون لے گیا...... ہائے میری آواز واپس لاؤ۔

خاموشی کے اس عالم میں ایک باریک سی آواز ابھرتی ہے...... پانی...... پانی...... امی جان...... پانی...... ہائے امی جان! ...... میرا گلا خشک ہے...... پیاس لگی ہے...... مجھے پانی پلاؤ...... یکدم سب کے سب حیرانی کے سمندر میں ڈوب گئے کہ نادیہ کی آواز کو کیا ہوا...... یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یکسر بدل گئی ہے...... ایک بچی کی آواز بن کر نکل رہی ہے...... ایک آواز آئی...... جیسی بھی ہے آواز تو نکلی، صحیح اور موٹی بھی ہو جائے گی...... اس کے ساتھ ہی ایک اور آواز گونجی شکر الحمد لله! میری بچی کو آپریشن کے بعد ہوش آ گیا...... جاؤ بیٹا مسجد میں یہ رقم دے کر آؤ، میں نے منت مانی تھی کہ جب میری بیٹی ہوش میں آئے گی میں اللہ کے گھر کی آبادی کے لیے یہ رقم مسجد میں دوں گی...... امی جان!...... پانی...... پانی...... نہیں بیٹا ابھی 24 گھنٹے تک ڈاکٹر نے تجھے پانی پلانے سے منع کیا ہے...... صبر کر اور اللہ کا شکر ادا کر کہ جس نے تجھے دوبارہ آواز کی نعمت سے نوازا۔

نادیہ کے بیڈ کے گرد کھڑے سب لوگوں کی گردنیں بے اختیار ساتھ والے بیڈ کی طرف مڑ گئیں، کہ جہاں سے یہ آوازیں آ رہی تھیں۔ سب عجب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ وہی شمشاد جڑانوالہ (فیصل آباد) کی رہنے والی...... ایک بھٹے کے مزدور، مفلس و قلاش باپ کی کمزور 12 سالہ بیٹی کہ جسے ماڈرن نادیہ جاہل...... ان پڑھ...... گنوار...... بدو...... بدتہذیب...... جنگلی اور اللہ جانے کیا کیا القابات سے نوازتی رہتی تھی۔ اس شمشاد کے گلے کا آپریشن بھی نادیہ کے ساتھ آج ہی ہوا تھا۔ یہ آواز اسی کی تھی۔ وہ بھی ہوش میں آ چکی تھی اور اب اپنی ماں سے پانی مانگ رہی تھی...... سب وارڈ والے اس کی آواز سن رہے تھے...... اس کی آواز میں ذرہ برابر کمی یا فرق نہ آیا تھا...... اس کا زمینی آپریشن کامیاب ہو چکا تھا، وہ ساتھ والے بیڈ پر لیٹی بول رہی تھی...... چہک رہی تھی...... ہنس رہی تھی...... کھانے پینے کی فرمائشیں کر رہی تھی...... لیکن نادیہ...... بالکل خاموش...... ہواؤں میں ہاتھ پاؤں مار رہی تھی...... دیکھنے والے سمجھ رہے تھے شاید اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے......

اچانک نادیہ کی نظر مجھ پر پڑ گئی...... اس نے سب سے ہاتھوں کے اشارہ سے کہا: سب ایک طرف ہو جائیں اور اس بھائی کو آگے لائیں۔ لہٰذا مجھے راستہ دیا گیا، میں آگے بڑھا، اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور دریافت کرنے لگا: بہن کیا بات ہے؟ یہ سنتے ہی اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں سے آنسوؤں کی رم جھم بارش پھر سے برسنے لگی...... ہاتھ کپکپانے لگے...... ہونٹ پھڑ پھڑانے لگے...... جسم پر جیسے رعشہ طاری ہو گیا ہو...... اس نے میرے سامنے دونوں ہاتھ باندھ دیے...... اور معافی مانگنے لگی...... پھر کوشش کرنے لگی کہ اٹھ کر پاؤں پکڑ لوں اور اپنی زیادتی کی معافی مانگوں...... سب حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے...... اور اسے روک رہے تھے کہ زیادہ حرکت نہ کرے۔ میں نے اشارے میں اسے صرف اتنا جواب دیا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اب فیصلے آسمانوں پر ہو چکے ہیں...... اگر تبدیلی آ سکتی ہے تو وہ بھی آسمانوں سے ہی...... کہ جب آسمانوں کا مالک زبان کو حکم دے گا تو وہ پھر سے بولنے لگے گی...... لہٰذا اسی کے آگے اپنا دامن پھیلاؤ، گڑگڑاؤ اور اسے ہی مناؤ۔

دیکھتے ہی دیکھتے نادیہ پر ایک دیوانگی کا عالم طاری ہوا، اس کے ہاتھ فضا میں ایک مشین کی طرح تیزی سے حرکت کرنے لگے، لگتا تھا وہ ابھی ابھی ڈرپ اتار کر دور پھینک دے گی...... اپنے گلے پر لگی پٹیاں اکھیڑ کر فضا میں بکھیر دے گی...... اور اٹھ کر بھاگ کھڑی ہو گی۔ چند افراد نے اس کو قابو کیا۔ ایک بھائی نرس کو بلا لایا، اس نے موقع کی نزاکت کے تحت مختلف مضبوط ہاتھوں میں جکڑی نادیہ کو زبردستی بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا...... ٹھیک دو منٹ بعد نادیہ نیند کی وادی میں گم ہو چکی تھی۔

میں سمجھ گیا کہ اس کا آپریشن...... آسمانوں پر کر دیا گیا ہے...... اس کی زبان کو...... پیدا کرنے والے نے حکم دے دیا ہے کہ چپ ہو جا۔ لہٰذا اب وہ چپ ہو چکی ہے اور اس کی آواز وہاں جا چکی ہے کہ جہاں جا کر کبھی کوئی واپس نہیں آتا...... اب یہ آواز کبھی واپس نہ آئے گی...... یہ اللہ کے عذاب کا کوڑا تھا جو اس پر برس چکا تھا...... کس جرم میں؟...... غیر محرموں سے زبان...... کان...... اور ہاتھ...... کے زنا کے جرم میں۔ اس کو موقع پر ہی سزا مل چکی تھی۔ ہے کوئی اپنی سریلی آواز پر ناز کرنے والا...... اور غیروں کو سنا کر ان کو خوش جبکہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا...... ہے کوئی اس واقعہ سے عبرت پکڑ کر موبائل کی طرف بڑھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے ہاتھ..... یا اس کے پیڈ پر نمبر ملانے کے لیے اٹھنے والی، یا حرکت کرنے والی انگلیوں کو روکنے والا..... فاعتبروا یا اولی الابصار۔

میں نے ڈاکٹر سے پوچھا: ''معاملہ کیا ہے؟'' وہ مجھے جانتا تھا، کہنے لگا: طاہر صاحب! اس کی آواز واپس آنے کے امکانات نہیں لیکن ہم ان کو تسلی دینے کے لیے کچھ دوائیاں لکھ کر دیں گے اور ڈسچارج کر دیں گے، تاکہ یہ فوری صدمہ دل پر نہ لیں اور امید کے سہارے زندہ رہ کر چند ماہ میں نارمل ہو کر حالات سے سمجھوتا کر لیں۔ میں نے ٹوکتے ہوئے کہا.....اور توبہ کر لیں..... ڈاکٹر کہنے لگا: کیا مطلب؟ میں نے کہا: کچھ نہیں، اور بات ٹال دی۔ تیسرے دن ہسپتال کے ڈاکٹروں کی طرف سے چند دوائیاں لکھ کر ان کو چھٹی دے دی گئی..... جاتے ہوئے نادیہ میرے پاس آئی، کچھ کہنا چاہتی تھی..... لیکن..... زبان ساتھ نہ دے رہی تھی..... لہٰذا نظریں نیچی کیے..... آنسو بہاتے ہوئے..... خاموش کھڑی رہی..... گھر والے حیران تھے..... پھر یکدم چہرہ اوپر اٹھا کر..... ہندوؤں کی طرح معافی کے لیے پرنام کیا.....اور چل دی.....اس کی آنکھیں زبان حال سے کہہ رہی تھیں:

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

اور شاید زبان کے زنا کے جرم میں سزا پانے والی یہ زبان ہمیشہ بات کرنے کو ترستی ہی رہے گی..... اور دوسروں کے لیے نشان عبرت بنی رہے گی..... اس کے گونگی بن جانے کی بنا پر..... یہ نقص پیدا ہو جانے کی بنا پر..... کوئی اسے اپنائے گا بھی کہ نہیں..... یا یوں ہی..... گلتے..... سڑتے اور سسکتے ہوئے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ واللہ اعلم، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! میرے والدین

ہسپتال کا عملہ آپریشن تھیٹر کے عملے کا مخصوص لباس پہنے بابا جان کو اسٹریچر پر لٹائے تیزی سے آپریشن تھیٹر کی طرف لیے جا رہا تھا۔ راستے میں آنے والے لوگوں کو تیزی سے پیچھے ہٹا کر اسٹریچر کو آگے سے آگے دھکیلتا جا رہا تھا۔ آپریشن کے مقررہ ٹائم سے وقت زیادہ ہو چکا تھا، اس لیے سب افراد تیزی سے حرکت میں تھے۔ آخر بابا جان تھیٹر پہنچ گئے، بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر، سرجری کرنے والا سرجن اور دوسرے چھوٹے ڈاکٹر مستعد و تیار کھڑے تھے، آپریشن کے اوزار اور دوسری آپریشن میں استعمال ہونے والی مشینیں آن تھیں۔ بابا جان بھی آپریشن کے مخصوص لباس میں ملبوس لیٹے تھے، سب ڈاکٹر حرکت میں آ گئے، بابا جان کے جسم کو چیک کیا گیا تو پتا چلا کہ ہلکا سا بلڈ پریشر ہائی ہے، بابا جان کا فوری ٹریٹ منٹ کیا گیا۔ اب بابا جان مکمل نارمل تھے اور ڈاکٹر اپنے آلات اور آپریشن کی مشینوں اور کمپیوٹر کی مدد سے جسم پر کٹ دیے جانے کی جگہ کا تعین کر رہے تھے، کہ یہاں سے جسم کو کٹ لگا کر آپریشن کی ابتداء کی جا سکے گی۔

ابھی وہ کٹ لگانے ہی والے تھے لیکن اس سے پہلے بابا جان کو بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ بے ہوش کرنے والا عملہ آگے بڑھا تو اچانک بابا جان کے ہونٹ ہلنے لگے۔ وہ کچھ کہہ رہے تھے...... ڈاکٹرز ایک منٹ کے لیے اپنے ہاتھ روک کر بابا کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوئے، کہ اللہ جانے بابا کو کیا تکلیف ہے جو وہ بتانا چاہتا ہے، اور آپریشن کی کامیابی کے لیے اس کی ہر بات کو غور سے سننا، اہمیت دینا اور ہر تکلیف و شکایت کا ازالہ کرنا ضروری تھا، تاکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی جان بچانے کے لیے ہر ممکنہ اقدام کو بروئے کار لایا جا سکے...... بابا نے اپنے گلے کو صاف کرتے ہوئے کہا:

"ڈاکٹر پتر! اللہ تجھے خوش رکھے اور کامیاب و کامران کرے، پترا میری ایک درخواست ہے اگر مان لو تو میں آپ لوگوں کا احسان اگلے جہان جا کر بھی نہ دے سکوں گا۔ بولیں بابا جان کیا بات ہے؟ سرجن نے کہا...... پترا! اج جمعے دا دن اے، مینوں جمعہ پڑھ لین دے، نالے میرے چند ضروری روزانہ پڑھن والے ذکر رہندے نیں او کر لین دے، فیر جو دل وچ آئے کریو، مینوں اعتراض نئیں ہووے گا...... یعنی سرجن بیٹا! آج جمعۃ المبارک کا دن ہے، میری درخواست ہے مجھے جمعہ پڑھ لینے دیا جائے، اور میرے روزانہ کے معمول کے چند اذکار مسنونہ ہیں وہ بھی پڑھ لینے دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہ پڑھنے سے رہ جاؤں اور مجھے کچھ ہو جائے، پھر اس کے بعد جو آپ کے دل میں آئے کر لینا، یعنی آپریشن فی الحال ملتوی کر دو، جمعہ کے بعد کر لینا، مہربانی ہوگی۔"

عام حالات میں کسی مریض کے آپریشن کے ٹائم میں ۵ منٹ کی تاخیر بھی جرم سمجھی جاتی ہے اور آپریشن کے لیے طے شدہ وقت کا ہر حال میں پابند رہا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر نے بابا کی التجا کو خلاف واقعہ خلاف قانون منظور کر لیا اور بابا کا آپریشن ملتوی کر کے مغرب کے بعد ہونا طے کر دیا۔

لہٰذا بابا جان کو آپریشن تھیٹر سے باہر لایا گیا۔ بابا جان نے جمعۃ المبارک کا خطبہ سنا اور نماز با جماعت ادا کی، بابا ذکر و اذکار کرتا رہا، تلاوت کرتا رہا، وقت گزرتا رہا۔ ایک عزیز نے پوچھا: وہ کونسا وظیفہ یا ذکر تھا، کہ جس کے چھوٹ جانے کے ڈر سے آپ نے آپریشن ملتوی کروا دیا۔ آپ کو علم ہے نہ کہ آپ کینسر کے مریض ہیں، اس مرض میں ایک ایک منٹ بہت قیمتی ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں ایک ایک منٹ اور سیکنڈ مریض کو موت و حیات کے قریب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا ہے۔ لوگ اس آپریشن کے جلد ہونے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، بڑی بڑی سفارشیں ڈلواتے ہیں، جبکہ آپ نے اتنی جلدی باری آنے کے باوجود عین وقت پر خود ملتوی کروا دیا۔ مجھے بھی پتا چلے کہ وہ آپ کا کون سا اتنا اہم ورد، وظیفہ یا ذکر تھا کہ جس کے چھوٹ جانے سے آپ اس قدر خوفزدہ تھے۔ بابا جان یہ بات سن کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر یوں گویا ہوئے:

"پتر! صبح و شام کے مسنون اذکار کرنا تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ نمازوں کے بعد کے اذکار بھی ہم ضرور پڑھتے ہیں اور میرا خیال ہے ہر صاحب فکر کا یہ معمول ہوتا ہے۔ قرآن کی تلاوت سے ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بندے کی زبان تر رہنی چاہیے، اس کے علاوہ نماز والا درود جب آدمی کو کہیں خاموش ہونے کے لیے ایک منٹ کا بھی موقع ملے ضرور پڑھتے رہنا چاہیے، اس سے بندے پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ رات کو سونے کے اذکار بھی بندے کو نہیں بھولنے چاہئیں کہ کیا علم صبح اٹھنا بھی ہے، چھوٹی موت (نیند) کی بہن (بڑی موت) کے پاس چلے جانا ہے اور بندے کو یہ سوچ کر وضو کر کے اور آیۃ الکرسی پڑھ کر سونا چاہیے کہ شاید یہ رات میری زندگی کی آخری رات ہو......

"بابا جان! آپ کا وہ خاص وظیفہ یا ورد کیا ہے؟ کہ جس کے رہ جانے کے ڈر سے آپ نے آپریشن ملتوی کروا دیا۔" عزیز نے بابا کی بات کاٹتے ہوئے دوبارہ اپنا سوال دھرایا تو بابا سن کر ہلکا سا مسکرایا اور بولا: ہاں میرا ایک خاص وظیفہ بھی ہے جو میرا اپنا بنایا ہوا یا ایجاد کیا ہوا نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ میں اسے کسی بھی دن کبھی بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتا، اس کا ناغہ نہیں ہونے دیتا اور میں نے آپریشن دو وجوہات کی بنا پر ملتوی کروایا ہے:

① کہ میری جمعہ المبارک کی باجماعت نماز اور پھر نماز عصر کہ جس کی قسم مولا کریم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں اٹھائی ہے، رہ جائیں اور مجھے کچھ ہو جائے، یہ مجھے گوارا نہیں۔

۲ میرا ایک خاص وظیفہ جس کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے وہ اپنے مرحوم والدین کے لیے دعائے مغفرت ہے کہ جسے ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اپنی امت کو سکھایا ہے کہ وہ اپنے دنیا سے رخصت ہو چکے والدین کے لیے اسے روزانہ مانگیں، وہ یہ دعا ہے:

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا﴾

"اے میرے رب! میرے والدین (ماں باپ) کے ساتھ اس طرح شفقت اور رحمت کا برتاؤ کر (مطلب یہ کہ ان کے گناہ معاف کر کے انھیں بخش دے) کہ جس طرح انھوں نے چھوٹی سی ننھی عمر میں میرے ساتھ شفقت و رحمت کا برتاؤ کیا۔"

مطلب دعا کا یہ ہے کہ میرے مولا کریم! میرے ماں باپ نے مجھ چھوٹے سے کو شفقت و لاڈ پیار سے پال پوس کر بڑا کیا، اے مولا کریم! تو ان کی لغزشوں اور بشری کوتاہیوں کو معاف کر کے ان کو بخش دے اور جنتوں کا وارث بنا دے۔ اور ان کی غلطیوں، کوتاہیوں کو اسی طرح فراموش کر دے جس طرح وہ مجھے چھوٹی سی عمر میں کئی چیزوں کو توڑ پھوڑ دینے، نقصان کرنے اور نادانی میں ان کے حکم پر توجہ نہ دینے پر سزا دینے کی بجائے درگزر کرتے اور معاف کر دیتے تھے۔ تو بھی ان بے چاروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر۔ اس وظیفہ کے رہ جانے کے ڈر سے بھی میں نے آپریشن ملتوی کرنے کی درخواست کی تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ آپریشن کے بعد اللہ جانے زندہ اٹھوں یا چل بسوں، اور میرا آج اس وظیفہ سے کہیں ناغہ نہ ہو جائے، کیوں نہ میں پہلے اسے پڑھ لوں پھر آپریشن کرواؤں۔ یہی سوچ کر میں نے ڈاکٹر سے التجا کی تھی جو اس نے قبول کر لی۔ مہربانی اس پتر کی...... "لیکن یہ وظیفہ تو آپ اسٹریچر پر پڑے پڑے بھی پڑھ سکتے تھے۔ مشکل سے اسے پڑھنے پر ایک آدھ منٹ کا وقت صرف ہونا تھا"...... نہیں پتر! ایک آدھ دفعہ نہیں میں تو اس وظیفہ کو ایک دن میں اس کے الفاظ و معانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ذہن میں رکھ کر، سمجھتے سوچتے ہوئے، رب کے دربار میں حاضری دیتے ہوئے، التجا کرنے کے تصور کے ساتھ مکمل سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ یعنی دن میں ایک سو مرتبہ نہایت عاجزی و انکساری سے التجا کرتا ہوں کہ اے جبار و قہار، اے کائنات کے مالک، ان کو معاف کر دے...... ان کو بخش دے...... ان پر رحم فرما...... اللہ کریم ان پر...... کرم فرما...... اگر صرف ایک دفعہ فقرہ زبان سے ادا کرنا ہوتا تو شاید میں سٹریچر پر لیٹے لیٹے کہہ لیتا۔

سوال کرنے والا عزیز حیران و پریشان اور گنگ بنا کھڑا تھا اور بابا کی عظمت کے پہاڑ کے نیچے تمام لوگوں، اسپتال کے عملے سمیت خود اپنے آپ کو دبا ہوا محسوس کر رہا تھا، کہ اس دور میں ایسی اولادیں بھی ہیں جو ساٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر بھی اپنے والدین سے اتنا پیار کرتی ہیں اور ان کی مغفرت کے لیے اتنی دعائیں کرتی ہیں، حالانکہ اس عمر میں ہر بندے کو اپنی اور صرف اپنی پڑی ہوتی ہے، وہ سوچتا ہے باقی لوگ جائیں جہنم میں، صرف میں بچ جاؤں یعنی یہ عمر نفسا نفسی کی عمر ہوتی ہے، جس میں انسان کو اپنی ذات سب سے اہم، سب سے محفوظ و مامون مقصود ہوتی ہے۔

بابا جان اپنے عزیز مخاطب کو چپ چاپ اور خیالوں کی دنیا میں کھوئے دیکھ کر بولے: پتر مجھ پر اللہ کریم کا بہت کرم ہے، میری اولاد کو علم ہے کہ میں روزانہ اپنے والدین یعنی ان کے دادا دادی کے لیے سو بار یہ دعا کر کے رب کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں اور وہ اس بنا پر خوش بھی ہوتے ہیں، میری بہت زیادہ عزت و تکریم کرتے ہیں...... پھر بابا بولا! میری خواہش ہے کہ وہ میرے مرنے کے بعد مجھے بھول نہ جائیں بلکہ یہی مسنون دعا میرے لیے بھی کرتے رہیں۔ اور مجھے امید ہے ایسا ہی ہوگا، اس لیے کہ میں نے اپنے والدین کے ساتھ اس مسئلہ میں مکمل طور پر ''وفا'' کی ہے...... انصاف کیا ہے...... لہٰذا میرا رب مجھے اس سے محروم نہ کرے گا۔ ان شاء اللہ

واہ بابا جان واہ!!...... آفرین ہے آپ کی ذات پر...... آپ ان پڑھ ہو کر بھی ملک و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملت کے پڑھے ہوؤں کو درسِ حیات دے رہے ہیں...... آپ ساٹھ ستر سالہ بوڑھے ہو کر کالجوں و یونیورسٹیوں کے جوان طلبہ و طالبات کو فلسفہ حقوق والدین پڑھا رہے ہیں...... آپ جیسے فرزند ارجمند یقیناً کسی کسی کو اور خاص طور پر اس کو نصیب ہوتے ہیں جس پر اللہ کریم کی خاص رحمت ہو...... ایسے بیٹے اور بیٹی کی کون خواہش نہ کرے گا...... جو مرنے کے بعد بھی...... روزانہ اس کے حق میں رو رو کر...... اللہ کے حضور...... اس کی کامیابی و مغفرت کی دعائیں التجائیں کرے۔ اگرچہ وہ انپڑھ و غیر تعلیم یافتہ ہی کیوں نہ ہو...... لیکن والدین کے مرنے کے بعد ان کو ہمیشہ ہردم، ہرروز یاد کرنے والا ہو اور اپنی محبت کا عملاً ثبوت دینے والا ہو۔

اس موقع پر مجھے لاہور سے نکلنے والے ایک میگزین ''ایجوکیشن ٹائمز'' کا بیان کروں وہ واقعہ یاد آ رہا ہے کہ جس میں بتایا گیا کہ ایک بیٹے کو والد نے خوب سرمایہ صرف کر کے لاء (Law) قانون کی تعلیم دلوائی، مزید تعلیم کے لیے وہ برطانیہ (لندن) میں بھیجا، اسے فوری پاکستان پہنچنے کی کال کی گئی کہ آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے ہیں۔ وہ پاکستان پہنچا، جب لوگوں نے یہاں کے رسم و رواج کے مطابق اسے کہا: اپنے والد کو کچھ (قرآن) پڑھ کر بخشو تو اس نے لوگوں کے اصرار پر کورا کرارا جواب یوں دیا:

''میں پاپا کو لاء (Law) کی جونسی کتاب کہتے ہیں پڑھ کر بخش دیتا ہوں لیکن اس کے علاوہ میں کچھ بھی پڑھ کر نہیں بخش سکتا، اس لیے کہ پاپا نے مجھے اور کچھ پڑھایا ہی نہ تھا سوائے قانون کے۔''

یعنی اس نے صاف انکار کر دیا کہ مرنے کے بعد میں اسے کیا پڑھ کر بخشوں یا دعا کروں کہ یہ تو انھوں نے مجھے سکھایا ہی نہیں تھا، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ مجھے تو قرآن پڑھنا ہی نہیں آتا اور نہ پاپا نے پڑھایا تھا، میں کیسے اسے پڑھ کر بخشوں !!؟

نماز مغرب کے بعد بابا جان کا آپریشن شروع ہوا، ڈاکٹروں نے ان کے جسم میں کٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگایا تو پتا چلا کہ کینسر کی جڑیں تو پورے جسم میں پھیل چکی ہیں، وہ کہاں کہاں سے ختم کریں اور کٹ کو کہاں تک بڑھاتے جائیں کہ ہر طرف کینسر ہی کینسر پھیلا ہوا ہے۔ لہٰذا انھوں نے زخم ٹانکے لگا کر بند کر دیا اور بابا کو واپس وارڈ میں بھیج دیا۔ چند دن بعد بابا کی وفات ہو گئی اور بابا اپنے مولا کریم کے دربار میں پہنچ گیا۔ بابا اس دعا کو پڑھ کر، اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر، عملی محبت کا ثبوت دینے کی بنا پر، آپ ﷺ کی شفاعت کا یقیناً حقدار ٹھہرا ہو گا۔

ہماری ایک عزیزہ کا کہنا ہے کہ انھوں نے اپنی وفات سے پہلے اپنے بچوں سے عہد لیا ہے کہ وہ روزانہ ایک تسبیح (سو مرتبہ) میرے لیے اس وظیفہ ﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ کی ضرور کیا کریں گے، اس بیچاری نادان کو کون بتائے کہ اے امت محمد ﷺ کی بیٹی! بات وعدوں اور جذباتی باتوں سے نہیں بنتی بلکہ عمل سے بنتی ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

آپ چاہتی ہیں کہ آپ کی اولاد بھی رب کے حضور آپ کی مغفرت کے لیے یہ دعا کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ بھی ایسا کرتی ہوں، اگر آپ بھی (اپنے والدین کے لیے) ایسا طرز عمل اختیار کرتی ہیں تو یقیناً آپ بھی اپنے لیے اولاد سے اس کی امید کر سکتی ہیں، اسے شرط ہی سمجھیں۔

جب انسان اپنی محبت کا کوئی عملی ثبوت دینا چاہتا ہے تو وہ دوسرے کو کوئی تحفہ دیتا ہے۔ جس کو تحفہ دیا جائے وہ اپنے لیے محبت کے جذبات کا عملی ثبوت پا کر بہت خوش ہوتا ہے۔ یاد رہے مرنے کے بعد والدین کے لیے اولاد کی طرف سے یہ مسنون دعا بہترین تحفہ ہے، اسی بات کی تعلیم سلطان مدینہ، سرور قلب و سینہ، شاہِ امم، سرکارِ دو عالم جناب رسالت مآب، ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ یہ دعا کا تحفہ ہر بہن اور بھائی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے والدین کو ضرور بھیجتے رہنا چاہیے۔

یہ تحفہ ہمارے معاشرے میں مروجہ ان ختموں، درودوں اور رسموں سے یقیناً بڑھ کر قیمتی ہے، کہ جن میں لوگ طرح طرح کے لذیز کھانے کھانے کے بعد کھانوں میں طرح طرح کے نقائص وعیوب کی نشاندہی کرتے، میت کے ورثا کو کنجوس کہہ کر کوستے ہوئے اور دانتوں میں پھنسے گوشت کے ریشے نکالتے ہوئے...... اور ڈیو وپیپسی کی بوتلیں غٹاغٹ پیتے ہوئے ...... انگڑائیاں لیتے اور ڈکار مارتے ہوئے چلتے بنتے ہیں...... اور گھر پہنچنے سے پہلے ہی میت کو بھول چکے ہوتے ہیں ...... جبکہ میت کا وارث ان رسموں پر اٹھنے والے اخراجات کے لیے اٹھائے گئے قرض کے نیچے دب کر میت کو تو بھول جاتا ہے......لیکن جان توڑنے والے قرض خواہوں سے جان چھڑانے کی فکر دامن گیر یاد رہ جاتی ہے۔

اے جوانانِ رعنا! ...... اے طلباء ومعزز طالبات بہنو! ...... بیٹو اور بیٹیو...... اے معزز ماؤں اور بہنو...... ! کیا آپ اپنے والدین، دادا جان، دادی یا نانی و نانا جان کو مرنے کے بعد خوش کرنا چاہتے ہیں...... ان کو تحفے تحائف دینا چاہتے ہیں...... تاکہ وہ آپ سے خوش ہو جائیں...... اور کامیابیوں و کامرانیوں...... عزتوں و رفعتوں...... دولتوں و چاہتوں...... کے دروازے آپ پر کھل جائیں......تو دل و دماغ کی تختیوں پر اس حقیقت کو نقش کر لو کہ...... یہی وہ تحفہ ہے...... جو ان کو ان کی نامعلوم دنیا میں پہنچتا ہے...... اور انھیں خوش وخرم کرتا ہے...... ان کے درجات میں بلندی کا باعث بنتا ہے...... ان کے لیے راحت و آرام اور تکلیف، میں کمی کا باعث بنتا ہے...... تو بلاناغہ آپ یہ تحفہ ان کی خدمت میں بھیجیں...... کہ جنھوں نے بچپن سے لے کر جوانی تک آپ کو لاڈ لڈائے...... آپ کے آنگن میں خوشیوں کے پھول اور کلیاں کھلانے اور مہکانے کے لیے اپنے آپ کو ایک نوکر خادم اور مزدور کی طرح آخر دم تک مصروف رکھا...... مزدور کو مزدوری تو ملنی چاہیے...... آج سے ہی اپنے معمولات میں ایک سنہری عمل کا اضافہ کریں...... اور آج سے ہی ابتدا کر دیں...... روزانہ ان کو یہ تحفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیجیں...... آپ کے بچے بھی آپ کو بھیجا کریں گے...... پھر ہو گا کیا......؟ اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمتیں آپ پر سایہ فگن ہوں گی...... جنت میں آپ کے درجات بلند ہوں گے......حوریں آپ کا استقبال اورمہمانی کریں گی...... ہے ناں کس قدر شاندار عمل......

......لیکن......

اس کے لیے ایک شرط ہے...... یہ کہ کچھ لے اور کچھ دے ......سودا نقد ہے ادھار نہیں...... یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کچھ بھی نہ کریں اور اپنی اولاد سے اس کی امید قائم رکھیں ......نہیں! بلکہ آج ہی نقد و نقد سودا کریں......سورج کے غروب ہونے سے قبل قبل اپنے والدین کریمین کے نلیے یہ عمل بغیر تعطل کے شروع کر دیں......

عظمتیں اور راحتیں آپ کے دروازے پر دستک دینے کے لیے بے تاب کھڑی ہیں۔

ان شاء اللہ العزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی آہ سحر گاہی

رات تین بجے کا وقت تھا۔ اچانک میرے کانوں سے ایک ...... سریلی سی ...... مؤدب سی ...... اور میٹھی سی ...... آواز ٹکرائی ...... اٹھیے! ...... میں نے کہا جی! اٹھ جایئے اور اپنے محبوب سے سرگوشیاں کر لیجیے۔ میں میٹھی نیند کی وادی میں سرگرداں و مدہوش رہا ...... اور سمجھا کہ شاید خواب دیکھ رہا ہوں کہ خواب میں کوئی ...... مہہ جبیں ...... کوئی دوشیزہ ...... کوئی حور ...... مجھ سے دلربائی کے نغمے چھیڑ رہی ہے ...... مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے ...... ابھی میں نیند کی وادیوں میں ...... خیالوں کی پرواز بھرتا ...... خودساختہ خوابوں کے اڑن کھٹولے پر سوار ...... محو سفر تھا کہ آواز ایک بار پھر گونجی ...... سرتاج! جانی! حضور! اٹھ جایئے ...... اور اپنے روٹھے ہوئے محبوب کو ...... منا لیجیے۔ اب آواز دینے والی نے اپنا نرم و گداز ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دیا تھا۔ میں اس کے گرم اور نرم لمس کو محسوس کر رہا تھا۔ اب اس نے میرے کندھے کو پکڑ کر جھنجھوڑا اور ہلایا بھی تھا۔ میں اپنے شانے پر کسی کا مضبوط لمس محسوس کر کے ...... عالم خیال و خواب سے ...... اور ...... عالم مدہوشی و بے ہوشی سے ...... ہوش و حواس کے عالم میں آ گیا اور آنکھیں مل رہا تھا۔ اب میں ...... مکمل طور پر، بیداری کے عالم میں، اپنے آپ کو اپنے سٹڈی روم (مطالعہ کے کمرے) میں لیٹا دیکھ رہا تھا ...... پھر میں نے اپنے مخاطب اور جگانے والے کو نظریں اٹھا کر دیکھا ...... تو ...... یہ تو ...... میرا جیون ساتھی تھا!! ...... میرا مختصر سی اس فانی زیست کا ہمسفر تھا ...... میرا ہمدم اور میرا ہم راز تھا ...... میرا محرم ودمساز تھا ...... میری سوالیہ و متجسس نظریں کلاک پر پڑنے کے بعد ...... اس کے چہرے پر جم گئیں ...... گویا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریافت کر رہا تھا: اے وفا کی پتلی! ...... مجھے رات تین بجے کیوں اٹھا رہی ہوا؟ اس نے متبسم چہرے سے ...... تبسم ریز ہونٹوں سے، مسکراہٹ اور چاہت کی پنکھڑیاں بکھیرتے ہوئے کہا: جناب عالی! اٹھ جایئے! ......رات کا آخری پہر ہے......تھوڑی دیر بعد اذانِ سحر ہوا چاہتی ہے۔ اس وقت خالق کائنات، مالک کائنات، رازق کائنات، سب کا مشکل کشا و حاجت روا داتا اور آپ کا محبوب آسمان دنیا پر آ چکا ہے، دو رکعت پڑھیے اور اس روٹھے ہوئے حقیقی محبوب کو منا لیجیے۔ میں سارا معاملہ سمجھ گیا۔

لہٰذا میں اٹھا، وضو کیا اور کمرے میں واپس پہنچا تو یہ خوش کن اور دلفریب منظر دیکھا کہ سٹڈی روم میں دو نئے جائے نماز ساتھ ساتھ بچھے ہوئے ہیں۔ ایک پر میری شریک حیات کھڑی نماز میں مناجات کے ذریعے اپنے رب سے سرگوشیوں میں مصروف ہے جبکہ دوسرا جائے نماز خالی ہے۔ میں آگے بڑھ کر اس پر کھڑا ہو گیا اور نماز شروع کر دی۔ دو رکعت ادا کیں پھر دو رکعت اور پھر نماز پڑھنے میں وہ سرور آنے لگا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہو کر اپنی کمیاں کوتاہیاں ...... اپنی غلطیاں ...... اپنی لغزشیں ...... اپنی سیاہ کاریاں ...... و خالق کی نافرمانیاں ...... بغاوتیں اور حکم عدولیاں و سرکشیاں ...... یاد آنے لگیں ...... شرمندگیوں ...... ندامتوں ...... اور خجالتوں کا احساس ہونے لگا۔ احساس جرم ستانے لگا ...... یاد آنے لگا کہ میں کس کس طرح اپنے محبوب (جل جلالہ) کے احکامات اور مطالبوں کو بے اعتنائی سے رد کرتا ہوں، ان کی عملی طور پر توہین و تضحیک کرتا ہوں، حالانکہ وہ سارا دن مجھے طرح طرح سے رزق دیتا ہے، میری حفاظت کرتا ہے، میں اسی کا دیا ہوا کھاتا ہوں اور اسی کی توہین و نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہوں ......!! یا للعجب! میں بھی کتنا ...... بدنصیب ...... احسان فراموش ...... ناشکرا ...... بے قدرا ...... اور بے مروت ہوں ...... مجھے اپنے محبوب کے ناراض ہونے کا ذرہ بھر احساس نہیں ...... اگر وہ ناراض ہی رہا اور مجھے موت نے آن گھیرا تو پھر میرا کیا بنے گا؟ میں اس کو راضی کرنے کے لیے کس ہستی کو سفارش کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے لاؤں گا؟ جب مر ہی جاؤں گا تو پھر کسی کو کیا پتہ اور کون آئے گا مجھے بچانے؟ اور پھر اس کے سامنے اس کی مرضی کے خلاف کون ہے جو پر مارنے کی جرأت رکھتا ہو۔ وہ سب سے بڑا اور اس کل جہان کا پیدا کرنے والا رب ہے۔ جب وہ ہی ناراض ہو تو کون ہے جو مجھے اس کے عذاب سے بچا سکے......!!

بس یہ...... احساس کی شمع ...... جب میرے پتھر دل کے نہاں خانوں میں ...... پگھلی تو پگھلتی چلی گئی...... آنسو جو ایک عرصہ سے منجمد تھے...... آنکھوں کے حصار کو توڑ کر آب رواں کی طرح رواں دواں ہو گئے...... اب کیا تھا...... ہچکیاں...... سسکیاں...... آہ وزاریاں...... وار فتگیاں...... دل فگاریاں اور...... نالے تھے...... آنسوؤں کی قطاریں تھیں جو آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر چمکتے دمکتے موتیوں کی لڑیاں پرو رہی تھیں...... اور نیچے میرے دامن سیاہ کار میں گر گر کر جذب ہوتی جا رہی تھیں۔ میں مسلسل رو رہا تھا اور اپنے محبوب سے فریاد کناں تھا۔

اے اللہ کریم...... اے رحمان و رحیم...... اے غفور و رحیم...... اے ستار العیوب......
اے رزاق...... اے ذوالقوۃ المتین...... اے میرے داتا...... میں بھول گیا تھا......
میں کانٹوں اور شعلوں بھری شاہرہ پر چل پڑا تھا...... میں بغاوتوں سرکشیوں اور نافرمانیوں کے ہلاکت خیز، نوکیلے پتھروں سے بھرے راستے کا راہی بن گیا تھا......
اے غفار الذنوب! اے ستار العیوب!...... میرے گناہوں پر پردہ ڈال دے......
اپنی رحمتوں کی برکھا مجھ پر برسا دے...... میں بدکار ہوں...... سیاہ کار ہوں......
گناہوں کی دلدل میں لتھڑا ہوا ہوں...... نافرمانیوں اور سرکشیوں کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں...... اے مولا کریم!...... اپنی رحمت سے میری کشتی حیات کو مہیب سمندر میں غرق ہونے سے بچا لے...... اے اللہ!...... میں گناہ گار سہی لیکن تو تو غفور الرحیم ہے۔ اپنے بندے سے اس کی ماں سے 99 گنا زیادہ محبت کرتا ہے......
اے مولا کریم!...... کوئی ماں اپنے بیٹے کو جہنم کی آگ میں جلتے دیکھنا تو دور کی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کو گرم ہوا لگنا بھی برداشت نہیں کرتی...... اے اللہ ...... تو جو ماں سے 99 گنا زیادہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے، کیسے اپنے موحد بندے کو آگ میں جلتا دیکھ کر برداشت کر سکے گا...... اے وحدہ لا شریک ذات! ...... میں شرک سے بیزار تیرا موحد بندہ ہوں...... میرے گناہوں کو نہ دیکھ اپنی رحمتوں اور بخششوں کے خزانوں کو دیکھ...... اے اللہ کریم...... اے رب رحیم...... معاف کر دے، اے اللہ ...... اگر تو مجھ سے عاصی و پاپی کو معاف کر دے تو تیرا کیا جاتا ہے۔ اے اللہ تیری رحمت و مغفرت کے خزانوں میں کمی نہیں آنے لگی ۔ اللہ! مجھے معاف کر دے، میں دوبارہ تیری نافرمانی نہ کروں گا۔ اے اللہ ایک دفعہ موقع دے دے...... اللہ دیکھ لے...... اللہ تعالیٰ...... دیکھ لے...... مجھ پر اعتبار کر لے...... وعدہ شکنی نہ کروں گا...... ایک بار موقع دے دے...... اللہ اللہ...... اللہ...... اللہ......

پھر کیا تھا!؟...... میرا سینہ تھا جو نالوں اور فریادوں سے پھٹ رہا تھا...... آہیں، دعائیں...... التجائیں تھیں کہ بلند ہو رہی تھیں...... آنسوؤں اور سسکیوں کا سیلاب تھا جو تھمنے کو نہ آ رہا تھا...... یوں میں نے 8 رکعت تہجد مکمل کی اور دیکھا کہ میری پیاری تہجد کے بعد وتروں میں ہاتھ بلند کیے اپنے رب سے دعاؤں التجاؤں میں مصروف تھی۔ وتر پڑھنے کے بعد کہنے لگی: جان! ...... کتنا ہی اچھا ہو، اگر آپ آج نماز فجر مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے آئیں...... میں نے سنتے ہی کہا: کیوں نہیں!!؟ پھر میں مسجد میں آ گیا، با جماعت نماز پڑھی، اذکار مسنونہ کیے، تلاوت کی، دوست احباب کو ملا، دینی معاملات میں تبادلہ خیال ہوا، سب بہت خوش ہوئے جب میں نے انھیں یہ خبر سنائی کہ میں اب روزانہ نماز فجر با جماعت مسجد میں پڑھوں گا۔ میرے پیارے رب نے...... میرے محبوب حقیقی نے...... میری آہ و زاریوں کی لاج رکھ لی تھی...... میری توبہ قبول کر لی تھی...... میں ان دنوں جن مالی پریشانیوں اور کاروبار کے ختم ہونے سے پریشان تھا، اس کا بھی بندوبست کر دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فجر کے بعد مسجد میں ہی مجھے ایک کاروباری پراجیکٹ (منصوبہ) مل گیا، جس میں مجھے معقول منافع ہونا تھا۔ میں گھر واپس آیا تو زیرو کے بلب کی روشنی میں تسبیح ہاتھ میں لیے اذکار کرتی شریک حیات، مجھے جنت کی حور محسوس ہوئی، میں نے اسے اپنا محسن خیال کرتے ہوئے کہ اس نے مجھے تہجد کی روشن شاہراہ پر ڈال دیا تھا...... شکریہ ادا کیا، میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ...... اس دوران میں نے محسوس کیا کہ وہ بھی سسک اور بلک رہی ہے...... ہاں واقعی وہ رو رہی تھی...... اس کی ہچکی بندھی ہوئی تھی اور وہ دھیرے دھیرے کہے جا رہی تھی:

"میرے ہمدم...... میرے ہم نوا...... میرے سرتاج...... مجھ سے جو آپ کی نافرمانیاں ہوئی ہیں...... جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں مجھے صرف اللہ کی رضا کی خاطر معاف کر دیں۔ اس دنیا میں ہی معاف کر دیں...... آخرت میں شوہر کی ناراضی کی بنا پر ملنے والے عذاب کو نہ سہہ سکوں گی۔"

میں اس کی یہ ادائیں دیکھ کر دنگ رہ گیا اور زاروقطار رونے لگا...... اسے اپنے قریب کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ میں اللہ کریم سے امید کرتا ہوں کہ ہمارا ساتھ اتنا پائیدار ہوگا کہ آپ اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ جنت میں بھی میری ہمسفر ہوں گی۔

طاہر نقاش بھائی! ...... اب وہی بیوی جس میں مجھے جسمانی و روحانی کئی ایک عیب نظر آتے تھے، جنت کی حور لگنے لگی ہے۔ پہلے میں ہر وقت یہی سوچتا تھا کہ اسے طلاق دے کر آج فارغ کروں یا کل لیکن اب وہ مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ دنیا میں ہی جنت کی حور نظر آتی ہے۔ میں نے اسے طلاق دینے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے کہ اس طرح کا جیون ساتھی تو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ اور ویسے بھی وہ اب میری محسن و مربی بھی تو ہے...... کوئی اپنے محسن کو تکلیف تو نہیں دیتا۔ اب اس کی محبت کا چراغ میرے دل کے دریچوں میں ایسا روشن ہوا ہے جو موت تک بجھ نہ سکے گا۔

طاہر بھائی! ...... آپ پوچھ رہے تھے کہ آپ نے خفیہ طور پر ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو فارغ کرنے کی قسم کھائی تھی کہ یہ مجھے پسند نہیں ہے لیکن اب چار ہفتے گزر گئے آپ اپنے ارادوں کو عملی جامہ کیوں نہ پہنا سکے۔ تو اسی سوال کا جواب ہے یہ میری داستان اور آپ کے پاس میرا یہ راز امانت ہے، آپ کی طرف سے میری بیوی کو کبھی پتہ نہ چلے کہ میں نے کبھی اس کو طلاق دینے کی قسم اٹھائی تھی، اس طرح اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔

قارئین کرام!...... میں نے اپنے دوست کو کہا کہ آپ کی اس ''پہلی آہ سحر خیزی'' کی داستان لوگوں کو سنا دوں؟ تو اس نے کہا: ضرور لیکن میرے نام و مقام کی نشاندہی کیے بغیر، کہ شیطان ریاکاری کی تلوار سے میری گردن کو کاٹ نہ دے۔ تو اب میں نے آپ کو سنا دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ عورتیں جو اپنی اولاد کی نافرمانی کی شکایت کرتی ہیں...... جو کہتی ہیں کہ ہمارا شوہر ہم پر توجہ نہیں دیتا...... ہم سے ناخوش و ناراض رہتا ہے...... گھر میں برکتیں نہیں رہیں...... خاص طور پر وہ دوشیزائیں...... وہ خواتین...... مومنات، صابرات اور عابدات جو خاوند کا دل جیتنا چاہتی ہیں...... اور میک اپ کے الم غلم اور کیمیکلز و مہلک زہروں سے بچ کر اپنے آپ کو خوبصورت بنانا چاہتی ہیں...... ان کے لیے آہ سحر خیزی (تہجد) کا نسخہ اپنے لیے اور شوہر کے لیے ایک انمول خزانہ ہے...... آزما کر دیکھیں...... آزمائش شرط ہے...... شوہر کی محبوبہ بننے سے پہلے ہی...... اللہ کریم کی محبوب ہستی نہ بن گئیں تو کہنا......! یہ نسخہ شوہر کی محبت حاصل کرنے کا اور دل جیتنے کا ایسا فارمولا اور گر ہے کہ جسے میں نے کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سے سنا۔ اب علم میں آیا ہے تو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔

معمول میں لائیں...... فائدہ اٹھائیں اور...... محبتوں کے سمندر میں طوفان لائیں...... جو آپ کو دنیا کی گمراہیوں میں غرق ہونے سے بچا کر...... تار دے...... اور اس سمندر کی طاقتور موجیں آپ کو اٹھا کر...... دنیا کی غلاظتوں سے نکال کر...... بہشت کے دلفریب باغات میں پھینک دیں۔ ان شاء اللہ العزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفرتوں کے سوداگر

تڑاخ...... چٹاخ...... پٹاخ...... ہاؤ ہو...... ہٹو بچو...... پکڑلو...... دھرلو...... دبوچ لو...... ٹوٹ پھوٹ...... پھینکی گئی استری کمرے کے ایک کونے میں جا کر ٹوٹ گئی ہے...... برتن فرش پر ہی ٹوٹ رہے ہیں...... پھر ڈنڈا بلند ہوتا ہے اور کسی پر گرتا ہے، لیکن...... چھن کی آواز پھر...... چھن چھنا چھن...... دوسری الماری کا شیشہ بھی ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو کر صحن میں بکھر جاتا ہے...... ایک مجنون اور مخبوط الحواس کی طرح وہ سلائی مشین اٹھا کر فضا میں بلند کر کے فرش پر دے مارتا ہے...... پھر اس قسمت کی ماری کی چٹیا پکڑ کر زور سے کھینچتے ہوئے تڑاخ...... پھر دوسرے رخسار پر تڑاخ سے دوسرا تھپڑ جڑ دیتا ہے اور کہتا ہے: "حرام زادی...... کمینی! تو اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے؟ تجھے کسی کی بات کی پروا ہی نہیں، کل ہی کہا تھا کہ یہ کام ایسے نہیں کرنا۔ یہ چیز یہاں نہیں رکھنی......" بچے سہم کر مختلف کونوں کھدروں میں چھپ گئے ہیں۔ کچھ ڈر کے مارے گھر سے باہر یا چھت پر چڑھ گئے ہیں...... اور اوپر سے دروازے کی چٹخنی چڑھا کر کانپتے، لرزتے ہوئے جسموں کے ساتھ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرنے لگے ہیں...... چھوٹے شیر خوار بچے کا فیڈر دور جا گرا ہے...... چوسنی پر مکھیوں کا جمگھٹا ہے...... بچے کا مسلسل رو رو کر گلا خشک ہو رہا ہے...... اور اس کی رونے کی آواز مدھم ہوتی جا رہی ہے...... جبکہ گھر کے صحن سے کسی کے چیخنے چلانے، چنگھاڑنے کی خوفناک آوازیں اب بھی آ رہی ہیں...... اچانک ایک درد و الم میں ڈوبی، رندھی اور روتی سسکتی ہوئی آواز بلند ہوتی ہے: "اللہ کیلیے اب بس کیجئے...... ! بہت ہو چکا...... ! اتنا ظلم کیجئے جس کا حساب دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکیں......! سوچ لیں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ میں آپ کو معاف نہ کروں گی...... میری فریاد میرے رب کے سامنے ہے۔ وہی تم سے پوچھے گا اور حساب لے گا......'' جواب میں کرخت مردانہ آواز بلند ہوتی ہے: ''زبان بہت تیز ہوگئی ہے، قینچی کی طرح چلنے لگی ہے...... میں دے لوں گا اللہ تعالیٰ کو بھی حساب، جب وہ موقع آئے گا تو دیکھ لیں گے۔'' (نعوذ باللہ!) جبکہ تھپڑوں کی بارش میں سسکنے، بلکنے، تڑپنے اور رونے کی آواز مسلسل ابھی تک آرہی ہے۔

یہ کون ہے؟ جن ہے، دیو ہے، انسان ہے یا بھوت پریت!!؟...... جی نہیں، کچھ بھی نہیں! بلکہ یہ ایک میاں صاحب ہیں...... ایک شوہر نامدار ہیں...... ایک خاوند دل بند ہیں...... سر کے تاج اور دل کے بادشاہ ہیں...... دنیا کی زبان میں ایک آقا و مالک ہیں...... جو اپنی باندی، غلام، لونڈی اور بیوی پر جفا وستم کے تیر برسا رہے ہیں۔

اسی طرح کی طویل مار دھاڑ کے بعد واہی تباہی اور ہذیان بکنے کے بعد یہ خاوند دیوانگی کے عالم میں شدید غصہ کی حالت میں گھر سے نکل جاتا ہے۔ بڑی بیٹی آتی ہے اور اپنی شفیق ماں کے سینے سے لگ کر رونے لگتی ہے۔ اسے چپ کروانے کے بجائے خود ہی بلکنے لگتی ہے اور یوں گویا ہوتی ہے: 'امی جان! آپ ابو کو منہ توڑ جواب دیا کریں، اگر آپ کی جگہ میں ہوتی تو کبھی اتنی مار اور اتنا ظلم نہ برداشت کرتی اور نہ ہی سہہ سکتی۔ آپ ابو سے کمزور تو نہیں، ان کو خوب جواب دیا کریں۔'' اسی طرح کے جذبات کا اظہار بیٹا بھی کر رہا ہے، لیکن ماں اپنا رونا بھول کر کہہ رہی ہے: ''ناں ناں میرے جگر کے ٹکڑو...... ! وہ تمہارا باپ ہے، اور اس کا ادب واحترام تم پر لازم ہے، ایسی باغیانہ باتیں بڑوں کے متعلق نہیں کرتے۔''

یہ تو لاہور سے باہر کے ایک گھر کا منظر آپ کے سامنے پیش کیا ہے لیکن اسی طرح کے مناظر روزمرہ زندگی میں آئے دن ہمارے گھروں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مجھے اندرون ملک سے بہنوں کی متعدد شکایتیں موصول ہوئیں، جو سب سے پہلے اپنے خاوندوں کی خوبیاں بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتیں، مثلاً وہ نماز کے پابند ہیں، روزے باقاعدگی سے رکھتے ہیں، تلاوت اور اذکار ان کا معمول ہے، تہجد بھی نہیں چھوڑتے...... بعض نے تو یہ بھی کہا کہ بہت نیک ہیں، لوگوں سے بہت اچھے انداز میں ملتے ہیں، اشراق کی نماز بھی باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں...... لیکن ذرا ذرا سی بات پر بگڑ کر مارنے لگتے ہیں۔ جب غصے میں آجائیں تو سب سے پہلے تو ہم بیویاں تشدد کا نشانہ بنتی ہیں۔ پھر کئی دفعہ معصوم بچے بھی اس اذیت ناک لہر کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔فون کرنے والوں میں سے بیشتر نے کہا کہ غزدہ میں سب سے پہلے آپ کا کالم پڑھتے ہیں، اللہ کیلیے ان کو کچھ سمجھائیں۔اس مسئلہ میں حالیہ ہفتہ میں آنے والی آخری کال میں ایک بہن مسلسل روئے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ''بھائی! میں مسلسل دس سال سے مار کھا رہی ہوں، لیکن اب مجھ میں مزید سکت نہیں...... میں مزید مار نہیں کھا سکتی۔''

کچھ عرض کرنے سے پہلے میں اپنے ایک جاننے والے شاعر خلیل عاجز کی ایک بات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اسے چند دن پہلے میرے ساتھ ایک مختصر سفر کرنے کا موقع ملا تو باتوں ہی باتوں میں کہنے لگا: ''طاہر بھائی! میری خواہش تھی کہ اللہ کریم اپنی رحمت میرے گھر میں برسائے (یعنی بیٹی کی نعمت سے نوازے) لیکن مجھے بیٹے ہی مل رہے تھے۔ میں اس اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا لیکن بیٹی جیسے پھول کے اپنے آنگن میں کھلنے کی خواہش مزید توانا اور طاقت پکڑتی جارہی تھی۔ میں اختلاف فکر پر اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھالیتا تھا لیکن جب اللہ نے مجھے بیٹی سے نوازا تو مجھے یہ فلسفہ اور حقیقت سمجھ میں آئی کہ میری اس پیاری سی...... ننھی سی...... چھوئی موئی سی بیٹی کی طرح...... میری بیوی بھی تو آخر کسی کی بیٹی ہے...... آج میں کسی کی بیٹی پر اپنی انا کی تسکین کیلیے ظلم کرتا ہوں، کل کوئی میری بیٹی کو تختہ مشق اور ہدف ستم بنائے گا تو میرے دل پر کیا بیتے گی؟ ایسے ہی جب میری مار کا علم اس کے والدین (میرے سسرال) کو ہوتا ہوگا تو ان کے دل غم سے کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے ہوں گے؟ بس اس دن سے اور اس سوچ کے آنے کے بعد اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے اپنی بیوی پر ظلم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنا چھوڑ دیا۔ سچ ہے عقلمند ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹی کو دیکھ کر بیوی کو معاف کر دیتا ہے اور نادان و احمق ہے وہ شخص جو اپنی انا کی تسکین کیلیے بیوی کے ساتھ بیٹی کو بھی ظلم کے دھارے میں بہا لے جاتا ہے۔

ہمارے ایک دوست نصیر احمد کاشف آف راولپنڈی نے اس مسئلہ میں بتایا کہ ہمارے گھر میں آج تک لڑائی نہیں ہوئی۔ اس مسئلہ میں ہمارے والد ہمارے آئیڈیل ہیں۔ والد صاحب ہمیشہ والدہ کو احترام اور پیار بھرے الفاظ اور جمع صیغوں سے بلاتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے جو لوگ عورت (جو کہ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہے) کو تحقیر و تذلیل کے بجائے عزت و وقار، احترام و تکریم سے نوازتے ہیں، وہ پورے خاندان کے آئیڈیل ٹھہرتے ہیں اور پرسکون زندگی بسر کر کے اپنی یادوں کی دھنک چھوڑ کر کامیاب و کامران اگلے جہان سدھارتے ہیں۔

میرے بھائیو! کبھی آپ نے غور کیا کہ نام نہاد متکبرانہ مردانگی کے زعم نے ہمیں ظلم پر آمادہ کیا، اپنے جیون ساتھی پر بلاوجہ تشدد کرنے کا ہمیں کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟...... ہاں اس کا اور کچھ ہو نہ ہو، چند فوائد ضرور ہیں:

① ایسے شوہر سے سب سے پہلے بیوی محبت کے بجائے نفرت کرنے لگتی ہے، لیکن نہ چاہتے ہوئے مجبوری و بے کسی کے عالم میں زندگی کے دن گن گن کر گزارتی ہے۔

② ایسے بدقسمت شخص کے اپنے ہی بیٹے بیٹیاں اس کا احترام، ادب وتوقیر و تعظیم کرنے کے بجائے نفرت کرتے ہیں اور اس سے دور دور کھچے کھچے رہتے ہیں۔ گزشتہ ماہ ماں پر ظلم کے مناظر دیکھ کر لاہور میں ایک بیٹے نے نفرت کے عالم میں طیش میں آکر اپنے حقیقی باپ کو گھر کے اندر قتل کر دیا۔

③ ایسا بدقسمت سب سے پہلے سسرال میں، پھر اپنے خاندان میں اور پھر برادری، عزیز واقارب، دوست احباب اور معاشرتی حلقے میں قابل نفرت شخص بن جاتا ہے۔ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے ناروا سلوک اور بے جا ظلم کی خبر کسی نہ کسی طرح باہر نکل جاتی ہے۔

④ ایسے شخص کی بیوی اس کے مظالم پر صبر کرنے اور ظلم و جبر روا رہنے کے باوجود اللہ کے اور اس کے رسول کے خاوند کی اطاعت کے متعلق جاری ہونے والے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حاصل کر لیتی ہے اور جنت اس کا مقدر ٹھہرتی ہے جبکہ شوہر اللہ کو ناراض کر کے اللہ اور رسول کی ناراضی و نفرت کا حق دار ٹھہرتا ہے..... گویا ثابت ہوا کہ یہ سودا سراسر نفرتوں کے حصول کا ہے..... اس لیے اگر آپ محبتوں کی جگہ نفرتوں کے سوداگر بننا پسند کریں گے تو خوب کیجیے یہ بیوپار، یہ تجارت اور یہ سوداگری..... کوئی بھی آپ کو عقلمند نہ کہے گا۔

مار پیٹ، تشدد اور جبر کے ذریعہ سے، اگر یہ کسی مسئلہ میں غلطی پر بھی ہے، تو آپ یوں اس کی اصلاح نہیں کر سکتے، کیونکہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ (عورت) بائیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اگر اسے قوت کے زور پر سیدھا کرنا چاہا تو توڑ تو لو گے لیکن سیدھا نہ کر سکو گے، لہٰذا اگر تم فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھ پن کے باوجود (حسن تدبیر کے ساتھ) معاملہ کرو۔

آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے اہل و عیال (بیوی) سے بہترین طریقہ سے پیش آئے، میں (محمد) خود اپنے اہل (بیوی) کے لیے خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی، سکون ہی سکون ہوں۔ آقا علیہ السلام کا یہ بھی فرمان عالی شان ہے کہ اس کے چہرے پر نہ مارو اور نہ اسے گالم گلوچ کرو۔ اگر کبھی ایسے ناگزیر حالات پیش آ جائیں کہ آپ اس کی تربیت کے لیے کچھ تھوڑی بہت سرزنش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو ایسے موقع کے لیے بھی سلطان مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اس اللہ کی بندی کو نہ اپنے غلام کی طرح پیٹو اور نہ ایسے پیٹو جیسے تم اپنے سانڈھ کو مارتے ہو۔“ کیونکہ یہ انسان ہے، صنف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نازک ہے۔ بقول جناب محسن فارانی:

ہیں نازک آبگینے عورتوں کے، ٹھیس نہ پہنچے
نبی کا شوہروں کو حکم ہے نرمی و دلجوئی

پیارے بھائی! اس اللہ کی بندی سے اگر کوئی بات منوانی ہے تو تشدد کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ذرا پیار کے چند جادو بھرے بول بولیے اور اس کا دل موہ لیجیے۔ پھر دیکھیے یہ کیسے آپ پر اپنی جان بھی نچھاور کرنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پیار، اعتماد، احترام اس کی خوراک ہے اور اس کی یہ بھوکی ہوتی ہے...... اگر آپ کی آپس میں ناراضی ہو چکی ہے تب بھی چند عزت و احترام پر مبنی، محبت کی شیرینی میں رچے بسے الفاظ بولیے...... اس کے کانوں میں رس گھولیے...... اس کے نازک دل کا قفل کھولیے...... دیکھیے، یہ آپ کی ہر بات بلا چون و چرا ماننے کو تیار ہوگی۔ اس بات کی طرف تو مذکورہ بالا فرامین ہمارے آقا نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اگر ہم ان پر عمل کریں تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔

میرا ایک دوست مجھ سے کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے نہایت نیک فرمانبردار محبت کرنے والا جیون ساتھی عطا کیا ہے لیکن میں اکثر اس کی وفا کا بدلہ جفا سے دیتا ہوں۔ اس پر تشدد و زیادتی کر بیٹھتا ہوں۔ زیادتی کے بعد مجھے احساس ہوتا ہے تو میں اس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں: ''اللہ کی بندی! میں اپنے کیے پر شرمندہ و نادم ہوں، مجھے معاف کر دے''...... تو فوراً تڑپ کر کہتی ہے: ''رہنے دیجیے، ایسے نہ کہیں، ایسا کہہ کر کیوں مجھے گناہگار کرتے ہیں؟''

یاد رکھیے! یہ بے چاری بہت نرم دل ذات ہے اسی لیے اسے صنف نازک کہا جاتا ہے۔ یہ بات یا کلمات کہلوانے کیلیے اگر آپ اس کی ہڈیاں پسلیاں بھی توڑ دیتے تو وہ ہر طرح کے جبر کے باوجود ایسا ہرگز نہ کہتی، لیکن پیار کے ایک بول پر ہی موم کی طرح پگھل گئی...... خوشبو کی طرح بکھر گئی...... اور پکار اٹھی کہ مجھ گناہگار سے معافی مانگ کر مجھے گناہگار نہ کیجیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے آپ کو نصیحت ہے کہ نفرتوں کے سوداگر نہ بنیے ...... جادو بھرے، محبت بھرے میٹھے الفاظ بولیے ...... پیار کا جادو جگایے ...... کانوں میں پیار کا رس گھولیے...... مار کی جگہ الفت اور محبت کا برتاؤ کیجئے اور محبت کی کشتی کے پتوار تھام کر اس کو منجدھار سے نکالیے اور پریم نگر کے باسی بن جایئے...... اگر یقین نہیں آتا تو آج ہی ہمارے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کر کے حیرت انگیز اثرات کا طلسم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر لیجیے۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ننھی منی خواہشیں

یہ ننھی منی معصوم سی...... چھوئی موئی سی...... پیاری سی بھولی بھالی سی......خوبصورت سی گڑیا...... میرے سامنے کھڑی تھی...... وہ حیرانی، پریشانی اور بے یقینی کے عالم میں کھڑی تھی کہ اسے ایسا ہونے اور ایسے شدید ردعمل کی توقع ہرگز نہ تھی۔ اس کے باپ نے اس کی ایک چھوٹی سی خواہش پر اس کو تھپڑ جڑ دیا تھا...... جس کی بنا پر تازہ خون کا قطرہ اس کے کان کی بالی پر...... یوں چپک گیا تھا گویا...... شبنم کا قطرہ...... پھول کی ڈالی پر...... مہک اور چمک رہا ہو ......بس۔ وہ دم سادھے...... خاموش......خوفزدہ...... دل گرفتہ...... دل شکستہ...... دل سوز...... اور دلدوز انداز میں ...... کھڑی رونا چاہ رہی ہے......لیکن ہچکی بندھی ہے، مگر رویا نہیں جاتا۔ گویا رونا بھی اس کے گلے میں آ کر اٹک کر اور پھنس کر رہ گیا ہو۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر شفقت و لاڈ سے ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ بھینچتے ہوئے کہا: کیا بات ہے ننھی منی گڑیا؟...... بس پھر کیا تھا...... شفقت کا یہ پیار بھرا بول سنتے ہی گویا آنسوؤں کا رکا ہوا چشمہ ابل پڑا ہو...... ننھی معصوم سسکیاں شروع ...... ساتھ ہی ساتھ آنسوؤں کا رکا ہوا سیلاب روانی و طغیانی سے جاری ہو گیا۔

میں نے پاس ہی کھڑے اس کے مضطرب والد سے پوچھا: بھائی جان! کیا بات ہے، آپ نے اپنی اس گڑیا کو کیوں مارا ہے؟...... وہ کہنے لگا: بھائی! آپ کو علم ہے کہ میرے حالات کچھ بہتر نہیں ہیں، جب بھی میں گھر آتا ہوں یہ کوئی نہ کوئی فرمائش اور مطالبہ آگے رکھ دیتی ہے۔ پھر ہفتہ ہفتہ اس کے لیے ضد کرتی ہے۔ آج مجھے غصہ آ گیا اور غیرارادی طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا اس پر ہاتھ اٹھ گیا۔ میں نے حیرانی سے کہا: گویا آپ کے بچوں کو کوئی چھوٹی موٹی خواہش پوری کروانے کے لیے بھی ہفتوں تقاضا اور ضد کے ساتھ یاد دہانی کروانی پڑتی ہے!! یہ تو بہت افسوس اور ندامت کی بات ہے۔ آپ کو تو چاہیے تھا کہ اس کی خواہش پہلی فرصت میں پوری کرتے۔ مجھے بتائیں! یہ اپنی خواہش اگر آپ کے سامنے نہ رکھے تو پھر کس کے سامنے التجا کرے!؟ یاد کریں! آپ بھی بچپن میں ایسے ہی ریں ریں کر کے والدین سے اپنے مطالبات منواتے تھے اور وہ بخوشی آپکی خواہشات پوری کر کے سکون محسوس کرتے تھے۔ اللہ کے بندے! کبھی بچوں کو دبک کر...... جھڑک کر...... اور غضبناک ہو کر خاموش رہنے پر مجبور نہ کریں، ان کی ننھی خواہشات کی کلی کو جو دل کی نرم و نازک، سرسبز و شاداب سرزمین میں پھوٹی ہوتی ہے، ہرگز بے رحمی سے نہ مسلیں۔ اس طرح ان کے ننھے دل میں آپ کے متعلق بیزاری پیدا ہوگی...... اور رفتہ رفتہ یہی بیزاری نفرت کا روپ اختیار کر لے گی اور وقت کے ساتھ ساتھ محرومیوں کے تھپڑوں کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتی جائے گی۔

آپ کی بیٹی کی طرح میری بھی ایک بھولی بھالی بیٹی ہے۔ اس کی بھی معصوم خواہشیں ہوتی ہیں لیکن ہم نے جواب میں کبھی اس پر تشدد نہیں کیا۔ بیٹی تو پرایا دھن ہوتی ہے، اسے زیادہ سے زیادہ شفقت کی لوریاں ہی سنانی چاہئیں۔ میں اپنی اس بیٹی کی بنا پر اپنے آپ کو کائنات کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ اللہ کریم نے مجھے اس کی صورت میں ایک فرمانبردار نیک سیرت بیٹی دی ہے۔ میں اس کی ہر خواہش کو پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ دوسرے بچے شکوہ شکایت بھی کرتے ہیں کہ آپ اس کی ہر بات مانتے ہیں اور ہم پر اس کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ قانون مساوات بین الاولاد کے خلاف ہے لیکن مجھے مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے۔ کیوں؟...... اس لیے کہ اس بیٹی کے پاس کائنات کی سب سے بڑی دولت کا خزانہ ہے۔ اس خزانے کے ہوتے ہوئے ہر کوئی اس کی تعظیم و توقیر اور قدر کرنے پر مجبور ہو جائے۔ وہ خزانہ...... قرآن مجید...... کا خزانہ ہے، جو اس کے سینے میں محفوظ ہے، جسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ رات سوتے وقت اور دن کو اٹھتے وقت دور کی شکل میں وردِ زبان بنائے ہوئے ہوتی ہے۔ یوں گھر میں معمولاتِ زندگی کا آغاز قرآن کی بابرکت آیاتِ مبارکہ کے دلسوز ترانوں سے ہوتا ہے (فللہ الحمد) اسی کتابِ حکیم کی برکت اور تربیت کا اثر ہے کہ یہ حافظہ و قاریہ بیٹی مجھے صبح فجر کی اذان کے وقت اٹھاتی ہے اور ادب و احترام سے سلیقے سے اپنی معصوم خواہش کا اظہار یوں کرتی ہے: ابی جان! اٹھیں اور نماز مسجد میں پڑھ کر آئیں، گھر میں نہیں۔ بعض دفعہ تو بارش میں بھی یہ کہتے ہوئے بھیج دیتی ہے کہ اتنی تیز تو نہیں آپ آسانی سے مسجد پہنچ جائیں گے۔ جب گھر میں حرمین کے قراء مثلاً الشیخ سدیس یا شریم کی تلاوت لگی ہو تو کبھی کبھی کہتی ہے: ابی جان: یہاں ان کو ''ادغام'' کرنا چاہیے تھا...... یہاں ''قلقلہ'' زیادہ بہتر تھا...... یہاں ''غنہ'' واضح ہونا چاہیے تھا...... اس حرف کا ''مخرج'' حلق سے یوں ہونا چاہیے تھا۔ میں ہنس کر کہہ دیتا ہوں: بیٹا! یہ اللہ کے گھر بیت اللہ کے قاری ہیں، جو اہل زبان ہیں، تم سے بہتر ان باتوں کو سمجھتے ہیں...... اور ویسے بھی تجھے علم ہونا چاہیے کہ وہ حدر میں پڑھ رہے ہیں، میں نہیں۔ قرأت و تجوید کے قوانین کے تحت حفظ قرآن، جہاں اس کی والدہ کی دلچسپی کا مرہونِ منت ہے وہیں اصل توجہ اور محنت اور مبارکباد کے مستحق اقراء دارالاطفال شاہدرہ کے محنتی اساتذہ قاری و قاریہ حضرات ہیں، کہ جنہوں نے اللہ کریم کی بے پایاں رحمت سے میری بچی کو قرأت و تجوید کے قوانین کے تحت قرآن پڑھنا سکھایا اور پھر حفظ کروایا۔ اور سرخلیل صاحب جیسے مردانِ صالح کو جو انگریزی تہذیب و تعلیم سے مرعوب و مغلوب لوگوں میں ایسے کامیاب حفظ سکول قائم کر کے اللہ کریم سے اجر کے طالب ہوئے ہیں' ایسے لوگوں کا احسان یقیناً دنیا کی ساری دولت دے کر بھی نہیں چکایا جا سکتا۔ یہ بھائی نہایت انہماک مگر شرمندگی کے عالم میں میری باتیں سننے میں منہمک تھا۔

بات بچوں کی ننھی خواہشات کی ہو رہی تھی تو یہ ہماری شیطان کی آنت کی طرح لمبی چوڑی آرزوؤں اور تمناؤں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ بہت مختصر، محدود اور چھوٹی چھوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہشیں ہوتی ہیں۔ بعض بچے تو صرف ایک چاکلیٹ ٹافی یا بسکٹ کا ہی مطالبہ کرتے ہیں۔ بعض معصوم دہی بھلے کی پلیٹ پر لوٹ پوٹ ہو کر خوش ہو جاتے ہیں۔ بعض چند روپوں پر ہی۔ میری حافظہ وقاریہ بیٹی ماریہ کی معصوم خواہش مجھے نہیں بھولتی۔ میری اس بیٹی نے جب 12 دفعہ قرآن مجید دہرا لیا تو مجھے کہنے لگی: ابی جان! مجھے انعام دیجئے۔ یاد رہے، ہم نے اپنے گھر میں بچوں کی ننھی خواہشات پوری کرنے کے لیے ایک ضابطہ بنا رکھا ہے کہ جو بچہ اچھا کام یا کارنامہ انجام دے گا انعام کا حقدار قرار پائے گا۔ اسی کے تحت سب بچے جب پوزیشن لیتے ہیں، اچھے نمبر لیتے ہیں، کوئی غیر معمولی اچھا کام کرتے ہیں تو انعام پاتے ہیں۔ یوں آٹو میٹک بن مانگے بچوں کی ننھی خواہشات کی تکمیل بھی ہوتی رہتی ہے اور تربیت بھی۔ اسی ضابطے کے تحت میری بیٹی نے کہا تھا کہ 12 دفعہ قرآن دہرا لینے پر مجھے انعام دیں۔ عید کی آمد آمد تھی۔ میں اسے اور دوسرے بچوں کو ساتھ لے کر انارکلی چلا گیا اور کہا: بیٹا! جو دل چاہے لے لو۔ جس چیز کو دل چاہے ہاتھ لگاؤ' لے کر دوں گا۔ ہم چلتے چلتے ایسی جگہ پہنچے جہاں سیل لگی تھی۔ میری بیٹی نے اپنی پسند کی پونیاں، ہیئر کچر اور دوسری اشیاء کی 17 آئٹمز میں خریدیں اور خوشی سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی: یہ سب میں نے لینی ہیں۔ سیل 5 روپے کی تھی۔ حساب کیا تو 85 روپے بل بنا، میں نے تین اور لے دیں، یوں بل 100 روپے پورا ہوا۔ میں نے شرارتاً پیار سے اس کے کان میں کہا: بس ماریہ! اتنا سا انعام لے کر ہی خوش ہو جانا تھا!!؟

میرے دل میں تھا کہ کہاں اتنی بڑی دولت...... قرآن...... اور اس کو حفظ کرنا ......اور پھر 12 دفعہ اس کو دہرانے جیسا عظیم کام اور......کہاں یہ 100 روپے کا انعام...... چہ معنی و چہ نسبت...... میں تو اس کا انعام چاہتا بھی تو دے نہ سکتا تھا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس کا انعام تو کوئی بھی نہیں دے سکتا...... میں تو خوش قسمت ہوں کہ جہاں اس کی والدہ، اس کے اساتذہ اللہ کے دربار میں جنت کے لیے اس حافظہ کی شفاعت کے مستحق ٹھہرے وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے جیسے گناہگار کا شمار بھی ان میں ہو گیا۔ میں تو ایک حافظہ قاریہ بیٹی کا والد ہونے کی حیثیت سے سوچتا ہوں تو خوشیوں سے جھوم اٹھتا ہوں۔ اسی بنا پر میں نے کہا کہ اتنا بڑا اور عظیم الشان کام اور تم اتنا چھوٹا انعام لے کر خوش ہو گئی۔ یہ سن کر میری بیٹی اور بھی زیادہ خوش ہو گئی کہ ابی جان تو اس سے زیادہ لے کر دینے کی خواہش میں ہیں۔ کہنے لگی: میں کیا لوں؟ اتنا کچھ تو لے لیا، اب اور کیا لوں؟...... بچوں بیچاروں کی خواہشات کی دنیا تو ہوتی ہی بہت محدود و متعین ہے۔ اس کی حدیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ میری بات سن کر بیٹی سوچ میں پڑ گئی کہ ابی جان اور بھی انعام دینا چاہتے ہیں تو کیا لوں؟ سوچ سوچ کر کچھ سمجھ میں نہ آیا تو کہنے لگی: آپ مجھے پانچ سو روپے دے دیں، میں ابی جان کو دے کر عید پر اپنی مرضی کا سوٹ بنوا لوں گی۔ میں نے کہا: بس......!؟ اور کچھ نہیں...... تو لاچارگی سے کہنے لگی: بس ابی جان مجھے نہیں پتہ...... یہ سوٹ سلوا کر دینا تو والدین پر ویسے بھی فرض ہوتا ہے، کوئی احسان نہیں، وہ نہ بھی کہتی تو ایسا تو میں نے کرنا ہی تھا۔ اسی طرح جب بیٹی نے 19 دفعہ قرآن دہرا لیا تو کہنے لگی: ابی جان! مجھے دس روپے انعام دیں، میں نے بیسویں دفعہ قرآن دھرانا شروع کیا ہے۔ لیجئے کام کی عظمت دیکھیں اور انعام کی حیثیت اور نوعیت دیکھیں!! یہ ہے بچوں کی مختصر، محدود اور معصوم خواہشات کی دنیا، جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے۔ میں نے اپنے مخاطب کو متوجہ کرتے ہوئے کہا: بھائی جان! ایک آپ ہیں کہ ان معصوم پھولوں اور کلیوں پر پیار کی شبنم بن کر برسنے کے بجائے قہر و غضب بن کر ان پر برس رہے ہو...... اور لاڈ بھرے بوسوں کی بجائے تھپڑوں کی بارش کر رہے ہو...... اللہ سے ڈر جاؤ...... وہ بھائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے لگا اور کہنے لگا: طاہر نقاش بھائی! غزوہ میں میرا نام نہ چھاپ دینا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ ایسا نہ کروں گا۔

بچوں سے ''پیار'' رب کائنات کا والدین کے لیے عظیم عطیہ اور عنایت ہے۔ اس سے مغلوب ہو کر بچوں کی ناجائز و دنیوی و دینی اعتبار سے نقصان دہ خواہشات کو نہ صرف یہ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورا نہ کریں بلکہ ان کی اصلاح کریں۔ بعض جاہل نادان والدین ایسے مواقع پر بچوں کی تربیت واصلاح کرنے اور ان کی خواہش کا رخ مثبت راہ پر موڑنے کی بجائے خود ان غلط، بے دین، اخلاق وکردار دشمن خواہشات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کفار، صلیبیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی تہذیبی یلغار سے مرعوبیت ومغلوبیت کے پیش نظر بچوں پر اسلامی رنگ کی بجائے فرنگی رنگ وبو کی چھاپ دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ ہمارے گھر ایک ماں اپنی جواں سال بیٹیوں کو پینٹ شرٹ اور فرنگیوں کے دیگر الٹے سیدھے کپڑے اور فراکیں پہنا کر لائی۔ ٹوکنے اور سمجھانے پر کہتی: بچیاں خواہش کرتی ہیں تو میں انھیں پورا کر دیتی ہوں۔ پھر بعد میں (یعنی شادی کے بعد) اللہ جانے دوسرے گھر والوں نے انھیں شوق پورا کرنے دینا بھی ہے یا نہیں۔ جب اسے سمجھایا جاتا کہ یہ لباس خاص طور پر بچیوں کے لیے شرم وحیا اور عفت وعصمت کے تقاضوں کے تحت زہر قاتل ہے، تو کہتی: میں ان کو اوپر سے برقع پہناتی ہوں، یہ سب برقع کے اندر ہوتا ہے۔ یہی تو منافقت ہے کہ اوپر سے ظاہر کچھ کرنا، جبکہ اندر سے کچھ اور ہونا۔ اسلام مسلمان کا ظاہر وباطن ایک جیسا دیکھنا چاہتا ہے۔ آپ کو تو چاہیے آج ہی ان کو پردہ کے احکام سمجھاتے ہوئے اس سے روکیں، آپ کہتی ہیں کہ پھر جانے ان کو کسی نے اپنی خواہشات پوری کرنے دینا ہے کہ نہیں۔ عورت تو ویسے بھی فتنہ اور پھر اس لباس میں جب وہ باہر نکلے گی تو مزید پٹرول کو آگ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ اب کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار حادثہ رونما ہوگا تو اس کی ذمہ دار یہ خود ہوگی۔ وہ شادی کے بعد بھی یہی فتنہ سامانیاں اپنانے کی خواہش کریں گی کیونکہ وہ آپ کے گھر سے اس کی خوگر ہو کر اور ان عادات واطوار کو زندگی کا حصہ بنا کر نکلی تھیں، جب سسرال والے آڑے آئیں گے تو لڑائیاں جھگڑے اور تلخیاں پیدا ہوں گی۔ یوں یہ اپنی وقعت اور قدر وقیمت کھو کر کٹی پتنگ بن کر خاوند کی نظروں سے گر کر نہ دنیا کی رہیں گی نہ آخرت کی۔ آپ ان کی خواہشات پر قید وبند لگانے کی بجائے ان کو ایسے لوازمات، لباس اور مواقع فراہم کر کے سجا سنوار کر اپنے ساتھ گلی گلی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریہ قریہ، بستی بستی شوپیس بنا کر لیے پھرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اپنی خواہش ماں کے گھر میں ہی پوری کر لیں، دوسرے گھر میں تو شاید ایسا نہ ہو سکے۔ دنیا والوں کو تو چھوڑو ...... ذرا سوچو! اللہ کو کیا جواب دو گی؟ کیونکہ انہی باتوں سے وہ ذات قرآن حکیم میں بار بار روک رہی ہے اور تم ان کو نظر انداز کر کے اس کے بالکل الٹ اور خلاف کرتی چلی جا رہی ہو، ایسے لگتا ہے جیسے تم نے اللہ کے احکام کی مخالفت میں ضد لگائی ہوئی ہے ،اور کہتی جاتی ہو کہ ان کی خواہشات پوری کر رہی ہوں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسے باپ اور ایسے بھائی جن کی بیٹیاں یا بہنیں چست پینٹ شرٹ پہنے ان کے ساتھ یا سامنے آتی جاتی ہیں اور وہ خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں، ایسے ہی لوگوں کو حدیث میں دیوث یعنی بے غیرت کہا گیا ہے کہ جہنم جن کے لیے بھڑکائی گئی ہے۔ ایسے لوگوں کا وجود قیامت کے دن جہنم کے ایندھن کے طور پر استعمال میں لایا جائے گا اور ان کے جسموں سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ ان کو نہ دنیا میں عزت ووقار اور احترام نصیب ہوتا ہے اور نہ آخرت میں۔ اس لیے بچوں کی خواہشات پوری کرنے میں تمیز اور اخلاقی حدود کا دائرہ کراس نہیں کرنا چاہیے۔

یاد رکھیں!......بچوں کی ننھی منی خواہشات کی دنیا بہت چھوٹی اور محدود ہوتی ہے، مثلاً گڑیا، پونی، بالی، چوڑی، جھنجھنا، چاکلیٹ، ٹافی بسکٹ، بال، گیند، پستول، سائیکل وغیرہ۔ میرے چھوٹے بچے کی خواہشات کی دنیا یہاں بہت ہی چھوٹی ہے۔ یہ میرا چھوٹا بیٹا عمر کتنا ہی شدید رو رہا ہو، اسے بس موبائل کی ٹارچ روشن کر کے پکڑا دی جائے تو وہ خوش ہو کر اس سے کھیلتا ہے اور ہنستا ہے، گویا کائنات بھر کی خوشیاں مل گئیں۔ ایسے ہی تمام ننھے بچوں کی بہت چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہوتی ہیں۔ بعض والدین کو تو احمق اور نادان کہنا چاہیے اس لیے کہ جب بچے ان کے سامنے اپنی کسی خواہش و آرزو کو رکھتے ہیں تو وہ ان کے سامنے اپنی مجبوریوں، محرومیوں، ناکامیوں، بے بسیوں کی داستان سنانے لگتے ہیں، اسی طرح اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاروباری مندے، گھاٹے، نقصان، ادھار وغیرہ کا رونا رونے بیٹھ جاتے ہیں' اور ثابت کرتے ہیں کہ ابھی میرے پاس پیسے نہیں ہیں یا گنجائش نہیں ہے۔ جب نقصان کے حملے سے باہر نکلیں گے یا اچھے دن آئیں گے، خوب نفع ہو گا یا کہیں سے وافر پیسے آئیں گے تو ان کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔ میرے نادان بھائی! تیرا کاروبار ٹھنڈا پڑ گیا، تجھے نقصان ہوا...... تیری کیا مجبوریاں ہیں...... ان معصوموں کو اس سے کیا غرض ...... وہ تو ابھی بہت چھوٹے اور معصوم ہیں۔ دنیا کے ان جھنجٹوں اور گورکھ دھندوں کو سمجھنے سے ان کا ننھا اور معصوم ذہن قاصر و عاجز ہے۔ انہوں نے تو اپنی خواہشات کی ایک ننھی منی سی حسین دنیا بسا رکھی ہوتی ہے۔ انھیں تو بس اس سے غرض ہے۔ اگر وہ اتنے عقلمند اور سمجھدار ہوتے، نفع نقصان کے فلسفوں اور موشگافیوں کو سمجھتے تو پھر تم سے خواہش و مطالبہ ہی کیوں کرتے؟ وہ تم سے کچھ کہنے سے پہلے خود ہی اپنی خواہش کا گلا گھونٹ دیتے۔ اگر آپ اپنی مصنوعی مجبوریوں کو لے کر بیٹھے رہے ان کی معصوم خواہشات کا احترام کی بجائے قتل کرتے رہے تو وہ آپ سے بددل اور متنفر ہو جائیں گے اور اس چکا چوندھ والے معاشرے میں احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے اور اپنی ناکامیوں، محرومیوں اور بے بسیوں کا قصوروار آپ کو ٹھہراتے رہیں گے۔

ہمارے پیارے نبی امام کائنات، محبوب کائنات، شاہ امم، سلطان مدینہ، سرور قلب وسینہ کے پاکیزہ طرز عمل کو تو دیکھیں کہ وہ ننھے بچوں کی ننھی خواہشات پر پورا اترنے کے لیے کیا کیا جتن کرتے ہیں۔ کبھی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو خوش کرنے کے لیے ان کا گھوڑا بن جاتے ہیں اور ان کو اپنی پشت پر سوار کر کے سیر کراتے ہیں۔ کبھی کسی بچے کو اس کی چڑیا یاد دلاتے ہیں اور دلجوئی کرتے ہیں۔ کسی بچے کو نماز میں بھی اٹھا کر اس کی دلجوئی کرتے ہیں اور خوشیاں دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کو اپنی ہی دنیا سے غرض ہوتی ہے، کسی دوسرے کی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ خاص طور پر بچوں کے معاملات وخواہشات سے چشم پوشی کرنے والوں کی زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے آخری لمحات بڑے کربناک ہوتے ہیں۔ اپنی مصروف زندگی میں نہ انھوں نے بچوں کے لیے کچھ کیا ہوتا ہے اور نہ بڑھاپے میں بچے ان کے لیے کچھ کرتے ہیں۔ بھائی امین ثاقب فاضل مدینہ یونیورسٹی مجھے بتانے لگے کہ ہمارا ایک عزیز ہے جو ہر وقت اپنے کاروبار میں مصروف رہتا، گھر آتا اور سو کر چلا جاتا۔ اس سے کوئی عزیز ملنے کی خواہش کرتا تو وہ صاف صاف کہہ دیتا کہ میرے پاس نہ آنا، میرے پاس وقت نہیں، ہاں اگر تم نے ضرور آنا ہے تو 9 بجے سے پہلے پہلے آنا، پھر میں نے سو جانا ہے اور تم سے نہ مل سکوں گا۔ اسی طرح اپنے بچوں کے لیے بھی اس کے پاس وقت نہ ہوتا تھا، وہ نہ ان کا دکھ درد سنتا اور نہ ان کی خواہشات پوری کرتا، بس ہر وقت اپنے دھندے میں مصروف رہتا۔ اب وہ بیمار پڑ گیا ہے، کوئی اس کے پاس نہیں آتا، تنہائی اسے زہریلے ناگ کی طرح ڈستی ہے، وہ دروازے پر نظر جمائے لیٹا رہتا ہے کہ کوئی دلجوئی کے لیے اس کے پاس آئے۔ لیکن نہ اس نے زندگی میں کسی کو ٹائم دیا اور نہ آج کوئی اسے وقت دے رہا ہے۔ اپنی اولاد کے پاس بھی اس باپ کے لیے وقت نہیں، اس لیے کہ وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں، وہ اس کی تیمارداری اور دیکھ بھال کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔ وہ آج بستر مرگ پر پڑا ہر وقت آنکھیں کھلی رکھ کر اس انتظار میں لیٹا رہتا ہے، ترستا ہے کہ کوئی اس کا اپنا عزیز ...... بیٹا ...... بیٹی ...... اس کے پاس آئے، اس کے زخموں پر مرہم رکھے اور اس کا حال پوچھے ...... ڈاکٹر کو بلوائے ...... علاج کروائے ...... لیکن کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔

عقل مند والدین اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ توجہ دیں، زیادہ سے زیادہ وقت دیں، ان کی مناسب جائز خواہشات جان توڑ کر پوری کریں۔ کل وہ آپ پر توجہ دیں گے، وقت دیں گے، دیکھ بھال اور علاج معالجہ کروائیں گے...... آپ کے آگے پیچھے پھریں گے۔ آپ کی تکلیف، بیماری، پریشانی، مصیبت دور کرنے کے لیے اپنی جان تک لٹا دیں گے۔ اس کے علاوہ اللہ کریم بھی آپ سے خوش ہوگا کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے۔ اور اللہ کریم کی رضا ہر مومن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیوہ اور مطلوب و مقصود ہوتی ہے۔ یہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا سرٹیفکیٹ ہوتی ہے۔ آپ اگر بچوں کی خواہشات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ذرا اپنی خواہشوں کے جنگل کی طرف نظر دوڑائیں کہ ختم ہوتی ہوئی نظر ہی نہیں آتیں۔ جیسے جیسے پوری ہوتی جاتی ہیں آکاس بیل کی طرح مزید بڑھتی جاتی ہیں اور کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں۔

بقول شاعر:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں مگر پھر بھی کم نکلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبتوں میں تلخیاں کیوں آئیں؟

یہ بھائی رونی صورت بنائے پریشان حالی میں میرے سامنے بیٹھا اپنا دکھڑا یوں سنا رہا تھا:

''طاہر بھائی! کیا حسین لمحات تھے، کیا یادگار گھڑیاں تھیں جب ہمارے گھر کے آنگن میں قہقہے گونجتے، محبتوں اور چاہتوں کے قافلے اترتے تھے، خوشیوں، مسکراہٹوں، کھلکھلاہٹوں، گنگناہٹوں اور الفتوں کا بسیرا تھا۔ میری بیوی مجھ سے جتنی محبت کرتی تھی، شاید دنیا میں کوئی کسی سے کرتا ہو۔ اس نے شادی پر مجھے تاج محل کا لائٹوں والا ماڈل تحفہ میں دیا تھا۔ وہ ہر جگہ خاندان برادری عزیز و اقارب اور جاننے والوں میں میری محبتوں کے راگ الاپتی رہتی تھی۔ ہماری محبت پورے خاندان میں مثال بن چکی تھی، ہر کوئی رشک سے ہمیں دیکھتا۔ جب میری محبوبہ بیوی میرے سامنے نہ ہوتی تو میں کھانا نہ کھاتا، اس پر میری امی ساس خوش ہو کر کہتیں کہ تمہارا حال تو بالکل جہانگیر بادشاہ کی طرح ہے۔ وہ نور جہاں سے اتنی محبت کرتا کہ جب تک وہ سامنے آ کر نہ بیٹھتی یا اس کے ساتھ کھڑی نہ ہوتی تو وہ دربار لگاتا اور نہ کاروبار مملکت شروع کرتا۔''

میں نے کہا: بھائی......! یہ سب کچھ مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ کہنے لگا: سنیں تو سہی، ابھی بات کہاں ختم ہوئی۔ میں اگر رات 12 بجے گھر لوٹتا تو اس نے شام کا کھانا نہ کھایا ہوتا تھا۔ وہ میرے ساتھ ہی کھاتی اگرچہ رات کے چار بج جائیں، نہیں تو بھوکی رہتی۔ ہر نیا پھل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کھانا بچوں سے اور گھر والوں سے پہلے مجھے کھلاتی، کہتی: افتتاح ہو گیا۔ گھر واپسی پر میرے ذرا سا لیٹ ہو جانے پر ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھتی اور بے قرار ہو کر ادھر ادھر فون کر کے میری سلامتی دریافت کرتی یا مجھے موبائل پر فون کر کے خیریت معلوم کرتی۔ اس کی اس والہانہ محبت کا اثر یہ ہوا کہ میرے بچے بھی اسی طرح مجھ سے محبت کرنے لگے......

میں سمجھا، شاید محبوب بیوی فوت ہوگئی ہے اس لیے یاد کر رہا ہے۔ میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: بھائی صاحب! یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ کیا وہ اللہ کو پیاری ہو گئی ہے؟ کہنے لگا: نہیں، زندہ ہے، لیکن مردوں میں شمار ہوتی ہے بلکہ چلتی پھرتی لاش محسوس ہوتی ہے، نہ بولتی نہ ہنستی مسکراتی ہے، صرف سوال کا جواب دیتی ہے اور وہ بھی بیزاری و بے دلی سے، اپنے آپ کا خیال نہیں رکھتی، کپڑے گندے اور منہ ہاتھ دھوئے کئی دن گزر جاتے ہیں۔ اللہ جانے ہمارے آشیانے کو، سرسبز و شاداب، مہکتے چہکتے اور ٹہکتے گلشن کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔ کس حاسد کی نظر بہاروں کی جگہ خزاؤں کو لے آئی ہے۔ اب ہم میاں بیوی کے درمیان نہ محبت ہے نہ چاہت، نہ الفت ہے نہ راحت، نہ سکوں ہے نہ چین بلکہ اجنبی پن ہے، نفرت ہے، بیزاری ہے، عداوت ہے اور دوری ہے...... اور صورتحال اس حد تک کشیدہ ہوگئی ہے کہ اس نے مجھ سے ہمیشہ کے لیے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میرے چھوٹے چھوٹے ننھے منے پیارے پیارے بچے ہیں۔ میں اپنی رفیقہ حیات اور جگر کے ان ٹکڑوں کے بغیر مر جاؤں گا۔ بتائیں کیا کروں، کدھر جاؤں، کس کو حال دل سناؤں اور دوا پا کر شفا پاؤں؟

پھر ٹپ ...... ٹپ...... ٹپ...... اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ میں نے یہ صورتحال دیکھ کر اسے حوصلہ دیا اور کہا: مرد ہو کر ایسے بچوں اور عورتوں کی طرح رویا نہیں کرتے بلکہ حالات کا مقابلہ کرتے ہیں اور الجھی ڈور کا سرا ڈھونڈتے ہیں، مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں۔ مجھے اپنے ذہن پر زور دے کر صرف اتنا بتاؤ کہ محبتوں چاہتوں کے اس سلسلے میں گدلاہٹ اور بدمزگی کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافی دیر خاموش رہنے اور غور کرتے رہنے کے بعد ایک لمبی آہ بھر کر یہ بھائی یوں گویا ہوا: ایک دفعہ میرے موبائل پر کسی اجنبی عورت نے رابطہ کیا اور باتیں شروع کر دیں، شروع میں میں نے اسے روکا لیکن وہ نہ رکی۔ میں بھی انسان تھا، بہک گیا اور بیس تیس منٹ تک اس کی واہیات گفتگو سنتا رہا۔ میری بدبختی کہ اس طرح کچھ اور خواتین نے مجھے فون کرنا شروع کر دیا۔ وہ اکثر رات کو ایسا کرتیں اور مجھے سننا پڑتا لیکن اللہ گواہ ہے کہ میں ان کو فون کبھی نہ کرتا تھا، پھر کچھ موبائل کمپنیوں نے اپنے کاروبار کو چمکانے کے لیے پانچ روپے گھنٹے کا پیکیج دیا تو میں اس کا شکار ہو گیا۔ اکثر رات گھر لیٹ پہنچنے لگا۔ کتنی دیر تک بہانے بناتا، کہ اب گھر پر بھی فون آنے لگے تھے۔ چند دفعہ جب کال گھر پر موجودگی کے دوران میں آئی تو میری بیوی کو تمام معاملات کا علم ہو گیا۔ اس نے مجھے سمجھایا، احتجاج کیا، روئی پیٹی، میں نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا، لیکن کیا کرتا، میں واقعی اس سے نجات پانا چاہتا تھا، اپنے اجڑتے ہوئے گلشن کو بچانا چاہتا تھا لیکن مجھ سے ہمیشہ رابطہ دوسری طرف سے ہی کیا جاتا۔ وعدہ کے بعد جب کئی دفعہ میری زوجہ نے دوبارہ یہ معاملہ دیکھا تو سب کو بتا دیا۔ اب میری عزت جاتی رہی، وہی لوگ جن کے لیے ہم رشک چمن تھے اب ان کے ہاں میں باعث رشک چمن تھا، ان کے ہاں میں نفرت کے قابل تھا۔ طلاق کے لیے بیٹھنے والی مجلس کو منت ترلا کر کے برخاست کروایا اور مہلت لی ہے کہ مجھے ایک موقع دیا جائے۔ اب آپ ہی بتایئے میں کیا کروں؟

کچھ دیر خاموش رہنے اور سوچنے کے بعد میں نے کہا: بتاؤ، عمل کرو گے یا میرا وقت ضائع کرو گے؟ کہنے لگا: منہ سے تو کچھ نہیں کہتا، میرا عمل میرے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ میں نے کہا: سنو! غیر محرموں سے رابطہ ہی تیری تباہی کا سبب ہے۔

① سب سے پہلے آج ہی اس سم (Sim) کو بدلو۔ نہیں، بلکہ توڑ کر گٹر میں پھینک دو۔

② نئی سم یا نمبر نکلواؤ، زبان اور کان کے زنا کے شوقین ان کتوں اور بلیوں سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ دو۔ اپنا نیا نمبر خاندان برادری اور صرف ان چند لوگوں کو دو جن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاروباری تعلق ہے یا جن کو نمبر دینا بہت ہی زیادہ ضروری ہے اور نئے نمبر کو عام نہ کرو۔

③ ٹیلی فون پر جو مذموم محبتیں دوسرے غیر مستحق لوگوں میں بانٹتے رہے ہو، وہ اس کی اصلی حقدار اپنی محبوبہ بیوی کو لوٹا دو۔

④ اس کی پسندیدہ چیزوں اور مشغلوں میں اس کو مصروف کرو۔ اس کی ناپسندیدہ چیزوں اور امور سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کرو۔

⑤ مختلف مواقع پر اسے تحفے تحائف لا کر دو۔ خاص طور پر اس کی پسندیدہ چیزیں اور سوٹ، چوڑیاں سامان زیبائش وغیرہ، کہ یہی چند چیزیں ان اللہ کی بندیوں بیچاریوں کی کمزوری اور چاہت کا سامان ہوتا ہے۔

⑥ گھر جلدی واپس آنا شروع کرو۔

⑦ کھانا اکٹھے کھاؤ بچوں کے ساتھ۔

⑧ ہر اچھے کام پر اس کی تعریف وتحسین کرو، اپنی محبتوں کے پھول اور کلیاں نچھاور کرو۔

⑨ کبھی کبھی اسے گھر سے باہر پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے سیر بھی کراؤ۔

⑩ تلاوت، نماز، صبح وشام کے اذکار کی پابندی کرو، اور اللہ کے حضور اپنے آشیانے کے دوبارہ آباد ہونے کی دعا کرتے ہوئے نتائج رب ذوالجلال والاکرام، مالک کائنات اور بندے پر اس کی ماں سے زیادہ شفیق ومہربان مولا پر چھوڑ دو۔ تلك عشرة كاملة۔

وہ بھائی وعدہ کر کے دعائیں دیتا ہوا رخصت ہو گیا اور میں اس واقعہ کو بھول گیا۔

شروع سے میرا معمول ہے کہ عیدین وجمعہ کا خطبہ ونماز ہمیشہ محترم پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ امیر جماعۃ الدعوۃ کے پیچھے پڑھتا ہوں۔ عید الفطر کی ادائیگی کے بعد قذافی سٹیڈیم کے باہر اپنے بھائی حبیب اللہ آف داؤد ہرکولیس فیکٹری شیخوپورہ کے انتظار میں کھڑا تھا کہ ایک جوان نے مجھے سلام کہا، جواب دیتے ہوئے مجھے اس کا چہرہ جانا پہچانا محسوس ہوا۔ اتنے میں وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور اپنے ساتھ برقع میں ملبوس دوشیزہ سے مخاطب ہوا: بھائی کو سلام کرو، یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاہر نقاش بھائی ہیں۔ میں نے سلام کا جواب دیا اور میرے کسی استفسار اور تعارف کے مطالبے سے پہلے وہ بول پڑا: طاہر بھائی! لگتا ہے آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی ہوں جس نے وعدہ کیا تھا کہ زبان سے نہیں بلکہ عمل سے ثابت کروں گا کہ میں نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔ آپ کی ہدایات و رہنمائی پر عمل کر کے میرا اجڑا گلستان آباد و شاد ہو گیا ہے، عزت و وقار بحال ہو گیا ہے، محبتوں اور الفتوں کی ہوائیں اور جھونکے پھر سے چلنے لگے ہیں۔ ہم شاد ہیں، آباد ہیں اور ہر دم آپ کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں' کہ آپ کی تدبیر نے ہمیں بچھڑنے سے بچا کر ہمیشہ کے لیے ملا دیا ہے۔ یہ میری بیوی ہیں جو شدید ترین غصہ کے عالم میں روٹھی بیٹھی تھیں۔ کہتی تھیں: میں نے طاہر بھائی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے ہمیں راہ دکھائی...... اس حقیقی پریمی جوڑے کے یہ تاثرات دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں اور سوچنے لگا کہ ہم تو اس قابل نہیں، یہ صرف رب ذوالجلال کی رحمت ہے جس نے ہماری چند باتوں میں اثر اور قوت ڈال دی۔

اے پیارے بھائیو اور بہنو!...... یاد رکھو! ٹیلی فون کے غیر شرعی استعمال کے نتیجے میں کان اور زبان کا زنا کرنے کے بعد قائم ہونے والے تعلق میں کبھی برکت نہیں ہوتی بلکہ ذلت و خواری مقدر ٹھہرتی ہے۔ اگر کوئی کسی طرح سے زندگی کا شریک سفر بن بھی جائے تو ایسے تعلق کے بعد قائم ہونے والے رشتے کبھی دیرپا و پائدار ثابت نہیں ہوتے...... بلکہ ہمیشہ کے لیے زندگی کا ہر وقت رسنے والا ناسور بن جاتے ہیں۔ دیکھیں! نہ آپ ٹیلی فون پر زبان اور کان کا زنا کرنے والے کتوں اور بلیوں کی طرح بن کر اللہ کریم کے غضب کو دعوت دیں، اور نہ کسی کا گھر اجاڑیں اور نہ کسی شریف پاکدامن باعزت باپ اور بھائی کی دودھ اور شہد کی طرح پاک باز بہن کو ورغلا کر ذلیل و رسوا کریں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم تو لڑکے ہیں لڑکی تو نہیں ...... ہمارا کیا جائے گا...... تو یہ ہی خیال کر لیں کہ ہر صورت میں آپ ایک بیٹی یا بہن کے مالک بھی ہیں...... کوئی بدبخت گھات لگا کر کہیں اس کی بربادیوں کا سامان ہی نہ کر چھوڑے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا

ہر طرف خوشیوں کے شادیانے بج رہے تھے ...... شادی کا ہلا گلا تھا...... سرخ جوڑے میں ملبوس سجی سنوری دلہن اپنے جیون ساتھی کے ساتھ روانہ ہو کر ہمیشہ کے لیے اس گھر کو چھوڑنے ہی والی تھی ...... اچانک ایک سہیلی نے دلہن کو چھیڑتے ہوئے کہا: آج تو پرستان کی شہزادی لگ رہی ہو، آج کتنی اچھی، خوبصورت اور چھوئی موئی سی لگ رہی ہو، دوسری سہیلیوں نے بھی اس کی تائید کی اور چہک کر کہنے لگیں: ہاں ہاں ماشاء اللہ! آج واقعی یہ بہت پیاری اور اچھی لگ رہی ہے...... کیا روپ چڑھا ہے اس کے مکھڑے پہ...... چشم بددور، کسی کی نظر نہ لگ جائے، یہ سن کر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دلھن شرماتی، مسکراتی اور خوش ہوتی، لیکن یہ کیا!!......؟ اس نے تو یہ سن کر رونا شروع کر دیا۔ ایسے خوشیوں بھرے لمحوں میں دلہن کی سہانے سپنوں سے معمور آنکھوں میں آنسو......؟ اس کو بدشگونی اور برا سمجھا جاتا ہے، قہقہوں، مسکراہٹوں کی جگہ آنسو!! کوئی کچھ نہ سمجھ سکا، سب حیرانی سے پوچھنے لگیں: دلھن جی! ان پر مسرت اور نشاط انگیز لمحات میں آنسو؟ ہم سمجھے نہیں ...... کیوں رو رہی ہو......؟ دلھن نے ہچکی لیتے ہوئے کہا: میں آپ لوگوں کو تو اچھی لگ رہی ہوں، اس چیز کی کیا ضمانت کہ میں اپنے جیون کے ہم سفر کو بھی اچھی لگوں گی۔ اگر میں اسے بھی پسند آ جاؤں تو پھر کامیاب ہی کامیاب ہوں۔ اگر میں اسے اچھی نہ لگوں تو کیا فائدہ اس سب کا۔ دعا کریں میں اپنے سرتاج کے معیار پر پورا اتر کر ان کے دل میں اتر جاؤں، اس لیے کہ اچھی اور خوبصورت:

سہاگن وہی جو پیا من بھائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت انسان کو بھی کوئی دوسرا اپنی کسی خوبی وانفرادیت کی بنا پر پسند آجاتا ہے، تو پھر وہ اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے لگتا ہے۔ اگرچہ اس میں ظاہری طور پر کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی ، اسی بنا پر لوگ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یار! تجھے اس میں پسند کیا آگیا جو تو اس پر جان چھڑکتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے: اس کی فلاں بات، فلاں خوبی، عادت یا فلاں ادا میرے دل کو بھا گئی۔ بس پھر کیا تھا، ''اک نظر پہ ٹھہرا فیصلہ دل کا'' کے مصداق دل ودماغ سے اس کے شیدا ہو گئے۔

الغرض! کسی کی ایک ادا ہی ہوتی ہے جو دوسرے کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے اور وہ اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اور بعض بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں بھر کی سب خوبیاں ہونے کے باوجود ان کی ادائیں کسی کے دل کو نہیں بھاتیں۔ بقول شاعر......

کسی کے ایک آنسو سے ہزاروں دل تڑپتے ہیں
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بیکار جاتا ہے

مالک کائنات اللہ کریم کا معاملہ کچھ ایسے ہے کہ وہ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کی کسی ادا کی اس قدر، قدر کرتا ہے کہ دنیا اور دنیا کی کامیابیوں کے خزانے اس کے نصیبے میں کر دیتا ہے۔ خاص طور پر جان نکلتے وقت موت کے جان کنی کے لمحات میں اس کا خاتمہ خوبصورت انداز میں کر دیتا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس لیے کہ کسی کا خاتمہ بالخیر اور بالایمان ہو گیا تو پھر اگلے تمام مرحلے مثلاً حشر، روز قیامت میں حساب کتاب کے امتحانات کے مرحلے آسان ہو کر کامیابی کا پروانہ ملتا ہے۔ جن خوش نصیبوں کو کامیابی کا پروانہ اور جنت کا ربانی ٹکٹ ملتا ہے، ان کی کسی ادا ہی کی اللہ کریم نے قدر کر کے ان کو یہ مقام بخشا ہوتا ہے۔ ان کی کوئی ادا اللہ کریم کو اس قدر پسند آتی ہے کہ وہ موصوف کو جنتوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ میں ایک شخص کو دیکھا وہ ہر جگہ صرف ایک ہی دعا کیے جا رہا تھا کہ یاالٰہی! میرا خاتمہ بالخیر کرنا ، اس کے ساتھ حج کرنے والے نے آخر اس سے پوچھ ہی لیا کہ اللہ کے بندے! تجھے اس کے علاوہ کوئی دعا نہیں آتی ، تم ہر جگہ مسلسل یہی دعا کرتے جا رہے ہو۔ اس نے اپنا واقعہ سناتے ہوئے کہا: بھائی جان! میرا ایک بھائی تھا ، اس نے 18 سال مسجد میں قرآن پڑھانے کی خدمت انجام دی ، جب اس کا آخری وقت آیا تو وہ اپنی چارپائی کے گرد بیٹھے لوگوں سے پوچھنے لگا: کیا پڑھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: سورۂ یٰسین یعنی قرآن پاک ، تو اس نے جواب دیا: بند کرو یہ پڑھنا ، یہ دنیا کی جھوٹی کتاب ہے ، میں نہیں مانتا اسے ۔ نعوذ باللہ من ذالک ۔ اس دن سے میں ڈر گیا ہوں اور ہر وقت اللہ کریم سے اپنے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتا رہتا ہوں ۔ یہاں آ کر بھی میں وہی دعا کر رہا ہوں ۔ آخری وقت پر کتنے ہی لوگ ہیں کہ جو گم سم مر جاتے ہیں ، کتنے ہی ہیں کہ جو اچانک موت یا حادثاتی موت مر جاتے ہیں ، کتنے ہی لوگ ہیں کہ جو مرنے سے قبل دین اسلام کا انکار کر بیٹھتے ہیں ، بہت کم خوش نصیب ہیں جن کو مرتے کے وقت کلمہ پڑھنا نصیب ہوتا ہے ۔ ایک وکیل اپنی موت کے وقت کلمہ کے بجائے یہی کہتا رہا کہ فلاں شفعہ کے کیس کا کیا بنا ، ایک شرابی مرتے وقت شراب کا جام طلب کرتے کرتے مر گیا ، ایک شخص آخری وقت میں کلمہ کی بجائے اپنے محبوب کو یاد کرتا کرتا اگلے جہاں جا پہنچا ، ایک جوان میوزک سنتا سنتا موت کی وادی میں اتر گیا ۔ ایک آدمی آخری وقت فحش گالیاں دیتا ہوا موت کے پنجے میں جکڑا گیا ، ایک آدمی کے کلمات یہ تھے: ''میں جہنم میں ہوں ، میں جہنم میں ہوں۔'' جیسے کام انسان دنیا میں کرتا رہتا ہے ویسے ہی مرتے وقت اس کا خاتمہ ہوتا ہے ۔

ہمارا ایک محلے دار کئی سال سے بیمار تھا ، چارپائی کے ساتھ لگ گیا ، چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ، رشتے دار ساتھ چھوڑ گئے ، ہر وقت دکھ تکلیف میں گزارتا ، جب وہ بیماری کی شدت سے لوٹ پوٹ ہوتا تو دیکھنے والے اس کو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے دیکھتے ، کئی اسے کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ کسی نے تجھے ''کچھ'' کر دیا ہے، لہٰذا فلاں ''بابے'' یا فلاں ''سیانے'' کے پاس جاؤ، ایک خیر خواہ نے ایک موٹا سا تعویذ کسی سرکار سے لا کر دیا کہ پہن لو، ساری تکلیفیں کافور، لیکن اس نے ماہی بے آب کی طرح تڑپنا برداشت کر لیا، تعویذ وغیرہ کو فوری اپنے سے دور کر دیا۔ ایسے ہی زندگی گزرتی رہی لیکن اللہ کے ساتھ محبت میں نہ کوئی بابا رکاوٹ بنا نہ کوئی تعویذ، منکا وغیرہ وہ تکلیف کے وقت اپنے پیارے رب کریم کو مخاطب کر کے صرف اتنا کہتا کہ:

''ربا لوکاں نوں ہور بتھیرے، مینوں صرف توں''

یعنی لوگ تو دکھ تکلیف کے وقت اور بہت سے سہاروں کو پکارتے ہیں، کبھی کسی کے پاس تو کبھی کسی کے پاس، کبھی کسی قبر پر ماتھا رگڑتے ہیں اور کبھی کسی بابا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، جبکہ میرا تو صرف تو ہی ہے، میں اپنے دکھ تکلیف میں تجھے چھوڑ کر کسی اور کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا۔ بیماری بڑھتی گئی...... وعدے کا دن قریب آتا گیا......زندگی موت کی امانت بنتی گئی......لیکن وہ ہر لمحے صرف اپنے رب کو پکارتا رہا:

ربا لوکاں نوں ہور بتھیرے، تے مینوں
صرف توں، تکلیف پاروں تینوں چھوڑ کے
کسی ہور نوں ناں بلاواں گا، میرا آسرا
تے مددگار صرف توں ہی توں
مینوں کافی وافی توں ای توں

اللہ کریم کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی ......نظر کرم ہو گئی......لہٰذا خاتمہ بالخیر ......اس کے نصیبے میں لکھ دیا گیا! چند دن قبل رات 9 بجے اچانک دل کے مقام پر شدت کا درد اٹھا، علاقے کے ڈاکٹر نے اپنی کوشش کر کے اپنی ناکامی و بے بسی کا اعلان کرتے ہوئے میو ہسپتال لے جانے کو کہا، ایک ڈاکٹر دوسرے بھتیجے نے دونوں کندھوں کو سہارا دے کر گھر سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکالا، ان دو افراد کے سہارے چلتے ہوئے جب گلی میں نکلے تو ایک جگہ کھڑے ہو گئے، پھر اطمینان سے بیٹھ گئے اور کہنے لگے: ٹھہرو یار! کلمہ تو پڑھ لینے دو، اور بآواز بلند پکار کر کہنے لگے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر تین دفعہ پڑھا: استغفر اللہ...... استغفر اللہ...... استغفر اللہ اور پھر جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

سانسوں کی ڈور ٹوٹ گئی...... آواز بند ہو گئی...... ایسے سو گئے گویا ابھی بچہ میٹھی نیند سو رہا ہو، یہ خبر سن کر میں اور میری اہلیہ جذبہ رشک کے تحت رو دیے کہ اللہ کرے ہمیں بھی ایسی موت ملے اور خاتمہ بالایمان ہو۔ مرحوم کی بیوی کہہ رہی تھی کہ میں نے جزع فزع نہیں کی، بال نہیں کھولے، بین نہیں کیے، نہ کسی قسم کی بے صبری کا مظاہرہ کیا ہے...... اس لیے کہ میرے اس رویے سے میرے محبوب شوہر کو تکلیف نہ پہنچے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی زندگی اچھے کام کرتے گزرتی ہے، لیکن خاتمے کے وقت بدنصیبی کا شکار ہو جاتے ہیں اور کسی غلط عمل کی بنا پر خاتمہ خراب ہو جاتا ہے اور جہنم کی دہکتی آگ ان کا نصیب بن جاتی ہے، ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں کہ اگرچہ نیک اعمال کا بہت بڑا خزانہ تو ان کے پاس نہیں ہوتا لیکن ان کی کوئی ادا اللہ الرحمٰن کو بھا جاتی ہے اور نتیجہ میں وہ خاتمہ بالخیر ہونے کے سبب جنتوں کے وارث وحقدار ٹھہرتے ہیں۔

باجی عابدہ کے خاوند کی خوش نصیبی ہے کہ جن کی صرف اللہ کو ہر مشکل وقت میں پکارنے کی ادا ان کو کامیاب وکامران کر گئی، وہ مولا کریم کو پسند آ گئے، اسی لیے آخری وقت اس نے اس کے لبوں پر کلمہ جاری کر دیا، میں نے بھی آنسوؤں کی روانی کے دوران میں اللہ کریم سے دعا کی: اللہ کریم! ہم بہت گناہگار ہیں، ہم کو اپنا بندہ بنا لے۔ ہمیں بھی ایسے بنا دے کہ تجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسند آ جائیں ۔ ہماری تمام خوبیاں ، قابلیتیں ، محبتیں ، مشقتیں بے کار ہیں اگر تجھے پسند نہ آسکیں ، اے اللہ! ہمیں بھی مرتے وقت کلمہ نصیب کرنا اور خاتمہ بالایمان کرنا ۔ اے اللہ! ہمارا صرف تو ہی ہے اور کوئی بھی ہمارا آسرا نہیں ، اس لیے تو ہمیں کافی ہو جانا اور جان کنی کے عالم میں خاتمے کے وقت ایمان کی حالت میں اپنی الوہیت کا ترانہ ہماری زبانوں پر جاری کر دینا ۔ (آمین یارب العالمین!)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوستی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں غریب وہ نہیں کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو بلکہ غریب تو وہ ہے جس کا کوئی دوست، غمگسار و دم ساز دوست نہ ہو۔ یعنی دوستی ہی اس کی امارت کی نشانی ٹھہرتی ہے۔ دوست احباب رکھنے والے کو لوگ خوش نصیب سمجھتے ہیں۔ آج آپ کے سامنے میں خوش نصیب انسان کی پہچان نہ بیان کردوں؟ ''لیکن ذرا ٹھہریں!...... پہلے آپ کو گزشتہ ہفتے کا ایک واقعہ سنالوں پھر خوش نصیب انسان کی پہچان بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ اگر آپ نے بھی خوش نصیب بننا ہے تو کیا کریں؟ آیئے اب واقعہ سنیں!

مجھے علم ہوا کہ مرکز کے ایک شعبے کا فلاں مرکزی مسئول اور میرا دینی بھائی ٹائی فائیڈ بخار میں مبتلا ہے تو میں فوری بھائی خالد کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ میں نے بھائی خالد سے کہا کہ ان کی تیمارداری کیلیے رات نو بجے سے پہلے پہلے پہنچنا ضروری ہے، اس لیے کہ اس کے بعد وہ سو جاتے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں نو بجے سے پہلے کسی کا سو جانا بڑی حیرانی اور اچنبھے کی بات ہے۔ اس شہر کے بارے میں تو مشہور ہے کہ یہاں کی راتیں جاگتی ہیں اور دن سوتے ہیں۔ بہرحال بیمار بھائی کے گھر پہنچتے پہنچتے ہم 20 منٹ لیٹ ہو گئے۔ کافی تگ و دو کے بعد جب دروازہ کھلا تو ہمیں ان کی آنکھیں دیکھ کر پتا چلا کہ وہ سوئے ہوئے اٹھے ہیں۔ میں نے معذرت کی کہ آپ کا معمول اور سونے کا وقت معلوم ہونے کے باوجود آپ کو بے آرام کیا۔

پیارے قارئین کرام! آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ وہ لاہور جیسے شہر میں رہتے ہوئے بھی رات 9 بجے سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ قارئین! اس لیے کہ انہوں نے آدھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات کے بعد روزانہ اٹھنا ہوتا ہے...... رونا ہوتا ہے...... گڑگڑانا ہوتا ہے...... آنسوؤں کے نذرانے پیش کرنے ہوتے ہیں...... سجدوں میں پڑ کر...... اپنے رب کے حضور آہ و زاریاں کرنی ہوتی ہیں۔ بقول شاعر:

ہمارا کام راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونا یاد دلبر میں
نیند ہماری محوِ خوابِ خیالِ یاراں ہو جانا

راتوں کو اٹھ کر جب یہ لوگ محبت الٰہی کی شمع دل میں جلاتے ہیں تو ان کی نیند کوسوں دور بھاگ جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد کے تربیتی میدانوں نے ایسے ایسے ہیرے تیار کیے ہیں کہ جن کی مثال آج کل کے دور میں لانا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے دل میں اس بھائی کی پہلے ہی بہت قدر تھی، میں ان کو زمین پر چلتا پھرتا اللہ کا ولی سمجھتا تھا۔ لیکن مجھے ان کی رات اللہ کے حضور میں گزرنے والے لمحات کی تفصیل کا علم نہ تھا۔ تعزیت کے دوران میں باتوں باتوں میں وہ بتا گئے کہ طاہر بھائی! یہ اللہ کریم کا کرم ہے کہ میں رات کو تہجد میں کھڑے ہو کر روزانہ نماز فجر سے پہلے تک دو سے چار سپارے تک تلاوت کر لیتا ہوں۔ یوں ہر ماہ میرے تقریباً دو یا تین قرآن رات کی تاریکیوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر!

ان کی بات سن کر میرے دل میں رشک کے جذبات جاگے، اپنی کم مائیگی کا شدت سے احساس ہوا۔ اصل میں وہ بتا رہے تھے کہ میری یہ بیماری میرے اس معمول پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے جو میرے لیے بہت دکھ اور تکلیف کا باعث ہے۔ یہ اللہ کے ولیوں کی نشانی ہے، اور میں تو جب ایسے افراد کو دیکھتا ہوں تو دل سے یہ ہی دعا نکلتی ہے کہ اے رب کریم! تیرا یہ عاجز بندہ تیرے دربار میں ایسے بندوں کی دوستی کا سوال کرتا ہے اور جنت میں ان کی مصاحبت و مرافقت کا طلب گار ہے۔ بندے کی جھولی کو خالی نہ لوٹانا اور ان کی طرح مجھے بھی قرآن کریم سے عملی طور پر محبت کرنے والا بنا دینا۔ آمین۔

کچھ عرصہ قبل ملک میں افواہ پھیل گئی کہ اس صدی کے جلیل القدر خطیب، عالم اور دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے خادم علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کا بیٹا ابتسام الٰہی ظہیر شدید بیمار ہے۔ یہ افواہیں بھی گردش کرتی رہیں کہ ان کو کینسر ہوگیا۔ بعض نے بتایا کہ ہڈیوں کی ٹی بی ہوگئی ہے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ابتسام جب نویں 9th میں پڑھتا تھا اس وقت سے میرا دوست تھا اور میرے قائد کا بیٹا بھی تھا، میں یہ سن کر تڑپ اٹھا۔ تحقیق کی تو پتا چلا کہ معاملہ واقعی کچھ ایسے ہی ہے۔ واقعی ابتسام بیمار ہے اور گھر میں ڈاکٹروں کی نگرانی میں بند ہو کر رہ گیا ہے۔ میں تیمارداری کیلیے ان کے گھر واقع 475 شادمان پہنچ گیا۔ دیکھا کہ شیر کا بیٹا شیر ہی نظر آ رہا ہے، لیکن بیڈ پر تکلیف کی حالت میں لیٹا ہے، تو بہت دکھ ہوا، دل سے ان کی صحت یابی کی دعا نکلی اور وہ خدشے دل و دماغ میں گردش کرنے لگے جو عوام میں زبان زد عام تھے کہ کہیں قائد کی نشانی کو کچھ ہو نہ جائے۔ ابتسام نے میرے خیالات و جذبات کو بھانپ لیا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا: طاہر بھائی! پریشان نہ ہوں، آپ دیکھیں گے کہ مجھے کچھ بھی نہ ہوگا...... ہاں...... بالکل کچھ بھی نہ ہوگا۔ اس کا یہ پختہ یقین اور بیماری کا شدید حملہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ اس کو یہ کیسے علم ہے کہ اسے کچھ نہ ہوگا، جبکہ رپورٹس، ٹیسٹ اور پھر ڈاکٹر تو طرح طرح کے خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ ابتسام کی گفتگو ابھی جاری تھی اور میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھی...... وہ کہہ رہا تھا:

”طاہر صاحب! آپ ضرور سوچ رہے ہوں گے کہ میں اس پختہ اور اٹل یقین کے ساتھ کیسے کہہ رہا ہوں کہ مجھے کچھ بھی نہ ہوگا، میں پھر کہتا ہوں، ہاں! مجھے بالکل کچھ نہ ہوگا، میں بہت جلد آپ لوگوں کے درمیان دین کی سربلندی کے لیے سرگرداں و کوشاں ہوں گا...... میں یہ کیوں کہتا ہوں...... پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مضبوط اور زوردار لہجے میں کہا کہ اس لیے کچھ بھی نہ ہوگا کہ ”یہ“ جو میرے پاس ہے، جب تک ”یہ“ میرے ساتھ ہے، اس کے ساتھ میری دوستی ہے، مجھے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی، نہ کوئی بیماری میرا بال بھی بیکا کر سکتی ہے۔ ان ڈاکٹروں کو کیا علم کہ میرے پاس کون سا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نسخہ، فارمولا اور دوائے شافی ہے۔"

میں نے اسکے اشارے پر اس کے دائیں ہاتھ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس میں مضبوطی سے "قرآن" تھاما ہوا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا کہ: "اس" کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہ ہوگا۔

مجھے حیرانی اور رشک ہوا کہ جس کا اپنے رب کریم پر اتنا پختہ یقین اور مان ہو، اللہ اسے مایوس و رسوا کیسے کرے گا!! یقیناً ابتسام کو کچھ نہ ہوگا...... کیونکہ وہ ہر وقت رات کو تہجد میں، دن کو بستر پر تلاوت کرتا رہتا اور گرم گرم آنسوؤں کا نذرانہ اللہ کے حضور میں پیش کرتا رہتا۔ سب نے دیکھا کہ وہ تیزی سے صحت یاب ہوا اور پھر زندگی کی دوڑ میں شامل ہو گیا۔ اور آج پورے ملک میں اشاعت دین اور دعوت دین کے کاموں میں رات دن بھاگ دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ اللہ کریم اسے مزید دین کی سربلندی کے کاموں کی توفیق دے۔ آمین!

غالباً 1995ء میں میں ایک رات جامعہ ابی بکر، گلشن اقبال کراچی میں ایک کمرے کے سامنے کھڑا اندر سے سسکیوں کی دھیمی دھیمی آنے والی آواز سن رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ کوئی بیمار ہے اور شدت تکلیف سے کراہ رہا ہے۔ لیکن عجب جامعہ کی انتظامیہ ہے کہ اسے خبر ہی نہیں۔ مریض بے شک اس تکلیف میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارا ہو جائے...... کافی دیر بعد کراہوں اور بلند آواز کے تسلسل میں کچھ کمی آئی تھی لیکن دھیرے دھیرے ہلکے ہلکے وقفہ وقفہ سے ایک آہ اب بھی بلند ہو رہی تھی۔ آخر میں نے فیصلہ کیا کہ اس بھائی کی مدد کی جائے۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کیلیے دباؤ ڈالا لیکن وہ تو اندر سے بند تھا۔ پھر دروازے کے سوراخ سے جب حقیقت حال کی جانکاری کیلیے اندر کا منظر دیکھا تو آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ دل و دماغ میں ٹھنڈک بھری تسکین کی ایک لہر اترتی چلی گئی۔ سامنے کوئی بیمار نہ تھا بلکہ ایک تیرہ یا چودہ سال کا خوبرو خوبصورت لڑکا مصلٰی پر سجدہ میں گرا رو رہا تھا۔ ساتھ پڑی ریل پر کھلا قرآن پڑا تھا۔ لڑکا سجدے میں سر رکھے ہچکیوں کے درمیان کہہ رہا تھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''اے مالک کائنات! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔تو ہر عیب سے پاک ذات ہے، بے شک گناہگار و سیاہ کار اور ظالم میں ہی ہوں۔''

کچھ دیر گریہ زاری کے بعد اس نے سر سجدے سے اٹھایا اور کھڑا ہو کر فاتحہ تلاوت کرنے کے بعد قرآن کھول کر تلاوت کرنے لگا اور ساتھ ساتھ آنسوؤں کی لڑیاں پرونے لگا۔

میں بہت حیران ہوا کہ یا اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں، یہ بالڑی عمر اور فکر، سوچ، عمل اور یہ تیری محبت میں راز دارانہ انداز محبت...... یہ ہمارے نصیب میں بھی کر دے......

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

دو سال قبل رمضان المبارک کا مہینا محبوب کائنات، سرکار دو عالم، سلطان مدینہ، شاہ امم جناب رسول اللہ ﷺ کے مبارک شہر مکہ میں گزارنے کا موقع ملا۔ وہاں بھی میں نے قرآن سے محبت کا ایک معصوم منظر دیکھا، جو آج بھی میرے دل ودماغ کی لوح پر گردش کرتا رہتا ہے۔ الیکٹرک متحرک سیڑھیوں کے نیچے تھوڑے سے خلا میں امام کعبہ فضیلۃ الشیخ سدیس کے پیچھے ایک چھوٹا سا سات یا آٹھ سال کی عمر کا ننھا بچہ عربی جبہ پہنے ننھے منھے ہاتھوں میں چھوٹا قرآن لیے مسلسل کھڑا مصحف سے دیکھ کر قرآن سن رہا ہے اور پڑھ رہا ہے۔ آدھی رات تک اس کی محویت کا یہ عالم دیکھ کر بے ساختہ دعا نکلی کہ یا اللہ ہمارے بھائیوں اور بیٹوں کو ایسا ہی قرآن سے محبت کرنے والا بنا دے۔

اے میرے پیارے بھائیو اور بہنو! ...... ہاں تو اب میرا خیال ہے مجھے بتانے کی ضرورت نہیں رہی ہوگی کہ کون خوش نصیب ہے اس دنیا میں! دوست وہ جو مشکل وقت میں کام آئے۔ دوست کے بغیر آدمی غریب ہے۔ آپ بھی دوست بنائیں، دوستی کریں، ضرور کریں...... لیکن میرا مشورہ ہے کہ ایسے دوست سے دوستی کریں جو آپ کی دنیا بھی سنوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے اور آخرت بھی۔ میرے خیال میں قرآن سے بہتر آپ کے لیے کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ جو مسلمان اس سے دوستی کرتا ہے، وہ دنیا میں ہر طرح کی بیماریوں، مصیبتوں، پریشانیوں سے بچ جاتا ہے اور آخرت میں آگ کے عذاب سے۔ اگر آپ سکون چاہتے ہیں، ترقی چاہتے ہیں، عزت چاہتے ہیں، ہر معاملے میں کامیابی چاہتے ہیں، دولت چاہتے ہیں، موذی بیماریوں سے پناہ چاہتے ہیں، ظلم سے نجات چاہتے ہیں اور کفر پر غلبہ چاہتے ہیں......تو آج ہی قرآن سے دوستی کر لیں اور دنیا کے خوش نصیب ترین انسان بن جائیں۔ آپ کو یہ دوستی کہاں تک فائدہ پہنچائے گی، اس کا اندازہ محبوب کائنات، رسول محبت و مؤدت کے اس فرمان عالی شان سے لگائیں کہ قیامت کے دن جب انسان کا حساب کتاب ہوگا تو دنیا میں قرآن سے محبت و تلاوت کرنے والے کے حق میں قرآن ایک خوبصورت مجسم جوان کی شکل میں اللہ کے دربار میں آئے گا اور کہے گا: اے اللہ! اس نے دنیا میں مجھے دوست رکھا، آج میں اس کا سفارشی بن کر آیا ہوں۔ اللہ کریم اسے معاف کر دے اور میرے ساتھ جنتوں میں جانے کی اجازت دے۔ اللہ فرمائے گا: ''جا قرآن! اسے (اپنے دوست کو) اپنے ساتھ میری جنتوں میں لے جا۔'' پھر یہ انسان جنت کا وارث بن جائے گا۔ سو قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ جنتیں ہوں گی۔ اللہ جنتی سے فرمائے گا: ''قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا۔''

یوں جس کو جتنا قرآن یاد ہوگا، وہ پڑھتا جائے گا اور جنت کے بلند درجوں پر چڑھتا جائے گا۔ جہاں یادشدہ حفظ شدہ قرآن ختم ہو جائے گا وہی جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔ بعض کو پورا قرآن یاد ہوگا، وہ سب سے اعلیٰ جنت اور آخری درجے کی جنت ''جنت الفردوس'' میں جا ٹھہرے گا۔ کتنا اچھا صلہ ہے یہ دوستی کا۔ آپ بھی آج ہی اپنا احتساب کریں کہ آپ قرآن سے کتنی دوستی کرتے ہیں۔ مہینے میں کتنی دفعہ قرآن پڑھتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سے بہتر دوست آپ کو دنیا میں کہیں نہ مل سکے گا۔ آگے بڑھیے! اور اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میٹھا زہر

پرنٹ میڈیا، اخبار و رسائل اور خاص طور پر ناول اور ڈائجسٹ انسانی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ زندگی کی روش کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس کا عملی مشاہدہ مجھے اس وقت ہوا جب بہاولپور کا بھائی ابواحمد نظریں جھکا کر میرے سامنے آن بیٹھا۔ یہ بھائی اس وقت 45 کے پیٹے میں ہے، کہنے لگا: طاہر بھائی! بہت پریشان ہوں، آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن علیحدگی میں۔ پھر وہ کمرے میں میرے پاس کرسی میں آ کر بیٹھ گیا اور سوچوں میں گم...... دور خلاؤں میں گھورتا ہوا...... اور یادوں کی کھرچن کو کریدتا ہوا...... ماتھے پہ سلوٹیں ڈال کر بولا: نہایت تیزی سے اموات واقع ہو رہی ہیں، کہیں ہارٹ اٹیک اور کہیں ہیپاٹائٹس کی بیماریاں حملہ آور ہیں۔ رات کو آدمی دوستوں سے ہنستا کھیلتا اچھا بھلا مل کر سوتا ہے......لیکن صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی پتا چلتا ہے کہ وہ لقمہ اجل بن چکا ہے اور سوتا ہی رہ گیا ہے۔ میری زندگی کی 45 بہاریں گزر چکی ہیں، شاید پل دو پل کا مہمان ہوں...... اب پل دو پل ہی میری کہانی باقی ہے......لیکن یہ 45 بہاریں افسوس صد افسوس خزاں کی نذر ہو کر گزری ہیں، بہار کے معطر جھونکے کچھ ہی دیر کے لیے آئے اور پھر...... ہمیشہ کے لیے روٹھ گئے دن بہار کے......

میں نے ابواحمد بھائی کو ٹوکتے ہوئے کہا: بھائی جان! مختصراً اور سیدھی سی ٹو دی پوائنٹ بات کریں، تاکہ اس پر غور وخوض کیا جا سکے۔ وہ یہ سن کر بولا! آمدم برسر مطلب......اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف ہی آ رہا ہوں، بات یہ ہے کہ ماضی بعید میں مجھے قرآن سے بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شغف، ذوق شوق، محبت، لگاؤ اور پیار تھا...... میں روزانہ صبح و شام ایک ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ دن کے کسی حصہ میں اپنے پاس رکھی بخاری و مسلم کا بھی تھوڑا بہت مطالعہ کیا کرتا تھا۔ قرآن کے ترجمہ و معانی وتفسیر میں غور کرتا تو دل و دماغ کے بند دریچے کھلتے چلے جاتے، سارا دن چاق و چوبند، ہشاش بشاش، تروتازگی اور ٹھنڈک کے احساس کے ساتھ گزارتا۔ خاص طور پر حدیث پڑھ کر مجھے یوں احساس ہوتا جیسے ساری دنیا کے مسائل کا حل اور رہنمائی میرے پاس آ گئی ہے۔ میں اپنے خاندان اور برادری کے تمام مسائل و معاملات کا حل اسی سے تجویز کرتا...... یوں زندگی کا سنہری دور بہت خوش وخرم، مطمئن و پرسکون گزر رہا تھا...... کہ...... اچانک مجھے کسی بدخواہ کی نظر لگ گئی۔

ہوا وہ یوں کہ اسی دوران میں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو بہت مطالعہ کرنے والا تھا۔ یہ میرا دوست بن گیا...... اور یہیں سے میری بدبختی کا دور شروع ہوا۔ دن تاریک ہو گئے اور راتیں تاریک سے تاریک تر۔ یہ آدمی ڈائجسٹوں اور ناولوں کا بہت رسیا تھا۔ اس نے اس نشہ کا ایک کش مجھے بھی لگایا۔ مجھے یہ بہت میٹھا اور مسحور کن محسوس ہوا۔ میں نے اس میٹھے زہر کے نشے کے جام لنڈھانے شروع کر دیے۔ اب کچھ ہی عرصہ بعد میری تلاوت کی روٹین میں 50 فیصد کمی آ گئی۔ اس سے قبل میں صبح و شام ایک ایک پارہ کے حساب سے مہینے میں دو قرآن ختم کر لیتا تھا۔ اب وہ ایک ہو گیا' اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد آدھا قرآن' اس کے بعد اس سے بھی کم' پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میں دو تین رکوع روزانہ صبح کے وقت رسمی طور پر جلدی جلدی تلاوت کرنے لگا...... جیسے کہ اپنی پرانی عادت پوری کر رہا ہوں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تلاوت کا یہ مختصر نصاب بھی ختم ہو گیا۔ اب مہینہ مہینہ بغیر تلاوت اور حدیث کے مطالعے کے گزر جاتا۔ اب میں ہر وقت مختلف قسم کے دلچسپ اور مزیدار ڈائجسٹ پڑھتا رہتا۔ حتیٰ کہ واقعی میرا اوڑھنا بچھونا ڈائجسٹ اور ناول بن کر رہ گئے۔ میں رات سوتا تو ناول پڑھتے ہوئے اور صبح اٹھتا تو میرے سرہانے ناول کھلا پڑا ہوتا۔ میں ہاتھ دھو کر ناشتہ لگنے کے دوران میں وہیں سے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیتا جہاں رات کو چھوڑا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاہر نقاش بھائی......! اسی اندھی ڈگر پر بھاگتے بھاگتے...... دوڑتے دوڑتے...... مسلسل چلنے کی وجہ سے میں تھک گیا ہوں، میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں...... زخمی زخمی پاؤں بھاری اور چلنے سے قاصر ہو چکے ہیں۔

اب زندگی کا آخری دور شروع ہو گیا ہے، بیماریوں نے گھونسلے کی طرح میرے جسم میں بسیرا کر لیا ہے...... اپنے اصلی اور حقیقی دیس کی طرف روانگی کا نقارہ بج رہا ہے...... اب مجھے قرآن سے دوری کا احساس ہوا ہے...... میں نے ازالے کے لیے...... مالک کائنات کو منانے کے لیے...... اپنی آخرت بہتر بنانے کے لیے...... معافیاں مانگی ہیں۔ مجھے وہ منظر اب بھی یاد ہے کہ میرے سامنے قرآن پڑا ہوتا تھا لیکن میں اس کو پکڑنے اور پڑھنے کے بجائے لپک کر ناول اور ڈائجسٹ اٹھا لیتا تھا...... اور مظلوم قرآن یہ منظر دیکھتا کا دیکھتا رہ جاتا تھا...... گویا زبان حال سے کہہ رہا ہو کہ...... میری اتنی بھی اہمیت نہیں تمہارے نزدیک...... میں اتنا ہی گیا گزرا اور متروک و محروم ہو گیا ہوں کہ...... تو مجھے کبھی بھی اٹھاتا نہیں...... سینے سے لگاتا، چمٹاتا بھی جبکہ ان گندے حیا سوز لچر ڈائجسٹوں کو رات کو بھی سینے سے لگا کر سوتا ہے۔

اس کے بعد وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر آہ بھر کر اور آنکھوں میں ندامت کے آنسو بھر کر اور ہچکی لے کر بولا: طاہر بھائی! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ چلو مجھے احساس تو ہو گیا...... صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے...... ہی توبہ کر لی...... لہٰذا اپنی آخرت بہتر بنا لے گا...... یہ سب ٹھیک ہے...... لیکن...... ان تمام لوازمات کے باوجود جب میں قرآن کھول کر پڑھنے لگتا ہوں تو...... میرا سر درد کرنے لگتا ہے...... چکرانے لگتا ہے...... بھاری ہو جاتا ہے...... پوری کوشش کے باوجود تلاوت نہیں ہو پاتی...... اس مسئلہ سے میں بہت پریشان ہوں اور اس کے حل کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ کسی طرح پھر سے قرآن سے میری دوستی ہو جائے اور میں اس کو زندگی کے سفر کا رفیق سفر بنا کر اپنی آخرت سنوار لوں ......مگر جب ایسا کرتا ہوں تو جسم کی قوتیں جواب دے جاتی ہیں...... جسم کے پٹھے کھنچ جاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں...... آنکھیں اور کمر کے پٹھے درد کرنے لگتے ہیں...... لیکن اس کے برعکس جب ڈائجسٹ پڑھتا ہوں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس کی باریک لکھائی بھی مجھے صاف نظر آتی ہے جبکہ قرآن کے موٹے واضح حروف مجھ سے پڑھے نہیں جاتے۔ یوں میں اب تک ڈائجسٹوں کے میٹھے زہر کا شکار ہوں اور ان کا مسلسل مطالعہ کیے جا رہا ہوں ...... میں یہ سب چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن ایسا ہو نہیں رہا...... مجھے بتائیں، میں کیا کروں !!؟؟

میں ابو احمد کی داستان عبرت سن کر واقعی پریشان ہو گیا...... اور سوچنے لگا کہ آج کل ہمارے مسلمان گھرانوں کی تقریباً تمام بالغ دوشیزائیں اس میٹھے مگر مہلک زہر کو اپنی رگوں میں تیزی سے اتارتی چلی جا رہی ہیں، صنف نازک جو ہوئیں......اب اس مسلم معاشرے میں خواتین وحضرات بھی سفر کرنے سے پہلے راستے میں پڑھنے کے لیے ڈائجسٹ اور ناول خرید کر ضرور سامان میں رکھتے ہیں، کہ یوں سفر اچھا کٹ جاتا ہے۔

گوجرانوالہ میں میرا جاننے والا ایک بھائی اپنی بہنوں پر بہت سختی کرتا کہ اگر میں نے کوئی ناول یا رسالہ تمہارے ہاتھوں میں دیکھا تو ہاتھ توڑ دوں گا...... لیکن ڈیوٹی سے آتے ہی خود ناول لے کر بیٹھ جاتا، آدھی رات تک اس میٹھے مہلک زہر کے نشے میں مست رہتا، صبح جب ڈیوٹی پر جاتا تو یہ ڈائجسٹ اور ناول...... اپنی دانست میں چھپا کر جاتا...... لیکن نادان بہنیں چھپ کر یہ منظر دیکھ رہی ہوتیں...... لہٰذا اس کے گھر سے جاتے ہی وہ چھپایا گیا زہر نکالتیں اور آپس میں بانٹ لیتیں' اور شام تک وہی فریضہ سرانجام دیتیں جو رات کو آ کر بھائی انجام دیتا تھا۔ اور پھر بھائی کے آنے سے پہلے پہلے نہایت احتیاط سے وہیں یہ ''خزانہ'' چھپا دیتیں۔ یوں یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ تک چلتا رہا۔ ایسے ''باغیرت'' بھائیوں سے بہنوں کے تحفظ، ان کی اصلاح، بہتری، تربیت اور ان کے مستقبل کے محفوظ رہنے کی توقع کی جا سکتی ہے؟......نہیں نہیں کبھی نہیں۔

غیور بھائیو اور نادان بھولی بہنو!...... اگر آپ بھی قرآن کے ہوتے ہوئے ڈائجسٹ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناول کی گندگی میں لتھڑ چکی ہیں تو پھر یاد رکھیں! آپ کا انجام بھی بھائی ابو احمد جیسا ہی ہو گا! اللہ نہ کرے اور آپ اس سے محفوظ و مامون رہیں۔ آمین

آج ہم نے قرآن کریم کو رسمی طور پر بطور مذہبی کتاب گھروں کے اندر الماریوں میں سجا کر رکھ چھوڑا ہے...... تعویذ بنانے کے لیے...... قسمیں کھانے کے لیے، فال نکالنے کے لیے...... یا بطور شو پیس سجانے کے لیے ہی اس کا استعمال رہ گیا ہے۔ آج شادی کے موقع پر، نئی زندگی کی شروعات کے موقع پر دلہن کو نہایت خوبصورت اور مضبوط لکڑی کے بکس میں قرآن کا نسخہ سجا کر دیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے اور قرآن سے دوری کے عملی اظہار کی بنا پر یہ آخری آسمانی کتاب ہمیشہ کے لیے اسی مضبوط لکڑی کے بکس میں محصور و مقید ہو کر رہ جاتی ہے...... کبھی اس کو باہر کی تازہ ہوا بھی نصیب نہیں ہوتی، کوئی اس کی رہنمائی و ہدایت پر مبنی پر رحمت صداؤں کو...... پکاروں کو...... نہیں سنتا...... ہر کوئی اپنی مستی میں مست رہتا ہے...... جبکہ اس دوران میں...... ڈائجسٹ و ناول کھلتے رہتے ہیں...... پرانے ختم ہوتے رہتے ہیں...... نئے ان کی جگہ نئے آتے رہتے ہیں......

ابو احمد بھائی......! آپ بھی اپنی روایتی دعاؤں کو چھوڑ کر رب کو خاص اوقات میں منانے والی دعائیں التجائیں کریں۔ مجھے امید ہے وہ ضرور کرم کرے گا، البتہ اپنا قصہ لوگوں کو بھی سنائیں، خاص طور پر نوجوان نسل کو، شاید وہ عبرت پکڑیں اور اپنے دامن کو اس میٹھے مہلک زہر سے آلودہ کرنے سے باز آ جائیں اور قرآن کو سینوں سے لگا کر اس کی بہاروں میں کھو جائیں۔ یوں قیامت کے دن قرآن آپ کے خلاف اللہ کے دربار میں مدعی کی حیثیت سے پیش ہونے کے بجائے سفارشی بن کر آئے اور اپنی شفاعت اللہ کریم کے ہاں قبول ہونے کے بعد تجھے اپنے ساتھ لے کر وسیع و عریض جنتوں میں داخل کرائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیشۂ دل کو پتھر مت ماریے!

عام طور پر میں شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات میں جانے سے گریز کرتا ہوں، لیکن یہ دعوت میرے بہترین دوست اور دعوت دین کے ہم سفر بھائی عبدالصمد کی طرف سے تھی' کہ جن کے ساتھ سعودیہ میں یادگار لمحات گزرے تھے۔ وہاں میں یقیناً دو آدمیوں سے خاص طور پر متاثر ہوا تھا۔ ایک یہی عبدالصمد بھائی تھے جو دارالسلام جدہ میں دعوت دین کے لیے کوشاں تھے۔ دوسرے ڈاکٹر طارق صاحب تھے جو دعوت دین اور خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رہتے ہوئے ایک حادثے کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، دونوں بھائی رات دن حجاج کی خدمت میں سربستہ رہتے، شاید انہیں تھکاوٹ نہیں ہوتی تھی، اب میں کیسے تھکاوٹ کی شکایت کرتا لہٰذا ان کے ولیمے پر شاہکوٹ پہنچ گیا۔ ولیمے پر دارالسلام پاکستان کے ڈائریکٹر حافظ عبدالعظیم بھی تھے اور ان کی معیت میں مولانا عبدالمالک مجاہد ﷾ کے دو بیٹے مسجد کے اندر نغمہ توحید الاپ رہے تھے۔ ہر طرف داڑھیوں والے مجاہد، پروفیسر، داعی، ڈاکٹرز وغیرہ ایک روح پرور سماں باندھے ہوئے تھے۔

نماز عصر کے بعد جونہی مسجد سے باہر نکلا تو ایک بہت پیارے نیک اور متشرع بھائی میرے پاس آ کر کہنے لگے! طاہر بھائی! آپ سے ایک بات کرنی ہے۔ میں سمجھ گیا اور لوگوں سے ایک طرف ہٹ کر سننے لگا۔ وہ بھائی چند تمہیدی باتوں کے بعد کہنے لگا: طاہر بھائی! میری بیوی گلے کے ٹانسلز کی مریضہ ہے، کافی علاج کروایا لیکن آرام نہیں آیا۔ اس بیماری کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔سے اولاد بھی نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر کہتے ہیں: جب تک یہ بیماری دور نہ ہوگی اولاد نہ ہوگی۔ میری بیوی بہت بیمار ہے، وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل بھی نہیں رہی۔ کئی سال ہو گئے اولاد کو ترستے...... اب ...... اب...... میں نے فیصلہ کیا ہے...... کہ میں دوسری شادی کر لوں...... اپنے اس فیصلہ سے میں نے اپنی بیوی کو آگاہ کر دیا ہے، وہ شدید بیمار ہے لیکن پھر بھی کسی صورت میں مانتی نہیں، جبکہ میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں، بتائیں میں کیا کروں؟

میں نے سن کر افسوس کرتے ہوئے کہا: بھائی! تم نے بہت برا کیا...... بہت ظلم کیا...... نادانی کی...... بلکہ ناسمجھی کا ثبوت دیا...... پہلی بات تو یہ ہے کہ تم صرف دو یا تین سال میں ہی صبر اور آس و امید کا دامن چھوڑ بیٹھے ہو، اللہ کے گھر میں ہاتھ اٹھا کر التجائیں کرو، وہ ضرور سنے گا۔ ابراہیم علیہ السلام تو 85 سال تک بیٹے کی امید میں اللہ سے لو لگائے گڑگڑاتے رہے لیکن مایوس نہ ہوئے، اور آپ ہیں کہ اتنی جلدی...... باقی ظلم آپ نے اس طرح کیا کہ آپ کے بقول وہ شدید بیمار ہے۔ بیمار کی دلجوئی کی جاتی ہے، دلداری کی جاتی ہے، حوصلہ افزائی، تیمارداری اور ڈھارس بندھائی جاتی ہے، میٹھے میٹھے نرم پیار بھرے، الفت بھرے محبت بھرے جذبات پر مبنی بول، بول کر اس میں جینے کی امنگ پیدا کی جاتی ہے۔ اب جب وہ اللہ کی بندی ہمدردی کی مستحق ہے، تمہاری توجہ اور وفاؤں کے مدہوش جھونکوں کی منتظر ہے، شدید بیماری کے تھپیڑوں کی زد میں آ کر وہ تمہاری زبان سے آب حیات کی تاثیر رکھنے والے چند پیار بھرے کلمات سننے کی منتظر ہے...... اور تم ہو کہ اس کو زندگی کی شاہراہ دکھانے کے بجائے موت کی آغوش میں بھیجنا چاہتے ہو، اس لیے کہ عورت کے لیے دو الفاظ ایسے ہیں جو اس پر ایٹم بم بن کر برستے ہیں اور اس کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ایک طلاق اور دوسرا دوسری شادی کا شوشہ، یہ عورت کو اندر ہی اندر گھن لگی لکڑی کی طرح کھا جاتے ہیں۔ وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہے لیکن اسے برداشت کرنا اس کی ہمت و طاقت سے باہر ہے۔ ایسے امکان یا خدشہ کا پتا چلنے کے بعد وہ ہمیشہ اندیشوں، خدشوں، بدگمانیوں، شکوک وشبہات وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جاں گسل چکروں میں گرفتار رہتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ وہ مذاق میں ہی اپنی بیوی سے کہہ دیتے ہیں کہ ''میں نے تو دوسری شادی کر لینی ہے۔'' اگرچہ انہوں نے صرف مذاق میں ایسا کیا ہوتا ہے، ان کا ایسا کرنے کا کبھی ارادہ نہیں ہوتا لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے کتنی بڑی غلطی کر ڈالی ہے۔ طلاق اور دوسری شادی کا شوشہ کبھی مذاق میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ میں نے کتنے ہی گھرانے اس بے وقوفانہ مذاق کے نتیجے میں اجڑتے دیکھے ہیں۔ اس کے بعد خاوند لاکھ یقین دلائے کہ میں نے تو مذاق میں بات کی تھی لیکن بیوی کا دل خدشات وخطرات سے کبھی صاف نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ صنف نازک کا دل ایک شفاف آئینہ ہوتا ہے، جس میں صرف ایک ہی تصویر بنی ہوتی ہے۔ جب آپ اچانک بلاوجہ اس پر ہرجائی پن کا پتھر مارتے ہیں تو وہ شیشہ اگرچہ ٹوٹنے سے بچ بھی جائے لیکن اس میں آنے والی دراڑ کبھی نہیں بھرتی۔ آپ اس خلیج کو لاکھ بھرنے کی کوشش کریں لیکن کبھی کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

بعض لوگ شادی کے ابتدائی دنوں میں ہی، جو زندگی کی شروعات کے سنہری ایام کہلاتے ہیں، ایسا بے تکا شوشہ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے اپنے باقی مستقبل کے سفر کو کانٹوں پر چل کر گزارتے ہیں۔

بھائی! آپ کی زوجہ تو شدید بیمار ہے، وہ آپ کے منہ سے ایسے الفاظ کے پھول جھڑنے کی منتظر ہے کہ جو اس کی اس جان لیوا بیماری میں حیات نو کا پیغام جاں فزا ثابت ہوں، اور آپ ہیں کہ اس مرتی ہوئی کو اور بھی جلدی مار رہے ہیں۔ اس حالت میں آپ وفاؤں کی برکھا برساتے ہوئے اس کا بھرپور علاج کروائیں، اس کو پختہ یقین دلائیں کہ میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے، تمہارا مسئلہ کوئی گھمبیر نہیں اور نہ ناقابل علاج ہی ہے، ان شاء اللہ بہت جلد تم صحت یاب ہو جاؤ گی اور پھر اللہ تعالیٰ ہمارے سونے آنگن میں پھول اور کلیاں بھی مہکا دے گا، کلکاریاں گونجیں گی...... شرارتیں...... شکوے...... شکایتیں......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسکراہٹیں...... کھلکھلاہٹیں اپنا دامن وا کریں گی۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا، تم بہت جلد زندگی کی رنگین اور پررونق شاہراہ پر دوڑتی پھرو گی۔ علاج معالجے میں پورے جتن کرنے کے باوجود اگر اسے کچھ ہو جاتا ہے یا آرام نہیں آتا تو تمھیں اللہ نے حق دیا ہے کہ تم خاموشی سے دوسرا نکاح کر سکتے ہو...... لیکن...... اس کو نظرانداز کر کے نہیں بلکہ محبتوں کی برسات برساتے ہوئے، بھرپور توجہ دیتے ہوئے۔ لیکن یہ ظلم نہ کرو کہ اسے روز روز یہ دوسری شادی کی خبر سنا کر گھائل کرو۔ یوں تو وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرے، اور اس بات کو دل پہ لگا کے زندگی سے مایوس ہو کر جلد ہی چلتی بنے گی۔ یاد رکھو! اگر کوئی خاموشی سے دوسری شادی کر لیتا ہے اور اس مثبت اقدام پر بااخلاق طریقے سے ثابت قدم رہتا ہے تو عورت صبر شکر کر کے برداشت کر لیتی ہے۔ لیکن اس طرح اس کا روز روز تڑپانا، ستانا اور وہ بھی ایسی قابل رحم حالت میں کہ جب وہ آپ سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کیے بیٹھی ہو، ظلم نہیں تو اور کیا ہے!!؟ سنیں! آج کے بعد یہ غلطی کبھی نہ کریں، بلکہ اس کا غم غلط کریں، اس کو بتائیں وہ بات تو ایک دل لگی تھی تم سے۔ ڈاکٹروں کے بقول تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گی اور پھر تم ہی اس گھر کی...... اس گلشن باغ اور گلستان کی ملکہ بنو گی، پھلو گی، پھولو گی اور خاندان بناؤ گی۔ اللہ سے امید رکھ کر علاج کراؤ، اللہ ضرور کامیاب کرے گا۔ اس بھائی نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ آیندہ ضرور اپنے لائحہ عمل کو تبدیل کر دے گا اور اس پر بھرپور توجہ دے گا، اس لیے کہ اس نے اس کا ہاتھ زندگی بھر ساتھ چلنے کے لیے تھاما تھا، راستے میں تھک کر رک جانے کے لیے یا چھوڑ دینے کے لیے نہیں۔

عورت کبھی اپنی دوسری شریک کا وجود برداشت نہیں کرتی، اور وہ بھی اگر اعلان کر کے کسی کو لایا جائے تو محال ہے۔ اگر خاموشی اور سادگی سے نکاح کر لیا جائے تو علیحدہ بات ہے، ورنہ ایسی خبر کا شعلہ اس کو دکھا کر نکاح کرنا گیلی لکڑی کو سلگانے کے مترادف ہوگا۔ اس کے بعد اس کے دل کے شیشے میں دراڑ آنے کے بعد وہ ہمیشہ مرد کی جاسوسی کرے گی، ذرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذرا سی بات پر بدگمانی کا شکار ہو گی۔ صحافی، شاعر، ادیب، علما حضرات وغیرہ کا طبقہ اسی لیے اپنی بیویوں کے عتاب کا شکار رہتا ہے کہ لوگ عقیدت، محبت اور ان کی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر عزت واحترام کا درجہ دیتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی مرد و زن ٹیلی فون، خط و کتابت یا کسی بھی ذریعہ سے کسی مسئلہ میں ان سے رجوع کرے تو ''شک'' کی چنگاری جو اس اللہ کے بندے نے سلگا دی ہوتی ہے۔ اس کی بنا پر بیگم فوراً آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے۔ کون تھا، کون تھی، کیا کہتا، کیا کہتی تھی، کب سے فون آ رہا ہے، شاید رات کو اسی وجہ سے لیٹ آتے ہیں کہ اس سے باتیں کرتے رہتے ہوں گے، اس سے شادی کا وعدہ کیا ہو گا، مجھے اس کا نمبر یا ایڈریس بتاؤ، میں اس کو چیر کر آتی ہوں، ماں باپ کو کہوں گی: سنبھالو اس کم ذات کو وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے ناخوشگوار واقعات مرد کی غلطی کی بنا پر پیش آتے ہیں اور اسی جذبہ لاشریک کے اظہار کے مرہون منت ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے بہاروں سے معمور گلستان میں جیون کے یادگار و پرلطف لمحات گزارنے ہیں تو کبھی ان الفاظ کو بھول کر بھی اور مذاق سے بھی منہ سے نہ نکالیں۔ اگر آپ نے واقعی ایسا کچھ کرنا بھی ہے تو بھی ایسے الفاظ زبان سے نکال کر بدمزگی اور فتنہ وفساد کا سامان پیدا نہ کریں' کیونکہ جب الفاظ کا تیر ایک دفعہ چھوٹ گیا پھر دل کے پار ہو کر کبھی کمان میں واپس نہیں آتا۔ اپنی زبان کو رس بھرے الفاظ سے سرشار کریں اور پھر اپنے گلشن کو گل و گلزار کریں...... ورنہ...... پھر انتظار کریں...... بادسموم کے تند و تیز جھونکوں کا...... کانٹوں اور انگاروں کا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دھوپ اور چھاؤں

گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں اتفاق سے مجھے تین دکھیارے اور غم کے مارے باپوں سے ملنے کا موقع ملا۔ یہ تینوں باپ اپنی نرینہ اولاد بیٹوں سے نالاں وشاکی تھے۔ ان کی گفتگو سن کر، خیالات جان کر اور حالات سے آگاہی پا کر مجھے علم ہوا کہ جہاں بیٹیوں کا غم والدین کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے وہاں بیٹوں کی نالائقی، آوارگی، بدنامی کا غم بھی والدین کو زندہ درگور کر کے رکھ دیتا ہے۔ والدین ان کے غم سے نہ تو مر سکتے ہیں اور نہ جی سکتے ہیں۔ گھن لگی لکڑی کی طرح ہمیشہ سلگتے رہتے ہیں اور ایک دن اچانک خاموشی سے غموں پریشانیوں کی چادر اوڑھے شہر خموشاں میں جا مقیم ہوتے ہیں۔ ان غمزدہ باپوں کے غم کی چند تصویریں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

پہلی غم کی تصویر

یہ میو ہسپتال کا دل کا وارڈ ہے، سی سی یو میں بیڈ پر ظاہری طور پر صحت مند و توانا مگر بے حس وحرکت اور جامد و ساکت ایک جسم پڑا ہے......اسے صوفی......صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سخت جان، جفاکش، محنتی اور ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہنا اس کی عادت ہے۔ اونچے لمبے کڑیل جوان بیٹے ہیں لیکن پھر بھی آرام وسکون شاید اس کی قسمت میں نہیں۔ ہم اس ساکت جسم کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔ اچانک اس کی آنکھوں کی پتلیوں نے حرکت کی تو ہمیں علم ہوا کہ اس جسم میں ابھی جان ہے، پھر وہ آنکھیں سکیڑ کر متفکرانہ انداز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہمیں پہچاننے لگا اور آخر تھوڑی مشقت کے بعد کامیاب ہو گیا۔ کہنے لگا: بیٹا! کیا حال ہے؟ ہم نے محسوس کیا کہ ان سے بولنا مشکل ہو رہا ہے تو ہم نے منع کر دیا۔ وہ پھر بھی میرے ہمسائے کے کان کو اپنے منہ کے پاس لا کر رندھی، بے بس، بے کس اور لاچارگی کے عالم میں مردہ سی سرگوشی کرنے لگا: بھائی صاحب! بے خیالی میں کئی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، آدمی کئی دفعہ دوسرے کا دل دکھانے کا باعث بنتا ہے، اگر مجھ سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہو یا کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دینا، بندے کا کیا بھروسا، اب ہے پل بھر بعد نہیں ہے۔ پھر آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگا: مجھے میری کوئی بھی کمی کوتاہی اسی دنیا میں معاف کر دینا۔ میں اگلے جہاں جا کر جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے ان کو تسلی دی، اذکار و تلاوت کو حرز جان بنائے رکھنے کی تلقین کر کے واپس لوٹے تو بھائی کہنے لگے: کبھی اتا پتا بھی نہ تھا، نہ کسی قسم کے کبھی آثار پیدا ہوئے تھے کہ حاجی صاحب کو دل کا دورہ پڑے گا...... تو اپنے بیٹوں کی نالائقی نافرمانی اور ان سے مستقبل میں وابستہ رکھی گئی امیدوں پر پانی پھرتے دیکھ کر اور اپنی توہین برداشت نہ کر سکے، اور ان پر شدت غم کے ان لمحات میں دل کا دورہ پڑا ہے۔ اگر باپ کی زندگی چاہتے ہیں تو ان کے بیٹوں کو چاہیے کہ اب بھی سدھر جائیں۔ اسی حقیقت سے مجھے پتہ چلا کہ دل کے آئی سی یو یا سی سی یو (انتہائی نگہداشت) کے وارڈوں میں کتنے ہی والدین اپنے بیٹوں کے سلوک کی وجہ سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہسپتال سے ان کو گھر میں لے آئے معمول کا علاج شروع ہوا۔ کام چھوٹ گئے چارپائی پر ہمیشہ کے لیے رہتے یہاں بھی بیٹوں کی نافرمانی اور بدکلامی و گستاخی کا شکار ہو کر یہ اللہ کا بندہ ڈیڑھ ماہ بعد قبرستان جا سویا۔ اور کسی کو اس کے غم اور دکھ کا اندازہ نہ ہو سکا۔

دوسری غم کی تصویر

ہمیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا تو کچھ ہی دیر بعد ایک بوڑھا لمبے قد کا مالک آدمی ہانپتا کانپتا، آہستگی سے ہائے ہائے کرتا ہوا، سانسیں اکھڑیں، قدم لرزیدہ، کمر خمیدہ، لاٹھی ٹیکتا ٹیکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس پہنچ ہی گیا، گویا اس نے گھر کے اندر سے یہاں تک ایک لمبا سفر طے کیا ہو اور پھر دیوار کا آسرا لے کر آہستہ سے ہمارے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس پر کمزوری اس قدر غالب تھی کہ رک رک کر باتیں کرنے سے بھی اسے تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ کہنے لگا: ایک تو بیٹوں کے غموں نے مار دیا، اوپر سے یہ بخار ہے جو ایک بار چڑھ گیا پھر اب دوسرا مہینا ہے کہ اترنے کا نام ہی نہیں لیتا، کتنے ڈاکٹر اور حکیم بدل چکا ہوں، ہم نے کہا: پہلے ٹائفائیڈ چیک کروائیں پھر دوا تجویز کروائیں ممکن ہے مسلسل بخار بگڑ کر ٹائفائیڈ کی شکل اختیار کر گیا ہو۔

پھر وہ رک رک کر کھانستے ہوئے سانسیں درست کرتے ہوئے اپنی داستان غم سنانے لگا، کہنے لگا: یکے بعد دیگرے اللہ کریم نے چھ بیٹیوں سے نوازا تھا جس کی وجہ سے اولادِ نرینہ کی خواہش منہ زور گھوڑے کی طرح بے قابو بے لگام ہو رہی تھی۔ میں اس مقصد براری اور تمنا کی تکمیل کی خواہش کے لیے اپنے رب کے حضور اس کے گھر بیت اللہ جا پہنچا اور خانہ کعبہ کے دروازے پر ماتھا رگڑ رگڑ کر، غلاف کعبہ کو پکڑ پکڑ کر، آہ و زاریاں کیں، رویا گڑگڑایا، چیخا چلایا، فریاد و التجا کی کہ الٰہی! بیٹے کی نعمت سے مالا مال کر دے، تیرے خزانوں میں کمی نہ آ جائے گی۔ میری آہ و زاریاں، دلفگاریاں اور اشک باریاں رنگ لائیں، اللہ کریم نے یکے بعد دیگرے چار بیٹے عطا کیے۔

میں نے ان کی زندگی میں سکھ، آرام، آسائش اور ہر طرح کی سہولت لانے کے لیے کولھو کے بیل کی طرح جت کر محنت مزدوری اور کام کیا، تاکہ ان کو کسی قسم کی کمی اور محرومی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس مقصد کے لیے میں نے رات کو دن اور دن کو رات بنا لیا اور خوب محنت کی۔ بہترین تعلیم دلوائی...... لیکن یہ کیا......!!؟ بال و پر نکال کر...... بڑے ہو کر...... انہوں نے مجھے ٹوکنا شروع کر دیا...... میری باتوں کا جواب دینا شروع کر دیا...... میری بات ماننے سے انکار کرنا شروع کر دیا...... میں کوئی ان سے محنت مزدوری نہ کرواتا تھا کہ جس پر وہ انکاری اور باغی ہوتے اور نافرمانی کرتے بلکہ میری خواہش تھی کہ میں پیسہ خرچ کرتا، وہ دل لگا کر خوب پڑھتے، ترقی کی منزلیں چڑھتے اور روشن مستقبل کے مالک بہترین نیک کامیاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہری بنتے۔ انہوں نے مطالبہ کر دیا کہ ہمیں چھ سو روپیہ ماہانہ یکمشت خرچ چاہیے، دیگر ضروریات کے لیے اخراجات اس کے علاوہ ہوں گے۔ میں نے ان کے مطالبات پر لبیک کہنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد علم ہوا کہ وہ تعلیم کے نام پر حاصل کردہ رقم بلیئرڈ گیم پر جوئے میں یا فلمیں دیکھنے پر خرچ کرتے ہیں جبکہ سکول کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ میرے پرزور اصرار پر انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ نہ تو وہ سکول جائیں گے اور نہ اپنے آوارہ اوباش دوستوں کے پاس روزانہ جانا بند کریں گے۔ اب ان کی اخلاق باختگی کی شکایتیں گھر پر آنے لگی ہیں۔ اب جب میں ان کو سمجھاتا ہوں تو وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں، مجھے الٹی سیدھی سناتے ہیں، زیادہ سختی سے روکنے کی کوشش کروں تو مقابلے میں تو تکار پر اتر آتے ہیں۔ میرے تو سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ سب بہترین روشن مستقبل کی امیدیں دم توڑ گئیں۔ دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے۔ سب تمنائیں آرزوئیں خاک میں مل گئیں...... اب ان کے غم نے مجھے چارپائی سے لگا دیا ہے، بخار آنے لگا ہے، تھوک میں خون...... کسی ڈاکٹر سے اس بیماری پر قابو پایا نہیں جا رہا' شاید میرا آخری وقت آن پہنچا ہے، بیٹیوں کی طرف سے مجھے کوئی دکھ نہیں ان کے لیے دعا ہے کہ وہ جہاں جائیں، سکھ ان کا مقدر بنے...... ایسے ناہنجار بھائیوں کی پرچھائیں بھی ان پر نہ پڑے۔ (دو ماہ بعد مجھے علم ہوا کہ یہ باپ بیٹوں کی نافرمانی کا غم دل پر لگا کر دنیا سے چلتا بنا ہے)۔

غم کی تیسری تصویر

یہ ایک باشرع پابند صوم وصلوٰۃ فوج سے ریٹائرڈ آدمی ہے۔ مشرقی پاکستان میں پاک فوج کے سپاہی کی حیثیت سے ہندوستان کی قید میں چلا گیا۔ رہائی کے بعد شادی ہوئی، لیکن ایک عرصہ تک اولاد کی نعمت سے محروم رہا، پھر دوسری اور تیسری شادی کی لیکن مقصد میں کامیابی نہ ملی۔ دعائیں، التجائیں، آہ وزاریاں سنی گئیں اور شادی کے 16 سال بعد جا کر اللہ کریم نے اولاد نرینہ سے نواز دیا۔ اولاد کی آسودگی خوش حالی کے لیے 24 میں سے 16 گھنٹے مزدوری شروع کر دی۔ خوب کھلایا پلایا، لاڈ لڈائے، ہر نعمت گھر پر مہیا کی، دیکھتے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے 16 سال گزر گئے۔ اب وہی بچہ جوان ہونے لگا ہے، سکول میں پڑھنے سے یکسر انکار کر دیا، جس کام کا اس نے اشارہ کیا والد نے کروایا، لیکن اونے پونے بیچ کر کھا گیا۔ اب گھر سے غائب رہتا ہے، آوارہ لڑکوں کی مجلس کا رکن بن چکا ہے، پتہ چلا ہے کہ نشے کے سگریٹ بھی پینے لگا ہے، والدہ اس کو بری صحبت سے بچانے کے لیے گلی گلی محلّہ محلّہ روتی ہوئی لوگوں سے اس کا پتہ پوچھتی ہوئی چلی پھرتی ہے، اسی طرح باپ بھی، جب ڈھونڈ کر گھر لاتے ہیں تو وہ گالیاں دیتا ہے، چوریاں کرتا ہے، بہنوں کو مارتا ہے لیکن پھر بھی باپ سمجھتا ہے کہ ہے تو آنکھوں کے سامنے، ہر بات مانتا ہے، ہر مطالبہ پورا کیا جاتا ہے، والد نے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر منتیں سماجتیں کی ہیں کہ صرف میٹرک تک پڑھ جاؤ بس، تاکہ میں اپنی زندگی میں تجھے ایک ایسی نوکری پر لگوا دوں جو سنہری مستقبل کی ضامن بنے گی، لیکن وہ کہتا ہے: بڈھیا تو فکر نہ کر، جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ گھر آتا ہے تو والدہ کو مخاطب کرتا ہے: مائیں نی! جلدی کھانا لا، پھر نہ کہنا، میرا موڈ خراب ہو جائے گا۔

باپ میرے سامنے رو رہا تھا کہ ہم نے دعائیں کر کر کے لیا تھا لیکن اب ہماری اتنی بدنامی ہو چکی ہے اور اس کی وجہ سے ہمیں ہر جگہ اتنی شرمندگی اور ذلت اٹھانی پڑ رہی ہے کہ ہم کہتے ہیں، یہ پیدا نہ ہی ہوتا تو اچھا تھا۔ ہم ایسی اولاد سے بے اولاد ہی بہتر تھے۔ ماں ہے کہ وہ جھولیاں پھیلا کر، ہاتھ اٹھا کر کرلاتی ہے کہ اے مالک کائنات! ہم پر نازل ہونے والی اس مصیبت کو اٹھا لے، ہم مزید دکھ تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ راقم نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا ہے، مگر وہ خاموشی سے ہر بات پر سر ہلاتا جائے گا، میری طرح ہر سمجھانے والا یہی سمجھے گا کہ اس کی باتوں کا اثر ہو رہا ہے، لیکن جونہی ناصح گیا گھر کے برتن فرنیچر سامان ٹوٹنا پھوٹنا شروع ہو گیا، گالی گلوچ، دھینگا مشتی، دنگا فساد اور نہ جانے کیا کیا فتنے جنم لینے لگتے ہیں۔

اس کے والدین نے مجھے اور میری زوجہ محترمہ کو بھی دعا کے لیے کہا، ہم نے بیت اللہ کے سائے میں اور پھر ملتزم پر غلاف کعبہ کو پکڑ کر اس کی بہتری کے لیے دعا کی۔ واپس پاکستان آکر دعا کے اثرات دیکھنے ہم ان کے گھر گئے مگر کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔ محسوس ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید ماں باپ کے گستاخوں کی قسمت میں یہ خوش نصیبی نہیں کہ بیت اللہ کے دروازے پر بھی اور غلاف کعبہ تھام کر مانگی گئی ان کے لیے دعا بھی قبول ہو۔ یہ ان کی بدنصیبی، بدقسمتی اللہ کریم سے دوری کی علامت ہے۔ سچ ہے جو والدین کو تڑپاتا ہے، دنیا کی ہر خوشی اور کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ مالک کائنات بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے، اس کی رحمت اس پر کبھی سایہ فگن نہیں ہوتی......

ان تینوں باپوں نے کہا کہ ہم نے اولاد کی پرورش کی تھی کہ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے لیے بھلائی اور مغفرت و بخشش کا باعث بنے گی، زندگی کی کڑی دھوپ میں چھاؤں اور ٹھنڈے سائے کا باعث بنے گی لیکن ہم تو اب بھی دھوپ میں ہیں' بلکہ اب پہلے سے کڑی اور سخت گرم دھوپ میں جھلس رہے ہیں۔

ایسے بدبختوں، نافرمانوں، ناہنجاروں کو کبھی سکون میسر نہیں ہوتا، تڑپنا، سلگنا، بلکنا، ہمیشہ کے لیے ان کا مقدر ٹھہرتا ہے۔ وہ جیسا سلوک اپنے والدین سے کرتے ہیں ویسا ہی سلوک ان کی اولاد ان سے کرتی ہے۔

اے نوجوانو! یہ والدین آپ کی دنیا میں بھی جنت ہیں اور آخرت میں بھی ...... ان کے کلیجے ٹھنڈے کر کے اپنے رب کو راضی کر لو...... اگر ایسا نہ کر سکے تو تم دنیا کے بدنصیب ترین شخص ہو گے۔ والد کی شان یہ ہے کہ ان کے متعلق سلطان مدینہ، سرور قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا ہے: أنت و مالک للبیک

"تو اور تیرا سب مال اسباب بیوی بچے، سب کے سب تیرے باپ کی ملکیت و جائداد ہیں۔"

اس لیے اپنا سب کچھ اپنے باپ پر نچھاور کر دے، یقیناً تیری اولاد اور آگے ان کی اولاد اپنا سب کچھ تم پر نچھاور کر دے گی۔ تیرے اس طرح کرنے سے تیرا ہی فائدہ ہے کہ یوں اللہ بھی تم سے راضی ہوگا، کامیابی کی صورت میں جنتیں تیرا مقدر ٹھہریں گی اور دنیا میں عزت و احترام، ٹھاٹھ باٹھ، وقار اور دولت سکون تیرا نصیب ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کاری

لاہور کے نواحی علاقہ میں رہنے والا احمد علی چند ماہ قبل ہی سرکاری نوکری سے ریٹائر ہوا تھا، گھر میں مسلسل بیٹھ کر وہ بوریت کا شکار ہوا تو ہوابدلی کے لیے گاؤں میں اپنی زمینوں پر چلا گیا۔ وہاں پندرہ دن گزار کر پھر اکتا گیا۔ بچوں بچیوں کی شادیاں کر کے وہ اپنا یہ فریضہ پورا کر چکا تھا۔ بیوی کو فوت ہوئے بھی پانچ سال ہو چکے تھے۔ گاؤں سے واپس آتے ہی اس نے بیٹوں اور بیٹیوں کو اکٹھا کر کے اپنی زمین اور شہر میں منقولہ وغیر منقولہ تمام جائداد ان میں تقسیم کر دی۔ یہ اس نے صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد آپس میں دست و گریبان نہ ہوں۔ اب اس کے پاس صرف وہ مکان بچا تھا جس میں وہ خود رہتا تھا، جائداد کی تقسیم پر سب بہت خوش تھے۔ سب کو پلاٹ، مکان، جائداد اور نقدی مل گئی تھی۔ سب اپنے مستقبل کے منصوبے بنا کر سنہرے خواب بن رہے تھے۔ اس موقع پر بدقسمتی سے کسی نے بابا کو صرف زبانی بھی اتنا نہ کہا کہ بابا! تم اب اس مکان میں اکیلے رہ گئے ہو، چلو ہمارے پاس ہمارے گھر میں رہو۔ البتہ بابا مہینے میں ایک آدھ دفعہ خود ہی ان کے گھر چکر لگا کر واپس آ جاتا۔

اب بابا کی زندگی میں بہت تبدیلی آ گئی تھی۔ بابا نے ڈاڑھی رکھ لی تھی، پانچ وقت نماز کے علاوہ جمعہ کی نماز بھی باقاعدگی سے پڑھنے لگا تھا، ہر وقت اللہ کا ذکر خاموشی سے کرتا رہتا، محلّہ میں بیماروں کی تیمارداری کرنے چلا جاتا، رفاہ عامہ کے کاموں میں ثواب سمجھ کر بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا۔ اب اپنی مصروفیت کے لیے اس نے مکان کی حویلی میں تعمیراتی سامان،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھٹے، سیڑھیاں، بانس، بالے، ریڑھیاں، بالٹے، کدال، کسیاں وغیرہ رکھ لی تھیں۔ ساتھ ہی شادی بیاہ میں استعمال ہونے والا کچھ سامان مثلاً شامیانے، قناتیں اور برتن وغیرہ بھی تھوڑی مقدار میں رکھ لیے تھے۔ وہ انہیں کرایہ پر دے کر اپنی زندگی کی گاڑی کو چلانے لگا تھا۔

اس نے ایک آدمی کو تنخواہ پر رکھ لیا تھا، جو تمام کام کی نگرانی کرتا اور حساب کتاب رکھتا۔ بابا کا مکان چونکہ محلّہ کے مین روڈ پر تھا اس نے فرنٹ پر ایک چھوٹا سا ہوٹل بنالیا اور دو ملازم رکھ کر اس پر بیٹھنے لگا۔ یوں بابا کی زندگی مصروف ہوگئی اور اپنے غموں، دکھوں اور بیٹوں، بیٹیوں کی بے وفائی کے متعلق سوچ کر دکھی ہونے کا اسے کم ہی موقع ملتا۔

اللہ کریم نے برکت ڈالی، بابا کا یہ چھوٹا سا ہوٹل اور تعمیراتی سامان کا کام بھی چل نکلا۔ خبر اڑتی اڑتی بیٹوں تک پہنچی، دل للچایا تو وہ پھر بابا کے پاس آنے جانے لگے، ہفتہ میں ایک بیٹا ضرور کسی نہ کسی بہانے سے چکر لگا جاتا۔ ہر ایک کا رونا دھونا اس کہانی کے گرد گھومتا تھا کہ اس کے حالات درست نہیں ہیں، اسے سپورٹ اور مدد کی ضرورت ہے۔ پھر آہستہ آہستہ انہوں نے بابا کے مکان پر اپنا حق جتانا شروع کر دیا۔ ہر ایک کا بابا سے علیحدگی میں یہی مطالبہ تھا کہ یہ مکان جس میں بابا رہتا ہے اس کا صحیح حقدار اور مستحق وہ ہے، اس کے حالات بہت تنگدستی کے آئینہ دار ہیں، لہٰذا مکان اسے دیا جائے۔

ایک بیٹے کا مطالبہ تھا کہ اسے بے شک کچھ نہ دیا جائے لیکن مین روڈ سے لگنے والا ہوٹل اسے دے دیا جائے جسے وہ کرایہ پر چڑھا کر یا بیچ کر اپنے حالات درست کر سکے۔ سب سے بڑے بیٹے کی نظر ہوٹل سمیت تمام مکان اور اس کے تعمیراتی وشادی والے سامان پر تھی، وہ اپنے آپ کو اس کا جائز حقدار سمجھتا تھا اور دلیل یہ دیتا تھا کہ بابا کی غیر موجودگی میں میں نے ہی تو ان سب کی نگرانی کی ہے، ان کو پالا ہے، اس لیے اس مکان پر میرا حق ہے۔

بابا پر سب دنیوی رشتوں کی حقیقت واضح ہو چکی تھی، اس نے سمجھ لیا تھا کہ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں، سب مطلب کے یار ہیں۔ اب وہ اس دنیا سے بیزار ہو چکا تھا اور دوسری دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ،جہاں اس کی محبوبہ باوفا بیوی پہلے ہی جا چکی تھی، جانا چاہتا تھا۔ اس نے غریبوں، بیواؤں، یتیموں، حقداروں اور ناداروں کو نہ صرف یہ کہ سامان کا کرایہ معاف کرنا شروع کر دیا یعنی مفت سامان مہیا کرتا، بلکہ کسی یتیم بچی کی شادی میں، یا سکول کالج کے داخلہ میں یا دوا کے لیے اپنی جیب سے پیسے بھی مہیا کرنے لگا۔ ایک دن بڑے بیٹے کو تمام حالات کا علم ہوا تو وہ خوش ہونے کے بجائے بہت غصہ ہوا اور نہایت غصہ کے عالم میں بابا کے پاس آیا اور تمام حالات کی دریافت اور تحقیق کے بعد کہنے لگا: بابا! تم نے بھی حاتم طائی کی قبر پر لات مارنا شروع کی ہوئی ہے، سب کچھ ہی اللوں تللوں میں اڑاتے جا رہے ہو۔ جس بوڑھی نے بھی چار آنسو بہائے اس کی جھولی بھر دی، جس کا خصم مر گیا گھر میں راشن ڈال دیا، اور کسی کو خیال نہیں، اس کے اپنوں کو پروا نہیں، اور تو ہے کہ جو کماتا ہے لٹاتا چلا جا رہا ہے، خیرات بھی کرنی ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق کرو۔ سب کچھ لٹا دو گے تو خود کیا کرو گے، کچھ اپنے لیے بھی بچا لو۔ اپنا ہی خیال کرو اور اپنی جان آسان کرنے کا سامان مہیا رکھو۔ کسی وقت بھی تجھے کچھ ہو جائے تو پھر کیا کرو گے، لہٰذا اپنے لیے بچا کر رکھتے رہو، کبھی کام آئے گا۔

بابا نے جواب میں یہ تو نہ کہا کہ جس کی تم جیسی جوان بال بچوں والی اولاد ہو اس کو کیا غم ...... اندر ہی اندر بابا کو ایک جملہ کھا گیا کہ ...... "بابا! اپنے لیے بھی بچا کر رکھو ...... اپنا خیال کرو، اپنی جان آسان کرنے کا سامان مہیا کرو" بابا نے پکا ارادہ کر لیا کہ اب میں اپنا خیال ضرور رکھوں گا ...... اپنے لیے ضرور بچاؤں گا ...... بیٹے کے جانے کے بعد بابا نے پہلے سے بھی زیادہ خیرات وصدقہ کرنا شروع کر دیا، کسی فقیر اور حاجت مند کو خالی واپس نہ جانے دیتا۔

ایک دن بابا جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد گیا تو خطبہ میں خطیب عالم دین بتا رہا تھا کہ یہ دنیا دارالعمل عمل کرنے، کام کرنے، مزدوری کرنے کی جگہ ہے، جبکہ آخرت دارالجزاء اس مزدوری کا بدلہ ملنے کی جگہ ہے۔ وہ بتا رہا تھا کہ اس دنیا میں آدمی کا کچھ نہیں، صرف وہی اپنا ہے جو اس نے اپنے ہاتھوں سے نکال کر خرچ کر دیا، اللہ کو خوش کرنے کے لیے کسی ایسے کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لگا دیا جو اس کے لیے صدقہ جاریہ بن سکے، وہی اس کا اپنا ہے جو دنیا کے کتوں کی جھپٹ سے بچا کر اللہ کے بنک میں سیونگ اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا۔ یہ ایسی سرمایہ کاری ہے جس میں نقصان کا سوچنا ہی گناہ ہے، بلکہ نفع ہی نفع ہے، دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی......

خطیب کہہ رہا تھا: اے لوگو!...... اللہ تعالیٰ کی محبوب اس سکیم میں سرمایہ لگائیے اور منافع کمائیے۔ خطبہ جمعہ سننے کے بعد بابا مسلسل سوچ وفکر میں مبتلا رہا کہ اس کا بیٹا بھی کہہ رہا ہے کہ بابا! اپنے لیے کچھ بچا لو، یہ عالم بھی یہی کہہ رہا ہے کہ اپنے لیے کچھ بچا لو...... اور یہ سرمایہ کاری کے لیے کہہ رہا ہے...... میں سرمایہ کاری کیا کروں' میرے پاس ایک مکان ہی تو ہے، اس سے کیا سرمایہ کاری ہوگی؟ اب اس کے پاس بچا ہی کیا تھا، سب کچھ تو اولاد کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ ایک ہفتہ اسی سرمایہ کاری کی فکر میں الجھا رہا، ہر وقت سوچتا رہتا۔ دیکھنے والے لوگ بھی کہتے: بابا! کیا بات ہے، ہر وقت الجھے الجھے رہتے ہو؟ بابا خاموش رہتا۔ آخر ایک دن بابا نے ایک اٹل فیصلہ کر ہی لیا اور اس پر عمل درآمد کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔

ایک دن سب نے بابا کو بہت مطمئن و پرسکون ہنستے مسکراتے باتیں کرتے دیکھا، سب محبت کرنے والے لوگ خوش تھے کہ اتنے دن بعد بابا خوش نظر آیا ہے۔ ایک رازدان دوست نے وجہ پوچھی تو ہنس کر صرف اتنا کہا کہ بھئی میں نے ایک بہت بڑی سکیم میں اپنا تمام سرمایہ لگا دیا ہے، مجھے علم ہے کہ سرمایہ ڈوبے گا نہیں بلکہ نفع ہی نفع آئے گا۔ دوست نے پوچھا کہاں سرمایہ کاری کی ہے اور کس پارٹی کے ساتھ کی ہے؟ کچھ ہمیں بھی بتاؤ۔ اگر نقصان کا اندیشہ ہوا تو تمہیں بچانے کی تدبیر کریں۔ بابا نے مسکرا کر کہا: ابھی کچھ نہیں کہوں گا، جب اس سرمایہ دار کمپنی کا منصوبہ مکمل ہوگا تو سب کو خود بخود پتہ چل جائے گا۔ جب تجوریاں بھر بھر کر منافع آئے گا تو کون ہوگا جو لاعلم رہ سکے گا۔ یہ بات اڑتی اڑتی بابا کے بیٹوں تک بھی پہنچی وہ بھی بہت خوش تھے کہ بابا نے کہیں لمبا ہاتھ مارا ہے، خوب منافع ہوگا۔ بابا تو چند دن کا مہمان ہے، پھر ہم ہی وارث ہوں گے۔ بڑا بیٹا کہتا یہ سب اس کے سمجھانے پر ہوا ہے۔ اب بیٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقاعدگی سے باپ کے گھر کے چکر پہ چکر لگانے لگے جبکہ بابا جی اللہ کے گھر کے چکر لگانے لگے۔ جب بھی پوچھیں تو بابا جی بتائیں مسجد کی طرف جا رہا ہوں، مسجد سے آ رہا ہوں۔ بیٹے آپس میں کہتے: بابا اللہ لوک ہو گیا ہے، بابا کے آخری دن ہیں اسی لیے نمازوں کی طرف دھیان رہتا ہے۔

ایک دن اچانک محلے کی مسجدوں سے پکار سنائی دی: بابا احمد علی صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں، ان کا جنازہ ان کے پرانے مکان سے دو بجے اٹھے گا۔ بیٹے، بیٹیاں اور عزیز واقارب، محلّہ داروں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں، طالب علموں، جوان بیٹیوں نے آنسوؤں کی رم جھم بارش میں بابا کو دفنا دیا...... بابا کو دفنائے دوسرا ہی دن تھا کہ بیٹے بابا کے جاننے والے دوستوں سے اس پارٹی کا سراغ لگا رہے تھے جس کے ساتھ مل کر بابا نے سرمایہ کاری کی تھی اور سرمایہ کاری بھی چھوٹی موٹی نہیں، وسیع پیمانے پر تھی۔ ان کا گمان تھا کہ بابا نے بنک میں جمع اپنا پورا بیلنس اولاد کے درمیان تقسیم نہیں کیا، اس لیے وہ بھی اس سرمایہ کاری میں لگا دیا ہو گا۔ خوب چھان پھٹک اور تحقیق و تفتیش کے باوجود سرمایہ کار پارٹی کا سراغ نہ مل سکا۔ بیٹے دبے دبے لفظوں میں کہہ رہے تھے: بابا نے کتنی بڑی بے وقوفی کی ہے، نہ لکھت پڑھت، نہ کوئی ڈاکومنٹ، نہ ایگری منٹ اور معاہدہ کے کاغذات بنائے اور سرمایہ جھونک دیا۔ کچھ لوگ کہنے لگے: جی پرانے لوگ سادہ دل ہوتے ہیں، زبان پر ہی اعتماد کر لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے بابا نے بھی ایسا ہی کیا ہو۔ بڑا بیٹا گرج کر بولا: یہ کوئی عقلمندی ہے، آج کل تو لوگ کاغذات پر دستخط کر کے سرکاری تصدیقی مہریں لگوا کر بھی منحرف ہو جاتے ہیں، دوسری بیوقوفی یہ کہ بابا نے کسی ایک کو بھی پارٹی کا نام نہیں بتایا۔

اسی طرح تیسرا دن آ گیا لیکن سرمایہ کار پارٹی کا علم نہ ہو سکا۔ تمام بیٹے سراغ رساں کتوں کی طرح مختلف متوقع جگہوں پر سرمایہ کاری کی بو سونگھ رہے تھے لیکن ابھی تک ناکامی ہی ناکامی تھی۔ تھک ہار کر سب تعزیتی چٹائی پر سر جھکائے بیٹھے تھے کہ علاقہ کے کچھ معزز لوگ آ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ گئے، تعزیت کرنے کے بعد ایک معزز آدمی نے بیٹوں سے کہا: حاجی صاحب کو دل کا دورہ اچانک پڑا اور وہ چل بسے، ان کے جانے کے بعد ہماری خواہش ہے کہ وہ کام اب آپ لوگ خود اپنی نگرانی میں کروائیں جو وہ دن رات پوری توجہ صرف کر کے کروا رہے تھے۔

بیٹوں کے منہ سے اچانک نکلا: کون سا کام؟

انہوں نے کہا: آپ کو علم ہوگا کہ وہ تعمیرات کا کام اپنی نگرانی میں کروا رہے تھے، سب نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا کہ لو پارٹی خود چل کر ہمارے پاس آ گئی اور اب ان تعمیرات کے مالک ہم ہی ہوں گے۔

پھر وہ بے چینی اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے عالم میں گویا ہوئے: کیوں نہیں، ہمارا کام ہے، ہم نہیں نگرانی کریں گے تو اور کون کرے گا؟

پھر چند لمحے خاموشی کے بعد بڑے بھائی نے کہا: لیکن معذرت کے ساتھ عرض کریں گے کہ ہمیں تعمیرات کا علم نہیں، ہم چونکہ دور رہتے ہیں اس لیے وہ ہمیں کچھ بتا نہیں سکے، کچھ تفصیلات بتائیں، ہمیں صرف اتنا پتہ ہے کہ وہ بہت بڑی سرمایہ کاری کر چکے ہیں۔

ایک عالم دین آگے بڑھا اور بولا: جناب! یہ تعمیرات ایک مسجد اور بچیوں کے مدرسہ کی بلڈنگ پر مشتمل ہیں، حاجی صاحب نے دونوں کی تعمیر کا ذمہ اپنے سر لیا تھا اور اپنے خرچہ سے اپنی نگرانی میں ان کی تعمیر کروا رہے تھے، یہ منصوبہ آدھا مکمل ہو چکا ہے، آدھا باقی ہے، لیکن اس دوران میں ہی اللہ کریم کی جانب سے بلاوا آ گیا اور وہ اپنے رب کے پاس جا پہنچے' اللہ ان کی مغفرت کرے۔ آمین!

سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، بے اختیار بڑے بیٹے نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا: لیکن ان کے پاس اتنا سرمایہ آیا کہاں سے؟ یہ سن کر عالم دین دوبارہ بولا: شاید آپ کو علم نہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں یہ ہوٹل اور مکان فروخت کر دیا ہے۔

خریدنے والی پارٹی سے کاغذات مکمل کرنے کے بعد آدھی رقم ایڈوانس لی تھی، اسی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد و مدرسہ کی بلڈنگیں تیار ہو رہی ہیں اور خریدنے والی پارٹی سے حاجی صاحب نے درخواست کی تھی کہ کاغذات تو آپ کے نام کر دیے ہیں لیکن میری زندگی کے جو چند دن باقی ہیں وہ مجھے یہیں گزارنے دیں، میرے مرنے کے بعد مکان کا قبضہ لے لینا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے: یہ میں نے اپنے پیارے کے ساتھ سرمایہ کاری کی ہے۔ اللہ ان کو جنت میں محل کی صورت میں اس کا بدلہ دے۔ پھر ساتھ ہی اس نے رجسٹری کے کاغذات سامنے کر دیئے۔ سب نے بے یقینی سے چیک کیے، دستخط حاجی صاحب کے ہی تھے۔ اب وہاں مکمل خاموشی تھی، سب کے ہونٹوں پر جیسے خاموشی کے تالے لگ گئے ہوں...... سب بٹر بٹر ایک دوسرے کو دیکھتے چلے جا رہے تھے، چہرے لٹکے، انگلیاں چٹختے جا رہے تھے، کافی دیر خاموشی کے بعد سب سے بڑا بیٹا کہنے لگا: آپ کو علم ہے ہم نوکری کرنے والے لوگ ہیں، ہمیں چھٹیاں نہیں ملیں گی، اس لیے تعمیرات کی نگرانی آپ میں سے کوئی فرد کر لے۔ ہم ہوٹل اور تعمیراتی اور شادی کا سامان کل شام تک سمیٹ کر چلے جائیں گے۔ "لیکن یہ تمام اثاثہ تو حاجی صاحب مسجد کے نام کر چکے ہیں، ان کی نیت تھی کہ اس کی آمدن سے مسجد کسی حد تک خود کفیل ہو جائے گی۔" عالم دین بولا:

اچھا!...... سب کے منہ سے یک لخت نکلا...... تو پھر اس سرمایہ کاری میں ہمارا تو کچھ حصہ نہیں...... سب سے چھوٹی بہن نے فقط اتنا کہا کہ ہم تو اپنا حصہ ان کی زندگی میں ہی لے چکے ہیں، جس پر سب اس کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگے۔

آخر انہوں نے فیصلہ سنا دیا کہ یہ سب کام آپ ہی کریں، ہم آج شام ہی واپس اپنے گھروں کو جا رہے ہیں، اس لیے کہ ہمارے کام تین دن سے رکے ہوئے ہیں۔ شام کو سب پرندوں کی طرح پردیسی درخت سے اڑ گئے۔ آج مسجد آباد ہے، قرآن کے علم کا نور روشن ہے اور سرمایہ کاری کا خوب نفع اور فائدہ ہو رہا ہے...... حاجی صاحب کو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ وہ مصروف ہیں

میرے سامنے کھڑی نحیف و لاغر، کمزور و ناتواں بوڑھی اماں غیر محسوس انداز میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ اپنی کپکپاہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اور پریشانی کے عالم میں بیقراری اور بے صبری سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ایک جوان لڑکی میک اپ سے اٹی بھڑ کیلے لباس میں ملبوس کھڑی تھی۔ اندھیرے اور اس ویران بس سٹاپ پر کوئی بشر موجود نہ تھا، سوائے چار ٹیکسی والوں کے۔ شکل سے اوباش نظر آنے والے تین نوجوان ان کے اردگرد چکر کاٹ رہے تھے۔

میں یہاں راولپنڈی میں قرآن وسنت کے حامل اور جنات و جادو کا شکار ہونے والے لوگوں کے روحانی معالج محترم اقبال سلفی صاحب کو ملنے کے لیے آیا تھا۔ اب ایک عمر رسیدہ ٹیکسی ڈرائیور سے ان کے گھر جانے کے لیے کرایہ طے کر رہا تھا۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور سے درخواست کی: چاچا جان! مہربانی کر کے ان خواتین کا مسئلہ دریافت کریں۔ اگر ان کو کوئی پریشانی لاحق ہو تو رفع کر سکیں۔ آپ کو ثواب ہوگا، کیونکہ میں کسی حد تک اندازہ لگا چکا ہوں کہ مسئلہ کیا ہے، آپ کے ذریعہ سے تصدیق ہو جائے گی۔ وہ گیا اور اماں جان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اماں جان! آپ مجھے اپنا بیٹا سمجھیں، آپ اتنی دیر سے یہاں پریشان کیوں کھڑی ہیں؟ آپ کو کہاں جانا ہے؟ میں آپ کو بحفاظت وہاں پہنچا دوں گا۔ اماں جو سردی کے بجائے کسی انجانے خوف کی وجہ سے کانپ رہی تھی، دو منٹ تک کوئی جواب نہ دے سکی پھر اصرار کرنے پر بتانے لگی: بیٹا! ہم گوجر خان سے آئی ہیں۔ بس سے اتر کر ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹیکسی کروا کر اپنی بیٹی کے پاس فلاں کالونی میں جارہی تھیں کہ غلطی سے یہاں اتر گئیں، تھوڑی دیر بعد ہی ہمیں ٹیکسی والوں سے پتہ چلا کہ ہمارا سٹاپ تو ابھی بہت آگے ہے۔ ایک تو ہمارے پاس اتنا کرایہ نہیں کہ ہم ٹیکسی پر جاسکیں، دوسرا بس نہیں آرہی اور یہ بدمعاش لڑکے پچھلے بس سٹاپ سے ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ٹیکسی کروا کر ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں پریشان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں، کار میں بیٹھ جائیں ہم آپ کو چھوڑ آتے ہیں۔ جب ڈرائیور نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں، میں آپ کو آپ کے ایڈریس تک پہنچا دیتا ہوں، کرایہ جتنا آپ کے پاس ہے وہی دے دیں، بڑی مشکل سے بوڑھی اماں اس پر آمادہ ہوئی لیکن لڑکی نے سختی سے اماں کو بھی روک دیا اور کہا کہ آپ جائیں ،ہم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتے۔

یہ ڈرائیور میرے پاس آیا اور سارا ماجرا سنانے کے بعد کہنے لگا: ان لڑکوں نے ان کو کار میں اغوا کر کے لے جانا ہے، راستے میں بوڑھی اماں کو چلتی گاڑی سے دھکا دے کر نیچے گرا دیں گے اور لڑکی کو لے اڑیں گے۔ یہ اوباش لڑکے مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے ہیں گویا میں کباب میں ہڈی بن رہا ہوں اور لڑنے پر آمادہ نظر آرہے ہیں، میں نے کہا: پولیس کو فون کریں؟ کہنے لگا: نہیں، یہ سب ٹیکسی ڈرائیور مجھے جانتے ہیں اور ہمارا ساتھ دیں گے، ہم راڈ مار مار کر ان کا بھرکس نکال دیں گے۔

میں موقع کی نزاکت کو دیکھ کر آگے بڑھا اور غصے سے اماں جان سے کہا: آپ عمر رسیدہ ہیں، آپ کی عقل نے اتنا بھی کام نہ کیا کہ ہمیں کسی محرم مرد کے ساتھ سفر کرنا چاہیے۔ کہنے لگی: وہ سب اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں، ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہمارے ساتھ آسکیں، میں نے لڑکی کو مخاطب کر کے کہا: پاگل لڑکی! لگتا ہے تجھے عقل ابھی تک آئی ہی نہیں، تم سولہ سنگار کر کے، بن سنور کر، بے پردہ ہو کر یہاں بازار میں آن کھڑی ہوئی ہو، اب فتنے نہیں اٹھیں گے تو اور کیا ہوگا، جن کو دکھانے کے لیے یہ سب کر کے آئی ہو اب ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلوک برداشت کرو، اگر ٹوپی برقع پہن کر کے آتی تو کسی نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا تھا کہ کوئی بوڑھی اماں جا رہی ہے، اگر اللہ نے تجھے خوبصورتی دی ہے تو تم سجدے میں سر رکھ کر اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے رب ذوالجلال کی حدوں کو توڑ رہی ہو، اپنی عصمت وعفت کی خود ہی دشمن بنی ہوئی ہو، تجھ سے بڑا احمق و بیوقوف کون ہوگا۔ لڑکی نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں اور یوں گویا ہوئی: آپ کی باتیں مجھے ایک بڑے اور غیرت مند بھائی کی ڈانٹ لگ رہی ہیں، مجھے غصہ بالکل نہیں بلکہ خوشی ہو رہی ہے کہ کوئی ہمیں اس طرح سمجھانے والا بھائی ہے۔ لیکن کیا کریں بھائی جان! ہمیں ہمارے بھائیوں نے نہ ایسی باتیں بتائی ہیں اور نہ تربیت کی ہے، ہم تو شروع سے ایسا ہی کرتے چلے آرہے ہیں، ہمارے ہاں نہ صرف یہ کہ برقع پہنا نہیں جاتا بلکہ اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ میں نے کہا: بے دین، بے حمیت، بے غیرت اور دیوث لوگوں کی یہی ایک نشانی ہے کہ اللہ اور رسول رحمت کے فرامین واحکام پر عمل کرنا اپنے معاشرتی وقار اور سٹیٹس میں کمی آنے کا باعث سمجھتے ہیں، میری بہن! آپ اللہ کی بندی بن کر سیدہ عائشہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نمونہ بنیں، عفت وعصمت کی خوگر اور شرم وحیا کا پیکر بنیں، نہ کہ شیطان کی آلہ کار و پیروکار۔

اس دوران میں اوباش لڑکے ہمیں کھا جانے والی نظروں سے مسلسل دیکھتے جا رہے تھے، ان کو ٹیکسی میں بٹھا کر میں نے ڈرائیور کو اپنا فون نمبر دیا اور کہا: چاچا جان! ان کو گھر پہنچا کر ان کے گھر والوں سے میری بات کروانی ہے اور واپس آکر آپ نے مجھے بھی اقبال سلفی صاحب کے گھر پہنچانا ہے، اب اللہ کا نام لے کر جائیں۔

آدھا گھنٹا گزر گیا تو میرے فون پر بیل ہوئی، دوسری طرف ڈرائیور لڑکی کے بہنوئی سے بات کروا رہا تھا، یہ بھائی شکریہ ادا کر رہا تھا اور بتا رہا تھا کہ میری ساس اور بہن صحیح سلامت گھر پہنچ گئی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فون میں سسکیوں، آہوں اور رونے کی آوازیں بھی آرہی تھیں، میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھا: چچا جان! جلدی واپس آئیں اور بتائیں یہ رونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دھونا کیسا ہے؟ وہ کہنے لگا: پترا! بچی اپنی بہن کے سینے سے لگی رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ آج میں نے لٹ جانا تھا، یا ہمیشہ کے لیے آپ سے جدا ہو کر کہیں سے کہیں چلے جانا تھا، اگر زندہ رہ کر آپ کے پاس واپس پہنچ بھی جاتی تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتی، آج بڑی مشکل سے میں درندوں کے چنگل سے بچ کر آئی ہوں، یہی باتیں کرتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی جارہی ہے اور سب اسے تسلیاں دے رہے ہیں۔

پھر ٹیکسی ڈرائیور واپس آیا اور مجھے سلفی صاحب کے گھر واقع گلستان کالونی چھوڑ کر گیا۔ اس نے راستہ میں بتایا کہ جب انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔لڑکے اپنی کار میں ہمارا تعاقب کر رہے تھے کہ اچانک سامنے سے پولیس کی پٹرولنگ پارٹی آگئی، اسے دیکھتے ہی انہوں نے اپنا راستہ بدل لیا اور ہم مختلف ٹیڑھے میڑھے راستوں پر مڑتے مڑاتے اپنی منزل تک پہنچ گئے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آئے دن اخبارات کی چیختی چنگھاڑتی سرخیاں بتا رہی ہوتی ہیں کہ فلاں سٹاپ سے، فلاں مقام سے، فلاں اڈے سے، فلاں بازار سے اتنی لڑکیاں اٹھالی گئیں، اغوا کرلی گئیں، اس کی وجہ صرف ایک ہے کہ جب ہم فرمان مصطفی ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کی سزا ہمیں ایسی صورتوں میں ملتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ))

''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

کیا ان اٹھائی جانے والی یا اغوا کی جانے والی یا عصمت لوٹ لی جانے والی بچیوں کے محرم، مرد زندہ نہیں ہوتے؟؟!!!...... ہوتے ہیں...... ضرور ہوتے ہیں لیکن...... وہ مصروف ہوتے ہیں اپنے کاموں میں...... اپنے دھندوں میں...... ان کے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہن، بیٹی...... کی حفاظت کے لیے ان کے ساتھ سفر پر جاسکیں، انھیں خود لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور واپس لائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو بہت ساری معاشرتی برائیوں اور جرائم کا خاتمہ ہو جائے۔ مرد و زن کے خفیہ یارانوں کا جس کی قرآن نے سختی سے مذمت کی ہے، وجود مٹ جائے۔ لیکن وہ کرتے کیا ہیں؟...... کسی بوڑھی اماں کو ساتھ بھیج دیتے ہیں، وہ نہ تو محرم بن سکتی ہے...... بلکہ کمزور ہونے کی وجہ سے نہ اپنا دفاع کر سکتی ہے نہ دوسرے کا۔ ایسے لوگوں نے عورت کو خدا کی گائے سمجھ رکھا ہے کہ جدھر چاہا ہانک دیا کہ جاؤ خود چلی جاؤ...... اس کی کوئی اہمیت اور قدر و قیمت نہیں کہ اس کی حفاظت کی جا سکے۔ ان بیچاریوں کو بھی ان کا حکم ماننا پڑتا ہے اس لیے کہ یہ ان بے چاریوں کو دو وقت کی روٹی جو دیتے ہیں، سونے کے لیے چھت مہیا کرتے ہیں۔

کچھ لوگ تو ہوائی سفر میں اپنی بیٹیوں کو غیر محرم کے ساتھ سفر کروا دیتے ہیں کہ طیارہ اترنے پر محرم اسے وصول کر لے گا۔ وہ اس جرم کو ہلکا سمجھتے ہیں جبکہ یہ بہت خطرناک ہے، اس میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط ہوتا ہے اور نہ جانے اس کو کس مرد کی آغوش میں سیٹ دے کر بٹھا دیا جائے۔ ایسا ہی ایک ناخوشگوار واقعہ دیکھنے میں آچکا ہے، ایک بھائی نے دوست سے کہا: میری بیوی کے ساتھ کوئی نہیں، تم اسے پاکستان سے واپسی پر جہاز پر سوار کرا کے لیتے آنا۔ چونکہ تم نے میرے شہر میں ہی آنا ہے اس لیے یہاں میں اسے وصول کر لوں گا۔ اللہ جانے کیا ہوا، مقررہ تاریخ تک پہنچنے کے بجائے وہ ایک یا دو دن لیٹ ہو گئے۔ پہنچنے پر دوست نے تلخ کلامی کی کہ تم نے میری بیوی کو روکے کیوں رکھا، فوری کیوں نہ پہنچے؟ اس نے کوئی بہانہ نہ سنا اور اپنی بیوی کو بدکار قرار دے کر طلاق دے دی۔ طیارے پر لانے والے نے فوراً اسے قبول کر لیا، اس کی بیگم کو جب پتہ چلا تو اس نے کہا: میں اس بدکردار عورت کو سوکن کے روپ میں کبھی برداشت نہ کروں گی، مرد نے غصے میں آکر اسے طلاق دے دی اور نئی بیگم کے ساتھ رہنے لگا۔ فتنہ اور بڑھا، یہ مطلقہ عورت اس آدمی کے پاس چلی گئی کہ جس نے اس کے خاوند کو اپنی بیوی پاکستان سے لانے کے لیے ذمہ داری سونپی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی، اور کہنے لگی: اس نے تمھاری بیوی چھین لی ہے اور مجھے طلاق دے دی ہے میں تمھارے لیے حاضر ہوں۔ اس دوست نے انتقام لینے کے لیے اس کی بیوی سے نکاح کرلیا اور اس کے بچوں پر قبضہ کرلیا۔ اب وہ شخص بچوں کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ترستا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں سوائے حسرتوں کے۔

① اب بھی لوگ ٹریول ایجنسیوں کے دفتروں میں جاتے ہیں کہ ہماری بیٹی نے عمرہ کرنا ہے، یا اپنے خاوند کے پاس پہنچنا ہے، اسے کسی کے ساتھ بھیج دیں۔

② جاہل لوگ ہسپتال میں کسی مریض کے پاس مستقل طور پر کسی جوان بچی کو اکیلا اور تن تنہا چھوڑ دیتے ہیں، جس کی ذمہ داری اس کی دیکھ بھال کرنا ٹھہرتی ہے، لیکن اس کی حفاظت کون کرے گا!؟ اس لیے کہ اسے محرم کے بغیر رہنا ہوگا جو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

③ کتنی ہی عورتوں کو مرد کہتے ہیں: ہمارے پاس وقت نہیں، خود ہی جا کر مطلوبہ چیزیں خرید لانا اور یوں وہ شہر کے اندر 20,20 یا 25,25 کلو میٹر سفر کر کے دوسری جگہ خریداری کرنے پہنچ جاتی ہیں اور اسے معمول کا کام اور گھر کے قریب بازار سے شاپنگ کرنا تصور کرتی ہیں۔

عمر رسیدہ خواتین جن سے فتنے کا ڈر نہ ہو وہ دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لیے مختلف جگہوں پر جاتی ہیں یا جہاز میں تمام حفاظتی تدابیر اختیار کرنے اور اپنی سیٹ کسی خاتون کے ساتھ یقینی بنانے کے بعد نیک متقی خواتین کے غیر محرموں کے ساتھ سفر کی اجازت ملتی ہے۔

اے غیور باپو اور بھائیو!...... کیا آپ اپنی بہن کو میکے یا سسرال بغیر محرم کے روانہ نہیں کر دیتے کہ خود ہی جاؤ اور واپس چلی آؤ، یا دیور کے ساتھ کہ جس کو آقائے دو جہاں خاتم النبیین نے بھابھی کے لیے موت قرار دیا ہے یعنی فرمایا ہے کہ جیسے موت سے بچا جاتا ہے اور خوف کھا کر بھاگا جاتا ہے ایسے ہی بھابھی کو دیور سے بھاگنا چاہیے، پردہ کرنا چاہیے۔ بہرحال جب وہ گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہیں تو راستے میں ان بیچاریوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے، انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کن اذیت ناک مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، کتنی شرمندگی اور پریشانی اٹھانا پڑتی ہے، کبھی آپ نے اس کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے، وہ تو عورت ذات ہیں، اپنے منہ سے تو آپ کو کبھی نہ بتائیں گی کہ شرم و حیا آڑے آتی ہے، آپ رسول رحمت کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے خود ان کے محافظ نگران قوام و حاکم بن کر ان کے ساتھ کیوں نہیں جاتے؟ صرف اس لیے کہ آپ بہت مصروف ہیں، ایسی مصروفیت جو غیرت کا جنازہ نکلنے کا باعث بن جائے مصروفیت نہیں دیوثیت ہے کہ جس کے نتیجے میں گبھرو جوان بھائیوں کی بہنیں بس سٹاپوں اور لاری اڈوں میں دھکے کھاتی پھریں اور بدکردار لوگوں کی بھوکی ہوس بھری نظروں اور طرز عمل کا شکار ہوکر شرم سے مرتی پھریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا نگران مسئول و محافظ بنایا ہے لہٰذا سفر میں محرم کو رحمت و شفقت کی چھتری بن کر ان کے سر پہ سایہ فگن رہنا چاہیے، ان کو اکیلا چھوڑنے پر آپ کو رسول رحمت کا یہ فرمان عالیشان بھی یاد رہنا چاہیے، فرمایا:

”کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوتا مگر شیطان ان میں تیسرا آ شامل ہوتا ہے۔“

اس لیے سفر پر بھیجتے وقت اپنی بہنوں کو شیطانوں سے بچاؤ، ان کے ساتھ خود جاؤ اور خود ان کو واپس لاؤ...... رہی آپ کی مصروفیت...... تو اس پر لعنت بھیجو...... کہ یہ تو مرتے دم تک ختم نہیں ہوتی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کلی

اتوار کے روز آؤٹ فال روڈ نزد بھاٹی گیٹ لاہور کی شاہراہ پر لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ کچھ لوگ سڑک پر کھڑے تھے اور کچھ اپنی موٹر سائیکلوں اور کاروں میں بیٹھے بیٹھے نظارہ کرنے میں مصروف تھے۔ دور سے جب میں نے یہ جمگھٹا دیکھا تو دریافت احوال کے لیے اپنی موٹر سائیکل کا رخ ادھر کر دیا۔ قریب پہنچ کر جو خونی منظر میری آنکھوں نے دیکھا، اس نے میرے دل و دماغ میں وہ سوال دوبارہ تازہ کر دیا کہ جس کو میں آج تک پوری کوشش کے باوجود حل نہ کر سکا تھا۔ اس سوال کا دھندلا سا خاکہ کچھ یوں ہے کہ ''ماں'' کیا ہے؟......

''ماں'' کی محبتوں، وارفتگیوں، وفاؤں، قربانیوں، مہر و وفا کے جذبوں اور لاڈ پیار کے طوفانوں کی موجوں کو کسی پیمانے کے تحت محدود و متعین کیا جا سکتا ہے؟ ان کو ناپا یا شمار کیا جا سکتا ہے کہ کتنا پیار کرتی ہے ایک ماں اپنی اولاد سے؟ اپنی اولاد کے لیے کس حد تک دور جا سکتی ہے...... یقیناً ماں ایک پیار و محبت کا چشمہ ہے...... موجوں کی روانی ہے...... مترنم و جاں پرسوز ...... روح پرور ...... دل گداز، صاف شفاف آبشار ہے ...... مشرق سے مغرب ...... جنوب سے شمال اور پھر حد افلاک تک کی وسعتوں سے زیادہ کشادہ و وسیع دل کی مالک ہے۔ شبنم ہے جو دکھوں، تکلیفوں اور آفات و مصائب سے سلگتے دلوں پر ٹھنڈک کی بوندیں بن کر برستی ہے۔ اپنا وجود ختم کر دیتی ہے جبکہ اپنی کوکھ میں پلنے والی یا پروان چڑھ چکی اپنی جگر کی بوٹیوں کو ہمیشہ کے لیے آب حیات پلا کر زندگی بخشتی ہے۔ آخر ماں اپنے جگر کے ٹکڑوں کے لیے کس حد تک قربانی و محبت اور لاڈ پیار کی بارش برسا سکتی ہے۔ ایسے ایسے حیران کن مناظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے کو ملتے ہیں کہ بے اختیار حیرانی سے منہ سے نکل جاتا ہے کہ ماں تو کس قدر عظیم ہے!!؟

میری آنکھوں کے سامنے آج پھر ایک ایسا ہی منظر بپا تھا کہ یہ سوال پھر ابھر کر دل و دماغ کے نہاں خانوں میں سما گیا۔ سامنے دو کاریں آپس میں ٹکرا کر ٹوٹی پھوٹی کھڑی تھیں، ایک کے سوار حضرات غائب، جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بوڑھا پریشانی کے عالم میں بیٹھا پچھلی سیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سیٹ پر خون ہی خون بکھرا تھا۔ ایک بہن بے سدھ پڑی تھی، اسکے سر اور ناک سے مسلسل خون کا فوارہ ابل رہا تھا، ایک آدمی ایک کپڑے سے اس کے سر کو دبا کر خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پہلی نظر میں یہی محسوس ہو رہا تھا کہ یہ بہن اللہ کو پیاری ہو چکی ہے۔ چوٹ دماغ پر گہری اور شدید لگ چکی ہے۔ ڈرائیور مسلسل سوالیہ نظروں سے دوسرے آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اب کیا کریں؟ کہاں جائیں؟؟ اچانک بہن کی گردن نے خفیف سی حرکت کی ...... تو پتا چلا کہ ...... نہیں، ابھی زندگی کی رمق باقی ہے، حرکت اس لیے کی کہ خون بہنے کی بنا پر منہ خون سے بھر چکا تھا، ناک اور آنکھوں پر کپڑا دبا کر رکھا گیا تھا۔ منہ خون سے بھرنے کی بنا پر جب سانس کی آمد و رفت رکنے لگی تو اس زخمی بہن نے ہونٹوں اور زبان کو ہلکی سی حرکت دے کر خون منہ سے باہر نکالنے کی کوشش کی' تاکہ سانس آ جا سکے، جس سے پتا چلا کہ وہ ابھی زندہ ہے، البتہ اس پر مدہوشی اور بے ہوشی چھا چکی تھی، اللہ جانے موت کی بے ہوشی تھی یا جان کنی کا عالم تھا......

اچانک پیچھے بیٹھا آدمی چلایا: بابا جی! میو ہسپتال کو دوڑاؤ گاڑی کو، وقت بہت کم ہے، بابا کو جیسے ہوش آ گیا ہو، فوری گاڑی اسٹارٹ کی، ہارن دینے لگا، تماشا دیکھتے لوگ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے، میں نے جان کنی کے عالم میں مبتلا مدہوش اور بے ہوش بہن کو آگے بڑھ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا...... اس کی گود میں ایک ننھا منا پیارا سا خوف زدہ سہما ہوا پھول ہمک اور مہک رہا تھا، جس کو اس نے کمال وارفتگی اور دیوانگی سے اپنے سینے سے چمٹا رکھا تھا۔ اس کٹے پھٹے سر اور چہرے اور بہتے لہو، طاری ہونے والی مدہوشی اور تکلیف کی اسے ذرہ بھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروا نہ تھی۔ اس عالم میں بھی اسے پروا تھی تو اپنے اس بچے کی ...... جس کو اس نے پوری قوت سے اپنے سینے سے ایسے چمٹایا ہوا تھا کہ اگر چھوڑا تو کوئی چھین کر لے جائے گا۔ اس کی گرفت ڈھیلی نہ ہو رہی تھی۔ آدمی نے ایک دفعہ بچہ کو ماں سے جدا کرنے کی بھی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس لیے کہ بچہ بہتے خون کے دھارے میں نہاتا چلا جا رہا تھا؟

میں اس عظیم ممتا، اس مجروح بہن کی کوکھ میں مہکتا محفوظ پھول دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ اسے ایسی جان لیوا ساعتوں میں، زندگی کے آخری مراحل میں...... موت کی غشیوں میں...... مدہوشی و بے ہوشی میں...... جان فروشیوں اور قربان ہو جانے کا جذبہ کون دے گیا ہے۔ کون اسے خود کو مٹا کر دوسروں کو بنانے کا درس دے گیا ہے؟؟ وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟؟

ماں سے بچے کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی ...... یہ سچ ہے لیکن...... لیکن...... کیا...... لیکن کچھ مائیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو ان کو عارضی زندگی کی خوشیوں کی دولت دے کر ہمیشہ نہ ختم ہونے والی حقیقی و یقینی خوشیوں کی متاع ان سے چھین لیتی ہیں' یہ نادان مائیں...... ہمارے معاشرے میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ میں ان کو ''نادان'' ہی کہوں گا۔ اس لیے کہ اگر انہیں علم ہو جائے کہ جس محبت و غفلت کا مظاہرہ یہاں کر رہی ہیں، یہ ان کے بچوں کے آگ میں جلنے کا باعث بنے گا، تو وہ کبھی ایسی محبت نہ کریں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ کون سی محبت ہے جو ماں، بچوں بچیوں سے کرتی ہے کہ وہ آگ میں جھلسا دیتی ہے۔

تو پیارے قارئین! اس محبت کے مظاہرے اور مشاہدات ہماری روزمرہ زندگی میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شادی بیاہ اور سوگ کی مجالس ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔ خاص طور پر شادی کے مواقع پر کتنی ہی نادان بہنیں اپنی جوان بیٹیوں کو سجا سنوار کر، شرعی تقاضوں سے بغاوت پر مبنی ملبوسات پہنا کر، بے حجابی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخلوط تقریبات میں شریک ہوتی ہیں۔ بیٹیاں تو چھپانے کی ایسی چیز ہیں کہ عقل منداور دانا مائیں کبھی یہ بھی گوارا نہیں کرتیں کہ ان کی بیٹیوں کو چشم فلک بھی بے حجابی کے عالم میں دیکھے، جب بیٹیاں جواں ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو کتنی ہی نادان بہنیں انہیں اپنے ساتھ لے کر اس تفاخر اور نخوت سے تقریب میں شامل ہوتی ہیں کہ سب دیکھتے رہ جاتے ہیں اور یہی ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے منفرد شائل سے شادی میں شریک ہوں کہ ہر کوئی ہمیں دیکھے۔ایسے موقعوں پر ماں نہایت رحمدل اور مہربان ہونے کے باوجود اتنی سنگدل کیوں ہو جاتی ہے؟

ایک بہن کی بچیاں جب جوان ہوئیں تو اس نے میک اپ کے جوہر دکھا کر ان کو بڑے ناز نخرے سے تیار کر کے خاندان کی شادیوں میں جانا شروع کر دیا۔ اسے سمجھایا کہ یہی لمحہ ہے ان معصوم کلیوں کی تربیت کا۔ انہیں سجا سنوار کر شادیوں میں مردوں کے سامنے لے کر جانا اور ان سے باتیں کرتے دیکھ کر خاموش رہنا، بے حمیت، بے غیرت اور دیوث ماؤں کی نشانی ہے، جبکہ آپ تو ایسی نہیں ہیں۔ آپ تو ایک مذہبی بیک گراؤنڈ رکھنے والی بہن ہیں۔ آپ کو تو بخوبی علم ہے کہ اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کیا فرماتے ہیں۔ آپ کی بچیاں کلیوں کی مانند ہیں، ان کی بہترین تربیت کی بنا پر ان کو دوسروں کے لیے واقعی کلیاں ثابت ہونا چاہیے کہ جن کی پاکیزہ سیرت کی مہک ہر آنے جانے والے کو متاثر کرے اور وہ ان کو دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ لوگوں کو پتا چلے کہ اسلام اس طرح کی خاتون کو بطور نمونہ پیش کرتا ہے۔ آپ ان کو ایسے مواقع پر کزنوں سے اختلاط کے فتنہ سے خاص طور پر بچائیں۔ یہ بے باکیاں اور دین سے بغاوتیں بعد میں بڑے بڑے مسائل کھڑے کرتی ہیں اور پریشانیوں کا باعث بنتی ہیں۔ یہ سب سن کر وہ بہن برا سامنہ بنا کر کہنے لگی: اچھا بہن تجھے تو ہر وقت کیڑے ہی نکالنے آتے ہیں کبھی تو تعریف بھی کر دیا کرو۔ ان کا بھائی باپ دونوں ''مرد'' ہیں 'انہوں نے تو کبھی ایسی بات نہیں کی نہ روکا ہے۔ اگر کوئی کوتاہی یا خرابی ہو تو وہ بھی روکیں، بہن کہنے لگی: خاوند تو تمہارا ہے ہی بے حمیت، باقی بیٹے کو تم نے جنم دیا اور اس کی تربیت کی ہے۔ وہ تمہارے جیسا ہی ہے، لہٰذا کیا بولے گا،اور پھر یہ گئی وہ گئی۔ اس کی بہن وہاں کھڑی تھی، وہ پہلی ناصح بہن سے کہنے لگی: باجی! آپ بھی عجیب ہیں آپ اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی مجالس میں بے پردگی اور اختلاط سے اجتناب کی تبلیغ کر رہی ہیں جبکہ وہ تو ہمیں خود کہتی ہے کہ ایسے مواقع پر میں ان کو بنا سنوار کر لے جاتی ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ میری بیٹیاں کتنی خوبصورت ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اور شاید ایسے ہی کوئی ان کو پسند کر لے اور ان کا کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ کبھی کانٹے بو کر پھول کاشت نہیں کیے جا سکتے، دھوکا دے کر جاں نثاری حاصل نہیں کی جا سکتی۔ زہر کھا کر شہد کے اثرات ظاہر ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے کہ...... جس کام کی بنیاد ہی غلط طریقے اور باطل پر رکھ دی گئی ہو، اس سے کبھی مثبت اور فائدہ مند نتائج برآمد نہیں ہو سکتے...... ایسے ہی بے پردگی کے مظاہرے کر کے...... اللہ و رسول کو ناراض کر کے اگر کوئی رشتہ حاصل ہو بھی جائے تو اس میں برکت نہ ہوگی، پائداری اور منفعت نہ ہوگی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے احکامات کا مذاق اڑایا جائے' اس سے بغاوت کی جائے اور پھر کامیابی کی توقع بھی رکھی جائے!!؟ یہ انگارے کو ہاتھ میں لے کر پھول کی خوشبو کی توقع کرنے کے مترادف ہے۔

بہرحال اسی ناراض بہن نے کچھ عرصہ بعد ناصح بہن سے اپنی پریشانی بیان کی کہ بہن! ان لڑکیوں نے مجھے بہت پریشان کر دیا ہے۔ بدنامی کا دھڑکا ہر وقت مجھے لگا رہتا ہے۔ سب لوگ عزت کرتے ہیں، کہیں ہم پر تھوکنے ہی نہ لگیں...... یہ کلموہیاں اب ٹیلی فون پر اور برادری کے گھروں میں جا کر اپنے کزنوں اور غیر محرموں سے باتیں کرتی ہیں، رابطے کر رہی ہیں، دوستیاں گانٹھ رہی ہیں، کھڑکی میں کھڑی رہتی ہیں، میک اپ کر کے چھت پر چڑھی رہتی ہیں، سمجھ میں نہیں آ رہا کیا کروں......!!؟؟ ان کے باپ کو اگر علم ہو گیا تو وہ تو کاٹ ڈالے گا ان کو۔

ناصح بہن نے کہا: اے نادان ماڈرن ماں! حقیقی ماں بن، آج سے ہی خود بھی بے حجابی کا مظاہرہ کر کے، مخلوط شادیوں میں شریک ہو کر اور بچیوں کو شادی سے پہلے میک اپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے جا جھنجھٹوں سے نکال کر اللہ کے دربار میں آ جا، توبہ کر لے کہ آیندہ اس کے احکامات کی نافرمانی نہیں کروں گی، اور اپنی بیٹیوں کو بھی سمجھا، ان کی تربیت نبوی منہج پر کر، اب ان پر شیر کی آنکھ رکھ کر پہرہ بٹھا، نمازوں کی پابندی، صبح و شام کے اذکار کی پابندی، غیبت و چغلی سے خاص طور پر اجتناب کے لوازمات اپنا، اپنی عزت کی حفاظت و بحالی کا کیس اپنے رب کے دربار میں آدھی رات کے وقت پیش کر، امید ہے اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور وہ ضرور تمہاری بیٹیوں کو ہدایت دے گا۔ صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے تو اسے تو دنیا والے بھی معاف کر دیتے ہیں جبکہ وہ تو غفور الرحیم ذات ہے۔ توبہ کرنے والے کے آنسو کے گرنے سے پہلے اسے معاف کر دیتا ہے۔

اے والدین!...... اے نادان ماں!...... بیٹی آپ کے گلشن حیات کی مہکتی کلی ہے۔ اس کلی کی باغبانی اس انداز سے کریں کہ آپ اس دنیا میں بھی اس کی مہک سے اپنی حیات کو مہکائیں اور مرنے کے بعد اس کی مہک آپ کو پہنچتی رہے۔ اس لیے کہ بیٹی ایک نئے بننے والے خاندان کی اکائی اور بنیاد ہے۔ اگر آپ نے اس کی مخلوط تقریبات اور بازاروں میں جانے کے معاملے میں نبوی منہج پر مبنی تربیت کی تو یہ اپنی نسل کی بھی ایسے ہی تربیت کرے گی، آپ کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرے گی۔ چونکہ رسول رحمت نے فرمایا ہے کہ مرنے والے کی تین باقی رہ جانے والی چیزوں میں صالح اولاد بھی ہے، تو جب یہ آپ کی دی گئی نیک تربیت کو آگے پھیلائے گی تو آپ کے لیے بھینی بھینی مسحور کر دینے والی مہک (صدقہ جاریہ کی شکل میں) ہوگی۔ یاد رکھیں! ان کی ایسی تربیت ہی ان سے حقیقی محبت ہے۔ اگر شرعی پابندیاں عائد کرنے اور حجاب وغیرہ کے لوازمات اختیار کرنے پر برادری اور خاندان والے ناراض ہوتے ہیں تو ہونے دیں، لیکن اللہ الرحمان کو ناراض مت کریں۔ یوں آپ کا گلشن بھرپور رعنائیوں سے آباد رہے گا، شاد رہے اور دلشاد رہے گا۔ اے ماں! تو اپنی بیٹی سے کتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ محبت کرتی ہے، کیا تو چاہے گی کہ تیری کلی دہکتی آگ میں جلائی جائے؟...... ہرگز نہیں، تو پھر آج سے ہی اپنا طرزِ عمل بدل دے۔ خاندان کی مخلوط اور بے حجابی کے مظاہر پر مبنی مجلسوں اور تقریبات سے شدید قسم کی نفرت اس کے اندر بھر دے۔ ایسا کرنے کے نتیجے میں تو مہک کی حقدار ہو گی ورنہ جھلس، چبھن اور جلن کی۔

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتخاب جیون ساتھی کا......!!

اچانک مجھے کسی نے پیچھے سے جکڑ لیا تھا اور میری دونوں آنکھوں پر اپنے ہاتھ مضبوطی سے رکھ دیے تھے۔ اب میں اس کو دیکھ اور پہچان نہیں سکتا تھا، کہ کون ہے اور کس حالت میں ہے۔ ان دنوں دہشت گردی کی وارداتیں بم دھماکے اور ٹارگٹ کلنگ جیسے واقعات بھی بہت زیادہ ہو رہے تھے۔ قادیانیوں کی عبادت گاہوں، جناح ہسپتال اور علی ہجویری دربار لاہور میں دہشت گردی کے واقعات ابھی چند دن پہلے ہوئے تھے۔ میں ڈر گیا اور ہلنے جلنے، مزاحمت کرنے اور خود کو اس نامعلوم کی گرفت سے آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا تو اس نے میرے جسم کے گرد اپنے شکنجے کو اور بھی مضبوط اور سخت کر دیا...... میں نے ہمت کر کے غصہ سے پوچھا: کون ہے اور کیا چاہتا ہے؟ اس جوس کارنر کے باہر کہ جہاں ہم کھڑے ہیں پولیس کا دستہ متعین ہے...... لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا...... دوبارہ، دریافت کرنے پر بھی جواب نہ ملا تو میں نے دھمکی لگائی: اگر میری آنکھوں سے اپنے ہاتھ نہ ہٹائے تو میں ابھی اونچی آواز سے پولیس اور لوگوں کو بولدوں گا کہ اس دہشت گرد کو پکڑ لیا جائے......

تب جا کر صرف یہ آواز ابھری:

خاموش اے دل! بھری محفل میں چلانا اچھا نہیں
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

آپ کا دوست ہوں دشمن نہیں، ایک شرط پہ چھوڑ دوں گا۔ کیا شرط ہے جلدی بتاؤ پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جائے گی۔ میں نے بھی شاہانہ انداز مین طنزاً جواب دیا۔ ایک خوبصورت سی لڑکی کا سوال ہے بابا۔ میں یہ سن کر حیران پریشان ہو کر خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اتنا فری اور بے باک کون ہو سکتا ہے؟ اچانک میرے دماغ میں ایک جھما کا سا ہوا اور میں نے آواز کو پہچان لیا۔ یہ میرے دوست عبداللہ کی آواز تھی۔ میں نے کہا: اللہ کے بندے، چھوڑ مجھے ورنہ زمین پر پٹخ دوں گا۔ وہ میری آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے اور مسکراتے ہوئے یہ کہتے ہوئے میرے سامنے آ گیا کہ جب تک میرے لیے کوئی خوبصورت سی لڑکی تلاش نہ کرو گے ایسے ہی پریشان کروں گا۔ میں نے الٹا اس پر رعب ڈالتے ہوئے اور جان چھڑواتے ہوئے مذاقاً کہا: میں تو خود کسی ایسے جیون ساتھی کی تلاش میں ہوں جو میرا ہم ذوق ہو اور پڑھنے لکھنے دعوت دین اور تالیف وتصنیف کے کاموں میں میری مدد کرے، لکھنے کا شوق رکھتا ہو، خود بھی لکھے اور مجھ سے بھی لکھوائے، ایسی صورت میں میں تمہارے لیے پوری ایمان داری سے کیسے تلاش کر سکتا ہوں ...... لیکن اس نے جان نہ چھوڑی اور وہی پرانی رٹ لگائے رکھی۔

یہ میرا دوست کافی عرصہ سے مجھے کہہ رہا تھا کہ اپنے حلقہ احباب اور دوستوں کے توسط سے کوئی ایسی لڑکی تلاش کرو جو خوبصورت ترین ہو، باقی صفات اور باتیں ثانوی ہیں۔ کبھی تو وہ کہہ جاتا کہ باقی بے شک کچھ نہ ہو۔ میں اسے جواب میں یہ شعر سنا دیتا:

صورت کے ہم غلام ہیں سیرت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

اور سمجھاتا کہ صرف صورت نہیں سیرت و کردار اور دین پر تمسک بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

اب کافی سمجھانے کے بعد وہ کہتا: ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں جو حد سے زیادہ خوبصورت ہو اور دیندار ہو۔ آج وہ پھر اپنا پرانا مطالبہ لے کر میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور مسلسل گھور رہا تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر بول پڑا: خاموش کیوں ہو کچھ بولتے کیوں نہیں، مجھے دیکھ کر تمہاری گِگھی کیوں بندھ گئی، ہاتھوں کے طوطے کیوں اڑ گئے ......!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہماری خاموشی ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے'' میں نے کہا...... لاؤ لاؤ وہ طوفان، میں نبٹ لوں گا۔ بڑے آئے طوفان نوح کو لانے والے۔ ہاں پہلے میری بات غور سے سن لو، تم کچھ کرو نہ کرو لیکن میرے بہنوئی نے مجھے ایک بڑی اچھی خبر سنائی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ میرے لیے فیصل آباد میں ایک ایسی لڑکی دیکھ کر آئے ہیں جس کی خوبصورتی کا عالم یہ ہے کہ ہاتھ لگانے سے میلی ہوتی ہے، میٹرک تعلیم ہے اور بہت ہوشیار چالاک ہے۔ میں نے: یہ سن کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا تو وہ بگڑ گیا اور بولا: جناب عالی! ذرا یہ تو بتائیں کہ اس میں لاحول پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے ہنس کر کہا: اگر تمہاری طرح ساری قوم صرف اور صرف رنگ و روپ کے چکر میں پڑ جائے تو پھر بیچاری سانولی دو شیزاؤں کا تو اچار ہی ڈالنا پڑے گا اور تمہارے انتخاب کے معیار میں سیرت و کردار کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی گئی۔ جانتے ہو کہ محض حسن کے متلاشی اکثر دھوکہ کھاتے ہیں اور بے وفائیوں کے لگے چرکوں اور زخموں سے ساری زندگی مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے گزارتے ہیں، اس لیے اکثر اور عموماً بہت سی خوبصورتیوں کا اندرون اور دوسرا پہلو بہت کریہہ و تاریک اور کربناک و بدصورت ہوتا ہے، کتنی ہی لہلہاتی انگوریاں اور کونپلوں کی بنیادوں کی طرف نظر دوڑائی جائے تو وہاں روڑی اور گندگی و تعفن کا ڈھیر ہوتا ہے، (اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبِّیْ) اگر تفصیل دیکھنا چاہتے ہو تو ادارہ دارالابلاغ کی نئی آنے والی کتاب ''حسن پرستوں کے عبرتناک انجام کا منظر'' پڑھ لو۔

میں نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا: میں نے آپ کے لیے ایک بہت ہی زیادہ خوبصورت رشتہ ڈھونڈا ہے...... وہ میری بات کاٹ کر بے قراری اور بیتابی سے کہنے لگا: بتاؤ پھر وہ کیسی ہے، کہاں رہتی ہے، عمر کیا ہے، حسن کیسا ہے، کرتی کیا ہے، تعلیم کیا ہے...... برادری خاندان کون سا ہے، موٹی ہے یا سمارٹ ہے...... وغیرہ وغیرہ؟؟! لاحول ولا قوۃ الا باللہ...... میری بات تو سن لو، درمیان میں کاٹ کر اپنی اول فول بکنے لگتے ہو۔ یار! ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو تم فوری لاحول درمیان میں لے آتے ہو اور اس کا ورد کرنا شروع کر دیتے ہو، کیا بندہ اپنے دل کی بات اپنے دوست سے بھی نہ کہے تو بتا پھر کس سے کہے!!؟ اتنے میں پائن ایپل کا جوس آ گیا، میں نے ٹھنڈا جوس کا گلاس پیا اور دوسرا مگ اس کے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا: آج میں آپ کو ایک حقیقی دلچسپ واقعہ سناتا ہوں، یہ بھی تمہارے جیسے ایک بوڑھے کا ہے ''جو حسن کی تلاش'' میں مشرق وسطیٰ سے پاکستان پہنچا تھا۔ پھر تمہیں اس لڑکی کے متعلق بتاؤں گا، بولو منظور ہے؟ جلدی سے تھوک نگلتے ہوئے بیتابی کے عالم میں گویا ہوا: ہاں ہاں، منظور ہے، منظور ہے منظور ہے...... اوہ! بھئی شادی نہیں ہو رہی، خاموش رہنے کی ضمانت طلب کر رہا ہوں۔ ہاں ہاں، سب منظور ہے، تم بولو تو، شروع کرو تو سہی۔ اچھا، ٹھیک ہے، تو لو پھر غور سے سنو......!

ماضی قریب کی بات ہے اور اس واقعہ کے عینی شاہدین ابھی زندہ ہیں، ان میں سے ایک پاکستان کے بہت بڑے عالم دین جو کہ میرے پیارے دوست ہیں اور دنیا ان کو مداح صحابہ، وکیل صحابہ اور محبّ صحابہ (رضی اللہ عنہم)، مولانا محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ کے نام سے جانتی ہے، انھوں نے یہ واقعہ مجھے سنایا ہے۔ کہتے ہیں: ایک پاکستان سطح کی مذہبی جماعت نے ہنگامی میٹنگ کی کال دی۔ تمام علماء اور عہدیداران میٹنگ میں پہنچ گئے، میٹنگ کا ایجنڈا کسی کو معلوم نہ تھا کہ میٹنگ کس مسئلہ پر ہو رہی ہے۔ البتہ اس میٹنگ میں ایک بوڑھے عربی شیخ بطور مہمان خصوصی مدعو تھے اور علم ہوا کہ یہ میٹنگ انھی کے کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بلائی گئی ہے اور وہ اس مسئلے سے متعلق حاضرین سے خود گفتگو کرنے والے ہیں۔ سب لوگ اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے سراپا انتظار تھے کہ شیخ کیا بیان فرماتے ہیں۔ پہلے شیخ کا تعارف کروایا گیا اور پھر ان کو دعوت سخن دی گئی، تو وہ آتے ہی یوں گویا ہوئے کہ:

''وہ پاکستان اس لیے آئے ہیں کہ وہ ایک کنواری خوبرو خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مجھے ایسی لڑکی تلاش کر کے دیں کہ جس میں مندرجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل صفات پائی جاتی ہوں..... عمر 16 سال ہو..... قد لمبا ہو..... رنگ گورا سفید و سرخی مکس ہو..... گال بھرے موٹے اور سرخ ہوں..... آنکھیں موٹی سیاہ ہوں ..... لیکن پلکیں لمبی ہوں یا بیضوی ..... آنکھیں دیکھنے کو موٹی نظر آئیں ..... سمارٹ مگر بھری بھری دوشیزہ ہو..... بال گھرے سیاہ خوب لمبے لٹکتے ہوئے ہوں ..... ہونٹ باریک گلابی ہوں..... ناک ستواں ہو..... کمر اتنی چوڑی ہو..... قد اتنے فٹ ہو......''

پھر وہ جسم کے مختلف حصوں کی پیمائش ارشاد فرمانے لگے تھے..... اور اسی طرح اور بہت سی جسمانی ونفسیاتی وروحانی خوبیاں گنوانے لگے۔ شرکاء محفل شرم اور شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھے تھے کہ کہاں پھنس گئے۔ اب یہ ہمارا مہمان ہے ورنہ ہم اس کو خوب کھری کھری سنائیں۔ شیخ غضنفر صاحب کہنے لگے: میں نے ان کی بات ٹوک کر کہا: یا شیخ (اِسْمَعْ کَلَامِیْ .....) اے شیخ صاحب! میری بات سنئے ..... تو انھوں نے اپنا سلسلہ کلام روک دیا اور میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے کہا:

''اے معزز شیخ! یہ کام ہمارے اختیار کا نہیں، اور نہ ہی ہمارے بس و طاقت و اختیار کا ہے۔ نہ ہی ہم چاہنے کے باوجود اسے کر سکتے ہیں..... آپ اس طرح کریں کہ بے نظیر صاحبہ کی حکومت ہے۔ آپ ہماری وزیر اعظم بے نظیر صاحبہ سے کہیں، وہ صاحب اقتدار ہے، وہ اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر ایسی لڑکی تلاش کر سکتی ہے۔ ایسی ایسی ماہر ٹیمیں تشکیل دے کر پاکستان کے چاروں صوبوں کے مختلف خطوں میں بھیجے جو مطلوبہ صفات کی فہرست ساتھ ساتھ لیے گھومیں، فیتے (پیمائش کے لیے) ان کے ہاتھوں میں ہوں، ہر مطلوبہ معیار پر پوری اتر سکنے والی لڑکی کے اعضاء کی پیمائش کرتی پھریں گی، آنکھوں کے ماہر آنکھیں دیکھتے پھریں گے۔ ممکن ہے کہیں سے کوئی لڑکی مطلوبہ معیار کی حامل مل جائے ورنہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام ہمارے تو بس کی بات نہیں، ہاں وہ وزیراعظم ہے، اس کے پاس وسائل اور افرادی قوت ہے، وہ شاید مہیا کر سکے، ہمیں اس معاملہ میں معزور سمجھیں۔''

وہ شیخ صاحب یہ سن کر یوں ناراض ہوئے جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ: جا، یار، توں وی ایویں ای ایں۔ تو نے تو رنگ میں بھنگ ڈال دی ہے اور میرے بنے بنائے سپنوں کے تاج محل کو دھڑام سے زمین بوس کر دیا ہے...... جیسے ہاتھ آتی آتی لڑکی بھگا دی اور گنوا دی ہے۔

مجھے ٹوکتے ہوئے دوست بول اٹھا: بھئی میں کوئی 70 سالہ بوڑھا ہوں جو مجھے بوڑھوں کی مثالیں سنا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا بھئی ذرا غور کرو، اس طرح کی لڑکیاں عالم وجود میں نہیں ملتیں۔ ان کا ملنا مشکل نہیں ناممکن ہے، کسی میں ایک خوبی تو ہوگی لیکن دوسری نہیں ہوگی، کسی میں تین ہوں گی، باقی چار صفات مفقود ہوں گی، تمام شرائط وصفات ایک وجود میں جمع ہو جائیں، یہ محال ہے۔ ہاں ایک طریقہ سے ممکن ہے کہ کسی خرادیے سے لڑکی ایسی پیمائش میں لکڑی کی یا کسی سنگتراش سے پتھر کی یا مٹی کے گارے کی ایسی لڑکی بنوائی جا سکتی ہے۔ لڑکی کا مطلوبہ صفات و پیمائشوں پر مبنی بت تو بن جائے گا تمام کی تمام خوبیاں صفات اور شرائط بھی پوری ہو جائیں گی لیکن صرف ذرہ سی ایک بات رہ جائے گی، اگر اس ایک کمی کو برداشت کر لیں تو مطلوبہ معیار کی لڑکی سے دل بہلا سکتے ہیں، جیون ساتھی بنا کر جیون کو پررونق و پربہار بنا سکتے ہیں۔ وہ ایک خامی یا صفت جس کی اس میں کمی رہ جائے گی کیا ہے بتائیں؟ ...... وہ ہے...... روح...... کی کمی...... تمام پیمائشوں، رنگوں روپوں پر مشتمل خوبرو دوشیزہ کا بت تو تیار ہو جائے گا، صرف اس میں روح نہ ہوگی ......!''روح نہ ہوئی، نہ بول سکی، نہ چل پھر سکی، نہ ہنس اور مسکرا سکی، نہ چہک سکی، نہ ٹھمک سکی، نہ مہک سکی، نہ سسک سکی، تو پھر کیا فائدہ......!!؟ اس تمام کام کا''......!! دوست بول اٹھا۔ میں نے کہا: بھائی ایسی تمام خوبیاں اللہ کی پیدا کردہ مخلوق میں ہی ہو سکتی ہیں اگرچہ ہمارے مصنوعی معیار کی مقرر کردہ خوبیاں اس میں پوری نہ ہو سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں ایسی لڑکی ایک دوسرے طریقے سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس طریقہ میں مرنا پڑتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد جنت میں جو حوریں اور دوشیزائیں ملیں گی، ان میں ان خوبیوں کے علاوہ بھی اضافی خوبیاں ہوں گی۔ ایسی خوبیاں کہ دنیا میں سنی بھی نہ ہوں گی۔ لیکن یہ مرنے کے بعد ہے اور مرنا بھی خودکشی کر کے نہیں بلکہ حقیقی طبعی ایمانی موت کے بعد اور یہ مرنا ہمارے کسی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہیں مر جائیں اور مطلوبہ دوشیزہ پا لیں۔

ایک بات یاد رکھو! ...... اللہ کے رسول ﷺ نے اس مسئلہ میں ہماری بہترین راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عورت سے ان چار باتوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے:

1. اس کے مال و دولت کی وجہ سے ...... (یعنی عورت دولت مند ہو یا اس کے نام جائیداد وراثت ہو، یا آنے والی یا لگنے والی ہو)
2. اس کے حسب و نسب کی وجہ سے ...... (یعنی اچھے خاندان کی ہو، اور نیک معروف، اچھی شہرت اور بلند معاشرتی رتبہ رکھنے کی وجہ سے)
3. اس کے حسن و جمال کی وجہ سے ...... (کہ عورت نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل ہو تو یہ بھی مرد کی اس کی طرف کھینچے جانے کی وجہ ہے)
4. اس کے دین میں پختہ ہونے کی وجہ سے ...... یعنی وہ دین اسلام پر سختی سے عمل پیرا ہو...... اس کی زندگی کے اکثر پہلوؤں سے اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی جھلک نمایاں ہو۔ آخر پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تمام صفات کسی ایک میں شامل ہو جائیں تو بہت بہتر یا کسی میں ایک سے زیادہ ہوں۔ لیکن اے مسلمان! تم نے ترجیح دین اسلام والی کو دینی ہے۔

مثال سے یوں سمجھ لیں۔ ایک عورت میں اوپر والی تینوں خوبیاں شامل ہیں لیکن چوتھی خوبی نہیں پائی جا رہی۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں دوسری میں صرف دو خوبیاں ہیں، ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین کی خوبی نہیں پائی جا رہی جبکہ اس کے مقابلہ میں تیسری عورت میں صرف دو خوبیاں ہیں، ان میں دین کی خوبی بھی شامل ہے تو تم نے ترجیح دین والی کو دینی ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ان خوبیوں میں سے تم نے اپنے جیون ساتھی کو چنتے وقت اس کو منتخب کرنا ہے جو دین اسلام والی ہو، اس پر عمل پیرا ہو۔ اگر اس میں دین پر پختگی کے ساتھ ساتھ دوسری تمام صفات بھی پائی جاتی ہیں تو پھر یہ تو نور علی نور ہے، بہت بہتر ہے۔ اگر بالفرض ایسا نہیں تو دین والی کو باقی خوبیاں یا ان میں سے کوئی ایک موجود نہ ہونے کی بنا پر ریجیکٹ اور مسترد ہر گز نہ کرو۔

میں تو ایسے موقع پر کہا کرتا ہوں: مجھے تو اس حدیث سے یہ مفہوم سمجھ آیا ہے کہ اگر کسی عورت میں تمام خوبیاں ہیں لیکن دین نہیں ہے تو اسے اپنا ہمسفر بنانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر اوپر والی تینوں شرطیں نہیں پائی جاتیں، صرف دین والی شرط پائی جا رہی ہے تو ایسی دوشیزہ کو اپنا جیون ساتھی بنانا چاہیے۔ جو دین کے ساتھ مضبوطی سے چمٹی ہوئی ہو، اگرچہ وہ غریب ہو، اونچی برادری سے نہ بھی ہو اور اگرچہ وہ حسین وجمیل بھی نہ ہو، کیونکہ یہ زندگی تو چند روزہ ہے، پلک جھپکنے میں گزر جاتی ہے، اصل حسن کے سودوں اور رعنائیوں والی زندگی تو جنت میں ہوگی، جہاں حسن کی فراوانیاں ہی فراوانیاں ہوں گی۔ جنتی جتنا چاہے گا جیسے چاہے گا، جب چاہے گا اور جس نمونہ کا چاہے گا اللہ کریم اس کو اسی وقت اس کی ڈیمانڈ کے مطابق حسین و جمیل بنا دے گا، کہ اس کے حسن کو دیکھ کر انسانی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔

میری باتیں غور سے سن کر یہ دوست خاموشی سے اٹھا اور چلا گیا۔ میں بہت حیران ہوا کہ اس کو چپ کا تالا کیوں لگ گیا؟ یہ تو بہت بولنے والا تھا، اللہ جانے اس کو کیا ہو گیا۔ میرا یہ دوست بہت اچھا ہے، تیز ترار اور چالاک و ہوشیار ضرور ہے لیکن نیک فطرت پاکباز اور دین پر عمل پیرا ہے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا، نہایت سنجیدہ تھا، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا: طاہر صاحب! میری سوچ کا زاویہ بدل گیا ہے، میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجیحات یکسر تبدیل ہوگئی ہیں اور صرف ایک نکتے پر آ کر مرکوز ہوگئی ہیں...... وہ نکتہ کیا ہے؟...... یہ کہ...... میں ایک ایسی لڑکی کو اپنا زندگی بھر کا ساتھی بنانا چاہتا ہوں جو...... باقاعدگی سے تہجد گزار ہو...... بس اتنا ہی کافی ہے...... اس کے آگے کوئی شرط نہیں ہے......

میرا منہ یہ سن کر کھلے کا کھلا رہ گیا!! یہ میں کیا سن رہا ہوں، عبداللہ واقعی!؟ میں نے بے یقینی کی کیفیت میں دریافت کیا۔ ہاں بھئی ہاں، میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں نے اپنے والد کو مرتے دم تک تہجد گزار دیکھا ہے۔ وہ ہر رات میری لائبریری کے کمرے میں آ کر تہجد کی نماز پڑھتے تھے...... اس وقت سے یعنی طالب علمی اور بچپن کے زمانے سے میرے لاشعور میں یہ خواہش چھپی ہوئی ہے کہ میں بھی اپنے والد کی طرح تہجد گزار بن کر اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاؤں۔ آپ کو پتہ ہے جو اللہ کا دوست بن جاتا ہے یا جس کو اللہ تعالیٰ، خالق کائنات مالک کائنات اپنا دوست بنا لیتا ہے اس کو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی، اس کو سب کچھ مل جاتا ہے دنیا بھی اور آخرت بھی۔ اس لیے میں نے جیون ساتھی کے انتخاب کے لیے اپنے ذہن میں قائم کی گئی شرطوں کو صرف ایک شرط کے اندر قید و مرکوز کر دیا ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ تہجد گزار ہو...... ان شاء اللہ جب وہ تہجد کے لیے اٹھے گی تو مجھے بھی اٹھائے گی، اس طرح مجھے بھی تہجد کی عادت ہو جائے گی اور پھر میری قسمتوں کے کیا کہنے! اللہ شیطان کے شر اور ریا کاری سے بچا کر رکھے......

میں اس کی باتیں سن کر حیران ہو رہا تھا اور رسول اللہ کا فرمان اپنے ذہن میں لا رہا تھا کہ بے شک رسول اللہ کی بات عملی طور پر سچ ثابت ہوئی کہ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان رکھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ ان کو جب چاہتا ہے اور جدھر چاہتا ہے ادھر کو ہی پھیر دیتا ہے۔

میں نے کہا: عبداللہ! تجھے یاد ہے میں نے کہا تھا کہ میں نے تمہارے لیے ایک لڑکی کا انتخاب کیا ہے، بوڑھے شیخ والا واقعہ سنانے کے بعد تجھے بتاؤں گا لیکن واقعہ سننے کے بعد تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گم سم واپس چلے گئے، مجھے بتانے کا موقع ہی نہ ملا۔ میں نے کہا: ایک ایسی لڑکی ہے۔

① اللہ کی شان کہ وہ عرصہ چار سال سے باقاعدگی سے تہجد پڑھ رہی ہے اور اس کا اسے ساری زندگی جاری رکھنے کا ارادہ وعزم ہے۔

② پانچوں نمازوں کو اول وقت میں پڑھنے کی عادی ہے اور نماز کے بعد اذکار باقاعدگی سے پڑھتی ہے۔

③ ہفتہ کے دو مسنون روزے بھی رکھتی ہے۔ ماشاء اللہ، سبحان اللہ...... عبداللہ پکار اٹھا...... میں نے کہا اور بھی سن لو۔

④ رات کو سوتے وقت سورہ ملک، سورہ سجدہ سونے کے اذکار بھی اس کا لازمی معمول ہے...... کہاں ہے وہ، میری بات چلواؤ اس کے ساتھ...... ذرا سنو تو سہی درمیان میں بات کاٹ دیتے ہو......

⑤ ہر جمعۃ المبارک جامع مسجد میں خواتین کے ساتھ پڑھتی ہے۔

⑥ مکمل شرعی پردہ حتیٰ کہ ہاتھوں پر دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہن کر ضرورت کے وقت گھر سے نکلتی ہے...... تو پھر چلاؤ ناں میری بات...... بھئی ذرا سنو تو...... بھائی کیا سنوں؟ بس کافی ہے...... چلاؤ بات...... یار بہت جذباتی ہو پہلے مکمل بات تو سن لو، ورنہ میں اب بات نہیں کروں گا۔ اچھا اچھا!! کرو بات، سن رہا ہوں۔

⑦ صبح وشام کے اذکار کرنا اس کا معمول بن چکا ہے۔

⑧ صبح نماز کے بعد لمبا وقت مصلے پر اذکار میں گزارنے کے بعد وہ قرآن کی تلاوت بھی ضرور کرتی ہے۔

⑨ پھر سورج نکلے اشراق پڑھنا بھی اس کی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔

⑩ اس کا کہنا ہے کہ جو بھی میرا جیون ساتھی بنے گا وہ اللہ کریم کا ماہانہ بل ادا کرے گا۔ تفصیل یوں بیان کرتی ہے کہ جیسے ہم ہر مہینے بجلی کا، سوئی گیس کا، پانی کا، ٹیلی فون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کا بل ادا کرتے ہیں اور سب کے لیے ہم نے اپنی ماہانہ آمدنی میں سے حصے مقرر کر رکھے ہیں لیکن اللہ کریم کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا، میں ایسا کروں گی بلوں کی ادائیگی کے ساتھ ہر ماہ ایک مقررہ رقم اللہ کے راستے میں ضرور (صدقہ) دیا کروں گی، اس بات پر ناراض ہونے والے خاوند کی مجھے ضرورت نہیں۔ٹھیک ہے ٹھیک ہے یار، کون انکار کرتا ہے وہ جتنی چاہے میری تنخواہ سے صدقہ کر دیا کرے، میں نے انکار کر کے یا روک کر کافر ہونا ہے۔ بات تو چلاؤ ناں میری...... میں نے کہا ٹھیک ہے...... لیکن...... لیکن...... یہ لیکن ویکن کیا ہوا ؟ ...... بھئی ایک بات ہے؟...... بتاؤ بھئی جلدی وہ کیا بات ہے جو رہ گئی ہے...... یار وہ لڑکی بیوہ ہے...... کیا......!! ؟...... یعنی وہ پہلے سے شادی شدہ ہے......؟

ہاں لیکن اس کا شوہر شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ہارٹ اٹیک کی وجہ سے فوت ہو گیا ہے...... اچھا کوئی بات نہیں، ہے تو تہجد گزار ناں؟ ہاں وہ تو پکی ہے...... لیکن ایک اور بات بھی ہے...... وہ کیا...... اس کی عمر 16 کی بجائے 26 سال ہے...... اچھا! لیکن ہے تو رات کو اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے والی ؟ ...... ہاں وہ تو اس کی زندگی کا معمول ہے...... ایک بات اور بھی...... بھئی کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو، بتا دو وہ بھی...... وہ بی اے یا ایم اے کی بجائے صرف مڈل تک تعلیم حاصل کر سکی ہے...... بس یا کچھ اور بھی...... ایک دفعہ ہی بتا دو...... عبداللہ بے قراری سے سیخ پا ہوتے ہوئے بولا ...... ہاں ایک بات اور وہ آخری بات یہ ہے کہ وہ ہے بھی غریب...... بس کرو یار...... اب اور کچھ نہ بولنا اس کے آگے، اگر اس میں میری مطلوبہ ایک صفت موجود ہے یعنی وہ تہجد گزار ہے تو ٹھیک ہے، میں بتا چکا ہوں، میری خواہشات ایک نقطے میں جمع ہو چکی ہیں، اور وہ ہے تہجد...... ایسا ساتھی جو تہجد کی مٹھاس سے میرے منہ کو میٹھا کر دے اور تہجد کی خوشبو سے میری زندگی کے گلشن کو تروتازہ اور خوشگوار کر دے ...... مہکا دے...... سجا دے...... روشن کر دے...... بس اس کے علاوہ اور مجھے کچھ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے......جس کی بنا پر کبھی میں بھی اپنے دل سے یہ کہنے کے قابل ہو سکوں کہ:

ہمارا کام راتوں کو اٹھ اٹھ کے رونا یاد دلبر میں

نیند ہماری محو خواب خیال یاراں ہو جانا

تو پھر آپ کو مبارک ہو......ایسا جیون ساتھی آپ کو جلد مل جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ بات چلی اور آخر کار دونوں رشتہ ازدواج کے بندھن میں بندھ گئے۔ اب ہمیشہ نماز فجر کی جماعت سے پیچھے رہ جانے والا عبداللہ پہلی صف میں شامل ہوتا ہے اور مسجد میں دیر تک اذکار میں مشغول رہنے کے بعد تلاوت قرآن کر کے گھر کو لوٹتا ہے تو سورج نکلنے کے قریب ہوتا ہے۔

عبداللہ مجھے گاہے گاہے ملتا رہتا ہے اور نہایت ادب اور پیار سے شکریہ ادا کرتا ہوا کہتا ہے:

"طاہر بھائی! آپ کا بہت بہت شکریہ...... میں بہت خوش ہوں۔ میں نے جینا ہی اب شروع کیا ہے۔ زندگی کا اصل حقیقی مزہ ہی اب آیا ہے۔ روزانہ ہم تہجد مل کر پڑھتے ہیں۔ تہجد میں کبھی ایک کبھی ڈیڑھ اور کبھی دو سپارے تلاوت کرتے ہیں۔ میرے ساتھ میرا جیون ساتھی بھی اللہ کے دربار میں سر سجدے میں رکھے گڑگڑا رہا ہوتا ہے، میری آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلتے ہیں...... اب زندگی میں کوئی ٹینشن نہیں رہی......کوئی بے سکونی نہیں رہی......سکون ہی سکون ہے......اطمینان قلب کے خزانے ہیں، بس! یہی فکر کھائے جا رہی ہے کہ زندگی کا یہ سفر اللہ کی اطاعت میں رہ کر کامیاب ہو جائے، تاکہ اپنی حقیقی منزل (آخرت) کو پالیں۔"

"طاہر بھائی!...... یہ سب آپ کی دی ہوئی سوچ و فکر کا نتیجہ ہے ورنہ میری شرائط کے ساتھ ملنے والا جیون ساتھی اللہ جانے مجھے کس راستے پر چلا دیتا۔ آپ کا مجھ پر یہ ایسا احسان ہے جس کا میں بدلہ نہیں دے سکتا، صرف اللہ سے آپ کے درجات کی بلندی کی دعا کرتا ہوں، اور التجاء کرتا ہوں کہ اللہ کریم آپ کو بھی ایک پیارا سا ایسا ہی ساتھی دے، جو آپ کے لکھنے پڑھنے اور دعوت دین کے مشن میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدد دے، یوں آپ اس کے ساتھ مل کر دین اور اصلاح کا کام زیادہ سے زیادہ کر سکیں، اور میرے جیسے لوگوں کی اصلاح کر سکیں۔ لیکن وہ جو بھی اللہ آپ کو پیارا ساتھی دے، وہ ہو پکا ٹھکا تہجد گزار......

میں اس کی یہ بات سن کر مسکرا دیتا ہوں اور آمین کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیتا ہوں۔ اور اس کی بات کی تردید نہیں کرتا کہ اس کا محبت و احترام کے جذبات سے معمور دل ٹوٹ نہ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنازہ...... غیرت مندوں کا!

میں اپنے گھر کی دوسری منزل پر بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا، اچانک ڈھول کی تھاپ سے گلی گونج اٹھی۔ اب ڈھول والا گھر کے سامنے پہنچ گیا تھا، ڈھول کی تھاپ سے گھر کی دیواریں تھرتھرا رہی تھیں۔ مطالعہ خاک کرنا تھا، سارا مزا خاک میں مل چکا تھا۔ میں ایوب سبزی والے کو کوستا ہوا اٹھ بیٹھا کہ جب بھی جوئے کی بازی میں کوئی لمبا ہاتھ مارتا ہے، ناچتا کودتا ڈھول والوں کو ساتھ لے کر دربار علی ہجویری بھاٹی میں چادر چڑھانے کے لیے شور مچاتا آ دھمکتا ہے۔ آج پھر وہی ہاؤ ہو کا ہنگامہ بپا کر رکھا ہے، لگتا ہے کوئی اچھی بازی لگ گئی ہے۔ اب لوگوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے ان میں صنف نازک کی گنگناتی آوازیں بھی سنیں تو حیران ہوا کہ یہ جواری اب لڑکیوں کو بھی ساتھ ملا بیٹھا ہے۔

تصدیق کے لیے کھڑکی سے باہر جھانکا تو وہاں ایوب اور اس کی لفنٹر پارٹی نہ تھی بلکہ کچھ اور ہی عجب سماں تھا۔ لوگ ایک جنازہ سا اٹھائے جا رہے تھے، باقی سب اس کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ چلتے جا رہے تھے۔ سب نے نئے مائع لگے اور طرح طرح کے رنگ برنگے لباس پہن رکھے تھے۔ خواتین، خاص طور پر نوجوان لڑکیوں نے مختلف قسم کے نیم برہنہ زرق برق بھڑکیلے تنگ و چست اور حیا باختہ لباس پہن کر ہلکے پھلکے قہقہے بلند کر رکھے تھے۔ جنازے کے ساتھ ساتھ میوزک کی تانیں بھی اڑ رہی تھیں، بینڈ باجے والے اپنے فن کا مظاہرہ نہایت چابک دستی سے کر رہے تھے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے جسم، بلند ہونے والے ہندوستانی گانے پر ہلکے ہلکے انداز میں جھومتے ہوئے نیم مدہوشی میں تھرک رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جوانوں کے علاوہ بوڑھے مرد اور عورتیں بھی ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ میں حیران و پریشان تھا کہ یہ کیسا جنازہ ہے کہ جس میں تقدس و سنجیدگی کا ذرہ برابر عنصر نہیں ہے۔ پھر جنازے کو بغور دیکھا تو مزید حیران ہوا کہ یہ کیسا جنازہ ہے کہ چارپائی کے بجائے ایک ٹنڈ منڈ سی کرسی تھی جس کو محرم کے تعزیے کی طرح سجایا گیا تھا!! یہ بھی کسی میت یا سوار سے خالی تھی، جس کو دونوں طرف سے اٹھائے لوگ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور پیچھے پیچھے جلتی شمعیں اور مشعلیں اٹھائے میک اپ سے اٹی پھٹے منہ چڑیل حسینائیں سبک رفتاری سے رواں دواں تھیں۔

میں دریافت احوال کے لیے نیچے گلی میں اتر آیا، ایک منچلے کو روک کر پوچھا: بھئی یہ کیسا تماشا ہے، کیوں ہے، کہاں جا کر اس کا زور تھمے گا؟ وہ حیرانی سے کہنے لگا: آپ کو نہیں معلوم......!!؟ بھئی یہ رسم حنا ''مہندی'' کی شروعات ہیں، لڑکے والے لڑکی کے گھر مہندی لے کر جا رہے ہیں۔ میں نے برجستہ کہا:

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
سرخرو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد

کاش! تمھیں علم ہوتا کہ تم کس قدر واہیات اور فضولیات کا شکار ہو، ابھی تو یہ بہت پرکشش و مرغوب لگ رہی ہے لیکن عنقریب جب ٹھوکریں لگیں گی تو پھر اس کی ہلاکت کا تمھیں علم ہوگا۔ وہ کہنے لگا: جناب ہم سمجھے نہیں۔ میں نے سمجھانے اور بات کو بڑھانے اور چلانے کے لیے کہا:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستان والو!
تمھاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

میری بات سن کر اس کا ایک ساتھی میرے مخاطب کو کہنے لگا: چھوڑو یار اکرم! یہ کوئی کیڑا ہی نکالیں گے اس میں۔ ان کی عقل کو تنقید سے فرصت نہیں ملتی۔ یہ رنگ میں بھنگ ڈال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں اور مزا کر کرا کر رہے ہیں، چلو آگے بڑھو۔ وہ دیکھو شازیہ تجھے اشارے کر رہی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ مجھے اکیلا کھڑا چھوڑ کر یہ جا وہ جا، یعنی نو دو گیارہ ہو گیا۔ سچ کہا تھا اس بھائی نے، ان کو میری بات کہاں سمجھ میں آنی تھی، وہ تو انجوائے کر رہے تھے، موج مستی کر رہے تھے، بھلا کون لمبی دراز نرم و ملائم گیسوئے آبدار و طرح دار گھنی زلفوں کے سائے کو چھوڑ کر کھنکھناتی لمبی گھنی داڑھیوں کے زیر سایہ آنا پسند کرتا ہے۔ وہ تو لڑکیوں پر ''پرکشش'' آوازے کس رہے تھے، ہوٹنگ کر رہے تھے...... آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہے تھے...... دل کو مسرور...... روح کو مسحور...... کر رہے تھے۔ ایسے میں ان کو وعظ و نصیحت، پند و نصائح بے وقت کی راگنی اور رنگ میں بھنگ ڈالنا ہی محسوس ہوتا تھا۔

''غیرت مندوں''...... ''دلیروں''...... ''حمیت و حیا کے پیکروں'' کے یہ مناظر دیکھ کر مجھے جون 1993ء کا اندرون شہر لاہور کے ایک ایسے ہی روشن خیال جنازے کا مشاہدہ دل و دماغ کی سکرین پر گھوم گیا۔ میری آنکھوں کے سامنے ماضی قریب کی فلم چلنے لگی...... اور پھر اچانک ایک منظر ایسا آیا کہ جسم و روح کانپ اٹھی...... وہ منظر کیا تھا...... ابھی تھوڑی دیر بعد بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاتا چلوں کہ اس جنازے کے متعلق تفصیلات جاننے کے لیے میں نے اپنے جاننے والوں سے رابطہ کیا تو اس کی تفصیلات و جزئیات جان کر آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ ان معلومات کی تفصیلات کی تصدیق و تحقیق کے لیے ہمیں غیرت مندوں کی ایک ''مہندی پاک'' میں باقاعدہ شرکت کرنا پڑی۔ انہوں نے ہماری بہت آؤ بھگت کی۔

اب پروگرام کے مطابق دولھے والے اپنے خاندان کے جسور و غیور جوان لڑکوں کو لے کر ان کو خاص رنگ کے سوٹ پہنوا کر، سروں پر سنہری پٹکے بندھوا کر، ہاتھوں میں بازوؤں پر ناچنے والوں کی جھالریں لٹکا کر اور پھر ڈھولک کی تھاپ پر، بے ہودہ فحش گانے کی ریکارڈنگ پر نچاتے ہوئے ایک جنگجو فاتح کی طرح لڑکی کے گھر کی طرف بڑھنے لگے۔ سب کی بہنیں، بیٹیاں نیم برہنہ لباس میں، کھلے کشادہ گریبانوں اور تنگ چست پاجاموں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنے میک اپ کے زور پر مصنوعی و عارضی حسینائیں بنیں تھرکتی ہوئیں، نہایت ناز ونخرے سے خراماں خراماں رواں دواں تھیں۔ آخر شرم و حیا کا جنازہ نکالتے یہ لوگ لڑکی والوں کے پاس جا پہنچے، جہاں دلھن گم سم سمٹی سمٹائی ہاتھ بلند کیے بیٹھی تھی۔ جہاں دولھا کی چند رشتہ دار خواتین نے اس کے ہاتھوں پر مہندی لگائی، وہاں ہی دولھا کے کزنوں اور چند دوستوں نے بھی اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں سے مہندی لگا کر دل کے ارمان نکالے۔ وہ دلھن کو اپنے ہاتھوں سے مہندی لگاتے ہوئے اس پر طرح طرح کے حیا سوز فقرے بھی کستے جا رہے تھے مثلاً چنبیلی کا پھول ہے...... پنکھڑی ہے گلاب کی...... چاند سا مکھڑا ہے...... نیندیں اڑا دینے والا حسن پایا ہے بھابی نے...... حور کے ساتھ لنگور لگے گا...... کاش! ہمیں ایسی جنت کی حور مل جائے تو بات بن جائے...... وغیرہ وغیرہ...... دلھن کے ''باغیرت'' والدین تھے کہ خاموش، جیسے کہ سانپ سونگھ گیا ہو...... بلکہ بعض خوش خصال خواتین یہ کاٹ دار جملے سن کر ہلکا پھلکا مسکرا رہی تھیں...... جیسے کہ ان حرکتوں پر نہایت شان بے نیازی سے اپنی پسندیدگی اور رضامندی کا سرٹیفکیٹ عطا کر رہی ہوں۔

اس کے بعد انتاکشری کا مقابلہ ہوا، یعنی لڑکوں میں سے کوئی گانا گاتا تو اس کے آخری بول کو سامنے رکھ کر وہیں سے لڑکیوں میں سے کوئی چنچل گانا گا کر جواب دیتی۔ اب اس کے گانے کے آخری بول سے لڑکے جواب دیتے...... یوں ''بزرگوں'' کی نگرانی میں یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا۔ پھر ڈوم میراثی اور میراثنیں جنہیں روشن خیالوں کی لغت میں اداکارائیں، گلوکارائیں یا فنکارائیں و فنکار کہتے ہیں، یہ مخلوق آ گئی...... اور اپنی ''فنکاری'' کے جوہر دکھاتی رہی۔ اس کے بعد وہ کچھ شروع ہو گیا کہ جس کا کوئی بھائی یا باپ تصور بھی نہیں کر سکتا...... کیا...... کیا...... لڑکوں اور لڑکیوں...... دونوں کا ڈانس...... رقص...... العیاذ باللہ...... ہمارے تو پسینے چھوٹ گئے...... ہمیں ڈر لگنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی اللہ کا عذاب آسمانوں سے یا زمین کی نچلی تہوں سے یا زمین کے اوپر سے، کسی بھی شکل میں آ نازل ہو اور ہم بھی ساتھ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرق ہو جائیں۔ شورش کاشمیری رحمہ اللہ کی طرح ہم بھی یہاں ''اس بازار'' کے اسیر بن چکے تھے۔ لیکن ہمارا بھی وہی جواب ہے جو شورش رحمہ اللہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو دیا تھا، کہ اگر میں اس بازار میں نہ جاتا تو لوگوں کو اس کی مضرتوں، ہلاکت خیزیوں، حقیقتوں اور اندرون خانہ خباثتوں سے آگاہ کیسے کر سکتا، کہ وہ اپنے دامن کو اس کی آلودگی سے بچا سکیں۔ بہر حال اب بلا امتیاز رشتہ و ناتا جوڑے بن کر ڈانس کر رہے تھے، خوب ہاؤ ہو کا شور تھا۔ کوئی اپنی بہن کو تو کوئی غیرت کے شان بیٹی کو۔ کسی دوست کے ساتھ رقص کناں دیکھ رہا تھا سٹیج کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے خواتین و مرد حضرات کسی خوبرو نوجوان لڑکی اور لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو زبردستی سٹیج پر چڑھا کر ناچنے پر مجبور کرتے؟؟ وہ انکار کرتی تو سب کا پرزور مطالبہ بڑھ جاتا، جس پر وہ خوب ''فن'' کا دل کھول کر مظاہرہ کرتی کہ لوگ دیکھتے ہی رہ جاتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

کرسیوں پر بیٹھے ''باغیرت سیانے'' یہ تمام منظر اپنی آنکھوں کے راستے دل کے پردہ پر محفوظ کرنے میں مصروف تھے۔ انسان نما حیوان جب ڈانس سے تھک ہار کر گر پڑے تو اب حقیقی حیوانوں (گھوڑوں) کو میدان میں نکالا گیا۔ گھوڑے ناچ کا مظاہرہ کر رہے تھے اور شب زندہ دار، یہ غیرت کے متوالے بزرگ جورات کو دن بنائے اور جنگل میں منگل کا سماں باندھے داد دے رہے تھے، مسکرا رہے تھے...... یہ رقص حیواں ختم ہوا تو ایک اور رقص کا مطالبہ شروع ہوا...... اس ہستی سے رقص کرنے کے مطالبے شروع ہو گئے کہ جس کا تذکرہ اللہ کریم نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اپنے ذکر کے بعد کیا ہے...... جس کے پاؤں کے نیچے جنت رکھ دی گئی ہے...... کہ جس کے نام سے انسان کو قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ فلاں ماں کا بیٹا حاضر ہو...... کہ جس کی رضامندی کو جنت کا سرٹیفکیٹ اور جس کی ناراضی کو جہنم میں جلنے کا باعث قرار دیا ہے...... وہ کون سا کائنات کا اتنا عظیم رشتہ ہے......؟
قارئین سمجھ گئے ہوں گے...... ہاں تو وہ ہے...... ماں...... ماں...... اب آواز یہ آ رہی تھی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفل تاں سج دی

جے نچ منڈے دی ماں

اب دولہے کی ماں کا بازو پکڑ کر سٹیج پر گھسیٹا جا رہا تھا اور کہا جا رہا تھا کہ تم بھی اس خوشی کے موقع پر ناچ کر دکھاؤ...... وہ مسلسل انکاری تھی...... آخر مطالبے نے زور پکڑا...... سب ''باغیرت و باحمیت مردان حر'' اس کو نچانے پر تلے بیٹھے تھے...... پھر کیا ہوا...... ہاں یہ مقدس رشتہ...... حساس رشتہ...... قربانیوں کے پانی سے سینچا ہوا یہ رشتہ...... آگے بڑھا...... اور پھر...... پھر...... اگرچہ آنکھیں دیکھ رہی تھیں...... مگر دل و دماغ ماننے کو تیار نہ تھے...... دل و دماغ کے حساس میٹر کی سوئیاں مسلسل انکار میں کانپتی ہوئی ناں ناں کرتی چیختی چلاتی ادھر ادھر بھاگ رہی تھیں۔ وہ سامنے نظر آنے والی حقیقت کو قبول کرنے سے انکاری تھیں...... مگر دل پہ ہاتھ رکھ کر سنیں...... اب...... ہمارے سامنے...... ماں...... ماں...... ہاں ماں...... ناچ رہی تھی...... دل چاہا کہ ساری مخلوق کے سامنے چیخوں...... چلاؤں...... بین کروں...... روؤں اور کہوں...... ظالمو!...... تم نے یہ کیا کر دیا...... گلابوں کی مہک...... کلیوں کی چہک...... آنسوؤں کی نمی...... اور دودھ و شہد سے پاکیزہ...... زندگی بخشنے والے خوشبوؤں کے مقدس جھونکے کو...... غلاظت میں لتھیڑ دیا...... اس موقع پر مجھے اندرون لاہور رہنے والے اپنے دوست محمد فہیم بٹ کو اس کے دوست دولہا کی طرف سے اپنی سگی بہن کے ساتھ مل کر ڈانس کرنے کا مطالبہ ہیچ نظر آیا، کہ یہاں تو ماں کو نچایا جا رہا تھا۔ بعد میں اس دوست نے دولہا کے مطالبے پر اس کی بہن کے ساتھ رقص بھی کیا...... اور پھر حیا باختگی کی جو داستان رقم ہوئی وہ ایک علیحدہ الم ناک و تکلیف دہ داستان شرم و ندامت ہے۔

محترم بہنو و بھائیو!...... ایسے ہی اور بہت کچھ ہوا...... کیا کیا سنو گے، کیا کیا سناؤں...... لیکن بات یہیں پر ختم نہ ہوگئی...... اب لڑکی والوں کی باری تھی...... وہ اسی طرح ''جنازہ'' اٹھا کر دولہا کے گھر گئے اور جو انہوں نے اسلام بیزاری کا مظاہرہ کیا وہ بیان سے باہر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اتنا کہوں گا کہ اس موقع پر مجھے اس شرمناک حقیقت کا ادراک ہوا کہ دونوں طرف سے گانے بجانے اور ڈانس کرنے کے جو مقابلے ہوتے ہیں، ان میں میلا لوٹ لینے اور دوسرے کو شکست دے کر جیت جانے کے جذبات کا عنصر ہر طرف سے غالب ہوتا ہے۔ جو ڈانس میں دوسرے سے پیچھے رہ جائے اس کی سب کے سامنے ''بے عزتی'' کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس ''بے عزتی''، ''بدنامی'' کے خوف سے ہر کوئی جان توڑ کر بے شرمی کی حدیں ہوائی گکلیں لگا کر پھلانگتا ہے۔ جب دلہن والے خاندان کی لڑکیاں دولہے والوں کی طرف آئیں تو انہوں نے ہارنے کے خوف اور جیتنے کے شوق میں جو ''کچھ'' کر دکھایا وہ بیان سے باہر ہے۔ اسے صرف وہ ''باغیرت'' والدین اور بھائی ہی بیان کر سکتے ہیں جن کے ہاں یہ رسم ہوتی ہے، آپ ان سے پوچھ لیں میں معذرت چاہوں گا۔

بہر حال، ان ''باغیرتوں'' کی تقریبات کا اختتام کس وقت ہوا، یہ جان کر بھی آپ کو حیرت ہوگی، تو سن لیجئے' جونہی مسجد و محراب سے صدائے اللہ اکبر یعنی اذان کی دلنواز صدا فضا میں بلند ہوئی، یہ جیالے اور متانے اپنے بستروں کی طرف بھاگے اور لمبی تان کر سو گئے۔ یوں نمازوں کو قربان کر کے وہ آدھے دن تک سوتے رہے۔

اب حسب وعدہ بادل نخواستہ آپ کو جون 1993ء کا منظر بھی دکھا دوں جس کی طرف میں نے کالم کے شروع میں اشارہ کیا تھا اور جس کی کسک نے مجھے یہ کالم لکھنے پر مجبور کیا۔

اندرون شہر ایک تنگ گلی میں، کاروباری علاقہ میں اور لاہور کے پر رونق مقام پر یہ بھی ایک مہندی کا جنازہ تھا، جسے اٹھائے لوگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ جنازہ پڑھنے کے متمنی بھی پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ چلنے والے ان حاضرین کے جمگھٹے میں ایک بزرگ بھی اپنے دو بھتیجوں (دائیں جانب) ایک بیٹے (بائیں جانب) اور اپنے سگے بھائی کے ساتھ آہستہ آہستہ دلہن کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مستوراتِ باحیا، مکشوف لباسوں میں خوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور شور سے لڑکوں کے درمیان ڈانس کر رہی تھیں۔ ان میں ان بابا جان کی بیٹی نیلم بھی تھی، جس کے فن رقص کو سب داد طلب نظروں سے دیکھتے جا رہے تھے۔ اچانک بے اختیار بھتیجے نے کہا: ''چاچا جان! ہمیں تو آج ہی علم ہوا کہ (آپ کی بیٹی) نیلم اس قدر زبردست ڈانس کر لیتی ہے، دیکھو سب لوگ ہماری طرح اسے ہی دیکھ رہے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ بابا جی پر جیسے بم گر گیا ہو، نظریں نیچی کر لیں، ہاتھوں سے منہ کو چھپا لیا، چند قدم ہی چلے تھے کہ بابا جی گھبرا کر لڑکھڑا گئے اور گرتے گرتے بچے۔ اچانک ان کے بھائی نے یہ کہتے ہوئے سنبھالا کہ شاید کسی نے کیلا کھا کر چھلکا بے دھیانی میں پھینک دیا ہے، جس سے آپ پھسل جانے لگے تھے۔ اب دوسرا بھتیجا مخاطب ہوا: چاچو! دیکھو نیلم کیسا زبردست ''ٹھمکا'' لگا رہی ہے...... سب کے دل نکال کر لیے جا رہی ہے...... آپ نے یہ ڈانس اسے کہاں سے سکھایا ہے...... یقیناً کسی اعلیٰ ڈانس اکیڈمی سے کورس کروایا ہوگا...... اس ''تعریف و توصیف'' پر بابا کا سر چکرا گیا...... دل گھبرانے لگا...... سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں...... اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا...... بابا چلتے چلتے ڈگمگانے لگا، بابا کا بیٹا بہن کی تعریف سن کر فوری وہاں سے کھسکا اور پیچھے آنے والے لوگوں سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے چلنے لگا۔

اب بابا سے آگے چلنا محال ہو رہا تھا، لہٰذا وہ قریب پڑی کرسی پر سہارا لے کر یہ کہتے ہوئے بیٹھ گیا:

''پتر کی کریے...... نواں پوش اے...... اپنی مرضی کردا اے...... ساڈی کون من دا اے...... اسیں تے ایس کم نوں پسند نئیں کردے......''

(بیٹا میں کیا کروں، نئی نسل ہے، یہ اپنی مرضی کرتی ہے، کسی کی مانتی نہیں، ہماری یہاں کون سنتا ہے، ہم تو ان لچھنوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے۔)

تلخ حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی غیرت کے پتلے، حمیت کے رکھوالے کو بھی ایسے پروگراموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پسند نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ نادان بیٹیوں اور بہنوں کی آشنائیاں، عاشقانے اور یارانے یہیں سے شروع ہوتے ہیں۔ یہیں سے زبان کے زنا کے سلسلے شروع ہو کر حقیقی بدکاری، سیاہ کاری اور زنا کاری تک جا پہنچتے ہیں۔ ایسے ہندووانہ رسوم و رواج اور پروگراموں سے ہی مسلمانی کا جنازہ اور غیرت کا کباڑا ہوتا ہے، دیوثیت کی مہر دل و دماغ پر ثبت ہوتی ہے، بے حیائی کے جراثیم مستقبل قریب میں بننے والے خاندان کی جڑوں اور بنیادوں میں رچ بس جاتے ہیں اور اس میں رہے سہے شرم و حیا اور ایمان کے مادے کو کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہندوؤں، صلیبیوں، یہودیوں کی ثقافت و کلچر، بود و باش، رہن سہن، مسلم خون میں کینسر کی مانند شامل ہو جاتی ہے۔ یوں نہ اس کو دنیا کا چھوڑتی ہے نہ آخرت کا۔ یہ رسم خاص طور پر جہاں بپا ہوتی ہے، سمجھ لیں وہاں ''باغیرت باپ''، ''باغیرت بھائی اور بیٹے'' اور ''باغیرت و پاکیزہ ماں'' کی موجودگی کی نشاندہی کرتی ہے۔

اگر خاندان کے کچھ بوڑھے کھوسٹ، قبر میں ٹانگیں لٹکائے، بورژوا، بنیاد پرست، دقیانوسی، بوسیدہ اور پرانے افکار و خیالات کے مالک...... مصلحت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے...... اپنی بے بسی و بے کسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے...... اس کو ناپسند بھی کریں...... اور کبھی کبھار ڈرتے ڈرتے اپنے لبوں سے اس بے حیائی کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کر دیں...... بلکہ مزید ہمت و حوصلہ اور جرأت کر کے کچھ ٹھنڈی نصیحتیں بھی کر دیں، تو اب ریل کی پٹڑی کے دو کناروں کے آپس میں ملنے والے ناممکن عمل کی طرح یہ نسل کبھی باز نہ آئے گی (الا من رحم ربی) بلکہ نت نئے اضافے کر کے اس کو مزید پرکشش، ماڈرن اور روشن خیال بنائی جائے گی، اس لیے کہ:

مریض عشق پہ ''لعنت'' خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس لیے اگر آپ بوڑھے نہیں ہوئے...... گھر میں، خاندان میں...... ابھی آپ کی مانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے..... آپ سربراہ ہیں، باا‌ثر ذمہ دار ہیں..... اور اگر بوڑھے بھی ہو چکے ہیں..... تو آج ہی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو رکوائیں، تا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر کے اپنی قبر خود ٹھنڈی کرنے کا سامان کر سکیں۔ باقی ایسی لچر و لفنگی نسل سے مرنے کے بعد ایسے صالح اعمال کی توقع رکھنا کہ جو قبر میں راحت و ٹھنڈک کا باعث بن سکے، عبث وفضول ہے۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہواؤں کے دوش پر بربادیوں کا سفر

پہلا منظر

آدھی رات کا وقت تھا، یہ جوان چونگی امرسدھو لاہور میں جھومتا، گاتا، مسکراتا، ٹہلتا، ہواؤں کے دوش پر اڑتا ہوا پیدل چلا جارہا تھا، موبائل اس نے کانوں سے لگا رکھا تھا، وہ کسی سے دھیمی دھیمی میٹھی میٹھی پست سرگوشیوں میں مگن آگے ہی آگے بڑھتا چلا جارہا تھا، اسے نہیں علم تھا کہ وہ ایک ایک قدم موت کی طرف بڑھا رہا ہے، تھوڑے فاصلے پر اس کے سامنے موت کھڑی اس کا انتظار کر رہی ہے...... یہ ظاہری خوش کن لیکن حقیقت میں رسوا کن لمحات اس کی زندگی کے آخری لمحات ثابت ہونے والے ہیں...... سانسوں کی ڈوری ٹوٹنے ہی والی ہے...... دل ساکن، آنکھیں جامد اور قدم رکنے ہی والے ہیں...... موت منہ کھولے ہیبت ناک انداز میں بیقراری سے کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کی زندگی کی سانسیں ایک ایک کر کے کم ہو رہی تھیں اور کسی بھی لمحے رک سکتی تھیں...... لیکن ان سب باتوں سے بے خبر وہ خوش گپیوں میں مگن آگے ہی آگے بڑھتا جارہا تھا۔ یہ کون تھا جس کے ساتھ محو گفتگو ہو کر وہ دنیا میں رونما ہونے والے ہر حادثے سے بے خبر ہو چکا تھا...... حتیٰ کہ اپنے اردگرد اور قرب و جوار میں اس کے خلاف کیا ہو رہا ہے، یہ بھی اسے نظر نہ آ رہا تھا......

وہ تو ہواؤں کے دوش پر اڑتا مزید آگے بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک خاموش فضا کسی سنسناتے فائر کی آواز سے گونج اٹھتی ہے...... ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ ہی یہ جوان زمین پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آ رہا ہے..... مچھلی کی طرح تڑپنے لگتا ہے..... اسکا جسم اچھلنے کودنے اور پھڑکنے لگتا ہے..... خون کا فوارا ہے کہ فضاء میں بلند ہو رہا ہے..... جوان کی آنکھیں بند ہوتی چلی جارہی ہیں..... جسم ڈھیلا پڑنے لگتا ہے..... آخر تڑپ تڑپ کر ساکت و جامد ہو جاتا ہے..... موبائل وہیں کا وہیں پڑا رہ جاتا ہے..... ایک نسوانی آواز مسلسل موبائل سے آرہی ہے۔ اعجاز کیا ہوا..... اعجاز کیا ہوا..... بولتے کیوں نہیں ..... یہ دھماکے کی آواز کیسی ہے؟!!؟..... لیکن تھوڑی دیر ہنس ہنس کر، مسکرا مسکرا کر اور گا گا کر باتیں کرنے والا متحرک جسم بے جان ہو چکا ہے، بے روح بت بنا پڑا ہے، جواب کون دے؟

دوسرا منظر

ایک نسوانی آواز کسی سے مخاطب ہوکر پریشانی کے عالم میں کہہ رہی ہے: افضل! اپنے دوست اعجاز کا پتہ کرو، لگتا ہے اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ افضل جن لوگوں کے ہاں وہ کام کرتا تھا وہاں نمبر ملاتا ہے لیکن جواب ملتا ہے کہ وہ تو کافی دیر پہلے ہمارے پاس سے جاچکا ہے۔ اب وہ ڈائریکٹ اعجاز کے نمبر پر بار بار ڈائل کرتا ہے لیکن جواب ندارد۔ تھک ہار کر وہ بتا رہا ہے کہ محترمہ! وہ اپنی ڈیوٹی سے آچکا ہے لیکن خود میرا فون بھی نہیں اٹھا رہا۔ لگتا ہے تم دونوں مجھ سے فول اور مذاق کر رہے ہو جبکہ ہوا کچھ بھی نہیں اور پھر اس معاملہ کو نظر انداز کر کے سو جاتا ہے۔

تیسرا منظر

پہرے دار چلتے چلتے جب اس جگہ پہنچتا ہے تو خون آلود تازہ جوان لاش دیکھ کر چیخنے لگتا ہے..... آخر پولیس لاش اپنی حفاظت میں لیتی ہے، موبائل چیک کرتی ہے، آخری کال کسی لڑکی ع م کی ہوتی ہے اور افضل نام کے کسی مرد کی مسلسل مس کالیں ہوتی ہیں۔ پولیس ایڈریس معلوم کر کے دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا منظر

پولیس کا دستہ ایک گھر کا دروازہ پیٹ رہا ہے اور نہایت سخت لہجے میں کرخت گفتگو کر رہا ہے، سب لوگوں کے سامنے پولیس والے ایک جوان دوشیزہ اور اس کی والدہ کو مجرم بنا کر گرفتار کر کے تھانے میں لے جاتے ہیں۔ ریمانڈ لیا جاتا ہے۔ پولیس پوچھتی ہے: مقتول اعجاز نے آخری دفعہ تم سے کیا باتیں کیں...... قتل کی وجہ بتاؤ۔ ریمانڈ کے نتیجہ میں اس کی بتائی گئی تفصیلات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ لڑکی کی ایک لڑکے عمران کے ساتھ فون کے ذریعہ سے دوستی ہوگئی۔ اب فون پر خوب بات چیت ہوتی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اس دوران میں ایک اور لڑکے اعجاز نے بھی لڑکی سے موبائل کے ذریعہ سے غیر شرعی رابطہ کیا تو سابقہ لڑکے عمران کو یہ بات کھا گئی۔ اس نے رقابت کے جذبے میں گرفتار ہو کر لڑکی کو دھمکی دی کہ اگر تم نے اس سے دوبارہ رابطہ کیا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ لڑکی نے کہا: تمہیں اس سے کیا؟ میں جسے چاہوں کال کروں، دوست بناؤں، میں اپنے معاملات میں خود مختار اور آزاد ہوں۔ لہٰذا دوسرے لڑکے کو پہلے نے عین موقع پر گولی مار کر قتل کر دیا۔

اب لڑکی کے والدین رسوا ہو چکے ہیں، عزت جاتی رہی ہے، لوگوں کی ان کے متعلق باتیں سنی نہیں جاتیں، والدہ کہ جس نے اسے جنم دیا ہے، اس کے ساتھ مجرم بن کر تھانے حوالات میں بند ہے، ریمانڈ کی تکلیف دہ کیفیات کا دونوں کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

جب میں نے یہ واقعہ اخبار میں پڑھا اور مقامی لوگوں سے تفصیلات سنیں تو بہت دکھ ہوا۔ خاص طور پر اس جوان کی تکلیف دہ موت پر کہ وہ بے چارا کس قسم کی ذلت ناک اور حسرت ناک موت کا شکار ہو گیا۔ آخر وہ بھی تو کسی غمگسار ماں کا بیٹا تھا۔ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی مرتے وقت جو بھی کام کر رہا ہوگا اسے اسی حالت میں وہی کام کرتے ہوئے قبر سے اٹھایا جائے گا (اوکما قال) یہ بھائی کتنا بدنصیب ہے کہ آخری وقت کیا حسرت ناک کام اس کا نصیبا بنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیں! کانٹے بو کر کبھی پھول کاشت نہیں کیے جاسکتے، اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی اور بغاوت کر کے کبھی دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ یہ قتل کی واردات دیکھ کر مجھے امامیہ کالونی (لاہور) سے آگے ایک بستی کا واقعہ یاد آگیا۔ جب کان اور زبان سے بدکاری کا شکار ہو کر ایک لڑکے کو جان کے لالے پڑ گئے۔ لڑکی کے بھائیوں کو علم ہو گیا کہ یہ ہماری بہن کو گمراہ کر رہا ہے اور فون پر اس سے خفیہ دوستی قائم کیے ہوئے ہے۔ انہوں نے برادری کے دیگر جوانوں کو ساتھ ملا کر مسلح ہو کر اس کے گھر کو جانے والے چاروں راستوں پر ناکا لگا دیا اور گھر کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔ بہت سے لوگوں نے منت سماجت کی کہ خون خرابہ نہ کریں، اس کو سمجھا لیں گے بلکہ اس بستی سے ہمیشہ کے لیے نکال دیں گے، لیکن ان کے سر پر تو خون سوار تھا؛ لہٰذا نہ مانے، تمام لوگوں نے خوف کے مارے اپنے دروازے کھڑکیاں بند کر لیے۔ ماں بیچاری بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے بھاگی پھر رہی تھی، کبھی کسی کے گھر کہ میرے بیٹے کو چھپا لو، وہ اسے مار دیں گے لیکن ہر کوئی انکاری تھا، وہ کبھی کسی کے پاؤں میں اپنے بال اور دوپٹا رکھ رہی تھی تو کبھی کسی کے..... لیکن کامیابی نہ ہو رہی تھی، آخر کار مسلح افراد گھر کے سامنے پہنچ گئے، لڑکے کو کسی بزرگ نے ایک ترکیب بتائی اور وہ ہمسایوں کی ملحقہ دیواریں چھپ چھپ کر پھلانگتا رہا اور آخر کھیتوں میں چھپتا چھپاتا جی ٹی روڈ پر پہنچ کر منت سماجت کر کے لاہور پہنچا اور کسی دوست کے گھر چھپ گیا۔

اب لڑکی کے برادری والے گنیں لے کر اس کے رشتہ داروں پر چھاپے مارنے لگے۔ اتنے میں خوب رشوت دے کر اس کے گھر والوں نے ایمرجنسی اسکا ویزا لگوا کر اسے فوری طور پر بیرون ملک فرار کروا دیا اور اب آج تک وہ وہیں دیار غیر میں مقیم ہے۔ اپنوں کے چہرے دیکھنے کے لیے ترس اور تڑپ رہا ہے۔ ملک آنے کا اسکا کوئی ارادہ نہیں۔ اسے ڈر ہے کہ یہاں پہنچتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے جانے کے بعد معاملہ دب نہیں گیا بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے والدین اور برادری کے ساتھ دشمنی چل پڑی۔ مخالف پارٹی کا کہنا ہے کہ آپ نے ہمارے مجرم کو فرار کروایا ہے، ہم اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اب اس کے خاندان والے راتوں کو پہرے لگا کر سوتے ہیں، دن کو اپنی حفاظت کے لیے مسلح ہوکر نکلتے ہیں، ہر وقت کچھ ہو جانے کا ڈر، خوف، بے چینی ان پر سوار رہتی ہے۔ رات کو ذرا سی آہٹ پر اسلحہ لے کر اٹھ بھاگتے ہیں۔ ایک ہی گاؤں دو مختلف زونوں یا علاقوں میں تقسیم ہو چکا ہے، اِدھر کے لوگ اُدھر اور اُدھر کے ادھر نہیں آسکتے...... اگر آ گئے تو مار دیے جائیں گے۔

یہ سب کیوں ہے؟...... صرف اور صرف احکامِ الٰہی سے بغاوت کی وجہ سے۔ جب رب کائنات نے خفیہ دوستیوں سے منع کر دیا ہے، جب غیر محرم سے رابطہ حرام قرار دے دیا ہے...... جب عورت کو بوقت ضرورت بھی کرخت آواز میں جواب دینے کا حکم دیا ہے...... عورت و مرد کو کان آنکھ اور زبان کے زنا سے سختی سے روک دیا ہے...... جب ان احکامات سے کھلم کھلا جنگ کی جائے، احکام الٰہی کا سرعام عملی طور پر مذاق اڑایا جائے...... بلکہ انہیں یاد کروانے والوں کو ''مولوی'' کہہ کر حقارت سے دیکھا جائے...... تو کیا خیال ہے...... پھر خوشیاں و شادمانیاں اور راحتیں آئیں گی؟ ...... نہیں نہیں!! پھر تو ہلاکتیں، بربادیاں، تباہیاں، بدنامیاں اور حسرتیں، ندامتیں ہی مقدر ٹھہریں گی، کوئی بھی ہو، وہ عذاب الٰہی کے کوڑے سے بچ نہیں سکتا۔

اے والدین!...... اگر بچی کی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو پھول کی پتی جیسا دل رکھیں مگر ساتھ ساتھ شیر جیسی آنکھ بھی رکھیں۔ ان کو نادانیوں سے بچانے کے لیے شریعت کے احکامات پر عمل کروائیں...... کہ یہ نادان و ناسمجھ ہیں، ان کو آپ کی رہنمائی و تربیت کی ضرورت ہے۔ ان کے معاملات سے لاتعلق نہ رہیں بلکہ ان کی زندگی کا مشاہدہ کرتے ہوئے انہیں شیطانوں کے شر سے بچانے کی تدابیر کریں۔ کبھی ان کے ہاتھ میں شوقیہ یا غیر شوقیہ یہ ''دہکتا ہوا انگارا'' نہ آنے دیں، اسی میں سب کی سلامتی ہے، غیر شادی شدہ بچیوں، طالب علم بچیوں اور گھریلو بچیوں کے لیے موبائل خاص طور پر دہکتا انگارا ہے، جو کسی بھی وقت ان کی زندگیوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگ لگانے کا باعث بن سکتا ہے۔ مائیں خاص طور پر بیٹیوں پر نظر رکھیں کہ کہیں وہ مہلک انگارے موبائل کو ہاتھ میں لیے تو نہیں پھرتیں، خاص طور پر سوتے میں چیک کریں کہ وہ بستر میں موبائل لے کر تو نہیں سوتیں، یاد رکھیں! آپ کی غفلت ان کے خرمن زیست اور سنہری مستقبل کو جلا کر راکھ کر ڈالے گی۔

اے بہنو! کبھی آپ نے نوٹ کیا کہ آپ کے والدین آپ پر کس قدر مان، فخر اور ناز کرتے ہیں، آپ پر پہاڑوں سے مضبوط اعتماد کرتے ہیں، آپ کی پرورش و تربیت کو اخروی نجات کا سبب سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں: بیٹی گھر میں آتی ہے تو اللہ کی رحمت آتی ہے۔ بیٹی کی پیدائش پر بیٹی کے ساتھ برکت و خوش حالی کی آمد لازم و ملزوم جانتے ہیں۔ آپ کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا چین بناتے ہیں۔ آپ کے بہتر مستقبل کے لیے معاشرے میں مزدور بن کر دن رات دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ہماری کونپلیں پنپ سکیں۔ مسکا اور لہرا سکیں۔ ان کی زندگی خوشیوں کے گلشن میں جھوم کر گزر سکے۔ بیٹیاں تو خاندان و برادری کی آن بان اور شان ہوتی ہیں۔ وہ والدین کی عزت بڑھاتی ہیں نہ کہ ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہیں۔ آپ بھی اپنے والدین کے لیے باحیا شرم و حیا کی متوالی اور قابل فخر بیٹی بن اللہ کی رحمت اور امام کائنات ﷺ کی شفاعت اور والدین کے جنت میں داخلہ کا سبب بن جائیں۔ آپ کسی غیر محرم سے رابطہ کرنے سے پہلے اللہ کریم اور رسول رحمت ﷺ کے فرامین اپنے سامنے رکھیں۔ اگر شیطان نے اندھا کر چھوڑا ہے تو پھر اپنے معزز والدین کی عزت و آبرو، وقار، شرافت و بزرگی کا ہی خیال رکھیں، ان کے لیے رحمت کے بجائے زحمت مت بنیں کہ دنیا والے بیٹیوں کے وجود سے بھی نفرت کرنے لگیں۔ ان کے نازک دل کو، انکے مضبوط اعتماد کو، کبھی ٹھیس نہ پہنچائیں کہ اس طرح آپ ان کو تو برباد کریں گی ہی، خود بھی ہلاک ہو جائیں گی، اس لیے ٹیلیفون پر کسی غیر محرم سے رابطہ کرنے کے لیے بٹن دبانے سے قبل سوچ لے کہ تجھے کس کو اختیار کرنا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو، پھر والدین کی اطاعت عزت و آبرو کو...... یا پھر موبائل پر شیطانی رابطے اور فرینڈ شپ کے تباہ کن مہلک بارود کو......؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ کی رضا کے لیے......!

کتنی ہی دفعہ آتے جاتے میری ملاقات اس بوڑھے درویش منش انسان سے ہوئی۔ وہ اپنی عادت کے مطابق ہر دفعہ مجھے مسکرا کر ملا، بشاشت، خوش طبعی، موہ لینے والا دلربا انداز وہ ہر وقت اپنائے رکھتا تھا۔ اس سے اکثر ملاقات فٹ پاتھوں پر ہوتی تھی۔ آج یعنی وہ دارالسلام سیکرٹریٹ ہیڈ آفس کے سامنے پرانی کتب کا سٹال لگائے، ایک قد آور درخت کے تنے کے ساتھ سردی کی شدت میں گٹھڑی بنے بیٹھا تھا۔ اس کی تمام تر خوش طبعیوں، حسن اخلاق، علمی ذوق، ملنساری، خوش دلی اور گرم جوشی جیسے جذبات کے باوجود نجانے کیوں میں اسے پسند نہ کرتا تھا، بلکہ اس سے کراہت ونفرت اور بیزاری کے جذبات اپنے دل و دماغ میں پالتا چلا آ رہا تھا۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی تھی کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے دوست اور ابتسام الٰہی ظہیر کے استاد قاری محمد معاویہ صاحب نے ایک دفعہ اس شخص کے متعلق مجھے بتایا تھا کہ اس آدمی نے اپنی شادی بازار حسن (ہیرا منڈی) کی ایک طوائف سے کی ہے۔ بس اس کے بعد میرے ذہن میں اس شخص کا ایک منفی خاکہ بیٹھ گیا۔ میں جب اسے دیکھتا تو دل میں کہتا کہ یہ ہیرا منڈی کیا لینے جاتا تھا...... اس نے وہاں کی کسی خوبرو اور حسن کی پری سے شادی کی۔ یہ کسی خاندانی سلجھی ہوئی شریف عورت سے بھی نکاح کر سکتا تھا...... اس نے ایسا کیوں نہ کیا...... ضرور اس لیے کہ یہ حسن کا دیوانہ ہے، بھنورا ہے...... جگہ جگہ پھرتا رہا ہے...... اسے عام شریف اور پاکباز عورت کیسے پسند آتی۔ پھر کچھ عرصہ بعد مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ اس نے ایک سے زائد شادیاں کی ہوئی ہیں۔ اب میرے خدشات مزید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھ گئے اور ذہن میں یہ بات جم کر بیٹھ گئی کہ یہ آدمی حسن پرست اور عیاش ہے...... لیکن دیکھو کیسے سادہ مزاج درویش بن کر مظلوم سا، معصوم سا اور فقیرانہ روپ دھارے ہوئے ہے۔ میں اس کے اس قدر خلاف ہو گیا تھا کہ جب بھی اسے دیکھتا تو تصور ہی تصور میں یہ شعر گنگنانے لگتا:

لباس خضر میں یہاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں
دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر!

آج دارالسلام سے حبیب کبریا بھائی سے ملنے کے بعد پیدل واپس آ رہا تھا کہ راستے میں چلتے چلتے اس سے ملاقات ہو گئی۔ جس بات کا خدشہ اور ڈر تھا وہی بات ہو گئی۔ وہ کھلے بازوؤں سے استقبالیہ انداز میں یہ کہتے ہوئے ''آیئے طاہر نقاش صاحب! کیا حال ہے؟'' آگے بڑھا۔ آج بھی اس نے غیر شفاف اور میلے سے کپڑے پہن رکھے تھے۔ میں اسے دیکھتے ہی پھر سابقہ ادھیڑ بن میں مبتلا ہو گیا کہ دیکھو، حسن پرست شہوت پسند کس قدر سادہ مزاج اور خوش اخلاق بن کر اپنے من کے میلے پن کو چھپا رہا ہے۔ اس گناہوں سے لتھڑی دنیا میں اپنا تو روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ تن کے تو اجلے ہوتے ہیں لیکن من کے میلے۔ اس کے برعکس بعض بظاہر من کے اجلے اور شفاف لیکن تن کے میلے نظر آتے ہیں، جبکہ بعض بدقسمت تن کے بھی میلے اور من کے بھی میلے ہوتے ہیں۔ مجھے نہ چاہتے ہوئے بھی ظاہری طور پر اس سے اچھے بااخلاق اور پرتپاک انداز میں ملنا پڑا۔ میں اسے بغور دیکھ رہا تھا اور اس کی شخصیت کے متعلق منفی سوچیں سوچے چلا جا رہا تھا...... اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ کے بندے! ایک عرصہ ہو گیا تجھے اس شخص کے متعلق اپنے دل میں نفرتیں، کدورتیں اور بغض کے سانپ پالتے ہوئے، آج موقع ملا ہے، فوراً اس کی زندگی کی عیش پرستیوں اور رنگ بھری مختلف شادیوں کی داستان اور تفصیلات اس کے منہ سے سنو، دیکھو کیا کہتا ہے کہ وہ شرمندہ ہے، یا اپنے کیے پہ خوش ہے، یا کیا کہتا ہے؟؟ لہٰذا اس تجسس و تحقیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جذبے کے تحت میں نے اس سے بیٹھتے ہی سوال کر دیا: جناب! آپ کی ذاتی زندگی کے متعلق سوال کرنا چاہوں گا، محسوس نہ کریں، وہ یہ سنتے ہی خاموش ہو گیا اور پھر کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ یہ دیکھتے ہی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو پریشان ہو گیا نا، سوچ میں پڑ گیا نا، سوچ رہا ہو گا پھنس گیا ہوں...... بہرحال بچ کر کہاں جائے گا، وہ مروت و محبت سے ہلکی سی مسکراہٹ کی آنچ پر کہنے لگا: کیا پوچھنا ہے طاہر بھائی آپ نے میری نجی زندگی کے متعلق؟ میں نے موقع کا انتظار کیے بغیر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: سنا ہے آپ نے بازار حسن کی کسی طوائف لڑکی سے شادی کی تھی، کیا یہ درست ہے؟ ویسے پھر میں نے اس کو بات کرنے پر ابھارنے اور آمادہ کرنے کے لیے فوری طور پر کہا: کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ نیکی کا کام ہے، اس طبقہ کو کون منہ لگاتا ہے، آپ نے ضرور اس سے دھندا چھڑوایا ہو گا اور اچھی زندگی گزارنے پر آمادہ کیا ہو گا؟ یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا اور یہ بابا جان سوچوں کے سمندر میں اتر گئے، کچھ دیر ماضی بعید کے سمندر سے اپنی یادوں کی گم شدہ مالا ڈھونڈتے رہے اور پھر جیسے کوئی سمندر کی تہ سے کچھ دفن شدہ خزانہ نکالنے میں کامیاب ہو گیا ہو، کی طرح سر اٹھا کر کہنے لگے:

ہاں طاہر بھائی! میں نے ایک طوائف دوشیزہ سے شادی کی تھی، یہ آج سے تقریباً چالیس سال قبل کی بات ہے۔ کیوں کی تھی اور کیسے کی تھی، آپ کو کوئی اور عورت نہ ملی تھی کیا؟؟ میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں کہا، اب وہ تفصیلات بتانے لگا اور میں ہمہ تن گوش سننے لگا:

طاہر بھائی! ماضی بعید میں ایک دفعہ کسی کام سے مجھے اس بازار میں جانا پڑا، وہاں میری ملاقات اس سے ہوئی، میں نے محسوس کیا کہ ''وہ'' اس بازار کی پیداوار نہیں بلکہ کہیں سے زبردستی لائی گئی ہے اور اس گناہ بھری زندگی سے سخت نفرت کرتی ہے۔ اس نے اللہ جانے کتنوں سے ایک سوال کیا ہو گا اور کتنے ہی عیاشوں نے اس سے جھوٹے وعدے بھی کیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔ لیکن پھر کوئی پلٹ کر دوبارہ اس کے پاس نہ آیا ہوگا۔ وہی سوال وہی التجا اس نے میرے سامنے بھی رکھ دی۔ ''مجھے اس گناہوں کی دلدل سے نکالیے، میں یہاں نہیں رہنا چاہتی، میں کمزور ہوں، میرا ساتھ دیجئے۔'' میں ظلم کے پنجے میں دبی اس مظلوم و مجبور دوشیزہ کی فریاد سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ میرا دل کہنے لگا: معاشرے کی خوبرو، خاندان و برادری والی، پڑھی لکھی لڑکیوں کو تو ہر کوئی اپناتا ہے لیکن اسے کون اپنائے گا!؟ جو اپنے دامن کو کانٹوں سے الجھ کر پھٹ جانے سے بچانا چاہتی ہو۔ میں نے سوچا کہ اس کو اس گناہ کی اندھیر نگری سے نکال کر خوشیاں دوں، اپنا جیون ساتھی بناؤں، اس کا علاج معالجہ کرواؤں، ضرور اس سے اللہ کریم خوش ہوگا اور مجھے اس کا بدلہ آخرت میں دے گا۔ یہ دنیا تو چار دن کی ہے، گزر ہی جائے گی، اللہ کریم آخرت میں کہ جو زندگی کبھی ختم ہی نہیں ہونی، بہتر جنت کا جیون ساتھی دے گا، جو اصل کامیابی ہے۔ یہ زندگی اگر کسی مصیبت زدہ کے نام کر کے اللہ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے تو یہ سودا گھاٹے کا نہیں۔ میں نے بات کاٹ کر کہا: آپ نے سوچا کہ ''اس کا علاج کرواؤں گا'' کیا مطلب اس کا، کیا وہ بیمار تھی، جبکہ عام طور پر سننے میں تو آتا ہے کہ بازارِ حسن کی دوشیزائیں بہت خوبصورت اور صحت مند ہوتی ہیں۔ کہنے لگا: نہیں طاہر صاحب! وہ بیمار تھی اور بہت بیمار تھی، ایسی عورت کے پاس کون جاتا ہے، اسے تو اس کے گندے معاشرے میں ایک بوجھ اور سفید ہاتھی سمجھا جاتا ہے، جو کچھ کمانے کے بجائے سب کچھ کھاتا جاتا ہے۔ مجھے علم تھا کہ وہ بیمار ہے، اس کے علاوہ وہ بہت کمزور ہو چکی تھی، کوئی رنگ روپ بھی نہ تھا، بس ایک عام سی گہرے گندمی رنگ کی مالک مریضہ تھی۔ پھر بھی آپ نے اس سے شادی کا فیصلہ کیا جبکہ آپ کو علم تھا کہ وہ چلتی پھرتی لاش ہے؟ میں نے کہا۔ کہنے لگا: ہاں! پھر بھی، محض اس لیے کہ میں اس بیمار عورت کو گناہ کی زندگی چھڑوا کے اور خوشیاں دے کر صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا تھا، جس کو یہ چیز مل گئی اس کو دنیا و آخرت کے تمام کے تمام خزانے مل گئے۔ میں نے اس کی نائکہ اور مالکوں سے بات کی۔ انہوں نے میری دلچسپی دیکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر یہ شرط رکھ دی کہ آپ دس ہزار روپے ہمیں دیں اور لے جائیں۔ گویا وہ اس ضرب المثل کے مصداق کہ "ہاتھی زندہ لاکھ کا اور مردہ سوا لاکھ کا" مجھ سے پیسے بٹورنے کے چکر میں تھے۔ میری اتنی استطاعت نہ تھی، لاہور کی چند شخصیات کو علم ہوا تو انہوں نے میرے ساتھ تعاون کیا اور یوں میں نے اس دور کی یہ بہت بڑی رقم ادا کر کے اس کو آزاد کروایا اور پھر اس سے نکاح پڑھوا کر اس کو آباد کیا، شاد کیا، اور اس کا گھر بسایا، اس کو خوشیاں دیں، اپنی بساط کے مطابق اس کی ہر تمنا و خواہش اور آرزو پوری کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو لاحق ہو جانے والی بیماری کا علاج بھی کرواتا رہا۔ وہ ادویات کے سہارے مسلسل بیماری سے جنگ لڑتی رہی۔ آخر اندھیر نگری سے آزادی اور اپنی شادی کے تین سال بعد تھک کر ہار گئی، بیماری اس پر غلبہ پا گئی اور وہ زندگی کی جنگ ہار کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کے منہ میں چلی گئی۔ میں اپنی پوری کوشش اور علاج کے باوجود اس کی زندگی بچانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب اگرچہ وہ بدکاری اور بازار گناہ کے پنجے اور شکنجے سے تو آزاد ہو چکی تھی لیکن موت کے پنجے میں گرفتار ہو کر ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو گئی۔

میں اس کی یہ داستان صدق و وفا سن کر بہت متاثر ہوا، اس کے جذبے کو اور نیت کو سراہا اور اصل حقائق کا علم ہوا لیکن پھر بھی دل میں ایک کھٹکا سا باقی رہا کہ شاید اس نے خفت سے بچنے کے لیے یہ کہانی گھڑی ہو، اسی بنا پر میں نے دوسرا سوال کر دیا: آپ نے ایک اور شادی بھی تو کی تھی؟ ہاں کی تھی، سیالکوٹ کے ایک آدمی نے کسی عورت سے شادی کر کے اس کو خوب ستایا، تڑپایا، رلایا اور دکھ دیے، بالآخر اسے طلاق دے کر چلتا کیا۔ اب وہ مزید دکھوں، پریشانیوں اور مصیبتوں کے پہاڑ کے نیچے دب کر کچلی گئی۔ یہ دکھیاری اور بے سہارا ہو گئی۔ ہمارے ہندوؤں سے متاثر معاشرے میں طلاق یافتہ عورت کو اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ کوئی اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر قبر میں جا پہنچتی ہے۔ میں نے اس دکھیاری عورت کو دیکھا، اس کی آہیں، سسکیاں، نالے اور فریادیں سنیں تو میرے دل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہی خیال آ گیا کہ اس دکھوں کی ماری کو سکھ دوں، خوشیاں دوں، ضرور اللہ کریم کی رضا حاصل ہو گی۔ میں نے کنواری دوشیزاؤں کو چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اس کے ساتھ نکاح کر لیا اور اپنی بساط کے مطابق اُس کو خوشیاں دیں، یہ اللہ کی بندی بھی چند سال زندہ رہی اور پھر مجھے داغ مفارقت دیتے ہوئے قبر میں جا سوئی۔

پھر کچھ دیر توقف کے بعد کہنے لگا: آپ کے سوال کرنے سے پہلے آپ کو بتا دوں کہ میں نے تیسری شادی بھی کی تھی لیکن اس میں بھی وہی جذبہ کارفرما تھا، یعنی اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی آرزو، یہ ایک ٹی بی کی مریضہ تھی، مجھے شادی سے قبل علم تھا کہ اسے ٹی بی کا مرض لاحق ہے لیکن میں نے اس کی بیماری کے ساتھ اسے قبول کر لیا اور اس کا علاج معالجہ کروانے لگا۔ اس کو دورے بھی پڑتے تھے، اللہ نے مجھے اس سے ایک بچی بھی دی جو آج کل بی اے کی سٹوڈنٹ ہے۔ جب میری یہ بچی چھوٹی سی تھی تو میری بیوی کو دورے پڑتے، اس دوران میں وہ اس کو مارتی اور کہتی کہ بیٹا ہوتا تو سہارا بنتا لیکن یہ لڑکی آ گئی ہے۔ میں اس کو ایسی باتیں کرنے سے منع کرتا کہ ان سے ہمارا خالق و مالک ناراض ہوتا ہے جبکہ ہماری تو زندگی کا مقصد ہی اس کی خوشی و رضا حاصل کرنا ہے۔ وہ دورے کے دوران میں اس بچی کو مارتی تو میں دونوں کو سنبھالتا اور بچی کو بچاتا۔ مجھے خدشہ لاحق ہو گیا کہ میری غیر موجودگی میں یہ کہیں میری بچی کو مار ہی نہ دے۔ میں اردو بازار لاہور میں اپنے سیل پوائنٹ (دکان) کا مالک تھا۔ میں نے اپنی دکان چھوڑ دی اور اپنی بیٹی اور بیوی کی دیکھ بھال میں لگ گیا۔ جہاں دکان چھوڑنے میں اور بھی وجوہات بنیں، ان میں سے ایک وجہ ماں کے ہاتھوں دورے کے عالم میں بیٹی کو کسی بھی ممکنہ نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ اور ڈر بھی تھا۔ اب دکان کے چھوٹ جانے کے بعد کاروبار زندگی چلانے کے لیے ذریعہ معاش کی فکر ہوئی، لہٰذا میرا یہ معمول بن گیا کہ دن کو گھر میں بیوی اور بیٹی کی دیکھ بھال کرتا اور رات کو جب وہ سو جاتیں تو میں سونے کے بجائے ریلوے سٹیشن کے پاس نولکھا بازار میں فٹ پاتھ پر پرانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیں لگا کر فروخت کرتا اور دن چڑھنے سے پہلے پہلے سٹال سمیٹ کر واپس گھر اپنی دوسری ڈیوٹی پر آ جاتا۔

یوں راتیں بیتیں، دن گزرے، صبحیں شاموں میں اور شامیں اندھیری راتوں میں ڈھلتی رہیں، وقت کا پہیا گھومتا رہا...... سردیوں، گرمیوں، بہاروں، خزاؤں اور پت جھڑ کے موسم آتے اور جاتے رہے۔ میری بچی بڑی اور سیانی ہوگئی اور میری یہ بیوی ایک لمبے عرصہ کی رفاقت کے بعد اپنے خالق کے پاس چلی گئی...... میں تھا کہ یہ تمام حقائق جان کر حیرتوں کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ میں کیا سمجھتا رہا اور حقیقت کس قدر تلخ اور الٹ نکلی۔ کبھی کبھی آنکھوں کا مشاہدہ اور کانوں کی سماعت بھی ایک سراب ثابت ہوتی ہے۔ جیسے بظاہر نظر آتا ہے یا محسوس ہوتا ہے حقیقت میں ویسے ہوتا نہیں۔ میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ اس شخص کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی: طاہر صاحب! اور بھی سن لیں! شاید آپ کو علم ہوا ہو کہ میں نے چند سال قبل چوتھی شادی بھی کی ہے۔ ہاں اڑتی اڑتی خبر سنی تھی...... اس دفعہ تو آپ نے ضرور کوئی بہتر انداز کی شادی کی ہوگی...... میں نے جواب دیا تو وہ بولا: میں نے اس دفعہ پھر ایک مرگی کی مریضہ سے نکاح کیا ہے، اس کا بھی علاج معالجہ کروا رہا ہوں، نیت وہی پرانی ہے کہ اس دکھی، مظلوم، معذور اور بیماری کی ستائی ہوئی اللہ کی بندی کو راحت و آرام پہنچاؤں۔ نتیجہ میں اللہ کریم خوش ہوگا اور بدلہ میں مجھے آخرت میں راحت و سکون بخش دے گا۔ ان شاء اللہ۔

میں اس کی تمام داستان ایثار سن کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ بڑی دیر سے میں اپنے اندرونی موجیں مارتے جذبات کو قابو کر رہا تھا...... اور اپنے روتے ہوئے دل کی آہیں، سسکیاں اور واویلے بلند ہونے کے آگے بند باندھ رہا تھا۔ اس کو سمجھا رہا تھا کہ:

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اب وہ میرے کنٹرول سے باہر ہوتا جا رہا تھا، میرا دل چاہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر دنیا والوں کو بتاؤں کہ اس جہاں میں انسانیت کا درد رکھنے والے ایسے انسان بھی بستے ہیں جو محروم تمنا، محرم آرزو اور خوشیوں سے محروم لوگوں کو خوشیوں کی سوغات دینے کے لیے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ دوسروں کے دکھوں کو دور کرنے کے لیے خود دکھوں کی باڑ میں پھنس جانا قبول کرتے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص تو انسانیت کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہے، ایک زندۂ جاوید قابل تعظیم ہستی ہے کہ جس کے لیے دیدہ ودل فرش راہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ عظمت و رفعت کی کس بلندی پہ سرفراز ہے اور میں اسے کس پستی میں دھکیلتا رہا، یہ تو محبتوں، الفتوں اور چاہتوں کو نچھاور کرنے کے قابل ہے جبکہ میں اس پر نفرتوں اور حقارتوں کے کانٹے پھینکتا رہا۔ میں ندامت و شرمندگی سے اس کا سامنا نہ کر پا رہا تھا جبکہ وہ مزید کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے اپنے خیالات کی ڈوری کو توڑ کر پھر کان اس کی گفتگو کی طرف لگائے، مجھے ایسے لگا جیسے دور سے کسی کی یوں دھیمی اور میٹھی آواز آ رہی تھی:

طاہر صاحب! آپ قلم کار ہیں، زیادہ بہتر جانتے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں کتنی ہی بچیاں جو خالق کائنات کی مرضی سے کمزور، بیمار یا معذور رہ جاتی ہیں، وہ بھی انسان ہیں، وہ بیچاری بھی دل رکھتی ہیں، ان کی بھی آرزوئیں، تمنائیں ہیں...... وہ بھی خوشیوں کی متمنی اور طلب گار ہیں۔ ان کی خواہشات، ان کی خوشیوں کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے...... ان کو محض کسی کمی کوتاہی کی بنا پر نظرانداز ہرگز نہ کرنا چاہیے...... ان کو اپنی خوشیوں، شادمانیوں میں شریک ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی حیاتی کو بھی مسرتوں، راحتوں، چاہتوں کے رنگوں کی مہک سے بھرنا چاہیے۔ اس سے ہمارا خالق و مالک راضی ہو جائے گا، اور جس سے وہ راضی ہو گیا اسے دونوں جہانوں کی کامیابیاں مل گئیں۔

اس کی یہ باتیں سن کر میرے وہ آنسو جو بڑی دیر سے آنکھوں سے نکلنے کو بے قرار تھے، پلکوں کا حصار توڑ کر وارفتگی کے عالم میں بہنے لگے...... میں صاف کرتا جا رہا تھا اور وہ مزید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتے جا رہے تھے اور بہتے جا رہے تھے...... کہ کتنا عظیم انسان ہے جس کے متعلق میں نے سوءظن کے سنپولیے اپنے دل و دماغ میں پال رکھے تھے...... میں اللہ سے معافی بھی مانگ رہا تھا...... اور ساتھ ساتھ آنسو تھے کہ بہتے چلے جاتے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ آنسوؤں کی روانی، طغیانی اور بہاؤ میرے کنٹرول میں نہیں رہا...... تو چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر مرکز القادسیہ کی طرف چل پڑا۔ یہ شخص حیرانی کے عالم میں مجھے جاتے ہوئے دیکھتا چلا جا رہا تھا...... وہ نہ سمجھ پا رہا تھا کہ میری آنکھیں آنسو کیوں بہا رہی ہیں...... میں اسے حیران چھوڑ کر مرکز القادسیہ پہنچ گیا۔

ایسے آدمی کو عام لوگوں کی زبان میں ''پاگل'' ہی کہا جائے گا، کہ جس نے دوسروں کی خوشیوں کے لیے اپنی زندگی کی بہاروں کو قربان کر دیا ہو۔ اپنے گلشن حیات کو دوسروں کے پاس گروی رکھ دیا ہو...... میں کہتا ہوں ایسے ''پاگل پن'' کا جذبہ قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ عظمت کی بلندیوں پر فائز لوگوں کے نصیب میں یہ سعادت آتی ہے۔ لوگوں کی زبان میں اگر یہ ''دیوانہ پن'' ہے تو ایسا ''دیوانہ پن'' اگر قوم کے چند فیصد افراد میں سرایت کر جائے تو امت کی وہ بچیاں بھی خوشی و مسرت کی چند بوندیں اپنے جان بلب سوکھے حلق میں ٹپکا کر اس دنیا میں مردہ سے زندہ ہو جائیں اور ان کے مستقبل کے متعلق پریشان ان کے غم کے کینسر میں مبتلا والدین کے لیے یہ ''دیوانہ پن'' آب حیات ثابت ہو۔ ان کا دل مطمئن ہو کہ اگرچہ ان کی بچی میں بشری اعتبار سے، جسمانی لحاظ سے کچھ خامی یا کمی کوتاہی رہ بھی گئی ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ اس کا ہاتھ تھام کر اس کی سونی اور اجڑی زندگی کے برباد گلشن کو باغ و بہار کر دے گا۔ لیکن یہاں تو ہر کسی کو اپنی پڑی ہے، ہر کوئی شیش محلوں سے، پری پیکروں، مہ جبینوں، حسینوں، جمیلوں اور رنگ و نور کی تتلیوں سے کم کا یا اس سے نیچے کا سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا۔

ہمارے معاشرے میں خود غرضی اور ظاہری چکا چوندھ اس درجہ تک سرایت کر چکی ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسا اوقات اس کا مشاہدہ کر کے عقل دنگ اور طبیعت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ بعض اچھی بھلی صحت مند بچی کو مسترد کرنے والے اپنا موقف یوں پیش کرتے سنے گئے ہیں کہ اجی دو نمبر کی عینک لگی ہے، یعنی نظر کمزور ہے، اس لیے...... بس رنگ ذرا کھلا کھلا نہیں...... یا گندمی ہے...... قد ذرا بڑا...... یا کچھ چھوٹا ہے...... زیادہ سمارٹ یا فربہ ہے...... ہاتھ کی دو انگلیاں کٹی ہوئی ہیں...... ناک بڑی ہے...... ہونٹ ذرا موٹے ہیں...... تعلیم ذرا کم ہے...... شوخ بہت ہے...... کم گو ہے...... وغیرہ وغیرہ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یعنی کسی معذور بچی کو اپنانا تو بہت دور کی بات ہے، لوگ تو تعلیم یافتہ اچھی بھلی لڑکیوں میں کیڑے نکالتے ہیں اور ذرا ذرا بے معنی، لایعنی اور فضول وجوہات کی بنا پر رشتہ رد کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں قوم کی ان ہزاروں معذور بچیوں کا مستقبل کیا ہو گا؟؟ بلکہ بعض سیرت کے بجائے صورت کے دلدادہ لوگ تو لڑکیوں کو پسند کرنے کے لیے اس طرح دیکھنے چلے آتے ہیں کہ آدمی شرم سے پسینا پسینا ہو جائے۔ گوجرانوالہ سے بھائی محمد اشرف صاحب بتانے لگے ایک خاندان کے 40 افراد لڑکی کو پسند کرنے کے لیے کہ پاس ہے یا فیل ان کے گھر پہنچے اور مختلف زاویوں سے اس کو دیکھنے اور پرکھنے لگے۔ سلیکٹ کریں یا ریجیکٹ کریں، اور والدین پر ان کی طرف سے قبولیت کا فیصلہ نہ آنے تک جان پر بنی رہی...... کہ اللہ جانے وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ استغفر اللہ! یہ کیسے لوگ ہیں' ایسے لگتا ہے جیسے اپنے بیٹے کے لیے کوئی شرم و حیا کی پتلی دیکھنے نہیں آئے بلکہ کسی مویشی منڈی میں کوئی گائے یا بھینس یا قربانی کا بکرا خریدنے آئے ہوں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قوم کے افراد کی ذہنی کیفیت اس حد تک پہنچ جائے تو پھر ان معذور و مجبور یا کسی کی کوتاہی کی شکار بچیوں کا کیا بنے گا!؟ مجھے میرے دوست ابراہیم ظہیر ایک دفعہ بتانے لگے کہ ہری پور میں دو بہنیں ہیں جو باحیا پاکیزہ، معصوم ہیں، دیندار اور نماز کی پابند ہیں، صحت مند اور نہایت خوبصورت ہیں لیکن کوئی ان سے شادی کرنے کو تیار نہیں...... کیوں؟...... اس لیے کہ وہ صرف قوت گویائی سے محروم ہیں، کھل کر بات نہیں کر سکتیں، میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مولانا عبیدالرحمٰن محمدی مرحوم سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے ان کا گھر بسانے کا وعدہ کیا اور کہا: میں بہت جلد کوشش کر کے خوشخبری سناؤں گا۔لیکن پھر زندگی نے ان سے وفا نہ کی اور وہ ایسا کرنے سے قبل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اللہ کریم ان کی مغفرت کرے۔

اس موقع پر مجھے حکیم عبدالعزیز فیروز پوری ﷾ یاد آ گئے۔ وہ بغیر جہیز اور رسومات کے شادی کی ترغیب کے لیے کوشاں تنظیم تحریک صراط مستقیم کے سربراہ بھی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مجھے ملے اور کہنے لگے: طاہر بھائی! اب ہماری تحریک نے ایک قدم اور بڑھا کر قوم کی معذور بچیوں کے گھر بسانے کا پلان بنایا ہے اور اس میں عملی طور پر کامیاب بھی جا رہے ہیں۔ اب ہم لوگوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ وہ اگرچہ مثنیٰ اور ثلاثہ کے حکم پر عمل کریں یعنی وہ اگرچہ دوسری اور تیسری شادی ہی کریں لیکن ان بچیوں کو بھی اپنا جیون ساتھی بنا کر اپنی خوشیوں میں شامل کریں، اللہ کریم آپ کو ثواب بھی دے گا، راحت و آرام اور سکون بھی دے گا، معاشی تنگیاں بھی دور کرے گا اور اس نیکی پر اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ بھی دے گا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ایک دن حکیم صاحب نے اپنے بیٹے ڈاکٹر یوسف سے کہا: بیٹا! نہا کر کپڑے بدلو۔ وہ بولا معاملہ کیا ہے؟ کہنے لگے: ایک باپ بیٹی کے مستقبل سے پریشان ہے، کیونکہ وہ اپنی ٹانگوں پر چل نہیں سکتی بلکہ گھسٹ گھسٹ کر آگے بڑھتی ہے۔ اس کی یہ معذوری اس کا گھر بسنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ تم اٹھو اور اس کو اپناؤ اور باپ کی پریشانی کو ختم کرو، ثواب بھی ہو گا اور اللہ کریم راضی بھی ہو گا۔ پھر بیٹے کو کار میں بٹھایا، لڑکی والوں سے کہا: بچی کو تیار کرو، اور خود نکاح پڑھا کر تھوڑی دیر بعد اس کو دلہن بنائے واپس گھر لے آئے اور اس کا باپ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں دینے لگا۔

جسمانی طور پر کسی رہ جانے والی کمی، کوتاہی کی بنا پر کتنی ہی امت مسلمہ اور پاکستانی قوم کی بیٹیاں ہیں جو اپنے روشن مستقبل سے مایوس ہیں...... ناامید ہیں...... خوفزدہ اور غمزدہ ہیں، جوان ہیں...... خوشیوں کی خیرات کے لیے اپنی امنگوں کا کشکول اٹھائے اپنائے جانے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیک مانگ رہی ہیں...... معذور، کمزور، مجبور مقہور ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ ایسے ایسے گناہ پل رہے ہیں...... ایسی ایسی زیادتیاں کی جا رہی ہیں کہ الامان و الحفیظ...... وہ حرف شکایت بھی زبان پر نہیں لا سکتیں...... کسی بھی طرح کے خطرناک ردعمل سے بچنے کے لیے ...... اور اس خدشے سے کہ روٹی کے دو ٹکڑے، کپڑوں کا جوڑا اور اٹھنے بیٹھنے رہنے اور سونے کے لیے جگہ فراہم کرنے والے کہیں سرپرستی سے ہاتھ نہ کھینچ لیں۔ یوں وہ پڑی پڑی گلتی سڑتی اور طرح طرح کی زہر آلود اور آتشیں باتیں سنتے سنتے سسکتی سہکتی، جھلستی جھلستی، بلکتی بلکتی، قبروں میں جا پہنچتی ہیں...... لیکن معاشرے کا کوئی شیر دل اور بہادر آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھامنے کی جرأت نہیں کرتا۔

آیئے آگے بڑھیے...... درویش بابا جس کا میں تذکرہ گزشتہ صفحات میں کر آیا ہوں، کا اسلوب زندگی اپنائیں...... ان کی آبادکاری کی فکر کریں، ان کو خوشیوں، راحتوں، مسرتوں کی سوغات مہیا کریں، اللہ کریم آپ کے درجات بھی بلند کرے گا، آپ کی آبادکاری بھی کرے گا...... کہاں؟...... جنت میں...... اور آپ پر راضی بھی ہو گا۔ کسی محروم تمنا کو خوشیاں مہیا کر کے مالک کائنات کی رضا حاصل کرنا...... بہت نفع بخش سودا ہے۔ اللہ کی نیک بندیاں اس معاملہ میں اپنے شوہروں سے تعاون کر کے اس ثواب میں شامل ہوں۔ اللہ ان کو جنت کی شہزادیاں بنا دے گا۔ ان شاء اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھوکھلی عزت

ڈھول کی کتنی پھیلی ہوئی جسامت ہوتی ہے..... کتنا اس کا زور شور ہوتا ہے..... کتنی گونج ہوتی ہے..... لیکن وزن میں وہ بالکل ہلکا پھلکا سا ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ اندر سے بالکل کھوکھلا ہوتا ہے، خالی اور بے وزن ہوتا ہے..... ایسے ہی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں کا شہرہ اور زور تو عام طور پر بہت زیادہ دیکھنے میں آتا ہے لیکن حقیقت میں وہ بالکل بے وقعت، بے اہمیت، غیر مقبول بلکہ بعض تو قابل نفرت ہوتے ہیں۔ معاشرے میں حقیقی طور پر ان کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ سب سے بڑا المیہ یہ کہ وہ ساری دنیا کا علم رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود آخر دم تک اپنی اصل حیثیت وحقیقت سے بے خبر رہتے ہیں..... اور یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ معاشرے میں، اپنے حلقے میں اور اپنے خاندان برادری وغیرہ میں بہت مقبول اور معزز ومحترم ہیں۔ لیکن یہ جان لیں کہ حقیقی عزت تو صرف انھی کو نصیب ہوتی ہے جن سے ان کا خالق و مالک راضی ہو، اس کی رحمت و برکت ان کے شامل حال ہو، افراد کو معاشرے میں عزت ان کے ذاتی اوصاف، خوبیوں اور قابلیتوں، قربانیوں، ایثار کی بنا پر حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی میں کوئی ایسی خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں تو لوگ اس کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ چند دن قبل مجھے ایک بھائی کہنے لگا: طاہر بھائی! فلاں فلاں لوگ میری بہت عزت کرتے ہیں اور انھوں نے فلاں کام صرف میری عزت کرتے ہوئے کیا، ورنہ وہ کسی کے کہنے پر یا کسی کے لیے ایسا نہیں کرتے، چند دن بعد میری متعلقہ افراد سے ملاقات ہوگئی، میں نے معاملہ کی تحقیق کی غرض سے ان سے پوچھا: عبدالرحمن تو تمہارے متعلق یہ کہہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا تھا، کیا یہ واقعی درست ہے؟ ان میں سے ایک جو عبدالرحمٰن کا زیادہ چہیتا تھا اور جو سب سے زیادہ اس کی عزت کرنے کا اظہار کرتا تھا، کہنے لگا: طاہر بھائی! آپ سے کیا چھپانا، کس کی عزت اور کاہے کی عزت!!؟ کوئی عزت کے قابل ہو تو اس کی عزت کی جاتی ہے، یہ لوگ تو اس قابل ہی نہیں۔ لیکن ہم ایسا کرتے ہیں، خوب ان کی چاپلوسی، ٹی سی اور مصنوعی عزت کرتے ہیں، اس لیے کہ یہاں ایسا کرنا ہی پڑتا ہے کہ یہ اس سے خوش ہوتے ہیں' اور یوں ہمارے لیے بھی کتنی ہی آسانی کی راہیں نکل آتی ہیں۔ اور ہم ان کی مصنوعی عزت اور ٹی سی اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کے شر اور فتنے سے بچ سکیں۔ اگر ایسا نہ کریں اور ان کے منہ پر سیدھی سچی بات کریں گے تو ان کے ماتھے پر سلوٹیں پڑ جائیں گی اور یہ کچھ ہی دنوں میں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ہمیں نوکری سے فارغ کر دیں گے۔

یہی چلن پورے معاشرے میں چل پڑا ہے، اکثر لوگ اپنے سے اوپر والے افراد کی ظاہری طور پر عزت کا اظہار اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کے شر اور انتقامی کارروائی سے بچ سکیں۔ ایک بہو اپنی سہیلیوں سے کہہ رہی تھی: میں جب نئی نئی اپنے سسرال گئی تھی تو میری ساس مجھ پر رعب جمانے کے لیے طرح طرح کی باتیں کرنے لگی، میں نے بھی ایک کی دو کھری کھری سنائیں، اینٹ کا جواب پتھر سے دیا...... اب خاموش رہتی ہے اور میری عزت بڑھ گئی ہے۔ جبکہ ساس کا کہنا تھا کہ اس ''لترو'' کی زبان اپنی نہیں، اس سے اپنی عزت بچانے کے لیے خاموشی ہی بھلی ہے، ورنہ یہ کوئی فتنہ کھڑا کر چھوڑے گی۔ بعض بہوئیں ظاہری طور پر ساس کی اس لیے عزت کرنے کا اظہار کرتی ہیں کہ وہ ان کے شوہر کے کان بھر کر گھر میں کوئی فساد کھڑا نہ کر دیں، لیکن ماں کی طرح بیٹی نہ سمجھنے والی اس ساس کی حقیقی عزت کبھی ان کے دل میں نہیں بیٹھتی۔

ایک عام آدمی حقیقت میں کتنا قابل عزت اور احترام ہے اور کیا وہ واقعی عزت کروانے کے لائق ہے؟ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی عزت اس کے گھر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنی ہے۔ کیا اس کی بیوی بچے اس کی حقیقی عزت، احترام اور پیار کرتے ہیں؟ اگر اس کی عزت اس کی اہلیہ کے نزدیک بھی ہے تو وہ معاشرے میں بھی عزت پانے کے قابل ہے اور اسے معاشرے میں حقیقی عزت نصیب ہوسکتی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی باہر کی جانے والی عزت بھی کھوکھلی ہے۔

بعض شوہر گھر میں گھستے ہیں تو ان کی دہشت، وحشت اور رعب سے سب کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ وہ غصے میں برتن توڑتے، مار دھاڑ کرتے چیختے چلاتے ہیں اور بیوی سمیت بچے دم سادھ کر اس کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنے آپ کو اس کی دستبرد سے بچانے کے لیے ''جی جی'' کرتے ہیں۔ ایسے کئی نادان شوہر یہ سمجھتے ہیں اور دوستوں میں اس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہماری تو اپنے گھر میں بڑی عزت ہے' ہم جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو کوئی سانس بھی اونچی آواز میں نہیں لیتا۔ اس نادان کو کون سمجھائے کہ احمق! یہ عزت نہیں بلکہ تیری چیرہ دستی و درندگی سے بچنے کے لیے حالات سے سمجھوتا کرتے ہوئے وقتی خاموشی اور خوف کی فضا ہے۔ تم دیکھو کہ جب تم گھر سے نکل جاتے ہو تو وہ کیسے سکھ کا سانس لیتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں کہ تم نکلے، اور تمہارے جاتے ہی ان کے چہروں پر خوشیاں لوٹ آتی ہیں اور زندگی معمول کے مطابق چل پڑتی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کی باہر مصنوعی عزت تو بہت ہوتی ہے لیکن خاندان برادری محلّہ میں وہ بالکل صفر ہوتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے عزت حاصل کرنے والا کبھی کام ہی نہیں کیا ہوتا۔ نہ وہ کسی کی خوشی میں اور نہ غمی میں شریک ہوتے ہیں اور تکبر و نخوت میں زندگی گزارتے ہیں۔

بہت سارے سرمایہ دار، دولت مند، ڈیرا دار، ایم پی اے، ایم این اے، وزرا، حکومتی عہدیدار، برادریوں کے سرپنچ، سیاسی لیڈر، اپنے عہدوں پر براجمان ہوتے ہوئے ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کی بڑی عزت ہے۔ اگر کسی نے غریبوں اور مصیبتوں میں پھنسے لوگوں کے لیے کچھ کیا ہے، اپنی تجوری نہیں بھری تو پھر تو کسی کے دل میں عزت کے کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جذبات ہو سکتے ہیں ورنہ صرف عہدے کی بنا پر ان کی محتاجی لوگوں کو مصنوعی عزت اور پروٹوکول دینے پر مجبور کرتی ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ حقیقی عزت سے محروم رہتے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہے تو وہ اپنے جیسے کسی سیاسی لیڈر کی موت کو یاد کرے کہ جو لوگ ظاہری طور پر عزت کرتے تھے کتنے جنازے میں شریک ہوئے۔ یا پھر عہدے کے چھوڑنے کے بعد کا منظر ملاحظہ کر لے، جب سب برساتی مینڈکوں کی طرح ادھر ادھر دبک جاتے ہیں اور وہ مصنوعی عزتوں کا رسیا اکیلا رہ جاتا ہے۔

بہت سے لوگوں نے دولت کے حصول کو ہی عزت و ذلت کا معیار ٹھہرالیا ہے۔ وہ سمجھ لیں کہ اگر تو وہ اس دولت کو اپنے خالق و مالک و رازق کے رستے میں خرچ کرتے ہیں تو حقیقی عزتیں مل سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام چاپلوسیاں، رکھ رکھاؤ، منہ دکھاوا ہی ہے۔ دولت تو غلط کار لوگوں کے پاس بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ بات سب کے علم میں ہے کہ عزت ان کو مرتے دم تک نصیب نہیں ہوتی۔ لیکن شیطان نے ان کو بھی اسی زعم میں مبتلا کر رکھا ہوتا ہے کہ ان کے آگے پیچھے (ہوس کے مارے) پھرنے والے لوگ ان کی عزت کر رہے ہیں۔

ایک دفعہ اسلام آباد کے سفر کے دوران میں بس میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ تعارف پر بتانے لگا کہ اللہ نے بڑی عزت دی ہوئی ہے، ہر کوئی ہمارے فن کو سلام کرتا ہے۔ پوچھا کہ آپ کا ''فن'' کیا ہے، کیا آپ میزائل، اسلحہ، دفاع سے متعلق ہیں یا سرحدں کے محافظ ہیں؟ کہنے لگا: نہیں ہم تو آرٹ (ناچنے گانے اور بدکاری) کے فن کے خادم ہیں۔ ہیرا منڈی میں ہمارا ڈیرا ہے، بڑے بڑے نامی گرامی سیاستدان، رئیس اور حکومتی عہدیدار ہمارے دروازوں پر لمبی لمبی کاروں میں آتے ہیں۔ یہ سب مولا کی عطا کردہ عزت ہے۔

عہدوں پر براجمان افراد اللہ کا خوف کریں، ماتحت عملے سے حقیقی عزت حاصل کریں۔ یاد رکھیں!...... ماتحت افراد کا آپ کے شر سے بچنے کے لیے خوشامدانہ رویہ اپنانا آپ کی عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔ اس لیے کہ وہ بعد میں اکثر آپ سے علیحدگی میں آپ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خامیاں، کوتاہیاں، نقائص، برائیاں بیان کرتے ہیں، آپ کو برا بھلا کہتے ہیں اور گالیاں دے کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ بعض آپ کا نام ہی مذمت والا بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور آپس کی گفتگو میں آپ کو اسی مذموم وتوہین آمیز نام سے پکارتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کے بعض ماتحت رہنے والے نیک وغریب افراد کی عزت لوگوں میں آپ سے زیادہ ہوتی ہے۔ لوگ ان کی راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں، دل میں بٹھاتے ہیں۔ حالانکہ ان کو ان سے کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کوئی بغیر کسی غرض، مقصد اور لالچ کے آپ کی عزت کرتا ہے، آپ سے محبت واحترام کرتا ہے تو یہی حقیقی عزت ہے۔

پیارے قارئین! آپ بھی یقیناً عزت چاہتے ہوں گے، کیونکہ ہر آدمی کی اصل دولت اس کی عزت ہے، تو اسے کیسے حاصل کریں؟ اس کے لیے ہمارے سامنے سلطان مدینہ، سرور قلب وسینہ کا اسوۂ مبارکہ ایک آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں اپنا جائزہ لے کر اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اپنے اندر ایسی نیک صفات پیدا کریں۔ دنیا سے بے غرض ہو کر جو کریں صرف اللہ کریم کی رضا حاصل کرنے کے لیے کریں۔ راتوں کو اٹھ کر اپنے خالق سے رابطہ کریں، نرم نرم بستر کو چھوڑ کر سر سجدے میں رکھ کر گرم گرم آنسو اس کی یاد میں محبت میں بہائیں، وہ تمہیں دنیا والوں میں معزز ومحترم بنا دے گا۔ آقائے دو جہاں کی زندگی کیا شاندار تھی، کیا عزت تھی آپ کی۔ سب مخالف تھے لیکن ان کی ذات میں موجود اوصاف اور خوبیوں کی بنا پر آپ کو دیکھتے ہی پکار اٹھتے: امین آگئے...... صادق آگئے...... ہمارے سردار آگئے ...... ہم ان سے فیصلہ کروائیں گے...... یہ جانی دشمنوں کا اعتراف تھا۔ آپ کی عزت تھی، احترام تھا۔ سچ کہا کسی نے:

”حق تو وہ ہے کہ جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔“

اے پیارے بھائیو اور بہنو!...... اگر آپ بھی حقیقی عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو ایک فارمولا، ایک کلیہ اور قاعدہ بتا دیتے ہیں، یہ ہمارا نہیں بلکہ خاتم النبیین،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سید المرسلین، محبوب کائنات ﷺ نے ہمیں بتایا ہے، آپ اس پر عمل پیرا ہونے کی ضمانت دیں، ہم آپ کو دنیا کی حقیقی عزتوں کے حصول کی گارنٹی اور ضمانت دیتے ہیں۔ ہاں تو وہ کلیہ کیا ہے؟...... سن لیجیے...... ساری دنیا کی محبتوں سے زیادہ صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کیجئے۔ جب رب کریم دیکھیں گے کہ یہ سب دنیا والوں سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو وہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دنیا کے رہنے والوں میں یہ اعلان و منادی کردیں کہ یہ بندہ مجھ (اللہ) سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم سب بھی اس سے محبت کرو۔ فرشتے یہ منادی دنیا میں کردیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کریم دنیا والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے اور تمام دنیا والے اس کی حقیقی عزت کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ دنیا والوں کے ہاں محبوب و معزز ٹھہرتا ہے...... ایسا کیوں نہ ہو کہ تمام کی تمام عزت اللہ کریم کے پاس ہے...... وہ جس کو چاہتا ہے عزتوں کے تاج سے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلتوں کی گہرائیوں میں گرادیتا ہے...... کیا یہ لوگ دنیا والوں کے پاس عزت ڈھونڈتے پھرتے ہیں؟ یہ جان لیں کہ یہاں سے ان کو کچھ نہ ملے گا، اس لیے کہ عزتوں کے تمام خزانے صرف اور صرف اللہ کریم کے پاس ہیں۔ وہ عزتیں اپنے رسول کو دیتا ہے اور اس کی پیروی کرنے والے مومنین کو دیتا ہے۔[آل عمران: ٦٦، النساء: ١٣٩۔ المنافقون: ٦٣]

لہٰذا آپ مصنوعی، کھوکھلی ...... عارضی مطلب براری والی فانی عزتوں کو چھوڑ کر حقیقی عزتوں کے حصول کے لیے عزتیں بخشنے والی ذات کی طرف رجوع کریں۔ دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ کو نظر انداز کرکے جنت کے عیش کے حصول کے لیے کوشش کریں ...... نیک رحمدل بن جائیں ...... فتنہ وشر اور مطلب کے بندے نہ بنیں ...... اللہ آپ کو عزتوں کا ...... ہاں! حقیقی عزتوں کا مالک بنادے گا۔ ان شاء اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام میں کیا رکھا ہے......؟

دنیا میں ہر ماں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ دنیا میں بے مثال ہو، اس کے نام کا ڈنکا بجے، وہ خود بھی دنیا میں صاحب عزت ہو اور ان کی نیک نامی کا بھی باعث بنے۔ گزشتہ دنوں ایک دوست بحث کرتے ہوئے کہنے لگا: نام میں کیا رکھا ہے؟ جو دل چاہے بچے کا نام رکھ دیں۔ عام طور پر لوگ سمجھتے بھی یہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نام میں بہت کچھ رکھا ہے، نام ہی آدمی کی پہچان ہوتی ہے، اس کے اور اس کے خاندان کے خیالات، افکار، نظریات اور سوچوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ نام کے انسان کی زندگی پر بہت گہرے اور دیرپا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لوگ انسان کے نام کے مثبت و منفی یا کسی اور طرز فکر کے حامل ہونے کی بنا پر ویسا ہی ذہن صاحب نام کے بارے میں رکھتے ہیں اور سوچتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں پر غزوہ فکری کے حملے کے نتیجے میں ناموں میں عجیب و غریب طرح کی تبدیلی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ لوگ کثرت سے ذومعنی اور نسوانی نام لقب اور عرف اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

1994ء میں مجلۃ الدعوۃ کی سرخیاں کاتب سے لکھوانے کے دوران میں وہاں پڑا ایک ناول دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ مکروہ اور گندی فحش فکر کا حامل تھا۔ میں نے مؤلف کا نام دیکھا، لکھا تھا ''مینا ناز''۔ میں نے غصے سے کہا ''عورت ذات ہوتے ہوئے بھی اس مصنفہ کو شرم نہ آئی کہ وہ کیا بکواس و واہیات لکھتی جا رہی ہے۔ عبدالرحیم کاتب کہنے لگا: ابھی ہم آپ کی مؤلفہ سے گفتگو کرا دیتے ہیں، آپ ان کو سمجھا دیں، پتہ چلا اس کا دفتر اسی بلڈنگ میں ہے، پانچ منٹ بعد وہ میرے سامنے کھڑی تھی...... نہیں...... بلکہ کھڑا تھا...... یہ ایک لمبا تڑنگا عجیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الہیت شخص تھا، معلوم ہوا میری طرح تمام لوگ اس کو عورت سمجھتے ہیں اوراس کے ناول پڑھتے ہیں۔

ایک صاحب ہیں کہ اچھے خاصے صاحب ریش (ڈاڑھی والے) ہو کر انہوں نے اپنا قلمی اور تعارفی نام ''گلِ نوخیز اختر'' رکھ چھوڑا ہے۔ لوگ ان کو بھی عورت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض زنانہ صفت لوگوں نے اپنا نام ساجن، گلناز، گل بدن وغیرہ رکھا ہوا ہے۔ اور یہ مرض تیزی سے کلمہ گو، باشرم، باغیرت اور باحیا مسلم گھرانوں کے جوانوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ان کی حرکات وسکنات، لب ولہجہ، رہن سہن میں بھی زنانہ پن عود کر آیا ہے۔ یہ سب اسلام کی اس بارے میں جاری شدہ ہدایات سے روگردانی اور لاعلمی کے نتیجے میں وقوع پذیر ہو رہا ہے۔

- پوش علاقوں کے بعض لوگوں (کہ جن کو اپر کلاس کے لوگ بھی کہا جاتا ہے) نے میڈیا کی صلیبی یلغار سے متاثر ہو کر اپنے بچوں کے سنجیدہ و اسلامی نام رکھنے کے بجائے مون، چاند، سنی، جانی، ٹنکی، موسی، پوپی، ڈولی، بوبی، پنکی اور روبی رکھ لیے ہیں۔ متوسط طبقہ کے لوگ اپنے بچوں کے نام ککو، ببلو، شہزادہ، بادشاہ اور لاڈو، مانو، گڈو، بلو، چاندنی، مہوش وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔
- بعض لوگ اپنے بچوں بچیوں کا نام بدنام زمانہ لوگوں کے نام پر رکھ کر فخر محسوس کرتے ہیں، ایک ناہنجار نے تو اپنی بیٹی کا نام ریما رکھ دیا، بعض لڑکیوں نے اپنا نام خود ہی کاجل، نیلی اور نرگس رکھ لیا ہے۔ بعض لوگوں کے نام اگرچہ اسلامی تو نہیں ہوتے اور ان کے معنی بھی غلط نہیں ہوتے لیکن وہ کسی غلط اور قابل نفرت شخصیت سے نسبت ہونے کی وجہ سے باعث نفرت وکراہت ہوتے ہیں حتیٰ کہ پرویز' فرعون اور زلیخا بھی ایسے ناموں میں شامل ہیں۔
- بعض جاہل لوگ اپنے بچوں کا نام پیراں دتہ، عبدالنبی، عبدالرسول وغیرہ اور دولے شاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا چوہا، پاک داماناں دی کتی، بوٹا، منگتا، سگ فلاں وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔

- بعض لوگوں کے والدین نے تو ان کا نام کچھ اور رکھا ہوتا ہے لیکن وہ اپنی سوسائٹی اور حلقے میں ان ناموں کو انگریزی کے سانچے میں ڈھال کر اپنے احساس کمتری کو احساس برتری میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً: اللہ دتہ اور اللہ رکھا کو مسٹر AD اور مسٹر AR، غلام نبی اور غلام رسول کو مسٹر GN اور مسٹر GR، عبدالرحمٰن کو مسٹر AR، محمد شفیع کو مسٹر MS یا میم شین، محمد دین کو مسٹر MD...... یوں وہ اپنے دل کو دلاسا دیتے رہتے ہیں کہ انھیں کوئی پینڈو، پس ماندہ، بنیاد پرست، بورژوا اور کمتر و حقیر نہیں سمجھ رہا بلکہ وہ اپ گریڈ ہو کر ہائی سوسائٹی کے لیے قابل قبول ہو گئے ہیں۔
- بعض سرحدی لوگ بے معنی، لایعنی، دین کی کسی نسبت سے دور نام رکھ کر اپنی قومیت کی شناخت بنانے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً سمندر خان، بلند خان، گل خان، گل زمان، گلاب خان، ہمت خان وغیرہ۔ بالکل اسی طرح جیسے سکھ ہر چیز کو سنگھ لگا کر اپنا نام بنا لیتے ہیں، جیسے کھڑک سنگھ، کرتار سنگھ اور تارا سنگھ وغیرہ......

بالکل اسی طرح جیسے ہمارے ہاں بعض نادان و جاہل لوگ ہر چیز کے آگے شاہ کا لاحقہ لگا کر ایک نیا نام بنا چھوڑتے ہیں بلکہ متبرک و بابرکت نام سمجھتے ہیں، کریلے شاہ، ککڑ شاہ، بتاؤں (بینگن) شاہ، بھانبھڑ شاہ، چور شاہ، کتی شاہ وغیرہ ایسے ہی نام ہیں۔

- بعض ناسمجھ اور نفسیاتی طور پر مرعوب و احساس کمتری کے شکار دین سے دور لوگوں نے اپنے اور اپنے بچوں کے نام ڈش اور کیبل کی ہندو ثقافت کی یلغار سے متاثر ہو کر کچھ ایسے رکھ چھوڑے ہیں: راجا، اجے، سنیل، دھرمیندر، اگنی، سوریا، یا سوریہ اور دلیپ، بندھنی، روپ، پوجا، روجا، عروج، ہیما، مینا، ٹینا، جیا، کامنی، پدمنی، شانتی، شلپا، شہلا، کاجل، تلسی وغیرہ وغیرہ۔ سمجھانے پر یہ لوگ سمجھنے اور شرمسار ہونے کے بجائے اتراتے اور خوشی و فخر محسوس کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ بعض احساس کمتری و محرومی کے شکار لوگوں نے اپنے اچھے بھلے اسلامی نام چھوڑ کر حقیر، فقیر، پر تقصیر، عاصی، ناچیز، ناکام، نامراد، ناشاد، بدنام آپ کے پاؤں کی خاک، خاکسار، خاکی رکھ لیے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگوں نے دین سے دوری اور عبادات میں کمزوری کی وجہ سے عاشقانہ چکروں میں پھنس کر اپنے نام زخمی، دکھی، پریمی، مجروح، مقتول، قتیل، رسوا، سودا، جوش، آتش وغیرہ رکھ لیے ہیں۔

❁ بعض انفرادیت پسند لوگوں نے اپنی اولادوں کے بے مقصد نام یوں رکھے ہیں: نسیم، شمیم، شہناز، شبانہ، گلناز، نجمہ، پروین، کوکب، روبینہ، شعیل، شرجیل وغیرہ وغیرہ......!!

میرے محترم بزرگو اور بھائیو!...... ایسا کیوں ہے؟ ایک مسلمان کا نام تو بامقصد، بامعنی اور خود دوسروں کے لیے ایک دعوت عمل و دعوت فکر کا غماز ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہم کس طرح کے ناموں کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ نہ دین اسلام سے محبت کا اظہار باقی رہا، نہ مستقبل میں اپنے بچوں کی عزت وتوقیر اور معاشرتی مقام کا خیال رہا۔ مسلمان کا نام تو ایسا ہوتا ہے کہ جسے سنتے ہی اللہ کریم اور اس کے رسول سے محبت کی جھلک نظر آتی ہو، ان سے نسبت کی مہک اٹھتی محسوس ہو، اس کا نام سن کر آدمی مثبت سوچ و فکر میں ڈوب جائے۔ اس کے نام ہمیشہ ایسے ہوتے ہیں جو اس کے خالق و مالک اور پیارے رسول کو پسند ہوں، جن کے شروع یا آخر میں اللہ اور رسول رحمت سے نسبت کے سابقے یا لاحقے اور اشارے ہوں، عظمتوں، سطوتوں، رفعتوں، مجاہدوں، غازیوں کی ہیبتوں کے آئینہ دار ہوں۔

اچھے نام انسان کے لیے برائیوں سے تحفظ کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ ایک تو آدمی خود بھی خیال رکھتا ہے کہ میں اپنے نام کے مصداق اچھے کام کروں۔ اگر وہ بھول جائے تو لوگ اسے یہ کہہ کر روکنے کی کوشش کریں کہ نام تو ابوبکر، عثمان، زبیر و خالد ہے اور کام کیسے کر رہے ہو!!؟ یوں آدمی ایسے ویسے کسی کام سے رک جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ کے یا آپ کے بچوں کے نام اس طرز عمل سے خالی ہیں تو آج ہی بدل دیں کہ یہ رسول رحمت کی سنت ہے، وہ برے ناموں کو فوری تبدیل فرما دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک بچی کا نام عاصیہ (نافرمان) سے بدل کر جمیلہ کر دیا۔ ایک شخص کا نام شیطان بن قرط سے عبداللہ بن قرط کر دیا۔ ایک آدمی کا نام غافل سے عاقل کر دیا۔ اسی طرح ایک شخص کا نام اسود (کالا کلوٹا) سے ابیض (گورا چٹا) کر دیا۔ ایک صحابی کا نام عاصی (نافرمان) سے مطیع (فرماں بردار) کر دیا۔ اسی طرح اور بہت سے لوگوں کا نام بھی تبدیل کر دیا۔

اے بھائیو!...... اگر آپ کا نام بھی کچھ ایسا ہی ہے تو آج ہی سنت پر عمل کر کے اسے بدل ڈالیں اور ایسا نام تجویز کریں کہ روز محشر اگر آپ کو اس نام سے پکارا جائے تو آپ کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے بلکہ آپ سعادت مند ٹھہریں۔

یاد رکھیں!...... آپ کے بچے کا نام بہت اچھا، خوبصورت اور پیارا ہونا چاہیے، اس لیے کہ بچے کی شخصیت و کردار پر اس کے نام کا بھی اثر پڑتا ہے۔ بچے کے لیے ایسے نام کا انتخاب کرنا چاہیے جو لفظ و معنی دونوں اعتبار سے بہتر اور مناسب ہو۔

اپنے بچے کے لیے ایسا نام تجویز کرنے کی کوشش کیجیے جو آخرت میں آپ کے لیے باعث فخر اور بچے کے لیے باعث عزت ہو، ایسا نام رکھنے سے پرہیز کیجیے جس سے ابتذال اور غیر سنجیدگی ٹپکتی ہو یا ہنسی مذاق کا ذریعہ بن سکتا ہو یا اس سے بدخلقی کی بو آتی ہو...... یا شرف وعظمت کے خلاف ہو...... یا یہود و نصاریٰ کے ناموں سے مشابہ ہو...... یا ایسا نام ہو جو بے معنی ہو جیسے مغرب زدہ لوگ رکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا کے لیے !!..........باز آجاؤ

دارالاندلس لاہور کے کمپیوٹر سیکشن کے انچارج بھائی ضیاء الرحمٰن گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ گاڑی والے نے گانے لگا دیے تو انہوں نے کہا: بھائی! انہیں بند کردیں تو مہربانی ہوگی۔ ڈرائیور کہنے لگا: میں گانے کسی صورت میں بند نہیں کرسکتا۔ آپ نے اترنا ہے تو اتر جائیں لیکن یہ میوزک بند نہ ہوگا۔ انہوں نے کہا: بھائی! اللہ کا خوف کریں، رمضان کا مہینا ہے، کچھ تو خیال کریں۔ اس نے کہا: اس کے لگانے سے کیا ہوگا؟ تو یہ جواب دینا ویسے تو عام حالات میں بھی اس کے سننے سے گناہ ہوتا ہے لیکن آج تو ہم نے ماہ رمضان کے روزے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ کوئی گناہ وغیرہ نہیں ہوتا، ایسے ہی تم لوگوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے۔ آپ لوگ زیادہ مفتی نہ بنا کریں اور موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف فتوے نہ دیا کریں۔ جب اس نے روزے کا خیال نہ کرتے ہوئے علی الاعلان کہہ دیا کہ وہ کسی صورت میں میوزک بند نہیں کرے گا تو ضیاء بھائی کہتے ہیں: میں اس کی اس دلیری اور گناہ پر جمے رہنے کو دیکھ کر خاموش ہوگیا۔ لیکن سوچ رہا تھا کہ ہمارے مسلمانوں کی یہ بدتر صورت حال ہوگئی ہے کہ وہ اللہ کریم کے احکام و حدود کو کھلے عام چیلنج کرنے لگے ہیں۔ ایسا کیوں ہورہا ہے؟ دارالاندلس کے ہی بھائی رضوان نے کچھ سوچ کر کہا: ”ضیاء بھائی! ضرور اس نے فلم ”خدا کے لیے“ دیکھ لی ہوگی“ واقعی ایسا ردعمل ان لوگوں میں دیکھنے میں آرہا ہے جنہوں نے اس گمراہ کن فلم سے اثر لیا۔

مجھے بھی چند دن قبل اس کا مشاہدہ ہوچکا تھا۔ میں گوجرانوالا میں اپنے استاد حافظ عباس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انجم گوندلوی اور برادر حافظ اسعد محمود بن حکیم محمود احمد سلفی گوجرانوالہ کو ملنے جا رہا تھا۔ گاڑی والے نے وی سی ڈی پر گندے اور فحش گانے اور موسیقی لگا دی۔ اب افطاری کا وقت قریب تھا، اس کو بار بار منع کرنے کے باوجود اس پر اثر نہ ہو رہا تھا۔ آخر میں نے اس سے کہا: اگر تیرے گھر والے بہن بھائی ماں باپ ایسے ہی گندے اور ننگے گانوں اور مجرے کے نظاروں سے اپنے روزوں کو افطار کرتے ہیں تو پھر تم ہمیں بھی ایسے ہی افطاری کروا دو۔ اس پر ڈرائیور غصے کے عالم میں کہنے لگا: آپ نے میرے گھر والوں کو گالی دی ہے۔ میں نے کہا: تجھے اپنی ماں بہن بیٹی کی عزت کا تو اتنا خیال ہے لیکن اللہ کریم کی کبریائی اور عزت و ناموس کا ذرہ برابر خیال نہیں۔ اگر تو نے ضرور وی سی ڈی لگانا ہے تو اس پر امام کعبہ کی آواز میں تلاوت کی سی ڈی لگا دو۔ بار بار اصرار کے باوجود اس نے نہ تلاوت کی سی ڈی لگائی اور نہ وہ اس کے پاس تھی ہی۔ البتہ نعتوں کی سی ڈی لگا دی۔ جب ہم نے ان نعتوں کے نظارے کو دیکھا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور بے اختیار منہ سے نکلا کہ اس سے تو پہلے والا پروگرام کم تکلیف دہ تھا، اس لیے کہ اس میں فحش پن تو تھا لیکن اللہ کی توحید پر ڈاکا ڈالتے ہوئے شرک کا ارتکاب تو نہ کیا جا رہا تھا۔ ان نعتوں میں اللہ کریم کی توحید کو چیلنج کیا جا رہا تھا، اور اس کا ایک تکلیف دہ امر یہ بھی تھا کہ نظم کے میدان میں نوخیز لڑکوں کے بعد اب جواں سال لڑکیوں کو پیش کر دیا گیا تھا، جو ڈسکو میوزک کی تانوں پر نعت پڑھ رہی تھیں اور تمام غیر محرم لوگ اس لڑکی کو عجیب کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

یقیناً یہ وہی لوگ ہیں جو فلم ''خدا کے لیے'' میں پیش کیے جانے والے گمراہ کن فلسفے سے متاثر ہو چکے ہیں۔ ہماری قوم کی رگوں میں غیرت وحمیت اور اسلامیت کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے صلیبیوں اور یہودیوں نے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے ہیں۔ یہ فلم ان کی ایک نئی کوشش ہے، تاکہ مسلمان لہو ولعب میں پڑ کر اسلام سے دور ہو جائیں اور ان کا تر نوالا ثابت ہوں۔ میوزک ناچ گانا ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو چکا ہے، حتیٰ کہ کتنے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدنصیب لوگ ہیں جو روزہ گزارنے کے لیے یا وقت گزاری کے لیے فلم دیکھتے رہتے ہیں۔ یوں وہ میوزک اور موسیقی سنتے ہوئے روزے کا پیریڈ بآسانی گزارتے ہیں۔

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

لیجئے، فرنگی تہذیب ہمارے اندر کس طرح رچ بس گئی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ لاہور میں کتاب و سنت کے عالمی ادارے دارالسلام کے کمپیوٹر سیکشن کے انچارج بھائی زاہد سلیم ایک دن پریشان ہوکر پوچھنے لگے: طاہر بھائی! میں اپنے بچوں کو سکول میں داخل کروانے کے لیے پریشان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسے سکول میں داخل ہوں جہاں ناچ گانا اور موسیقی نہ ہو، تاکہ میرے بچے سنجیدہ اور اسلامی ماحول میں پروان چڑھیں۔ لیکن جہاں بھی گیا، یہ چیزیں وہاں کے نصاب کا لازمی حصہ قرار دی گئیں، میں مایوس ہوکر واپس لوٹ آیا ہوں کہ میں پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے بچوں کو کہاں لے جاؤں؟ کہاں تعلیم دلاؤں؟ گورنمنٹ ہی عوامی امنگوں آرزوؤں کی ترجمان ہوتی ہے، لیکن اس کے سکول اس گندگی میں سب سے زیادہ لتھڑ چکے ہیں۔ میں نے بتایا: زاہد بھائی! الحمدللہ' الدعوۃ ماڈل سکولز میں نہ صرف ایسی چیزوں سے نفرت پیدا کی جاتی ہے بلکہ اس کی جگہ قرآن حفظ کروایا جاتا ہے، حدیث رسول پڑھائی جاتی ہے، آپ وہاں اپنے بچوں کو داخل کروائیں۔ ہم گورنمنٹ سے توقع کیا رکھیں، وہ تو کفار کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے ڈانس اور میوزک کو ترویج دے رہی ہے۔ جناب صدر مشرف نے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ایک ڈانس اور مجرے کی محفل میں اپنے ''پاکیزہ'' خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری خواہش ہے کہ ایسی مجلسیں ملک کے تمام بڑے بڑے شہروں میں تسلسل اور باقاعدگی سے منعقد ہوں اور پوری فیملی وہاں آکر انجوائے کرے۔ ایک موقع پر انہوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں سوتے وقت بھی میوزک سے لطف اندوز ہوتا ہوں، اور جب سو کر اٹھتا ہوں تو اس وقت بھی میوزک سنتا ہوں۔ ایک دوسرے موقع پر انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فخریہ کہا کہ کسی دوسرے ملک میں منعقدہ ڈانس اور میوزک کے مقابلہ میں شریک ہو کر میری والدہ نے انعام حاصل کیا۔

اس لیے میرے بھائیو! ایسے حکمرانوں سے خیر اور دین کی سربلندی کی توقع رکھنا دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے۔

یقیناً گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب پر ابھارتا ہے، قومی غیرت وحمیت کو ختم کر دیتا ہے۔ آج ہمارا یہ حال ہو گیا ہے کہ سکولوں میں ٹیبلو اور انٹرٹینمنٹ اور ڈرامے کے نام پر بے حیائی اور فحاشی عریانی کے زہر کو معصوم بچوں کی رگوں میں اتارا جا رہا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ ہم تو وہ تھے جو دشمن اسلام کی کافر بچی کو بھی نچانا برداشت نہ کرتے تھے، اب ہم پر کیسا وبال آن پڑا ہے کہ خود اپنی ہی بیٹیوں کو سربازار سٹیج پر سب کے سامنے نچا کر خوش ہوتے ہیں۔ ہماری غیرت کہاں جا کر سو گئی ہے۔

امریکا کی طرف سے پاکستان میں لانچ کی گئی اس فلم کے نشر ہونے کے بعد بیمار دلوں کو ایک جواز مل گیا ہے، اب رہی سہی شرم وحیا بھی رخصت ہو گئی اور اس کی جگہ ڈھٹائی اور بے حیائی آ گئی۔ شرمندگی کی جگہ ہٹ دھرمی، ندامت کی جگہ پختگی اور ہدایت کی جگہ صریح گمراہی نے لے لی ہے۔ اب گمراہ لوگ اہل ایمان سے بحث وتکرار کرتے ہوئے انہیں طعنہ دیتے ہیں: آپ مفتی نہ بنیں اور نہ موسیقی کو حرام قرار دیں، یہ تو روح کی غذا ہے، اس کو اپنائیں، اور غموں اور پریشانیوں کو بھگائیں۔ واہ! کیا نسخہ تجویز کیا ہے' یہ روحانی بیماریوں کو بھگانے کا فارمولا ہے یا لانے کا!!؟

یاد رہے موسیقی، ناچ گانا بدبخت، بدنصیب روحوں کے لیے دنیا میں سزا ہے۔ یہ روح کا ایسا روگ اور بیماری ہے جو دل سے ایمان کی شیرینی وحلاوت نکال کر اس کی جگہ کفر وضلالت، گمراہی ونفاق اور اللہ کریم کی بغاوت کی فصل بو دیتی ہے، جو دنیا میں بدنامی، پریشانی، ناکامی اور آخرت میں جہنم کا ایندھن بننے کا باعث بنتی ہے۔ آقائے نامدار، محبوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات، سلطان مدینہ، سرور قلب وسینہ نے اس کے متعلق کتنا واضح ارشاد فرما کر ہمیشہ کے لیے اس کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ کریم کا مجھے دنیا میں بھیجنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ میں آلات موسیقی کو توڑ پھوڑ ڈالوں۔''

اے قارئین! اے سرکار دو عالم سے محبت کا دم بھرنے والو!......غور کریں، آپ نے کس کے ساتھ شامل ہونا ہے۔ محبوب رب العالمین کے ساتھ شامل ہونا ہے، رحمۃ للعالمین کے ساتھ شامل ہوکر آلات موسیقی، لہو ولعب کو توڑنا ہے اور موسیقی اور ناچ گانے کی محفلوں کو ویران و برباد کرنا ہے یا پھر شیطان کے ساتھ مل کر موسیقی کے آلات کو اپنے سینے سے لگانا ہے، قرآن کی جگہ موسیقی کو اپنی روح کی غذا بنانا ہے اور ناچ گانے کی محفلیں خواہ وہ سکول میں بچیوں کے پروگرام کی شکل میں ہوں، آباد کرنی ہیں!!؟

فیصلہ کرنے سے پہلے سوچ لیں! ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں، دوسری طرف دنیا کے جدید روشن خیال شیطان کھڑے ہیں، آپ نے کس کا ساتھ دینا ہے جو آپ کے لیے دنیا وآخرت دونوں جگہ کامیابی و کامرانی اور شادمانی کا باعث بن سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دراڑیں ڈالنے والے

عام انسانوں کی طرح میں بھی ان دنوں کچھ پریشانیوں اور الجھنوں میں گھرا ہوا تھا۔ ساتھ ساتھ خود بھی اور گھر والے بھی بیمار تھے۔ میری ایک عزیزہ نے موجودہ ناگفتہ بہ حالات کی خرابی کی وجہ ظاہر کرتے ہوئے کچھ اس طرح تانا بانا بنا کہ جس سے ظاہری طور پر مختلف پہلوؤں اور دلیلوں سے ثابت یہ ہوتا تھا کہ ہمارے حالات کی خرابی کا اصل سبب ہماری فلاں رشتہ دار عورت یا خاندان ہے۔ انہوں نے ہی ہمیں کسی ''بابے'' کے ذریعے سے ان المناک و وحشت ناک حالات تک پہنچایا ہے۔

گھر والوں کے ساتھ میں بھی کچھ دیر کے لیے متاثر ہو کر سوچنے لگا، شیطان الٹی سیدھی تاویلیں اور بے سروپا دلیلیں ذہن میں لانے لگا لیکن میں جلد ہی ہوش میں آ گیا اور کسی رشتہ دار کے متعلق بغیر کسی واضح دلیل وثبوت کے بدگمانی کا شکار ہونے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا اور اپنے گھر والوں کو بھی نصیحت کرنے لگا کہ اللہ سے توبہ کرو، ایسی باتیں عقیدہ میں کمزوری کی علامت ہوتی ہیں۔ ایک عرصہ سے اس موضوع پر لکھنا چاہ رہا تھا لیکن موقع نہ ملا۔ گزشتہ دنوں میری ڈاک میں اس موضوع پر ایک چشم کشا خط آیا۔ اس دفعہ اس کو قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ امید ہے وہ میرا مدعا اور مقصد سمجھ جائیں گے۔ غزوہ کا ایک محترم قاری اور اخی فی اللہ تعالیٰ لکھتا ہے:

السلام علیکم!....... طاہر بھائی!.......

آپ کی کتاب ''قلم کے آنسو'' تڑپا دینے والی تھی۔ میری اللہ سے یہ دعا ہے کہ اللہ آپ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی اس کتاب کو لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنا دے اور یہ کتاب آپ کے لیے ذریعہ نجات بن جائے اور اللہ آپ کو ریاکاری سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

طاہر بھائی......! میرے خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ان لٹیروں، بدمعاشوں، بے ایمانوں اور بے غیرتوں کے متعلق بھی بتائیں جنہوں نے بھائی سے بھائی کو جدا کر دیا، بہن سے بہن کو جدا کر دیا اور ہمسایوں میں پھوٹ ڈال دی۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ لعنتی طبقہ کون سا ہے؟ یہ لعنتی طبقہ جاہل عاملوں (تعویذ دھاگے کرنے والوں) کا ہے۔ انہوں نے اپنا کاروبار چلانے کے لیے عورتیں چھوڑی ہوتی ہیں، جو گھر گھر جاتی ہیں، ان کو گھر میں جو بھی نظر آتا ہے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے عامل کا پتہ بتاتی ہیں، اور اس طریقہ سے بتاتی ہیں کہ عام گھریلو عورت سمجھ نہیں سکتی کہ یہ عام عورت ہے یا اس عامل کی چھوڑی ہوئی مکار ایجنٹ عورت ہے۔ مثلاً: عامل کی چھوڑی ہوئی عورت جب کسی کے بچے کو بیمار دیکھتی ہے تو اس سے اس بیماری کے متعلق پوچھتی ہے پھر اپنی روداد سنانے لگتی ہے کہ ''میرا فلاں بیٹا اتنا بیمار تھا کہ ہمیں ڈر محسوس ہونے لگا کہیں یہ مر ہی نہ جائے، ہم ہر حکیم کے پاس گئے، ہر ڈاکٹر کے پاس گئے، ہم نے کوئی ایسا ڈاکٹر نہیں چھوڑا جس کے بارے میں سنا ہو کہ یہ ٹھیک علاج کرتا ہے اور نہ کوئی دوا ایسی چھوڑی جو اس بیماری کے وقت دی جاتی ہے۔ ہم سب ڈاکٹروں، حکیموں سے مایوس ہو کر بیٹھ گئے' اللہ بھلا کرے فلاں کا کہ اس نے ہمیں فلاں عامل کے متعلق بتایا۔ جب ہم اس عامل کے پاس گئے تو اس عامل نے اس کو دیکھتے ہی کہہ دیا کہ اس پر کالا علم (جادو) ہوا ہے۔ پھر اس عامل نے ہمیں کچھ تعویذ لکھ کر دیے۔ جب ہم نے اپنے بیٹے کو پہلا ہی تعویذ پلایا تو اس کو کچھ ہوش آیا۔ پھر آہستہ آہستہ تعویذ پلاتے رہے اور میرا بیٹا اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو گیا، اب وہ فلاں جگہ نوکری کر رہا ہے۔'' جب عام عورتیں یہ سنتی ہیں تو اپنے بیمار بیٹے کو بھی اس عامل کے پاس لے جاتی ہیں۔ عامل اس عورت کا یقین اپنے اوپر پختہ کرنے کے لیے کہہ دیتا ہے کہ اگر تم چند دن اور نہ آتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو تیرا بیٹا اس دنیا سے چل بستا (فوت ہو جاتا) پھر عامل اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتا ہے کہ اس پر کالا علم (جادو) ہوا ہے۔ مزید اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اور اپنے اوپر سے عورت کی نظر ہٹانے کے لیے کہہ دیتا ہے کہ یہ جادو تمہارے کسی قریبی رشتہ دار یا ہمسائے نے کیا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ اس کو جاننے کے لیے میں اپنے گھر کی سچی کہانی اور آپ بیتی آپ کو سناتا ہوں:

بچپن میں ہم خوب کھیلا کودا کرتے تھے۔ سکول کا کام کرنے کو تو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ جب والدہ غصے میں آ کر کہتی تھی: پڑھو، تو ہم طرح طرح کے بہانے بناتے تھے۔ مثلاً: امی جان! جب میں پڑھنے لگتا ہوں تو میرے سر میں چکر آنے لگتے ہیں۔ میرا پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ میرا دل کرتا ہے کہ میں کتابوں کو پھاڑ دوں۔ میں بہت یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر مجھے کچھ یاد نہیں ہوتا۔ امی جی! آپ خود ہی بتائیں میں کدھر جاؤں!!؟ (جبکہ یہ سب بہانے جھوٹے ہوتے تھے اور والدہ اس کو سچ سمجھ لیا کرتی تھی)۔ والدہ صاحبہ یہ سب سن کر پریشان ہو جاتی تھیں' والدہ جب یہ باتیں کسی کو بتاتیں تو کوئی کہتا: ان کو بادام کھلاؤ۔ تو کوئی کہتا: ان کو مربے کھلاؤ تاکہ ان کا ذہن تیز ہو۔ الغرض ہم نے بادام وغیرہ بھی بہت کھائے مگر ہمارے بہانے کبھی ختم نہ ہوئے۔ کسی عورت نے کہہ دیا کہ میرے بچے بھی پڑھنے کا نام نہیں لیتے تھے، میں فلاں عامل کے پاس گئی تو اس نے کچھ تعویذ دیے۔ جب میں نے بچوں کو پلائے تو اب بچے خوب پڑھتے ہیں۔ میری والدہ بھی اس کی باتوں میں آ گئی اور اس عامل کے پاس پہنچ گئی۔ اس عامل نے دیکھتے ہی (بکواس کردی) بتا دیا کہ اس پر کالا علم ہوا ہے، اور کرنے والا بھی کوئی مرد ہے، اور ہے بھی تمہارا قریبی رشتہ دار۔ والدہ تعویذات لے کے گھر آئیں اور ہمیں وہ تعویذات پلائے اور اس سوچ میں پڑ گئیں کہ وہ قریبی رشتہ دار اور مرد کون ہو سکتا ہے؟ آخر کافی سوچ بچار کے بعد والدہ کے کان میں شیطان نے ان کے سگے بھائی (یعنی ہمارے ماموں) کا نام پھونک ڈالا۔ آہستہ آہستہ والدہ کا شک یقین میں تبدیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے لگا، پھر آہستہ آہستہ جسم میں نفرت کا لاوا ابلنے لگا۔ آخر کار ایک دن یہ لاوا پھٹ کے باہر نکل آیا۔ یعنی والدہ کی ماموں کے ساتھ لڑائی ہوگئی۔ آج تقریباً اس بات کو آٹھ دس سال ہوگئے ہیں، ہمارا جینا مرنا ماموں کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔

ابو فوجی تھے، جب فوج سے ریٹائر ہوئے تو کہیں نوکری نہ ملی۔ پیسے گھر تعمیر کرنے پر ختم ہوگئے (جو بچے وہ عاملوں کی نظر ہوگئے) کسی نے کہا: فلاں عامل کے پاس جاؤ، ان شاء اللہ نوکری آپ کی ہے۔ کسی عامل نے یہ کہہ دیا کہ تمہارے اوپر کالا جادو کیا گیا ہے، کرنے والی عورت تمہاری رشتہ دار ہے۔ جب والد صاحب نے والدہ کو اس بات سے آگاہ کیا تو والدہ پھر سوچنے لگیں: آخر وہ رشتہ دار عورت کون ہوسکتی ہے؟ شیطان نے ایک بار پھر والدہ کے کان میں پھونک ماری کہ وہ تمہاری سگی بہن ہے۔ والدہ نے سوچا ہاں وہی ہوسکتی ہے کیونکہ وہ مجھ سے جلتی اور حسد کرتی ہے۔ آخر کار والدہ کے دل میں اپنی سگی بہن (ہماری خالہ) کے خلاف نفرت بڑھنے لگی۔ قریب تھا کہ والدہ کی بہن کے ساتھ لڑائی ہوجاتی کہ اس دوران میں والد صاحب کو نوکری مل گئی تو والدہ کے دل سے کچھ نفرت کم ہوئی مگر ختم نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد چھوٹی بہنیں بیمار رہنے لگیں۔ والدہ نے سوچا یہ اسی کے کام ہیں' اس نے حسد میں آکر کالا جادو کیا ہوگا۔ شیطان نے اس سوچ کو یقین میں تبدیل کردیا۔ (مثلاً وہ ہمارے گھر اتنا زیادہ کیوں آتی جاتی ہے؟ الغرض طرح طرح کے خیالات نے یقین کرادیا) پھر کیا تھا!!؟ لڑائی ہوئی، میں تیرے لیے مرگئی اور تو میرے لیے مرگئی۔ پچھلے دنوں اسی خالہ کی بیٹی کی شادی تھی مگر ہمارے گھر سے کوئی نہیں گیا۔ آپ اس سے خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ دو تین سال گزرنے کے بعد بھی زخم کل کی طرح ہرے ہیں۔

بہنوں کی بیماری ختم نہ ہوئی۔ کسی عامل کے پاس گئے تو عامل کہنے لگا: تمہاری بیٹیوں پر کالا جادو کیا گیا ہے اور کرنے والی بھی تمہاری ہمسائی ہے۔ پھر کیا تھا! ہمسائی کی شامت آگئی۔ بات تھانے تک پہنچ گئی۔ آخر کار ہمسائے اس بات پر راضی ہوگئے کہ ہم یہ (کرائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا) مکان چھوڑ کر کہیں اور کرائے پر مکان لے لیتے ہیں۔

اب موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ہمارا چھوٹا بھائی سکول کا کچھ کام نہیں کرتا اور نہ صبح مسجد جاتا ہے۔ جب اس کو سکول کا سبق یاد کرنے کو کہا جائے تو وہ بہانے بنانے لگتا ہے کہ امی! میرے سر میں درد ہوتا ہے، مجھے چکر آتے ہیں، مجھے سبق یاد نہیں ہوتا، مجھے یاد کرتے وقت ڈر لگتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ صبح مسجد میں جانے کو کہا جائے تو کہتا ہے: میرے پیٹ میں درد ہورہا ہے، میرے سر میں چکر آرہے ہیں۔ الغرض طرح طرح کے بہانے بناتا ہے جو ہم بچپن میں بنایا کرتے تھے۔ اب میری والدہ کو دوسری ہمسائی پر شک ہونے لگا ہے۔ شک کی بنا پر اس ہمسائی سے چھوٹی موٹی لڑائی ہوئی ہے مگر جامع قسم کی لڑائی نہیں ہوئی' اگر وہ ہمسائی ساتھ والے گھر آجائے یا ہماری گلی سے (کسی ضرورت کی بنا پر) گزر جائے تو والدہ کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات ابھرنے لگتے ہیں، یہ یہاں سے کیوں گزری؟ ساتھ والے یا سامنے والے گھر میں کیوں آئی؟ آج اس کا بچہ ہمارے گھر کی دیوار کے پاس بیٹھا مٹی کیوں کھود رہا تھا؟ (یعنی مٹی کے ساتھ کھیل رہا تھا)

الغرض طرح طرح کے خیالات اور سوالات والدہ کے ذہن میں ابھرتے ہیں، اب آگے آگے دیکھتے ہیں ہوتا ہے کیا؟

بھائی جان!...... یہ صرف میرے ہی گھر کی کہانی نہیں...... بلکہ ہر اس گھر کی کہانی ہے ...... جو ان لٹیروں اور فسادیوں یعنی عاملوں (تعویذ لکھنے والوں) کے پاس جاتا ہے...... برائے مہربانی! آپ اپنے کالموں کے ذریعے سے...... لوگوں کو سمجھائیں...... کیونکہ آج اللہ نے آپ کو قلم کی طاقت دی ہے...... آپ اپنی آواز کو پاکستان کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں...... اگر آپ نے آج اللہ کی عطا کردہ طاقت سے غفلت کی تو کل قیامت کے دن آپ کو یہ طاقت بہت مہنگی پڑنی ہے۔ ہلاک ہوگیا وہ شخص جس سے اللہ نے کل قیامت والے دن یہ پوچھ لیا کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا؟

والسلام: م۔ ف۔ ر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین!......ایسے واہموں میں پڑنے سے پہلے یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔ (بخاری: ۵۹۸۷) کسی کے پیچھے لگ کر یا خود بخود عزیزوں رشتہ داروں سے تعلق توڑ لینے والوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

❀ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے رشتہ داریوں کو جوڑنے اور بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے، تاکہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ [صحیح مسلم : ۸۳۲]

❀ رشتہ داری کو توڑنے کے بجائے جوڑنے کے کس قدر فوائد و فضائل اور ثمرات ہیں؟ اس بات کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگائیں، سلطان مدینہ سرور قلب و سینہ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے رب سے ڈرے گا اور صلح رحمی کرے گا اس کی عمر دراز کردی جائے گی، اس کے مال میں اضافہ کردیا جائے گا اور اس سے اس کے اہل و عیال خوش رہیں گے۔ [الأدب المفرد : ۵۸]

❀ ایک موقع پر سرور دو عالم امام کائنات نے قطعی طور پر فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہ ہو سکے گا۔'' [صحیح بخاری : ۲۵۵۶]

❀ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ''رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا شامل ہو۔'' [شعب الإیمان : ۶/۲۲۳]

❀ امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ''بنی آدم کے اعمال اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں۔ اس وقت قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا ہے۔'' [مسند أحمد : ۲/۴۸۴]

کیا آپ یہ نقصان برداشت کر سکتے ہیں کہ:

❀ آپ کی عمر دراز نہ کی جائے!؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- آپ کے مال و دولت میں اضافہ روک دیا جائے!؟
- آپ کے اہل وعیال آپ سے نفرت و بیزاری کریں!؟
- آپ کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا جائے!؟
- آپ پر اللہ کریم کی رحمتوں کا نزول روک دیا جائے!؟
- آپ کے کیے گئے نیک اعمال رد کر دیے جائیں، قبول نہ کیے جائیں!؟
- سب سے بڑھ کر یہ کہ عقیدہ توحید کی دولت آپ سے چھین لی جائے!؟

اگر یہ تمام نقصانات آپ برداشت کر سکتے ہیں تو پھر بصد شوق آج ہی وہم کا شکار ہو کر یا عاملوں، سیانوں اور تعویذ فروش بہروپیوں اور برادری اور خاندان کی دھڑے بندیوں کے کہنے پر اپنے قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلقی اختیار کر لیں، بولنا چالنا ترک کر دیں، میل جول غمی خوشی کے مواقع پر شرکت چھوڑ دیں۔ اگر یہ نقصانات برداشت نہیں کر سکتے تو آج ہی اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنۂ وقت

ہر دور میں کسی نہ کسی فتنہ نے مسلمانوں کو پریشان کیے رکھا ہے۔ کبھی یہ غزوہ فکری کا فتنہ، کبھی باطل قوتوں اور فرقوں کے عروج کا فتنہ، کبھی جہاد سے سبکدوش ہو کر اغیار اور اسلام دشمنوں کے ہاتھوں مغلوبیت کا فتنہ، کبھی صلیبی یلغار کا فتنہ، کبھی تہذیبی زوال کا فتنہ اور کبھی ختم نبوت کے مقابلے میں دجالیت اور جھوٹے نبیوں کا فتنہ سرگرم رہا ہے۔ جب بھی کبھی کسی نئے فتنہ نے سر اٹھایا تو مسلمانوں نے شمشیر جہاد تھام کر اس کی سرکوبی اور بیخ کنی کی۔ یہ فتنوں کا دور ابھی تک جاری و ساری ہے لیکن کسی کو ان کی ہلاکت آفرینی اور تباہ کاری سے بچاؤ کا طریقہ نظر نہیں آ رہا۔

آج کل مسلم امہ کے لیے بالعموم اور نوجوان نسل کے لیے بالخصوص الیکٹرانک میڈیا، خاص طور پر انٹرنیٹ کا فتنہ، دور حاضر کا سب سے بڑا اور ہلاکت خیز فتنہ ہے۔ چونکہ یہ تمام ذرائع ابلاغ کفار صلیبیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور اسلام دشمنوں کے قبضہ میں ہیں، اس لیے وہ کوئی بھی ایسا موقع ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے کہ جس سے مسلم امت کے افراد (مرد و زن) کو گمراہ کر سکیں۔ آج کل انٹرنیٹ کی بے راہ روی نے والدین کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ بچے تو بچے رہے کہ وہ عقل کے کچے ہوتے ہیں، صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکتے، یہاں بڑے بڑے بالغ، عمر رسیدہ، سمجھدار اور جہاندیدہ افراد کو بھی شیطان عقل و خرد سے اندھا کر چھوڑتا ہے۔ پچھلے دنوں لاہور میں ایک ایسا ہی واقعہ رونما ہوا کہ جس نے ہر سننے اور دیکھنے والے کو ایک دفعہ پھر ہلا کر رکھ دیا۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر میں جگہ اور افراد کے نام نہیں لکھ سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ مقصد بات سمجھانا ہے......!

دادی جان بن چکی تھیں وہ خاتون کہ جن کا میں تذکرہ کرنے چلا ہوں، اور سوچتا ہوں کہ کیا لوگ یقین کرلیں گے......!!! محبت کرنے والا خاوند، عارضی زندگی کے سفر کا ہم سفر، ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ کر وہاں جا پہنچا کہ جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آتا۔ ایک بیٹا روزگار میں لگ گیا، دوسرا بہتر مستقبل کے لیے ملک سے باہر چلا گیا، یوں زندگی کی ہماہمی، چل چلاؤ، بھاگ دوڑ اور مصروفیتوں میں بچے باپ کو بھول گئے اور بیوی خاوند کو۔ ہوتا ہی ایسے ہے، وقت سب سے بڑا مرہم ہے۔ کون مرتا ہے کسی کی یاد میں۔ کہا جاتا ہے کہ مرنے والا تو مر گیا، اب ہم کیوں اس کی یاد میں اپنے آپ کو ہلاک کرلیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ خاوند کے قبرستان اور بڑے بیٹے کے فرنگستان جانے کے بعد دادی اماں کچھ اداس رہنے لگیں۔ اپنے آپ کو فارغ اکیلا محسوس کرنے لگیں، بیٹے کو یاد کرنے لگیں تو چھوٹے بیٹے نے ماں کو گھر میں کمپیوٹر لا کر دے دیا، کہ لو ماں جی! اب آپ روزانہ اپنے بیٹے سے یہاں بیٹھے بٹھائے بیرون ملک بات بھی کرسکتی ہیں اور اس کی تصویر بھی دیکھ سکتی ہیں۔ بیٹے کا خیال تھا کہ ماں ضرور اپنے بیٹے کی جدائی کو محسوس کرتی ہوگی، یوں انٹرنیٹ کے ذریعہ سے اس کی دوریوں کو قربتوں میں بدل کر اسے خوش کیا جاسکتا ہے اور دعائیں لی جاسکتی ہیں۔

بیٹے نے اپنے بھائی سے رابطہ کرنے کا طریقہ خود ماں کو سمجھا دیا کہ اس طرح جب دل چاہے کمپیوٹر آن کر کے بھائی سے باتیں کرسکتی ہیں۔ اب چند دن کے بعد ماں انٹرنیٹ کے ذریعہ سے کمپیوٹر پر اپنے بیٹے سے باتیں کرنے لگی، اب وہ انٹرنیٹ کو استعمال کرنا سیکھ چکی تھی۔ ایک دن اسے بوریت محسوس ہوئی تو وہ انٹرنیٹ کی وسیع دنیا میں حاضر ہوگئی، لیکن اس وقت اس کے بیٹے کے کام کا وقت تھا، وہ سکرین پر نہ آسکتا تھا۔ اب وہ بے مقصد ہی چیٹ روم میں دلچسپی لینے لگی۔ اسی دوران میں کسی نے رابطہ میں آکر اس کا نام پوچھا، بتانے پر نسوانی نام جان کر فریق مخالف متوجہ ہوا...... اب بات بڑھی...... تبادلہ خیال...... باہمی دلچسپی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے امور سے واقفیت ہوئی...... پسند ناپسند...... مشغلے...... مصروفیت...... اور یوں سلسلہ چل نکلا۔ اب اماں جان روزانہ کمپیوٹر کھول کر بیٹھ جاتی۔ دیکھنے والا سمجھتا کہ بیٹے کی جدائی کے غم کو غلط کر رہی ہیں۔ بے باکیوں کے سلسلے بڑھے...... شیطان کو ورغلانے کا موقع ملا...... عہد و پیمان ہوئے...... ملاقاتیں ہوئیں اور پھر مسلسل سینماؤں اور ہوٹلوں میں ملنے لگے۔ حیا باختگیوں کی آندھیاں چلیں...... خلوت و جلوت کے شرمناک نظارے بپا ہوئے...... پروگرام طے ہوئے...... آسامی اچھی تھی...... فریق مخالف ایک وکیل کو شیطان نے لالچ دیا، سبز باغ دکھائے' لہٰذا باہمی مشورے کے مطابق اب پروگرام و منصوبہ پر عمل شروع ہو گیا۔

مرحوم محبوب خاوند کی دونوں فیکٹریاں، پلاٹ اور کوٹھی مختلف حیلوں بہانوں سے اماں جان نے اپنے نام لگوالیں، گاڑی بھی قبضہ میں کر لی، دادی جان نے وکیل نیٹ فرینڈ کو نئی گاڑی لے کر دے دی۔ اب جب تمام جائداد وغیرہ کے کاغذات اور عدالتی کارروائی مکمل ہو گئی تو اماں جان وکیل کو گھر لے آئی۔ ردعمل میں احتجاج ہوا کہ یہ کون ہے جس کو آپ گھر میں گھساتی جا رہی ہیں تو اماں نے بتایا کہ یہ میرا خاوند ہے، میں نے اس سے شادی کر لی ہے۔ سب کے سر چکرا کر رہ گئے۔ چھوٹے بیٹے نے فوراً بڑے بھائی کو بیرون ملک فون کیا کہ بھائی آؤ اور آ کر اپنے نئے باپ کو دیکھ لو جو گھر کے اندر براجمان ہے۔ ماں کو کمپیوٹر لے کر دیا تھا کہ تم سے بات کر کے اپنی ممتا کی پیاس بجھا لے لیکن وہ اس عمر میں LOVE کر کے اپنے نیٹ فرینڈ سے لو میرج کر بیٹھی ہے۔ اب تو ہی سنبھال، اس نے فیکٹری، کار، کوٹھی اور پلاٹ وغیرہ بھی پہلے ہی اپنے نام لگوا لیے ہیں اور ماشاء اللہ ہمارا ہونے والا نیا باپ بھی ''وکیل'' ہے۔

قارئین محترم! محترمہ کی عمر کتنی ہو گی؟ اس کا اندازہ یہاں سے ہی لگائیں کہ بڑے بیٹے کی عمر 35 سال ہے، اگر اماں جی کی بیس سال کی عمر میں بھی شادی ہوئی ہو تو اب اس کی عمر کم از کم 55 برس بنتی ہے...... اتنی عمر رسیدہ، جہاندیدہ اور سنجیدہ ہونے کے باوجود شیطان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بہکاوے میں، اس کے پھندے، شکنجے اور ہتھکنڈے میں پھنس ہی گئی...... کیوں...... اس لیے کہ اگر اللہ اور رسول کے احکام کی دھجیاں اڑائی جائیں، اللہ و رسول کی قائم کی گئی حدوں اور لگائی گئی پابندیوں و ضابطوں کو پھلانگا جائے تو پھر نتیجے کبھی حوصلہ افزا، آبرومند اور باوقار برآمد نہیں ہو سکتے۔ پھر بدنامیاں، پریشانیاں، پشیمانیاں ہی مقدر ٹھہرتی ہیں۔

آج ذرائع ابلاغ کے غلط اور ناروا استعمال کا مسئلہ ہر تیسرے گھر کو درپیش ہے۔ ہر گھر کی اسلامی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی اور اخلاقی اقدار کی بنیادوں کو یہ فتنہ جڑوں سے اکھاڑتا جا رہا ہے۔ بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک کا بے کار مشغلہ نیٹ چیٹنگ بن کر رہ گیا ہے۔ والدین ہیں کہ اس فتنہ کو دیکھتے ہوئے بھی مصلحت پسندانہ رویہ اپنائے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ یہ فتنہ بیٹوں کی نہیں بیٹیوں کی زندگیاں برباد کرتا چلا جا رہا ہے۔ کتنے ہی سنجیدہ اور کلیدی آسامیوں پر فائز افراد کہ جن کا کام قوم کو رہنمائی فراہم کرنا ہے، وہ بھی اس کی آگ سے اپنے دامن کو جھلسنے سے نہیں بچا سکے۔ کچھ پالیسی فراہم کرنے والے لوگوں سے کبھی اچانک ملاقات ہو جائے تو وہ دیکھتے ہی کمپیوٹر کے کی بورڈ پر اچانک ہاتھ مارتے ہیں اور چشم زدن میں ہمارے پہنچنے سے پہلے کوئی اخبار رسالہ یا بی بی سی وغیرہ کی خبروں کا سیکشن سامنے آ جاتا ہے۔ ہم بھی یہ سوچ کر خاموش رہتے ہیں کہ یہ حقیقت میں ہمیں دھوکا نہیں دے رہے بلکہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور روز بروز خسارے میں، آگ میں اور آزمائش کے عذاب میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ کئی ایک کو منع بھی کرتے ہیں تو وہ طرح طرح کی تاویلیں پیش کرتے ہیں' گویا ثابت کر رہے ہوں کہ ہم اس کی بدولت بہت ترقی پر جا رہے ہیں، آپ تو فقط کنویں کے مینڈک ہی ہیں۔ آپ کو کیا پتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ نہیں جانتے کہ کسی بھی وقت ہمارے ساتھ کیا ہو جائے اور ہم کس منہ سے خدا کے دربار میں جواب دیں گے۔

ایک بھائی کو فضول نیٹ پر بیٹھنے کے متعلق سمجھایا کہ کسی غیر محرم سے رابطہ نہ کر بیٹھنا، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بری عادت کا شکار نہ ہونا، یہ بظاہر میٹھا لیکن مہلک زہر ہے تو وہ آنکھیں پھاڑ کر حیرانی سے ہمیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا: لو جی سن لو طاہر بھائی! اس نیٹ کا سب سے بہترین اور دلچسپ استعمال یہی تو ہے، یعنی رابطہ کرنا، دوستی کرنا، گھر بیٹھے تفریح کا پرامن سامان کرنا۔ اگر یہی ختم ہو جائے تو پھر کمپیوٹر کو بھاڑ میں پھینکنا ہے۔ میں نے دھیرے سے کہا! بالکل ٹھیک کہا آپ نے، بجا فرمایا...... لیکن ...... بتایئے اگر کوئی آپ کی بہن سے رابطہ کرے، تفریح کا سامان تلاش کرے، انجوائے کرے، تو آپ کو کیسا لگتا ہے؟ یہ سنتے ہی غصے سے اس کی رگیں تن گئیں، ہاتھ کی مٹھیاں بھنچ گئیں...... پھر وہ کچھ ٹھنڈا پڑ کر مگر دانت پیتے ہوئے کہنے لگا: اگر آپ طاہر نقاش نہ ہوتے تو میں مخاطب کے دانت توڑ دیتا، زبان کھینچ لیتا...... میں نے ٹوکتے ہوئے کہا: رکیے، رکیے...... سمجھیے...... بالکل اسی طرح کسی دوسرے کی بہن، بیٹی اور بیوی بھی قابل عزت ہوتی ہے...... وہ بھی ان کے متعلق ایسے ہی جذبات رکھتے ہیں...... ہمارے نبی نے تو بلا اجازت بار بار گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ آپ بھی وہی جرم کرتے ہیں کہ جس کی پاداش میں دوسرے کے دانت توڑ رہے ہیں اور زبان کھینچ رہے ہیں...... تو پھر آپ کا کیا علاج ہو!!؟ یہ سن کر وہ چپ ہو گیا۔

ایک بہن اپنی کزنوں کی تعریف کر رہی تھی کہ بہت سگھڑ، سلیقہ شعار، تہذیب یافتہ اور سمجھدار ہیں، اب دیکھا ایک عرصہ سے کبھی بازار میں نکلی ہوں، کہیں پھرنے گئی ہوں، اتنی حیا والی ہیں کہ ہر وقت گھر کے اندر ہی گھسی رہتی ہیں۔ اس کی چھوٹی بہن نے یہ کہتے ہوئے بھانڈا پھوڑ دیا کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے...... جب آپ نے کیبل کا کنکشن گھر میں لگوا دیا، کمپیوٹر لا کر انٹرنیٹ کمرے کے اندر مہیا کر دیا، پوری دنیا کی بے حیائی اور حیا باختگی کے سامان ان کے کمرے میں ان کی 4 فٹ کی ٹیبل پر مہیا کر دیے ہیں تو پھر ان کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر وقت کیبل، ٹی وی کے آگے بیٹھتی ہیں حتیٰ کہ کھانا بھی کیبل کے سامنے کھا کر ہی ہضم ہوتا ہے۔ اب یہ نظارے ان کو باہر تو نہ ملیں گے جو کیبل مہیا کرتا ہے لہٰذا وہ باہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نکلیں!!؟

حیا باختگی کی اس وادی پرخار میں داخل ہونے کے بعد صحیح سلامت بچ کر نکل آنا بہت مشکل ہے الامن رحم ربی...... یاد رکھیں مرد کا عورت کے ساتھ اور عورت کا مرد کے ساتھ رابطہ کرنا، خواہ وہ بالمشافہہ ہو، ٹیلی فون پر ہو یا انٹرنیٹ پر، وہ اسلام کے قوانین حجاب کی زد میں آئے گا، اللہ و رسول کی مخالفت ہوگی، جو یقیناً بدنامیوں اور رسوائیوں کا باعث بنے گی۔

انہی ذرائع کے ذریعہ سے شیطان مرد و زن کو غیر شرعی رابطے پر ابھارتا ہے۔ شروع میں تو دونوں کے دماغ میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم غلط کر رہے ہیں لیکن رفتہ رفتہ نہ صرف یہ خیال ختم ہو جاتا ہے بلکہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نظریہ ضرورت کے تحت بالکل ٹھیک کر رہے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ نظریہ ضرورت بھی ختم ہو کر مطلقاً اسے اپنا حق جان لیا جاتا ہے' اور منع کرنے والے کو پسماندہ، جاہل، گنوار، جنگلی، بنیاد پرست، رجعت پسند اور ملاں و مولوی کہہ کر حقارت کا اظہار برملا کیا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے مجھے ''ماہنامہ باب الاسلام'' کے معاون ایڈیٹر یونس ملکانی آف سندھ نے ایک خط دکھاتے ہوئے کہا'' طاہر بھائی! دیکھیے! اس روشن خیال معاشرے میں آپ کے پرانے خیالات کو بھی اپنانے والے لوگ زندہ ہیں۔ میں نے ایک اسلامی بہن کو آپ کی کتاب تحفتاً بھیجی تھی' وہ پڑھنے کے بعد اس کا خط آیا ہے، لیجئے پڑھیں اور میرے خیال کی تصدیق کریں۔ میں نے اس سے خط لے کر پڑھا، لکھا تھا:

''بھائی جان! یہ میرا آخری خط ہوگا، آج کے بعد میں (اخبار و میگزین کے سلسلے میں بھی) آپ سے ٹیلی فون پر رابطہ نہ کروں گی اور نہ کبھی نیٹ پر نظر آؤں گی۔ کیوں......؟ اس لیے کہ آپ نے مجھے طاہر نقاش بھائی کی کتاب ''سپنوں کا شہزادہ'' بھیجی ہے' جسے پڑھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ و رسول کے فرامین کے خلاف چل کر میں کبھی کسی غیر محرم سے رابطہ نہ کروں۔ آپ کا ایسی کتاب بھیجنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر شکریہ کہ جس نے میری زندگی بدل دی۔ اللہ آپ کو اور طاہر بھائی کو جزائے خیر دے۔"
(آپ کی ایک دینی بہن)

میں یہ خط پڑھ کر صرف اتنا کہہ سکا کہ اللہ مجھے ریاکاری سے بچائے اور اس مثبت تبدیلی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے (آمین!)

پیارے والدین!...... غیرت مند بھائیو!...... مومنات، عابدات، صالحات، پاکدامن بہنو!...... اپنے گھروں خاندانوں پر نظر رکھیں، کہیں آپ کی بہن، بیوی، بیٹی اور بیٹا محض وقت گزاری کے لیے بطور مشغلہ، بوریت سے بچنے کے لیے...... تفریح طبع کے لیے...... رنگ برنگی دنیا کے نظاروں مشاہدوں کے لیے...... تو کمپیوٹر پر نہیں بیٹھے...... یعنی بغیر کسی مقصد کے...... کسی وجہ کے...... کہیں آپ یا آپ کی بہن بھائی یا بیٹا انٹرنیٹ کلب کی چیٹ کے رسیا تو نہیں ہو گئے۔ یہ نادان ہیں...... ناسمجھ ہیں...... دنیا کی روش کو نہیں جانتے...... ان کو سمجھائیں...... ان کے دامن کو جلنے سے بچائیں...... آپ ان کو بچانے کی کوشش کریں گے تو اللہ آپ کو اس دن (یوم حشر میں) بچائے گا جس دن کوئی کسی کو نہ بچا سکے گا۔ سودا خوب ہے، سوچ لیں، آج ہی اس بیوپار میں سرمایہ لگائیے، لاکھوں گنا کمائیے اور مالک کائنات، رب کائنات، خالق و رازق کائنات کے پسندیدہ و محبوب بندے بن جائیے...... ساری دنیا آپ کو پسند کرنے لگے گی۔ ان شاء اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجیح

آج کل کے الیکٹرانک میڈیا کے گلوبل ویلج والے دور میں عام لوگوں کے ساتھ بہت سارے فکری' مذہبی اور اسلام کی تڑپ رکھنے والوں کے ذہن بھی بدل کر رہ گئے ہیں۔ ہر کوئی جدید افکار اور ملحدانہ نظریات کے حملوں کی زد میں آ کر دین سے دور اور اس دور کے اژدھے ''روشن خیالی'' کے شکنجے میں جکڑا جا رہا ہے۔ جدید میڈیا کی یہودیانہ اور صلیبیانہ یلغار کا نشانہ بن کر مسلمان خاندان سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ آج کل اچھے بھلے دیندار لوگ بھی اپنی بیٹیوں کا رشتہ طے کرتے وقت ان کی مستقبل کی زندگی کا فیصلہ کرتے وقت صرف دولت کی چکا چوندھ اور جدید مغربی تہذیب و ثقافت سے مرعوبیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اس ظاہری مال و دولت کے رشتہ کے نتیجے میں دین جاتا رہے گا..... حیا رخصت ہو جائے گی ...... اسلامی اقدار، دین کے ساتھ تمسک ...... نمازوں کی ادائیگی ...... پردہ کا احترام ...... سب کے سب اوصاف ختم ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ صنف نازک کے نازک ذہنوں پر بھی میڈیا نے ایسے زہریلے اور دین دشمن اثرات مرتب کیے ہیں کہ جس کے نتیجے میں وہ دین بیزار اور اسلامی شکل وصورت اور قول وفعل رکھنے والوں کو اپنی زندگی کے رفیق سفر کے طور پر چننا ناپسند کرتی ہیں بلکہ سخت قسم کی مزاحمت بھی کرتی ہیں۔ لیکن اس دور میں اللہ کریم کی ایسی نیک بندیاں، مومنات، عابدات، صالحات ، زاہدات اور حافظات بھی موجود ہیں کہ جو نہ صرف الحاد و روشن خیالی کے وبال سے بیزاری و براءت کا اظہار کرتی ہیں بلکہ اپنی زندگی کے ہر مسئلہ میں دین کو ہی ترجیح دیتی ہیں۔ راقم کو اسی تناظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ملک بھر سے کئی خطوط موصول ہوئے جن میں پاکباز، مظلوم و معصوم بیٹیاں اپنے والدین سے اس مسئلہ میں اصلاح کی طالب ہیں۔ میں نے تین خطوط منتخب کیے ہیں، ہر خط اپنی جگہ ہمارے معاشرے میں سلگتے مسائل کی ایک بھرپور نمایندہ کہانی ہے۔

راولپنڈی سے ایک بہن فریدہ لکھتی ہیں کہ :

''ہمارے والد صاحب نے ہماری دینی و دنیوی بہترین تربیت کی ہے، سکول کے ساتھ ساتھ ہمیں دینی مدرسہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا۔ ہمیں حیا، پردہ، نماز، روزہ، صدقہ سب مکارم اخلاق اور ارکان اسلام کی تربیت دی۔ جب ہم ذہنی اور عملی طور پر پختہ اسلامی سوچ و فکر کی حامل بن گئیں تو ہماری شادی ایسے گھرانے میں کر دی کہ جس میں جدید پرفتن دور کی ہر برائی تھی، ڈش سے لے کر مخلوط پروگرام تک مروج تھے جبکہ دین سے مولویت کے نام سے دوری اور شرم و حیا کا نہایت فقدان تھا۔ ایسے روشن خیال مادر پدر آزاد ماحول میں ہم نے اپنے لیے نہایت گھٹن محسوس کی، ہم ہر مسئلہ میں دین اسلام کی بات کرتیں، ان کو یہ بہت چبھتی، وہ کہتے: ہم کوئی کافر ہیں جو ہمیں سنا رہی ہو، بالآخر انہوں نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا، اب میں ایک عرصہ سے اپنے والدین کے گھر میں ہوں۔ میں اپنے بچوں کی تربیت کے معاملے میں بہت پریشان ہوں بلکہ اب میری یہ سوچ بن گئی ہے کہ میں ان کو قرآنی اسلامی تعلیم کے لیے مدرسہ نہ بھیجوں گی ورنہ یہ بھی میری طرح اس معاشرے میں ایڈجسٹ نہیں ہو سکیں گے اور ناکام و نامراد ہو کر در در کی ٹھوکریں کھائیں گے۔ اللہ میری اس بن جانے والی غلط سوچ پر مجھے معاف کر دے۔ حالات نے مجھے ایسا سوچنے پر مجبور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام دگرگوں اور ناگفتہ بہ حالات کے لیے میں اپنے والد کو قصوروار سمجھتی ہوں، جب انہوں نے 16 سال تک ہماری اسلامی تربیت کی تو پھر محض مال و

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دولت کی چمک کے پیچھے لگ کر مجھے بے دین ظالم لوگوں کے سپرد کیوں کر دیا...... کیوں نہ سوچا کہ 24 گھنٹے جس گھر میں کیبل چلے گی، نماز، تلاوت، ذکر اذکار، وعظ و نصیحت اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا جہاں ذکر تک نہ ہو گا...... وہاں میں اپنی معصوم لاچار بے بس بیٹی کو کیوں دے رہا ہوں ...... کیا انہوں نے ہمیں اس قدر تعلیم اس لیے دی تھی کہ دیوث دولت مندوں سے شادی کر کے ہماری قیمت خوب لگ سکے۔"

بیٹی کا رشتہ طے کرتے وقت جہاں اور بہت سی چیزیں مثلاً مال و دولت، حسب و نسب، خوبصورتی وغیرہ دیکھی جاتی ہیں، وہاں سب پر ترجیح اس مؤحد فرد کو دیں جو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبت رکھتا ہو، یعنی دین کو اس نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہو۔

ایک دکھیاری خاتون والدین کے جاہلانہ خیالات اور دین کے احکام سے لاعلمی کا رونا روتے ہوئے لکھتی ہیں:

"میری شادی کے ابتدائی ایام میں (تین دن بعد) ہی شریکے میں سے کسی نے میرے ہونے والے میاں کے خوب کان بھرے، وہ کانوں کا کچا اور قوت فیصلہ سے عاری اور غلط و صحیح میں فرق کرنے اور دوسروں کی شاطرانہ چالبازیوں کو سمجھنے کی قوت سے محروم ثابت ہوا، اس نے سننے کے بعد بغیر مجھ سے کسی قسم کی تحقیق کے، آتے ہی "تجھے طلاق ہے...... طلاق ہے...... طلاق ہے......" کے تین جھلتے ہوئے انگارے نما تیر میرے سینے میں دے مارے۔ ایک خاص حالت و مجبوری کی بنا پر میں ابھی تک خاوند سے دور تھی، لہٰذا علماء سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ طلاق ہو چکی ہے لیکن اگر دوبارہ بسانا چاہیں تو نئے گواہوں کے ساتھ نیا نکاح ہو گا۔ میں نے اپنے بھائی اور بھابھی کو کہا کہ اللہ کے لیے میری ایسے جاہل مرد سے جان چھڑوائیں، میں اس کے ساتھ دوبارہ نکاح نہ کروں گی جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے شادی کے ابتدائی دنوں میں کسی کے کان بھرنے پر شک کر کے مجھے ذہنی و جسمانی طور پر قتل کرنے کی کوشش کی ہے، باقی زندگی میں وہ مجھے کس اذیت ناک عذاب میں تڑپائے گا۔ میں گھر والوں کو واسطے دے رہی ہوں لیکن گھر والے میری سن نہیں رہے، کہہ رہے ہیں ہم وہاں ہی تمہارا نکاح کریں گے، ایسے کھاتے پیتے گھرانے روز روز نہیں ملتے، جب مجھے اس گھر میں سکون ہی نہ ہو گا تو میں نے آگ لگانی ہے اس دولت، کوٹھی اور کار کو...... جب ہر وقت شک کا قہر...... طلاق کی تلوار...... ذلت کا کوڑا سر پر لٹکتا رہے گا...... تو ایسی زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے۔ میں کہتی ہوں میری زندگی کا فیصلہ کرتے وقت مجھ سے میری مرضی اور رضامندی بھی تو پوچھ لیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے دوبارہ مجھے اس اندھے کنویں میں دھکیلنے کی کوشش کی تو میں خودکشی کر کے جان دے دوں گی۔ امید ہے اللہ میرا یہ جرم معاف فرما دے گا۔"

قرۃ العین عرف عینی بٹ، لاہور

یہ بات تو چمکتے سورج کی طرح سچ ہے کہ بیٹیوں سے ان کی زندگی کا فیصلہ کرتے وقت ان کی رضامندی اور اجازت لینا ضروری ہے، گائے بھینس کی طرح ان کو اپنی مرضی، اپنے مفادات یا سیاسی اغراض کی خاطر ہانک کر حیوانیت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، یہی تعلیم ہمارے پیارے رسول ﷺ نے والدین کو دی ہے۔ خلاف ورزی کرنے پر قیامت کے دن ان سے حساب لیا جائے گا۔ لیکن بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین بیٹی کی پسند کو اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر صرف اس لیے رد کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ رشتہ مستقبل میں بیٹی کے لیے پریشانی کا باعث بنے گا۔ وہ اپنی نور نظر کو سبز باغ کے پیچھے چھپے مہلک الاؤ میں جل مرنے سے بچانا چاہتے ہیں۔ ایسے معاملات کا اولاد کو ٹھنڈے دل سے سامنا کرنا چاہیے اور ان کی رائے کا بھی احترام کرنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکھر سے ایک بہن اپنا ایسا ہی مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''ہم خیر سے سید خاندان کے چشم و چراغ ہیں، ہمارے ہاں عام طور پر یہ (جاہلانہ اور ہندووانہ) تصور پایا جاتا ہے کہ سید کی شادی غیر سید کے ساتھ نہیں کی جا سکتی...... لیکن اس کے باوجود میرے بھائیوں کی شادیاں غیر سید برادری میں (اپنی اپنی پسند کی بنا پر) ہو چکی ہیں۔ والدین مجھے ایک ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں کہ جسے میں دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے پسند نہیں کرتی۔ میں نے کہا: آپ میری شادی فلاں سے کر دیں، وہ اخلاق، دینی و دنیوی شرافت ہر اعتبار سے موزوں ہے، گھر والوں کو اس کی سب خوبیوں کا اعتراف ہے لیکن ان کے شاید زمینوں وغیرہ اور سیاسی و خاندانی مسئلے کے لحاظ سے خاص مقاصد ہیں۔ وہ سختی سے تردید کرتے ہوئے دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں: تمھیں شادی کرنی ہے تو اسی سے کرنی ہے، ہم کسی غیر سید سے تمہاری شادی نہیں کر سکتے۔ اس مسئلہ میں وہ بھول جاتے ہیں کہ بیٹوں کی شادی خود غیر برادریوں میں کر چکے ہیں۔ ایک بیٹی کے لیے ظلم کے اتنے کڑے پیمانے کیوں۔ پھر کہتے ہیں: اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ''ونی'' قرآن سے شادی کر کے ساری زندگی کے لیے گھر میں بیٹھا چھوڑیں گے۔ جب ہمارے رسول ﷺ نے ہم بیٹیوں کو یہ حق دیا ہے کہ شادی کے موقع پر ہماری رضامندی اور اجازت حاصل کی جائے تو پھر کیوں ان کو بات سمجھ میں نہیں آتی اور کس منہ سے وہ اپنے آپ کو ''سید'' کہلوانے کے حقدار گردانتے ہیں' وہ مجھ پر تشدد کرنے کے لیے پر تول رہے ہیں' شفیق مگر جاہل باپ تو جہالت کا شکار ہے' ماڈرن جدید تعلیم سے آراستہ روشن خیال بھائی بھی جو خود یہ ''جرم'' کر چکے، سب سے آگے آگے ہیں۔ شاید زمینوں میں سے ہمارے حق کو غصب کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اپنوں کے یہ ستم دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ روز روز مرنے سے ایک دفعہ ہی زندگی کا خاتمہ کر کے ان کو خوش کر دوں۔''

ایک بہن سکھر، سندھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کے اور بہت سے خطوط ہیں' بعض میں بچیوں نے بتایا کہ والد یا والدین فوت ہو چکے ہیں' ہماری عمریں 26،26 سال ہو چکی ہیں' بھائیوں نے ہمارے گھر بسانے کی ذمہ داری نبھانے کے بجائے ہمیں سکول میں ٹیچر بھرتی کروا دیا ہے' بھائیوں کی بے حسی الگ، جبکہ جہیز کی تیاری کا مسئلہ الگ ہے۔ اگر ہماری ماں زندہ ہوتی تو آج ہم یوں در در ٹھوکریں نہ کھاتیں' تنخواہ کے نام پر ہر ماہ چند سو روپے کی ذلیل بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہوتیں۔

آمنہ و میمونہ اصغر، بہاولپور

پیارے بھائیو اور والدین! ......یاد رکھو ہمارے نبی آخر الزمانؐ نے فرمایا ہے: جس نے بیٹی کی بہترین تربیت کر کے، تعلیم دے کر، پال پوس کر اس کی بہترین جگہ شادی کر کے اس کا گھر بسا دیا، وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہو گا جیسے میری یہ ایک ہاتھ کی دونوں انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

اگر صاحب ثروت، حسب ونسب اور خوبصورتی کی صفات پر مشتمل رشتہ مل جائے اور ساتھ دین داری بھی ہو تو سونے پہ سہاگا' نور علیٰ نور ہے ......اگر سب کچھ ہے مگر دین نہیں تو کچھ بھی نہیں، یا یوں کہہ لیں کہ اگر دین ہے باقی کچھ بھی نہیں' تو یہ گھاٹے کا نہیں' نفع ہی نفع کا سودا ہے' باقی سب کچھ چلا جائے دین نہ جائے' اس لیے کہ آقائے دو جہاںؐ نے فرمایا ہے (سب کچھ ہوتے ہوئے بھی) دین کو ترجیح دیں' یہی اصل دولت ہے جس کا سکہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ چلتا ہے' برادری ازم کے چکروں میں نہ پڑیں، یہ صرف ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرنے کے لیے ہے' اس کے ساتھ چمٹنا ہندوؤں کا شیوہ ہے۔ جب بھی شادی کریں بیٹی سے مشورہ کریں......پھر معاملات طے کریں اور سنیں ...... بات پکی اور فائنل کرنے سے پہلے ضرور بیٹی کی رضامندی اور اجازت حاصل کر لیں' یہی ہمارے رسولؐ کا حکم ہے' بیٹیوں کو بالغ ہونے پر زیادہ دیر تک گھر پر بٹھائے نہ رکھیں۔ اور جان لیں سید غیر سید کی کوئی قید آقائے دو جہاںؐ نے نہیں لگائی' آپ کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔ خاندان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبوت کی کتنی ہی شادیاں غیر (سید) برادری میں ہوئیں۔ اگر اس مسئلے کی کوئی اہمیت ہوتی آپ ﷺ اس پر عمل کر کے امت کو دکھاتے۔ یاد رکھیں ...... ! بیٹیاں تو ایسی کلیاں ہیں کہ جن کی خوشبو مرنے کے بعد دعاؤں کی صورت میں قبر میں بھی پہنچتی رہتی ہے۔ آپ ان پر ظلم کر کے یہ خوشبو ختم نہ کریں۔ یہ تو آپ کے جنت میں داخلہ کا سبب ہیں...... ان کے ساتھ ناروا سلوک کر کے جنت کا مین گیٹ اپنے لیے بند نہ کروائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گلشنِ اقبال

آج میں اسی جگہ کھڑا تھا جہاں 12 سال پہلے ایک دوست اعجاز چوہدری آف برمنگھم برطانیہ کے ساتھ آیا تھا، میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ ایک عرصہ گزر جانے...... انقلابات زمانہ کے رونما ہو جانے...... حکومتیں بدل جانے، کئی ادھیڑ عمروں کے بوڑھے ہو جانے ......اور بوڑھوں کے شہر خموشاں کے مکین ہو جانے...... کئی بچوں کے جوان، جوانوں کے ادھکڑ ہو جانے کے باوجود یہ جگہ ویسی کی ویسی ہی تھی...... اس پر حادثات زمانہ کا کوئی اثر نہ پڑا تھا۔ اس کی رونق، اس کی چہل پہل، اس کی شادابی، اس کی زیبائی اور دلربائی میں کوئی فرق نہ آیا تھا، بلکہ یہ آج پہلے سے بھی بھرپور انداز میں آباد و شاد تھی۔ آج بھی وہی گہما گہمی تھی، گویا زندگی کا دلفریب دھارا مستقل طور پر رواں دواں تھا۔ ہر طرف خوش رنگ سبزہ، پھولوں کی کیاریاں، بڑے بڑے سبزے سے اٹے قطعات، ایک جھیل...... اور پھر اس میں مسحور و دلکش رات کے نظاروں میں مختلف قسم کے رنگ بکھیرتی کشتیاں رواں دواں تھیں۔ مختلف سمتوں میں طرح طرح کے جھولے جھولے جا رہے تھے۔ بچوں کا شور، ماؤں کی پکار، پکڑو پکڑو گم نہ ہو جائے، ٹکٹ لاؤ...... کے آوازے آ رہے تھے۔ مختلف جگہوں پر لوگ چٹائی بچھائے اور اس پر طرح طرح کے لذیذ کھانے اپنے سامنے سجائے کھانے میں مصروف تھے۔ ہر طرف مرد وزن کے ہلکے اور تیز قہقہے گونج رہے تھے۔ میں حیران تھا کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود...... کچھ بھی تو نہ بدلا تھا...... البتہ ہم بدل گئے تھے، بچپن ولڑکپن کی سوچیں اب پختہ ہو گئی تھیں...... یہ ہنگامے...... یہ شور و غل...... یہ رنگا رنگ محفلیں...... یہ مختلف لوگوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح طرح کی سجاوٹیں ...... کچھ بھی تو ہمیں متاثر نہ کر سکی تھیں۔ سب کچھ بیگانہ بیگانہ، بیزار بیزار سا لگ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ کسی ایسی دنیا میں پہنچ گیا ہوں جو ہماری نہیں ہے بلکہ کسی اور ہی سیارے پر آباد ہے۔

تو قارئین محترم! ...... آپ سوچ رہے ہوں گے، میں کس مقام کا ذکر کر رہا ہوں ...... تو لو بتائے دیتا ہوں ...... یہ ہے گلشن اقبال پارک لاہور ...... جہاں مجھے 12 سال بعد دوبارہ آنے کا موقع ملا ہے۔ آخر بور ہو کر میں ایک درخت کے نیچے چادر بچھا کر اس پر لیٹ گیا اور رلا دینے والی کتاب ''خواتین اہل بیت'' پڑھنے لگا۔ اس پارک میں نام کی کلمہ گو مسلمان خواتین بے مہار بھینسوں کی طرح پھر رہی تھیں، جبکہ اس کتاب میں رسول مکرمؐ کے گھرانے کی پاکباز خواتین کی رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت، اطاعت، فرمانبرداری اور جاں نثاری کے ایسے مناظر ہیں جو آدمی کو پڑھنے کے بعد اپنی کم مائیگی، کوتاہی اور بے عملی کی بنا پر اور محبت رسول کے روح پرور مناظر کی بنا پر اشکبار ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اپنی اس مطالعہ کی عادت میں مصروف تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ میں اٹھا اور لوگوں سے مسجد کا پتا پوچھنے لگا، لوگوں کو کوئی علم نہ تھا، لہٰذا وہ نفی میں سر ہلا کر چلتے بنتے۔ آخر پارک کے عملہ کے ایک فرد سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ پارک کی جھیل کے پار آخری نکڑ میں چھوٹی سی بے آباد، ویران مسجد ہے، آپ وہاں جا کر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اب میں پوچھتا پچھاتا مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں تین نوجوان ملے، سر پر جالی والی چائنہ کی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ میں نے سلجھے ہوئے، سنجیدہ اور دیندار سمجھ کر روک لیا اور پوچھنے لگا: بھائی جان ......! مہربانی فرما کر مسجد کا اتا پتا بتا دیں؟ وہ میری طرف دیکھ کر ہنسے اور ہا ہا ہا ...... کرتے ہوئے مسکرانے لگے، پھر یکدم سنجیدہ ہو کر آہستہ سے کہنے لگے: نماز پڑھنے کے لیے مسجد ہی کافی تھی، آپ یہاں آ کر بھی مولوی کے مولوی ہیں۔ یہاں آ کر تو بڑے بڑوں کی معصومیت، شرم اور سنجیدگی کا لبادہ اتر جاتا ہے۔ جائیں موج مستی کریں، نظارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں اور پھر باہر جا کر نماز بھی پڑھ لیں۔ میں نے کہا: بھائیو! اللہ نے ساری زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا ہے، لہٰذا وقت ہو جانے پر جہاں ہو وہیں نماز پڑھ لو، آپ نے بھی یقیناً ابھی پڑھنی ہو گی، آیئے جماعت کروا لیتے ہیں۔ کہنے لگے: مولوی صاحب! ہمارے کپڑے خراب ہیں اور ویسے بھی ہم ''کسی'' کو ڈھونڈ رہے ہیں، آپ جائیں اور پڑھ لیں۔ میں نے کہا: ضرور اپنی بہنوں اور ماؤں کو تلاش کر رہے ہو گے۔ کہنے لگے: نہیں وہ تو ادھر ہی کہیں سیر شیر کر رہی ہوں گی، ہم کسی ''اور'' کو تلاش کر رہے ہیں، ابھی تو وہ ہماری نگاہوں کے سامنے تھی، آپ نے ہمیں باتوں میں الجھا دیا، اب وہ اللہ جانے کہاں ملے۔ میں نے آرام سے کہا: بہن تھی آپ کی؟ ہوسکتا ہے آپ کے گھر والوں کے پاس پہنچ گئی ہو۔ ایک لڑکا غصے سے کہنے لگا: جائیں بھائی صاحب جائیں، ہمارا دماغ نہ کھائیں، دوسرا کہنے لگا: ان مولویوں کی سوچ پر اگر لوگ عمل کرنے لگیں تو کوئی پارک میں ہی نہ آئے۔ یہ حسین وادیاں، یہ پربتوں کی شہزادیاں (مصنوعی پہاڑیاں اور آبشاریں) بنجر اور برباد ہو جائیں۔ یہ تو لوگوں کو سپیکر لگا کر وعظ کریں کہ پارک میں جانا حرام ہے۔ باقی تینوں بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہنے لگے: ان کے نزدیک تو پارک آنا ہی حرام ہے۔ چلو چلیں، یہ حضرت بہت گھالڑی لگتے ہیں۔ میں نے کہا: بھائیو! رک جایئے، جاتے جاتے میری بات سنتے جائیں۔ آپ اقرار کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ کریم کے بعد اس کے رسول کے احکامات کو ماننا ہم پر فرض ہے۔ وہ ہاں میں گردن ہلانے لگے۔ تو سنیں! میں کہتا ہوں کہ آدمی پارک میں آ سکتا ہے، بالکل آ سکتا ہے، بلکہ اپنی فیملی کو بھی لا سکتا ہے، ان کو سیر کروا سکتا ہے...... اسلام اور پھر آپ کا مظلوم مولوی اس پر کسی طرح کی پابندی اور قدغن نہیں لگاتا...... ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ...... اگر، اگر...... ایک ٹوکتے ہوئے کہنے لگا: یہ ''اگر اگر'' کیا لگا رکھی ہے' جیسے آپ اپنی باتوں کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنا چاہتے ہوں۔ میں نے فوری کہا: ہاں' آپ بالکل صحیح سمجھے، میں کہنا چاہتا ہوں آدمی اپنی جوان بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کو لا سکتا ہے...... اگر...... وہ چند قواعد و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضوابط کا عملی ثبوت دے سکتا ہو تو!......مثلاً:

- وہ اس بات کو ممکن بنائے کہ اس کی بہن بے پردہ ہو کر، حجاب ترک کر کے، نیم برہنہ مختصر لباس پہن کر، یا پھر باریک لباس پہن کر کسی کے دین و ایمان کے لیے فتنہ وفساد اور بدنظری کا سبب نہ بنے۔
- غیر محرموں سے اختلاط، گفتگو اور میل جول کسی حد تک ممکن نہ ہو، کسی ایسی سرگرمی یا کھیل میں شامل نہ ہونے پائے جو جہراً اس کی چیخ اور ہنسنے کی آواز بلند ہو کر غیر محرم کے اپنی طرف متوجہ ہونے کا باعث بنے۔
- پارک میں سیر کرتے ہوئے ظہر، عصر، مغرب، عشا کوئی نماز نہ چھوٹنے پائے، بلکہ ان کو وہیں کسی مناسب علیحدہ جگہ پر ادا کیا جائے' جبکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تمام لوگ وہاں جا کر نماز یکسر بھول جاتے ہیں اور غضب تو یہ کہ گھر آ کر بھی پڑھنے کے بجائے ''تھکاوٹ بہت ہوگئی ہے'' کا نعرہ لگا کر لمبی تان کر سو جاتے ہیں' اور پھر اگلے دن آدھے دن تک سوئے رہتے ہیں۔
- پارک میں ویڈیو کیمرے سے فلم بننے یا بنوانے کے چانسز نہ ہوں، یا دوسرے کیمرے سے بھی تصاویر نہ بنائی جائیں، ڈیک، موبائل کیمرے کے سپیکر پر یا ریڈیو پر یا پھر ٹیپ ریکارڈر پر اونچی آواز میں موسیقی اور گانے سننے کے امکانات بالکل معدوم ہوں' اور آپ کی کوئی بہن یا بھائی موبائل کیمرے کے ذریعے سے کانوں میں ہیڈ فون لگائے ایف ایم کی حیا باختہ نشریات سننے میں یا شیطانی لغت میں ''انجوائے'' کرنے میں مصروف نہ رہے۔
- وہاں جوان بچیوں کے بھاگ دوڑ...... شٹاپو...... ٹیبلو یا اچھل کود وغیرہ جیسے کھیل اور سرگرمیوں کی بالکل اجازت نہ ہو۔

ایک لڑکا بول پڑا: چھوڑو یار ان کا مقصد تو صاف نظر آرہا ہے کہ ہمیں پارک میں آنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روکنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک لڑکا متفکرانہ انداز میں بولا: چپ بھئی چپ! ان کو کہنے دو، سنو تو سہی، کیا کہتے ہیں، ویسے غلط تو نہیں کہہ رہے، بس ہمیں پسند نہیں آرہا، بس اور تو کوئی بات نہیں...... بتائیں جناب! آپ اور کیا بتانا چاہتے ہیں......''شکریہ!'' میں نے جواب دیا اور یوں گویا ہوا:

- جب آپ گھر سے سیر کے لیے چلیں تو بے مہار جانوروں کی طرح منہ اٹھا کر نہ چل پڑیں بلکہ اس سیر اور سفر کو بامقصد بنائیں، محض تفریح اور وقت گزاری کا ذریعہ نہیں۔ آپ گھر سے یہ نیت کر کے چلیں کہ ہم نے اس سیر میں اپنے بچوں کی معلومات میں اضافہ بھی کرنا ہے اور ان کی نیک تربیت بھی کرنی ہے۔ اس کا آپ کو ثواب بھی ملے گا۔

ان میں سے ایک بول پڑا: ہم پارک کی سیر کے دوران میں اخبار یا کوئی کتاب پڑھ کر سنائیں تاکہ ان کی معلومات میں اضافہ ہو!!؟؟...... اور تربیت کرنا تو ان کے سکول کے اساتذہ کا کام ہے، ہم ہر ماہ ان کو اسی مقصد کے لیے تو اتنی بھاری بھرکم فیسیں دیتے ہیں۔

- ''بھائی صاحب! آپ نے درست کہا، آپ ان کو کوئی مفید کتاب بھی دوران سفر میں پڑھ کر سنا سکتے ہیں مگر میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ جب آپ سیر کے دوران میں ان کو ہاتھی دکھائیں، تو اس بھاری بھرکم جسم کے طاقتور و توانا جانور کا قرآنی پس منظر واضح کریں۔ ان کو بتائیں کہ یہ وہی جانور ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے، پھر ہاتھیوں والے بادشاہ کا قصہ جو بیت اللہ پر چڑھ دوڑا تھا' سنائیں اور بتائیں کہ اس کا عبرتناک انجام کیسے ہوا اور کیوں ہوا؟

- اور پھر چیونٹی کی سلیمان علیہ السلام کے بارش کے طالب لشکروں کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچلے جانے سے اپنے آپ کو بچانے کا قصہ سنائیں، کہ جب لشکروں کی دعا سے پہلے ہی اللہ نے اس چیونٹی کی دعا جو ہاتھ اٹھا اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی اور بارش کے لیے دعا مانگ رہی تھی، سن لی اور بارش برسا دی۔ پھر بتائیں کہ اتنے بڑے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیوہیکل جانور ہاتھی کی موت اللہ کریم نے اس چھوٹی سی چیونٹی کے ہاتھوں لکھ دی ہے، وہ بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیتا ہے لیکن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

- پھر وہاں موجود مور دکھا کر آدم علیہ السلام کے ساتھ منسوب جنت سے نکلنے کا واقعہ سنا سکتے ہیں۔ شیر دکھا کر اس کی شجاعت، رعب، ہیبت، وحشت، دہشت جو دوسرے جنگل کے جانوروں پر چھائی ہوتی ہے بتائیں، پھر بتائیں کہ اس کی طاقت وشجاعت کی جس کے سامنے کوئی دوسرا ٹھہر نہیں سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مشابہت بیان کی پھر ان کی شجاعت و بہادری کے حوالہ سے ان کے جہادی معرکے اور کارنامے بتائیں۔
- اسی طرح مچھلی کو دیکھ کر خضر علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کا دلچسپ واقعہ کہانی کی صورت میں سنا کر ان کی معلومات میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں اور تربیت وعقیدہ کی اصلاح بھی۔ اسی طرح بہت سارے جانوروں اور نباتات جن کے متعلق قرآن میں اور صاحب قرآن کے فرمان میں واقعات اور قصے موجود ہیں، ان کو سنا کر ثواب بھی کما سکتے ہیں اور ان کی تربیت بھی کر سکتے ہیں۔
- اسی طرح بندر، گدھا، گھوڑا، چڑیا، ابابیل، ہد ہد اور دوسرے جانوروں کے تربیتی عقیدہ توحید پر مبنی قرآنی قصے سنا کر آپ ان کے بہتر روشن مستقبل کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے برعکس اگر کوئی اپنی ماں بہن یا بیٹی کو بنا سنوار کر، میک اپ کے لوازمات سے آراستہ کر کے، کھلے بازوؤں، گریبان، اونچے پائینچوں، ننگے سر، تنگ و چست اور باریک لباس پہنا کر اپنے ساتھ لیے پھرے تو ایسے آدمی کو ہمارے بزرگ بھی اور اسلام بھی دیوث، بے غیرت، بے حمیت، بھڑوا اور دلال کہتے ہیں۔ آپ غور سے بتائیں، آپ تو دیوث اور دلال نہیں بن سکتے ناں...... اور وہ بھی اپنی ہی ماؤں اور بہنوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملے میں؟ یہ سنتے ہی مجھ سے مخاطب کی مٹھیاں بھنچ گئیں اور وہ مکا بنا کر غصے سے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارنے لگا، مجھے لگا کہ ابھی مجھ پر پل پڑے گا۔ میں نے کہا: دیکھیں! آپ کی رگوں کا تن جانا، خون کا تیزی سے جسم میں دوڑنے لگنا، غصہ سے آنکھیں ابل پڑنا، ہاتھ کا کسی پر ڈنڈے کی طرح برسنے کے لیے تیار ہو جانا...... یہ تمام علامات بتا رہی ہیں کہ ابھی آپ میں حمیت وغیرت کی رمق موجود ہے۔ آپ غیرت مند بھائی ہیں۔ غیرت مند بھائی کبھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ راہ چلتے کوئی اس کی بہن کی طرف میلی نظر سے دیکھے۔ اس کے لیے وہ اپنی بہن کی بھی اسلامی پردے والی تربیت کرتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ عورت کا معنی ہی چھپی ہوئی چیز ہے، اس لیے اسے بھی ہر طرح سے پردے کے حصار میں چھپ جانا چاہیے۔ وہ بڑا، نگران، قوام اور گھر کا سربراہ ہونے کی بنا پر اپنی بات اور یہ مثبت فیصلہ نافذ کرواتا ہے۔ پیارے بھائی! آپ کبھی یہ پسند نہیں کریں گے کہ آپ ان پارکوں میں آ کر کسی کی بہن کے پیچھے چلے پھریں اور آپ کی غیر موجودگی میں کوئی شیطان آپ کی بہن کو ورغلائے یا کسی اپنے چیلے چانٹے کو اس کے پیچھے لگا دے۔ یعنی آپ کسی کی بیٹی کے پیچھے ہوں اور اسی دوران میں کوئی آپ کی بہن کے پیچھے تعاقب کرتا، آوازے کستا، سیٹیاں بجاتا، فحش گانے گنگناتا پھر رہا ہو۔

وہ شرمندہ سا ہو کر کہنے لگا: اس طرح تو ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں' یقیناً آپ کی باتیں دل کو لگتی ہیں، بہت اچھی ہیں لیکن پرانی ہیں۔ آج زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے۔ یہ سب لوگ آپ کی باتوں کو دیوانے کی ''بڑ'' قرار دیں گے۔ میں نے کہا: مجھے اپنی باتوں کی صداقت پر ایسے ہی یقین ہے جیسے سورج کے روزانہ نکلنے اور رات دن کے آنے جانے پر ہے، بہت جلد آپ کو اس روشن خیال دور میں یہ ظاہری طور پر تاریک دور کی باتیں مشاہدہ و تجربہ کی بنا پر روشن نظر آئیں گی اور انہی میں آپ کو سلامتی نظر آئے گی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک نسوانی آواز آئی: ''عادل بھیا!'' اس نے یکدم کرنٹ لگنے کی طرح پیچھے مڑ کر دیکھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اس کی سگی بہن تھی، جو جدید فیشن کی لعنتوں سے زیب تن فتنہ بنی کھڑی تھی اور بہت عجیب و غریب غیر ساتر لباس پہنے ہوئے تھی' کہنے لگی: بھائی! امی کب سے پریشان ہیں، ہم آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں، واپس بھی جانا ہے۔ پھر کہنے لگی: ایک بدمعاش نے میرا سانس لینا حرام کر رکھا ہے، کتنی دیر سے مسلسل آگے پیچھے پھر رہا ہے، عجیب آوازے کس رہا ہے، امی نے دیکھا تو کہا: منہ نہ لگو، پھڈا پڑ جائے گا۔ اس بات سے وہ اور شیر ہو گیا اور اپنے دو اور مشٹنڈے دوستوں کو لے کر آ گیا۔ اب بھی وہ کچھ دیر بعد مسلسل چکر لگا رہے ہیں اور انہوں نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ یہی لڑکا جو ''کسی'' کے پیچھے تعاقب کرتا، میرے ساتھ آ ٹکرایا تھا، گالیاں دیتا، مکے کستا، اپنے گھر والوں کی طرف اپنے دوستوں کے ہمراہ چل پڑا' تاکہ ان مشٹنڈوں کی یہ مشٹنڈے درگت بنائیں۔

میں وہاں سے یہ سوچتے ہوئے جھیل کے کنارے مسجد کی طرف چل پڑا کہ علامہ اقبال نے کیا ایسے ہی اباحیت پسند معاشرے کا خواب دیکھا تھا!!؟ اگر وہ آج یہاں آ کر دیکھ لیں تو کتنا دل دکھے ان کا۔ مجھے عالم خیال میں ایک صدا بلند ہوتی سنائی دی اور ایسے محسوس ہوا جیسے علامہ اقبال رحمہ اللہ میرے کان میں ان روشن خیال لوگوں کے متعلق یہ سرگوشی کر رہے ہوں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوروں کی سردار

میرے ایک دوست ابراہیم ظہیر کو بعض شرپسندوں نے تیزاب پھینک کر زخمی کر دیا، وہ حسن ابدال کے سرکاری ہسپتال میں داخل تھا۔ میں اس کی تیمارداری کے بعد واپس آنے کے لیے گاڑی پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف عازم سفر ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سٹاپ سے ایک پٹھان نوجوان سوار ہوا اور میرے ساتھ والی خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس سرخ و سفید نوجوان پٹھان کا بازو زخمی ہونے کی وجہ سے سفید پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ بار بار اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کر رہا تھا...... اور وقفے وقفے سے اپنے سر کو جھٹک رہا تھا...... جیسے کسی کے استفسار کا نفی میں جواب دے رہا ہو...... یا کسی تکلیف دہ بات کو اپنے دماغ سے جھٹک کر صاف کر دینا چاہتا ہو...... اس جھٹکے کے ساتھ ہی اوازار و بیزار اور متفکر...... سلوٹیں پڑا ہوا پشیمان چہرہ لیے بڑے کرب ناک اور المناک عالم میں بیقرار بیٹھا تھا۔ میں نے اسکی اضطرابی، سیمابی اور بیتابی کیفیت کو دیکھ کر پوچھا: بھائی جان! آپ پریشان لگتے ہیں، مجھے اپنا دکھ درد بتانا پسند کریں گے؟ اگر آپ کے کسی کام آسکوں تو یہ میرے لیے باعث راحت و سکون ہوگا...... اور یہ آپ کا بازو زخمی کیسے ہوا...... تازہ تازہ پٹی کی ہوئی محسوس ہو رہی ہے؟ اس نے جواب دینے کے لیے جو اپنا رخ میری طرف موڑا تو میں یہ دیکھ کر ڈر سا گیا کہ اس کے چہرے کے سرخ رنگ کی طرح اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو کر شعلے برسا رہی تھیں۔ شاید وہ رات بھر سویا نہ تھا۔ وہ نہایت تلخ اور کھردرے انداز تخاطب میں جواب دینے لگا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بھائی صاب! ...... ایک خبیث کے باچے سے نمٹ کر آرہا ہوں...... اس نے ہماری بہن پر میلی نظر ڈالا تھا...... اس کو پریشان کیا تھا...... اس پر ماری بہن نے ہم سے شکایت کیا...... لہٰذا ہم اس خنزیر کے باچے کو ٹھکانے لگانے کے لیے یہاں پہنچ گیا...... آج اگر درمیان میں محلے دار اور مارے رشتہ دار نہ آجاتے تو...... اس مردود کا کام تمام ہو چکا ہوتا...... لیکن اس حرامی کی زندگی کے دن ابھی باقی تھے ...... اس لیے ہمارے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گیا...... ہاں اگر اس شیطان کے باچے نے دوبارہ ...... ہماری بیوہ بہن کے سات ایسا ویسا حرکت کیا تو ہم اس کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔''

میں نے اس کی جذباتی اور جوش سے بھری گفتگو کا سلسلہ کاٹتے ہوئے سوال کیا: کیا آپ کی ہمشیرہ کے پاس کوئی محرم محافظ اور ذمہ دار موجود نہیں ہوتا؟...... ''بھئی، ہم دھندے والا لوگ ہے، ہر وقت تو اسکی چوکیداری نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے ذاتی گھر میں بچوں بچیوں کے ساتھ اکیلی رہتی ہے...... پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بڑبڑایا...... بھئی! اس کا محرم و محافظ تھا لیکن اس بدقسمت بہن نے اسے خود ماردیا...... اس کے نتیجے میں اسے بیوہ ہونا پڑا...... اس کا مستقل محرم و محافظ اور پل پل چوکیداری کرنے والا زندہ تو رہ سکتا تھا اگر...... وہ ایک مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنالیتی...... اس بدقسمت نے اپنی انا کے شیشے پر تو ذرا بھر دراڑ نہ آنے دی لیکن ...... اپنے محرم و محافظ اور جان نچھاور کرنے والے کو خون میں نہلا کر رکھ دیا'' ...... آپ کی مراد اپنے شوہر کو؟...... میں نے تڑپ کر پوچھا۔

ہاں اپنے شوہر کو...... لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی عورت اپنے ہی شوہر...... مجھے یقین نہیں آتا...... آپ کھل کر بات کریں، کہنا کیا چاہتے ہیں؟

اب یہ جوان سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس اجمال کی تفصیل یوں بتانے لگا: میرے بہنوئی بہت اچھے لوگ تھے۔ ہماری بہت عزت کرتے تھے۔ ہماری بہن کے پاس تین بچیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بیٹیاں ہی) تھیں، بیٹا نہ تھا۔ اس کو ہر انسان کی طرح بیٹے کی خواہش تھی۔ اسی آرزو کی تکمیل کے لیے اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی بیوی سے کہا کہ میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اصل بات تو یہ تھی کہ اگر بہنوئی کا بیٹا ہوتا بھی اور وہ پھر بھی بغیر کسی وجہ سے دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتا تو اسے کوئی قانونی، اخلاقی اور شرعی رکاوٹ نہ تھی۔ وہ ایسا کرسکتا تھا، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے۔ بیوی کی رضامندی حاصل کرنا اسکے لیے ضروری نہ تھا۔ لیکن میرا بہنوئی چونکہ اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا تھا، اسکا بہت خیال رکھتا تھا، ہر کام اس کی خوشی اور رضا کو مدنظر رکھ کر کرتا تھا، اس کے ساتھ جیتا اور ساتھ مرتا تھا۔ وہ اپنے گھر والوں سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ اگر کبھی شہر سے باہر جانا پڑ جاتا تو ایک دو راتیں گھر سے باہر بچوں کے بغیر گزارنا محال ہو جاتا۔ اسی محبت و پیار کی بنا پر اس نے جب اپنی خواہش کا اظہار کیا تو میری بہن نے آسمان سر پر اٹھالیا...... واویلا اور آہ و بکا کرنے لگی..... پھر غصہ میں آکر کہنے لگی:

"یہ کام میری زندگی میں قطعاً نہیں ہوسکتا۔ اگر مرجاؤں تو پھر جیسے دل چاہے عیاشیاں کرنا...... اگر تم نے ایسا کیا تو میں کچھ (زہر) کھا کر اپنا نام و نشان مٹا دوں گی...... اپنی ان بچیوں کو بھی اپنے ساتھ اگلے جہان لیتی جاؤں گی۔ کبھی کہتی: میں گھر سے کہیں دور بھاگ جاؤں گی۔ بچوں کو یہاں ہی چھوڑ جاؤں گی...... میں گھر کو آگ لگا کر سب کچھ بھسم کردوں گی...... جب کبھی وہ موڈ ٹھیک دیکھ کر اپنی خواہش و ضرورت کا اظہار کرتا تو وہ یکدم بھڑک اٹھتی...... میں تمہاری پگڑی اچھال دوں گی...... تجھے دنیا کے سامنے ننگا کردوں گی...... تمہاری مصنوعی شرافت و پاکیزگی کا بھانڈا پھوڑ دوں گی...... تمہارے کرتوت سب کے سامنے کھول کھول کر بیان کروں گی...... ایسے کسی اقدام کے نتیجے میں تباہی ہی تباہی اور بربادی ہی بربادی ہے...... میں تمہارے خاندان کے پول کھول کر رکھ دوں گی...... اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باوجود جب بہنوئی کبھی پھر ڈھیٹ ہو کر اولاد نرینہ کی چاہت میں اپنی خواہش کا اظہار کر بیٹھتا تو وہ فیصلہ کن انداز اور لب ولہجہ میں کہتی: اس کے لیے تمہیں میری لاش سے گزرنا ہوگا...... میرے جیتے جی ایسا کبھی نہ ہو سکے گا...... یا پھر کم از کم مجھے طلاق دینا ہوگی کیونکہ ایسی صورت میں، میں ایک دن بھی تمہارے ساتھ نہ رہ سکوں گی۔"

جب میرا بہنوئی ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو طرح طرح کی بیہودہ سوچیں سوچنے لگا۔ اس موقع پر شیطان نے اس کو بہکایا اور وہ سیدھا گندے "اس بازار میں" جانے لگا۔ یوں وہ بدکاریوں کی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ میری بہن کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس پر خاموشی اور چشم پوشی اختیار کی اور کسی قسم کا احتجاج نہ کیا بلکہ عملی طور پر اسے محسوس کروایا کہ مجھے تمہاری اس بیہودہ روش سے کوئی سروکار، اعتراض اور دلچسپی نہیں ہے۔ اب اس اللہ کے بندے کو نہ کوئی روکنے ٹوکنے والا تھا اور نہ اس کا کوئی بہتر متبادل نکاح والا راستہ دکھانے والا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ بندہ اللہ کریم سے بغاوتوں کی سڑک پر دیوانہ وار دوڑتا چلا گیا، بغیر کسی منزل اور سمت کے تعین اور رکاوٹ کے...... بربادیوں...... ہلاکتوں، تباہیوں کی منہ زور آندھیوں کے جھکڑ اور ریلے میں بہتا چلا گیا...... حتیٰ کہ بدکاریوں، غلاظتوں، فحاشیوں، عریانیوں، سیاہ کاریوں کے سمندر میں ڈوب کر رہ گیا، ایک موقع ایسا آیا کہ اسے غرقابی میں سانس لینا مشکل ہوا...... سانسیں بے ترتیب ہوئیں...... قدم لڑکھڑائے...... کمزوری کی بنا پر ہاتھ پاؤں میں رعشہ اور کپکپاہٹ کے آثار ظاہر ہوئے...... چہرے پر زردیوں اور سیاہیوں نے ڈیرے جما لیے...... آنکھیں بے نور، گدلی اور زردی مائل ہونے لگیں...... بخار کے دورے پڑنے لگے...... جسم میں ایسے محسوس ہونے لگا جیسے کسی نے پٹرول پھینک کر آگ لگا دی ہو...... سر چکراتا ہوا اور جسم ڈولتا ہوا محسوس ہونے لگا...... اب وہ زیادہ تر گھر میں چارپائی پر بخار کی دوائیاں کھاتے ہوئے دن گزارنے لگا...... اس وقت میری بہن کو اسکی فکر لاحق ہوئی......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں پیغام بھیجا کہ فوری آئیں اور نصراللہ کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں، اسکی حالت اچانک بہت خراب ہوگئی ہے۔ ہم بھاگے بھاگے آئے، ڈاکٹر نے ٹیسٹ کیے...... رپورٹیں لیبارٹری سے آئیں...... ڈاکٹر نے انکو پڑھا تو دیکھتا ہی چلا گیا...... پڑھتا ہی چلا گیا...... اس کی آنکھیں پھیلتی ہی چلی گئیں...... سر اٹھا کر کہنے لگا: مجھے افسوس ہے، میں کچھ نہ کرسکوں گا...... اب بہت دیر ہوچکی ہے...... آپ اگر پہلے آجاتے تو کچھ بھاگ دوڑ کر کے دیکھ لیتے...... لیکن...... اب وقت بیت چکا...... یہ آپ کے پاس چند دن کا مہمان ہے...... یہ سن کر ہمارے سر چکرا گئے...... ٹانگوں نے ہمارے جسموں کا بوجھ اٹھانے سے انکار کردیا...... ہم نے ڈاکٹر سے کہا: ڈاکٹر ڈراتے ہی جاؤ گے یا کچھ بتاؤ گے بھی کہ اسے ہوا کیا ہے اور ہم اسکی صحت یابی کے لیے کیا کرسکتے ہیں؟ اس کے جواب میں اس نے رپورٹیں ہمارے سامنے کرتے ہوئے اس لاعلاج اور ہلاکت خیز بیماری کا نام لے دیا کہ جس کا نام سن کر ہی لوگ دہشت سے بیہوش ہوجاتے ہیں۔ جب ہمارے بہنوئی کو علم ہوا کہ وہ چند دنوں کا مہمان ہے تو وہ سسکنے بلکنے اور تڑپنے لگا اور کہنے لگا:

> ''میری تباہی کی ذمہ دار میری بیوی ہے، اس کے رویے نے مجھے اس بازار کی راہ دکھلائی تھی۔ اگر یہ مان جاتی، اللہ اور رسول کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیتی تو آج یوں میں ناکام و نامراد ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی بچیوں کو بے سہارا چھوڑ کر نہ مرتا، میری دنیا و آخرت اسی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئی ہے۔''

پھر وہ اس بیماری کے خوف و دہشت سے حملے کے نتیجے میں وقت سے بہت پہلے اگلے جہاں سدھار گیا۔

اب میری بہن کو ہوش آیا ہے کہ وہ بھری دنیا میں اکیلی اور بے سہارا رہ گئی ہے۔ لوگوں کی گندی اور لالچی نظریں اس کی طرف اٹھنے لگی ہیں۔ اپنے اس مصیبت کے موقع پر منہ موڑ کے اپنے اور پرائے اس کے متعلق طرح طرح کی بیہودہ باتیں کرنے لگے۔ اب وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسوس کرتی ہے کہ نیلے آسمان کے نیچے کڑی دھوپ میں بے سہارا بے یارومددگار تن تنہا بھیڑیوں کے درمیان پریشان کھڑی ہے۔ اب وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اسکو پکارتی ہے...... کہتی ہے:

اللہ کے لیے مجھے معاف کردو...... میں تمہاری محبتوں، وفاؤں کی رم جھم برسات پر شکرگزار ہونے کے بجائے ناشکری اور خودغرض ثابت ہوئی...... تجھے وفا کا بدلہ وفا سے دینے کے بجائے جفاؤں کے کانٹے چبھوتی رہی...... اللہ کے لیے مجھے معاف کردو...... ایک بار آجاؤ، تمہاری راہیں تکتی ہوں صبح وشام...... تمہاری ننھی بچیاں تمہیں ڈھونڈتی پھر رہی ہیں...... کوئی انکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنے والا نہیں...... وہ تیرے لاڈوں...... پیاروں...... محبت...... بھرے جذبات کے لیے ترس رہی ہیں...... ایک دفعہ آجاؤ، تاکہ میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرسکوں...... اور تمہاری اطاعت، فرمانبرداری اور خدمت کرکے اپنے خالق و مالک کو منا سکوں......

روزانہ رات کو دورہ پڑتا ہے اور وہ اٹھتی ہے اور یوں اوٹ پٹانگ بولنے لگتی ہے۔ اسے کون بتائے کہ جانے والے جب ایک دفعہ چلے جائیں تو پھر دوبارہ واپس لوٹ کر نہیں آتے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے وہ دارالجزا میں پہنچ چکے ہیں۔ عنقریب ہم بھی اپنے عملوں کا حساب دینے کے لیے وہاں پہنچنے والے ہیں۔

ہمارا معاشرہ ہندو تہذیب سے متاثر ہے، نکاح وطلاق کے معاملے میں جہاں عورتوں کی تربیت کی ضرورت ہے وہاں ہی مردوں کی اس سے بڑھ کر تربیت کی ضرورت ہے، مرد دوسرا نکاح کرکے پہلی شریک حیات کو یکسر بھول جاتا ہے' اس کے حقوق وواجبات ادا کرنا تو دور کی بات ہے اسکو ظلم وتشدد کا نشانہ بھی بنا چھوڑتا ہے۔ بلکہ کئی دفعہ تو اسکو طلاق کی تلوار سے بوٹی بوٹی کر چھوڑتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس سے ایک عورت ڈرتی ہے اور خاوند کے لیے نکاح ثانی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اگر اسے علم ہو کہ میری عزت وتوقیر اور رتبے میں کچھ فرق نہ آئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا بلکہ میرا شوہر مجھے پہلے سے بھی زیادہ پیار دے گا اور میرا خیال رکھے گا تو وہ شدت سے مزاحمت نہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتیں ہندو تہذیب سے متاثر ہو کر دوسرے نکاح پر بغاوت کر بیٹھتی ہیں۔ نہیں سوچتیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام مان کر شوہر کی بھرپور اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اگر وہ ناانصافی کرے گا تو اللہ کریم کے ہاں حساب دے گا۔ ہمیں قیامت کے دن انصاف جنت کے خزانوں کی شکل میں ملے گا۔ ہم تو ہر طرح کامیاب ہی کامیاب ہیں۔ ہم احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے رب کریم کو راضی کر لیں، یوں اگر ہمارے ساتھ زیادتی و ناانصافی بھی ہوگی تو یہ چند روزہ دنیا کا سفر تو بہت جلد ختم ہو جائے گا جبکہ ہمیشہ کی نہ ختم ہونے والی زندگی سنور جائے گی۔ اللہ کی اطاعت شوہر کے ظلم کو سہنے کے نتیجے میں جنت کی حقدار بننا لازم ہے، بشرطیکہ عقیدۂ توحید میں خرابی نہ ہو...... یہ سودا جنت کی حقدار اور حوروں کی سردار بننے کا بہت سستا ہے۔ لہٰذا اللہ سے سودا کرتے ہوئے اپنے شوہر کو گناہ، بدکاری سے بچائیے، اگر وہ اپنی عصمت و پاکیزگی کی حفاظت کے لیے نکاح کرنا چاہے تو اس کے لیے مسائل پیدا کرنے کے بجائے اس سے تعاون کریں اور حوروں کی سردار بننے کا اللہ سے سودا کریں۔ یاد رکھیں! اس سودے کے لیے پہلی شرط خاوند کی خوشنودی، اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی پہچان کرالو

میں ’’مرکز طیبہ مریدکے‘‘ کے ایک میڈیکل اسٹور پر کھڑا تھا۔ میرے سامنے ایک باشرع، دیندار اور پرانے رفیق کھڑے تھے۔ سندھ سے تعلق تھا۔ شاید سبحانی صاحب نام تھا ان کا۔ علیک سلیک کے بعد باتیں کررہے تھے کہ ان کے موبائل کی بیل بج اٹھی۔ بیل کیا بجی، ایسے لگا جیسے ہم کسی ساؤنڈ سسٹم والے میوزک سنٹر میں کھڑے ہوں۔ ٹیون ہندوستانی گانے کی تھی۔ حضرت صاحب فون کرنے والے کا نمبر اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ اب سب لوگ ان کی میوزیکل ٹیون کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ راقم سے رہا نہ گیا اور بول پڑا: ’’حضرت! انتہائی معذرت کے ساتھ میرا یہ دوست کہہ رہا ہے کہ آپ کے موبائل کی ٹیون سن کر تو بے اختیار ناچنے کو دل چاہتا ہے۔‘‘ حضرت کہنے لگے: لاحول ولا قوۃ الا باللہ‘‘ ہم نے فوری ٹوکا: ’’کافی دیر سے فحش، غیر مہذب، میوزیکل بیلیں گونجتی رہیں۔ آپ ان کو سن کر اپنے کانوں میں رس گھولتے رہے۔ اب ہم نے نشاندہی کی ہے تو آپ لاحول پڑھنے لگے۔ کیا شیطان میوزک ناچ گانے سے انسان کے دل میں نفاق پیدا نہیں کرتا؟ کیا اس کو برائی پر اور جنس مخالف کی طرف راغب نہیں کرتا اور خاص طور پر اسے ناچنے کودنے اور رقص کرنے پر نہیں ابھارتا۔ ہمارے پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ عارف نکئی نے بھی اپنے ڈیڑھ سالہ نواسے پر میڈیا کے اثرات بیان کرتے ہوئے کہا تھا: ’’جب ٹی وی پر میوزک چلتا ہے تو میرا ڈیڑھ سال نواسا بھی جھومنے اور ناچنے لگتا ہے۔‘‘

قارئین کرام ...... ! والدین اپنی بچی کے لیے مناسب رشتہ ڈھونڈنے کے لیے مارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مارے پھرتے ہیں۔ جس لڑکے سے بات چیت چل رہی ہو اس کی سابقہ زندگی کو کھنگالتے ہیں۔ خفیہ طور پر اس کے دوست احباب اور جاننے والوں سے دریافت کرتے ہیں کہ لڑکا کیسا ہے؟ دراصل وہ پہچان کر لینا چاہتے ہیں کہ وہ کسی غلط جگہ بچی نہ دے بیٹھیں اور کل پچھتانا نہ پڑے۔ اسی طرح لوگ کاروبار میں شراکت کے لیے، سفر کے لیے ہم سفر اور لین دین کے لیے آدمی کی شرافت متانت اور بلند کردار کی پہچان کر لینا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے افعال وکردار کا اندازہ اس کے ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے والے دوستوں کو دیکھ کر لگاتے ہیں۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے: ''آدمی اپنے اُٹھنے بیٹھنے والوں کی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔''

میں سمجھتا ہوں آج کل کے تیز طرار دور میں وہ اگر کسی کی پہچان کرنا چاہتے ہیں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ آج ایک انسان کے موبائل کی بیل اس کی سوچ وفکر اور عمل کی نشاندہی کر رہی ہوتی ہے۔ جس طرح کے کسی شخص کے خیالات ہوں گے وہ اسی طرح کی بیل منتخب کر کے لگائے گا۔ نیک ہوگا تو تلاوت، نعت، ترانہ، جہادی نغمہ، اذان، درود وغیرہ اور اگر بدنصیب اور شیطان کا آلہ کار ہے تو گانے، میوزک، فحش آوازیں، غزلیں وغیرہ ڈھول ڈھمکا اس کی پسند ٹھہریں گی۔ اگر کوئی سنجیدہ وضع دار اور مخلص آدمی تلاوت کی ٹیون کسی مجبوری یا فکری اختلاف کی بنا پر نہیں لگاتا تو وہ غیر مترنم، کسی عام معاشرتی آئٹم کی آواز کو بیل بنالیتا ہے۔ مثلاً گھر کے دروازے پر دستک دینے کی آواز، اسی طرح کسی خوش الحان پرندے، ریل گاڑی، ٹیلی فون وغیرہ کی آوازیں۔ آپ لوگوں کی بیل دیکھیں تو ظاہری طور پر بہت سے بظاہر متین افراد کا پول کھل جائے گا اور ان کی اندرونی حالت ظاہر ہو جائے گی۔

پاکستان میں ایک مذہبی شخصیت اور اپنی پارٹی کے دیندار اور مصطفوی انقلاب کے دعویدار لیڈر اخبارنویسوں کے جھرمٹ میں کھڑے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ہندوستان کی ایک فلم کے انتہائی بے ہودہ بول سنائی دیے۔ سب لوگ حیران ہو کر حضرت صاحب کی طرف دیکھنے لگے۔ سب جانتے تھے کہ یہ ایک ہندوستانی گانے کی دھن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب لوگوں کو حیرانی کے عالم میں اپنی طرف متوجہ پا کر حضرت فرمانے لگے: ''دراصل یہ میرا فون نہیں ہے، یہ تو میں اپنے ایک دوست کا لے کر آیا ہوں۔'' کیا اس سے وہ یہ نہ سمجھیں گے کہ لوگ جس طرح کے خود ہوتے ہیں، اسی طرح کے ان کے دوست احباب..... اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ لوگ اپنی کمپنی یا مجلس سے پہچانے جاتے ہیں۔

آج کل موبائل ٹون انسان کے افکار، نظریات، رجحانات اور خیالات کی نشاندہی کرتی ہے۔ جس طرح کی سوچ کا مالک آدمی ہوگا وہ اسی طرح کی بیل لگائے گا۔ کانوں کے زنا کا یہ فتنہ آج کل اس قدر عروج پر ہے کہ بہت بڑے بڑے دین کے برج اور ستون بھی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکے۔ رکاوٹ کیا بنتے، وہ خود اس کے سیلاب میں تنکوں کی طرح بہہ گئے ہیں۔ روشن خیالوں، جدت پسندوں اور ممی ڈیڈی نسل کی تو ہم بات ہی نہیں کرتے، افسوس تو ان پر ہے جنہوں نے اسی فحاشی، لچرپن پر قوم کو نجات دینے والی راہنمائی فراہم کرنی تھی، وہ خود نہ صرف شکار ہیں بلکہ ان کے بیوی بچے بھی اسی لت کے شکار ہو چکے ہیں۔ اور افسوس صد افسوس! انہیں اپنے اس حیا دشمن، دین دشمن، غیرت وحمیت دشمن اور عزت ووقار کے دشمن طرزِ عمل کی ہلاکت آفرینی کا نہ علم ہے اور نہ فکر و پریشانی ہے۔ جب ملاح ہی طوفان کی آمد سے بے خبر ہو تو کشتی کے سوار کس طرح خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنی جانیں بچا سکتے ہیں؟

آپ نے یقیناً ان بدبختوں، بدقسمتوں، بدنصیبوں، نادانوں، احمقوں اور بیوقوفوں کو دیکھا ہے جو ان گندے فحش انگلش اور حیا سوز انڈین گانوں کے موبائل میں موجود البم لیے مسجد میں جا گھستے ہیں اور پھر دورانِ نماز میں چاروں طرف سے امام کی تلاوت کے ساتھ میوزک اور گانوں کی گونج بھی جاری رہتی ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال سے تو کیا، اللہ کریم سے بھی حیا نہیں کرتے۔ یاد رکھیں!...... ایسے بے پروا لوگوں سے مالک کائنات بھی بے پروا ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی ایک مشاہدہ راقم کو دو سال قبل ہوا جب میں حرم بیت اللہ میں مغرب کی نماز کے لیے کھڑا تھا۔ دورانِ نماز میں چاروں طرف ہندوستانیوں، پاکستانیوں اور بنگلہ دیشیوں کے موبائلوں سے ہندی کے فحش گندے گانے گونج رہے تھے۔ کبھی ادھر سے کوئی گانا گونج اٹھتا تو کبھی ادھر سے۔ کچھ لوگ تو فوری فون جیب سے نکال کر کال منقطع کر دیتے تھے اور کچھ ان گانوں اور میوزک کو یہ سوچ کر مسلسل چلنے دیتے تھے کہ نماز کے دوران میں حرکت کرنا منع ہے۔ اگر ہم نے موبائل جیب سے نکال کر اسکرین دیکھی، کال کاٹی تو یہ نماز میں خلل کا سبب ثابت ہوگا۔ ان نادانوں کو یہ علم نہ تھا کہ ان کی وجہ سے سارے حرم میں نماز پڑھنے والے نمازیوں کی نمازیں خراب ہورہی ہیں' اور وہ سوچیں تو سہی کہ وہ کھڑے کہاں ہیں؟ دنیا کے سب سے مقدس مقام پر۔ سعودی علما بھی حرم اور ہر مسجد میں موبائل بند کر کے داخل ہونے پر فتوے دے دے کر تھک چکے ہیں، لیکن ایسے لوگوں کی حمیت نہیں جاگتی۔ ایسے مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ کبھی انہوں نے سوچا ہے کہ جب ان کے لیے کال ماں، بہن اور بیٹی کے سامنے آتی ہے، گناہ کی طرف دعوت دینے والا گانا اونچی آواز میں گونجتا ہے تو ایسے میں اگر ضمیر زندہ ہو تو اس کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اور اگر اس کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کچھ نہیں ہوتا تو اس کی بہن اس کے متعلق کیا سوچتی ہوگی' کہ کیسا بے حیا بھائی یا باپ ہے جسے اپنی بہن یا بیٹی کا بھی خیال نہیں ہے...... اور اگر اللہ نہ کرے، آپ کے اس طرزِ عمل کے نتیجے میں آپ کی بیٹی کا ضمیر بھی مردہ ہوجاتا ہے تو پھر...... کیا کیا نئے فتنے اٹھیں گے...... الامان و الحفیظ...... اللہ محفوظ رکھے! اور اگر اللہ نہ کرے، ایسا ہے کہ گھر میں والد بھائی کے علاوہ بہنوں کے پاس بھی موبائل ہیں اور ان پر بھی ایسے ہی حیا باختہ گندے گانے اور دھنیں بطور بیل لگی ہوئی ہیں تو ایسے گھرانوں کے لیے کیا الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں؟

کہیں آپ کا گھرانہ بھی کچھ ایسا ہی تو نہیں!! فکر کریں۔ یاد رکھیں!...... اعلیٰ لباس زیب تن کر کے، اچھا جوتا پہن کر، قیمتی موبائل ہاتھ میں پکڑ کر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی عزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ووقار بڑھ گیا ہے تو آپ یقیناً غلط فہمی اور شیطان کے بہکاوے کا شکار ہیں...... ہمیشہ سنجیدہ، باوقار، شرم وحیا کی قدروں کے پاسباں، عفت وعصمت کے رکھوالے انسان ہی دنیا میں عزت واحترام اور بلند مقام پاتے ہیں۔ شوخ، غیر سنجیدہ، شکل وصورت اور عادات کے اعتبار سے بیہودہ لوگ تو خود اپنی نظروں میں بھی احترام حاصل نہیں کر پاتے، دنیا میں بلند و بالا عظمت والا مقام کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

قرآن کریم میں رب کائنات نے فرمایا ہے: "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا" (زنا کے قریب بھی نہ جاؤ) کیا مطلب! یہی کہ ایسے ذرائع کے قریب بھی نہ پھٹکو جو زنا کے راستوں کی طرف نشاندہی کرنے والے ہوں۔ وہ نشاندہی اشارے سے ہو یا کھلم کھلی۔ پنجابی میں کہتے ہیں:

"جیہڑے پنڈ نئیں جانا، اودا راہ کیوں پچھیے؟"

محترم قارئین!...... یہ مہلک حیا سوز دھنیں، ٹیونیں انسان کو کانوں کے زنا کا عادی بنا کر آہستہ آہستہ حقیقی زنا تک لے جاتی ہیں اور انسان برائی کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت بھی تباہ کر چھوڑتا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ کالم پڑھتے ہوئے آپ کے فون کی بیل بھی بج اٹھے...... یا کسی دوست کے فون کی...... اللہ کریم سے ڈرتے ہوئے آج سے فیصلہ کریں کہ ہم نے ایسی گمراہ کن اور اللہ کریم اور اس کے رسول کریم کو ناراض کرنے والی بیلوں کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دینا ہے۔ ہم نے ایسی ٹیونوں سے اپنے کانوں کو اس طرح بند کر لینا ہے جس طرح ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کیا تھا۔ آپ نے دور سے ڈھولک کی آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور تھوڑی دور جا کر اپنے ساتھی صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھتے جا رہے تھے: کیا اب بھی ڈھولک کی آواز آ رہی ہے؟ جب تک وہ کہتا رہا "ہاں آ رہی ہے" تو اپنے کانوں کو انگلیوں سے بند رکھا۔ جب اس نے کہا: اب نہیں آ رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں۔ آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں دنیا میں نبی بنا کر اس لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ آلات موسیقی اور لہو ولعب کے سامانوں کو توڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ ڈالوں۔

اے بھائی! اے بہن!......تو بھی آج اپنی پہچان کر لے کہ تو کس گروہ سے ہے؟ رحمان کے گروہ سے یا......؟ اور پھر اپنے بہن بھائیوں، سہیلیوں، دوستوں عزیز و اقارب کو بھی آئینہ دکھا کر اس میں ان کو ان کی پہچان کروائیں۔ اگر اللہ کریم نے تیرے عیوب کو چھپا کر تیری گناہگاری والی حقیقی پہچان کو دنیا والوں سے چھپا رکھا ہے تو اپنے موبائل کی ٹیونیں فضا میں بلند کر کے اپنی ذلت و بدنامی کا سامان نہ کر!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ست بسم اللہ

راولپنڈی میں سلفی ہاؤس کشمیری بازار میں قرآن وسنت کے حامل محترم جناب اقبال سلفی صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں سلفی صاحب کہنے لگے: ''نقاش بھائی! لوگوں میں بسم اللہ لکھنے اور پڑھنے کی جگہ 786 لکھنے کا رواج بہت عام ہوگیا ہے۔ اس کی حقیقت کے متعلق بھی کبھی لکھیں۔ میں نے ہامی تو بھری لیکن دل میں کہنے لگا کہ ایسا کالم تو شاید اس وقت ہی لکھ سکوں گا جب میرے ساتھ کوئی ایسا واقعہ یا مشاہدہ پیش آئے گا۔ اس لیے کہ میں اکثر اپنے محسوسات، مشاہدات اور تجربات کو سپرد قلم کرتا ہوں۔ میں ان سے اجازت لے کر اپنے کام کے لیے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کو بسم اللہ کے متعلق ایک مشاہدہ اور مکالمہ کروانا مقدر ٹھہرا تھا۔ میں جونہی ٹیکسلا کی طرف جانے والی ٹیوٹا وین پر سوار ہوا تو اس کی فرنٹ اسکرین (شیشے) پر جلی حروف میں سرخ رنگ میں ان اعداد کا اسٹیکر چسپاں نظر آرہا تھا: ''786''

میں نے ڈرائیور سے پوچھا: ''آپ نے اسکرین پر اتنا موٹا ''786'' کیوں لکھوایا ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''بھائی جان! یہ اللہ کا کلام ہے، یہ بسم اللہ ہے، اس کی برکت سے گاڑی نقصان (ایکسیڈنٹ) سے محفوظ رہتی ہے۔ ویسے بھی اس سے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ گاڑی چلانے سے پہلے ہماری نظر اس پر پڑتی ہے تو گویا ہم سمجھتے ہیں، ہم نے دھندا شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لے لیا۔'' میں نے کہا: ''بھائی! یہ 786 تو ایک عدد ہے۔ بسم اللہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' کہنے لگا: ''یہ اگر چہ بسم اللہ تو نہیں، وہ تو عربی میں ہے مگر یہ 786 اس عربی والی بسم اللہ کا بدل ہے۔ اس کو ہم خط شروع کرنے سے پہلے یا اپنی تحریروں میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح 786 ہی لکھتے ہیں، جس سے مراد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہوتی ہے۔ اس طرح کرنے سے ایک بڑا فائدہ ہوتا ہے کہ یہ کاغذ کا ٹکڑا یا تحریر اگر زمین پر بھی گر جائے تو اس سے کلام اللہ کی بے ادبی اور توہین نہیں ہوتی۔

میں نے پوچھا: ''بسم اللہ کو پورا لکھنے کے بجائے اس کی جگہ 786 کا عدد لکھنے کی تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے یا یہ اپنا ہی خیال ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا یا پھر تبع تابعین، ائمہ محدثین، مفسرین وغیرہ نے بھی اس طرزِ عمل کو اپنایا ہے اور ان کے دور میں بھی اس طرزِ عمل کا وجود وثبوت رہا ہے، یا یہ آج کل کی پیداوار ہے؟''

وہ کھسیانا سا ہو کر کہنے لگا: ''بھائی صاحب! دلیل شلیل تو میرے پاس کوئی نہیں ہے لیکن میں نے بعض لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا اور سنا ہے، اب میں بھی ویسا ہی کر رہا ہوں۔ آپ اس کے متعلق اس قدر کرید کیوں رہے ہیں؟ اس میں حرج ہی کیا ہے؟''

''دیکھو بھائی! ہمارے ہاں جب برات آتی ہے یا کوئی مہمان آتا ہے تو میزبان بے اختیار کہتے ہیں: ست بسم اللہ، جی آیاں نوں، کبھی کسی نے کہا ہے کہ سات سو چھیاسی، جی آیاں نوں!

- جب کبھی ماں یا بڑی بزرگ خاتون کسی بچہ کو گرتے ہوئے دیکھتی ہے تو شفقت پدری سے پکار اٹھتی ہے: بسم اللہ...... ستے خیراں، کبھی اس نے کہا ہے کہ سات سو چھیاسی...... ستے خیراں۔
- جب کوئی حافظ یا حافظہ کی تقریبِ حفظ جسے عرف عام میں ''بسم اللہ کروائی'' کہتے ہیں، کرواتا ہے تو کبھی کسی نے کہا ہے کہ میں بچی کی سات سو چھیاسی کروا رہا ہوں۔
- جب ڈرائیور حضرات ہی کسی اچانک جھٹکے، حادثے یا صدمے سے دوچار ہونے لگتے ہیں، یا جب سواری گرنے لگتی ہے، یا پاؤں پھسلنے لگتا ہے تو ہمدردی کے جذبات میں کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: بسم اللہ۔ یعنی اللہ آپ کو محفوظ رکھے، مگر کسی نے کبھی اس موقع پر سات سو چھیاسی بھی پکارا ہے؟ ان تمام مواقع پر بھی بسم اللہ کے اعداد 786 بنتے ہیں لیکن ایسا کبھی کسی نے کیا نہیں۔ مزید یہ کہ اگر ان اعداد کو مان لیا جائے اور پھر مؤثر بھی مان لیا جائے تو یہ تو زندگی کے تمام لمبے چوڑے بکھیڑوں کی جگہ اعداد لے لیں اور زندگی کا راستہ بہت مختصر اور شارٹ کٹ ہو جائے۔ لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مثلاً اگر کسی کا نام انور ہو تو کیا ہم اسے 257 صاحب کہہ کر بلانا پسند کریں گے؟ اور نہ ہی قریشی صاحب کو 260 کہہ کر پکارنا پسند کریں گے۔ اسی طرح اگر مولانا کے بجائے 28 صاحب کہہ کر بلایا جائے تو کون سے مولانا صاحب خوش ہو کر گلے لگائیں گے؟

قارئین کرام......! ذرا غور کریں، اگر الفاظ کا بدل اعداد کو مان لیں تو پھر کئی مسائل جنم لیں گے، مثلاً 786 کو ہی لے لیں، اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متبادل استعمال کیا جاتا ہے جبکہ ہندوؤں کے معبود کرشن کے نام کا نعرہ بھی 786 ہے۔ اب کون جانے کہ کون 786 کہہ کر اللہ کے شریک ہندوؤں کے معبود کرشن کو پکار رہا ہے یا اللہ کریم کو۔ اس حقیقت کو بھی سمجھیں کہ اگر اعداد کو الفاظ کا بدل مان لیا جائے تو کیا ہم اپنے روزمرہ کے معاملات میں ان کا استعمال آسانی سے کر سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر ایک آدمی آپ سے کوئی واقعہ بیان کر رہا ہے۔ آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان باندھ رہا ہے۔ آپ اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم کھاؤ! اب وہ یوں قسم کھاتا ہے کہ "66 کی 200، میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کیا آپ مان لیں گے کہ اس نے اللہ کی قسم کھائی ہے؟ شادی میں نکاح کے موقع پر اگر دولھا کہے: میں نے 138 کیا تو کیا نکاح کاملاً درست تسلیم کیا جائے گا؟ یا کوئی من چلا اپنی بیوی سے کہہ دے کہ جا! تجھے تین دفعہ 140 ہے یا تمہیں 140 دیتا ہوں، 140 دیتا ہوں، 140 دیتا ہوں ......تو کیا تین طلاقیں شمار کر لی جائیں گی؟ کوئی بھی صاحب فہم و فراست اس جہالت پر مبنی فلسفے کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نہیں سوچتے کہ ایک چیز کو ہم اپنے لیے تو پسند نہیں کرتے لیکن اللہ کریم اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پسند کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ 786 اس لیے لکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی نہ ہو، کاغذ پر اللہ کا نام لکھا جائے تو اسے ادب سے اونچی جگہ پر رکھنا چاہیے، لیکن اگر 786 لکھا ہو تو اس قدر احتیاط کی ضرورت نہیں۔ ان لوگوں کی اس منطق سے معلوم ہوتا ہے کہ 786 اسم "اللہ" کا بدل نہیں، اسی لیے تو اس کا احترام کرنا ضروری نہیں ورنہ اگر عدد بھی بسم اللہ کا بدل ہے تو اس کا بھی احترام اسی طرح لازم اور ضروری ہے۔

یہ بھی عجیب لطیفہ ہے کہ 786 کا عدد صرف تحریر میں بسم اللہ کا بدل سمجھا جاتا ہے، زبان سے بولنے میں ایسا نہیں ہے اور نہ تو کھانا کھاتے وقت، گاڑی چلاتے وقت، کسی بھی کام کے شروع کرتے وقت اس سہولت سے فائدہ اٹھایا جائے اور کہا جائے کہ 786 میں فلاں کام کرتا ہوں۔ اسی طرح سہولت کے لیے جدید سائنٹفک طریقہ کو اپناتے ہوئے نماز اور اذکار کے اعداد بھی نکال لیے جائیں' بڑی آسانی سے جھٹ پٹ نماز سے سیکنڈوں میں فارغ ہوا جا سکتا ہے۔

یہ رسول رحمت ﷺ کے اسوہ اور طریقہ کے بالکل الٹ ہے جو ہر مسلمان کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ نے تو غیر مسلم حکمرانوں کو خطوط لکھتے وقت بھی ہر خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی۔ یہ تمام خطوط حدیث کی کتب میں اور تاریخ کے سینے میں اصل حالت میں بھی موجود ہیں۔ یہ کام آیا کہاں سے؟ یہ شیوہ ہے یہودیوں کا، وہ اعداد کو اہمیت دیتے اور حروف کو اعداد کے طور پر تسلیم کرتے تھے، مسلمانوں کا کسی دور میں ان سے تعلق واسطہ نہیں رہا۔

لہٰذا گزارش ہے کہ 786 کا عدد استعمال کرنے کے بجائے اللہ کریم کا بابرکت نام اور مکمل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کریں، تاکہ یہود و نصاریٰ کی نقل سے بچ جائیں اور رب رحمٰن کی رحمتوں اور برکتوں سے اپنی جھولیوں کو بھر سکیں۔ بے شک ہر طرح کی طاقت اس کے نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ میں ہے نہ کہ اعداد میں۔ بہر حال! میں نے جب ڈرائیور صاحب سے اس طرح کی کچھ باتیں کیں تو وہ حیران ہوتے ہوئے کہنے لگا: اتنی دیر ہوگئی ہے اس اسٹیکر کو لگے ہوئے، ہمارے ساتھ اور بھی لوگوں نے سفر کیے ہیں لیکن کبھی کسی نے اس کو جھٹلایا نہیں، آپ پہلے شخص ہیں ایسا کہنے والے۔ وہ بھی سب پڑھے لکھے حضرات تھے، جاہل تو نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو کبھی ٹوکتے تو ضرور...... پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا: جو کچھ بھی ہے، آپ کی باتوں نے میرے دل میں 786 کے متعلق شک پیدا کردیا ہے'اب میرا دل 786 والے عقیدے کو آسانی سے تسلیم نہیں کر رہا، مگر میں اس اسٹیکر کو اتارنے سے قبل ایک بار تحقیق ضرور کروں گا۔

محترم قارئین ...... ! اگر آپ بھی اس سوچ وفکر کے حامل ہیں اور اس طرح تذبذب کا شکار ہیں تو تحقیق کریں، اگر بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہے تو آج سے ہی اس غلط، خلاف دین، یہودیانہ طریقے کو خیر باد کہہ کر سنت رسول ہاشمی ﷺ کے امین وجاں نثار بن جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوتے سر پر

ربیعہ ہر دوسرے دن اپنی سہیلی قرۃ العین سے یہ مطالبہ کرتی تھی کہ آج ہمارے گھر آؤ لیکن وہ کسی نہ کسی بہانہ سے ٹال دیتی تھی۔ آج ہاف ڈے تھا' اس کے پاس کوئی مصروفیت کا عذر نہ تھا روزانہ بہانہ چلتا تھا لیکن آج قرۃ العین کو ربیعہ کے ہمراہ کالج سے سیدھے اس کے گھر اس کی دعوت پر جانا ہی پڑا۔ کالج کے گیٹ پر ربیعہ کے والد کی بھیجی ہوئی گاڑی تیار تھی۔ دونوں اس میں سوار ہو کر گلبرگ پہنچ گئیں۔ ان کے پہنچتے ہی وسیع و عریض کوٹھی کا دروازہ کھولا گیا، گاڑی لان میں ایک طرف کھڑی کر دی گئی اور وہ اتر کر ربیعہ کی والدہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ قرۃ العین کوٹھی کی سج دھج، شان و شوکت، نفاست، مینا کاری اور شیشے فانوسوں کا نظام دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ پہلی نظر میں دیکھنے سے گمان ہی نہ ہوتا تھا کہ یہ بنگلا یا کوٹھی پاکستان میں ہے۔ دونوں سہیلیاں چلتے چلتے گارڈن سے کوٹھی میں داخل ہونے لگیں تو عینی کی آنکھیں کسی چیز کو دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گئیں، بلکہ "پتھرا گئیں" کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ وہ وہیں ساکت و صامت اور جامد کھڑی ہوگئی اور آنکھیں جھپکائے بغیر اپنے سامنے کسی چیز کو ٹکر ٹکر ٹک ٹک دیدم لب نہ کشیدم کے مصداق دیکھتی جارہی تھی۔ ربیعہ اس سے باتیں کرتی کرتی کافی آگے گزر گئی۔ جب اس نے اپنی بات کی تصدیق نہ پا کر اور مسلسل خاموشی محسوس کر کے پیچھے دیکھا تو عینی اس کے ساتھ نہ تھی بلکہ وہ کچھ پیچھے کھڑی مبہوت و مسحور ایک نظارے میں مگن تھی۔ ربیعہ نے وہاں جا کر اس کی نظروں کا تعاقب کیا تو پتا چلا کہ وہ وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Shoe Box (جوتے کے بکس) کو تکے جا رہی ہے۔ جب ربیعہ قریب پہنچ گئی تو بے اختیار عینی کے منہ سے نکلا: ربیعہ یہ کیا ہے؟ دراصل یہ ایک چاندی کا بنایا گیا خوبصورت بکس تھا جس کے اوپر اس کے اندر کا منظر دیکھنے کے لیے شیشہ جڑا گیا تھا۔ یہ بکس زمین سے اس قدر اونچا، خوبصورت، غیر ملکی ٹائلوں سے اسٹیج بنا کر نصب کیا گیا تھا کہ زمین پر کھڑا شخص آسانی سے دیکھ سکے۔ اس بکس کے اندر ایک بوسیدہ پرانی سی، ٹوٹی پھوٹی، خشک گارا لگی ہوئی جوتی رکھی ہوئی تھی۔ جسے دیکھ کر پہلی نظر میں آثارِ قدیمہ کی باقیات کا گمان ہوتا تھا۔ عینی اس کو دیکھ کر حیران و ششدر تھی اور پوچھ رہی تھی: اس ٹوٹی پرانی جوتی کو چاندی کے شیشے والے خوبصورت فریم میں یہاں چبوترا بنا کر کیوں رکھا گیا ہے کہ جو بھی کوٹھی میں داخل ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس کی نظر اس جوتے پر پڑتی ہے۔ جوتے کا یہ مقام اور پھر یہ یہاں سجتا نہیں ہے۔ ربیعہ نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور اسے کمرے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا: عینی! یہ ایک مکمل کہانی ہے، آؤ کمرے میں چل کر امی کو سلام کرتے ہیں، پھر تمہیں داستان سناؤں گی۔ والدہ سے ملنے کے بعد ربیعہ نے اپنے کمرے میں پہنچتے ہی کہا: لو بھئی، تم تو ہمارے گھر پہنچتے ہی اس جوتے کے سسپنس میں گرفتار ہوگئی۔ پہلے میں اس کی کہانی سنا کر تمہارا تجسس ختم کروں گی تاکہ تم نارمل ہو کر میرے ساتھ باتیں کرو۔

یہ جوتا پرانا ہے، پھٹا ہوا ہے، گیلی مٹی سے کہیں کہیں سے اٹا ہوا ہے۔ یہ ہماری ایک مرحوم خاندانی شخصیت کا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد باقی تفصیلات بتانے کے بعد اس ہستی کے متعلق نشاندہی کروں گی۔ میرے ڈیڈی کی جب شادی ہوئی تو مالی حالات بہت کمزور تھے۔ ڈیڈی نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن فراخی اور کشادگی کہیں دور دور بھی نظر نہ آئی۔ ڈیڈی کی ایک عجیب عادت تھی کہ وہ جو بھی اہم کام کرتے تھے، والدہ سے مشورہ کرتے، پھر اجازت لیتے اور پھر اس میں برکت کے لیے دعا ضرور کرواتے تھے۔ ڈیڈی کوئی کام دادی اماں سے پوچھے اور اجازت لیے بغیر نہ کرتے تھے۔ پہلے پہل پان سگریٹ کا ٹھیلا لگایا، لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیابی نہ ہوئی۔ پھر فروٹ لگایا، اس میں بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ ایک دن دادی اماں سے ایک نئے کام کی اجازت لی اور دعا کروانے کے بعد یہ کام شروع کر دیا۔ یہ کام کیا تھا؟ یہ کام تھا گلی گلی سے اسکریپ، لوہا، چمڑا، پلاسٹک پیتل اور سلور وغیرہ اکٹھا کرنا اور سائیکل پر لاد کر کباڑ خانے فروخت کر دینا۔ میرے ڈیڈی کے جانے کے بعد دادی اماں مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جاتیں، نفل پڑھتیں اور پھر اپنے نحیف وکمزور اور جھریوں والے کانپتے لرزتے ہاتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اٹھا کر رونا شروع کر دیتیں اور بلکتے ہوئے کہتیں:

''اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو تعلیم دلوائی تھی کہ وہ پڑھ لکھ کر شہزادوں کی سی زندگی گزارے گا، میرا بھی سہارا بنے گا اور اپنے خاندان کا بھی...... لیکن اے میرے رب! میرا یہ لاڈلا شہزادہ اب بھکاریوں کی طرح گلی گلی، دردر، بستی بستی تجھ سے رزق کی بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔ خدایا! میرے سفید بالوں کی شرم رکھ لے۔ اس کے اس کام میں برکت دے دے اور اسے عزت بھی دے دے۔''

دادی اماں کی دعائیں قبولیت کا درجہ پا گئیں۔ ڈیڈی کا کاروبار یکدم چمک اٹھا، ڈیڈی نے مصری شاہ لاہور میں ایک بہت بڑا پوائنٹ اور گودام لے لیا۔ اب ڈیڈی لاکھوں کے بعد کروڑوں میں کھیلنے لگے...... لیکن ڈیڈی کا معمول وہی تھا کہ جب انہوں نے کوئی بڑا سودا کرنا ہوتا، کوئی ڈیل فیصلہ یا بڑا کام کرنا ہوتا تو سب سے پہلے آ کر دادی جان کو تفصیلات بتاتے، پس منظر اور پیش منظر بتانے کے بعد پوچھتے کہ اگر اجازت دیں تو میں ایسے کرلوں؟ اب دادی اماں جو ترمیم کرتیں، اجازت دیتیں یا نہ دیتیں...... والد صاحب ان کی اجازت کے مطابق ہی کرتے۔

یوں کاروبار زندگی چلتا رہا...... والد ترقی پر ترقی کرتے چلے گئے۔ وہ اکثر کہتے: ''یہ سب میری ماں کی دعاؤں کا اثر ہے۔'' ایک دن دادی اماں ہمیں چھوڑ کر اپنے حقیقی وابدی گھر چلی گئیں۔ ان کی وفات کے بعد والد بہت افسردہ رہتے۔ ان کی وفات کے بعد ہی والد صاحب نے یہ گھر بنایا ہے۔ ہمارے گھر میں ہر چیز غیر ملکی اور اعلیٰ سے اعلیٰ کوالٹی کی لگی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈیڈی نے اسپیشل بلڈنگ میٹریل یورپ سے پسند کر کے خریدا ہے، حتیٰ کہ اینٹ، سیمنٹ بھی امپورٹڈ لگایا گیا ہے۔ جب نقشے کے مطابق کوٹھی بن گئی تو والد صاحب نے اپنی والدہ کے اس جوتے کو کہ جسے پہن کر وہ اپنے بیٹے کے لیے محنت مشقت کرتی تھیں' خاص طور پر یہاں نصب کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کے لیے خاص طور پر ستون نما خوبصورت چبوترا بنایا گیا' پھر اس پر چاندی کے شیشے والے بکس کو نصب کر کے اس میں جوتا رکھا گیا۔ والد صاحب صبح گھر سے نکلتے ہیں اور جب شام کو واپس گھر آتے ہیں تو ہر آنے جانے والے کی طرح پہلی نظر ان کی اس شیشے کے بکس پر ہی پڑتی ہے، اور وہ فوراً اپنی والدہ کی مغفرت و بخشش کے لیے دعا کرنے لگتے ہیں۔ اور یہاں اس بکس کو نصب کرنے کا ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ جس طرح ان کی شفیق والدہ ان کے لیے کبھی دعا کرنا نہیں بھولی تھیں اسی طرح وہ بھی نہ بھول سکیں اور بلاناغہ رب کے حضور میں اپنی ماں کے درجات کی بلندی کی دعائیں صبح وشام کرتے رہیں۔ وہ کہتے ہیں: اس سے میں ان کا حق تو ادا نہیں کر سکتا لیکن ایسا کرنے سے میرے دل کو سکون ملتا ہے۔ اور کبھی کبھار وہ جذبات میں آکر جوتوں کو باہر نکال کر پیار سے چومتے بھی ہیں اور ساتھ کہتے ہیں: یہ میری ماں کی نشانی ہے۔

قرۃ العین یہ داستان سن کر یوں گویا ہوئی جیسے کسی لمبے سفر کے بعد ابھی جاگی ہو' کہنے لگی: اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ ہم بھی آج ہی اپنے والدین کے لیے دعائیں کرنی شروع کر دیں' اس طرح ہمارے بچے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے، اس طرح ان کے بچے ان کو اپنی دعاؤں میں، اور یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ یہ واقعہ ہمارے ذہن میں اس لیے گردش کر رہا ہے کہ گزشتہ دنوں سابقہ وزیر اعلیٰ سندھ کی لوگوں نے جوتوں سے مرمت کی۔ بعض لوگوں نے اس جوتے کی، جو ارباب رحیم کو لگا، لاکھوں میں قیمت لگائی کہ اگر ہمیں ملے تو ہم 3 سے 20 لاکھ تک قیمت ادا کریں گے۔ بعض جوتوں یا پھر ان کے نقشوں کی بڑی بڑی قیمتیں لگ چکی ہیں۔ محض جوتے والے سے محبت کی بنا پر کھڑاؤں سے لے کر نقش نعل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک کے مظاہر اسی محبت کے ہی مرہون منت ہیں۔ اگر اس بنا پر سوچا جائے تو خیال آتا ہے کہ ارباب رحیم صاحب کا جسم اس قدر ''مقدس'' ہے کہ اس پر لگنے والے جوتے کی قیمت 20 لاکھ روپے تک پہنچ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جوتے مارنا، پھر جوتے کی قیمتیں لگنا، پھر اس کو خصوصیت کے ساتھ خرید کر اس قدر مبالغہ آمیز اہمیت دینا...... محبت نہیں، بلکہ یہ سب نفرت کی بنا پر ہے۔ بقول عبداللہ منتظر بھائی: یہ عوام پر روا رکھے گئے انتہائی ظلم کا ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے انہوں نے مجھے پرانے ریکارڈ سے وزیر اعلیٰ کا ایک کلپ بھی دکھایا جس میں وہ ساری انتظامی مشینری اور مسلح اہلکاروں کی موجودگی میں ایک باریش جوان کو اس کی شکایت کا ازالہ کرنے کے بجائے نفرت سے گالیاں دیتے ہوئے زوردار تھپڑ جڑ دیتے ہیں۔

ہم تو حکمرانوں سے صرف اتنا عرض کریں گے کہ اقتدار ایک ڈھلتا ہوا سایہ ہے۔ اختیار واقتدار ملنے پر فرعون نہ بن جایا کریں۔ یاد رکھیں! عوام اور رعایا بھی حکمرانوں کے لیے بچوں کی مانند ہوتی ہے۔ انہیں ان پر ہمیشہ شفقت ومحبت کی چادر بن کر تنے رہنا چاہیے۔ انہیں اس اعلیٰ اور نمونہ (ماڈل) کے انداز میں زندگی گزارنا چاہیے کہ لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ لوگ ان کو جوتیاں مارنے کے بجائے ان کی جوتیاں محبت سے سنبھالیں۔ اس کے لیے صرف یک نکاتی ایجنڈے پر عمل کریں کہ ہر معاملہ میں موت کو یاد رکھتے ہوئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو سامنے رکھ کر فیصلے کریں۔ اسی طرح ہر جوان لڑکے اور لڑکی کو اپنے والدین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے کہ جس طرح کا برتاؤ وہ اپنے ساتھ روا رکھے جانے کے خواہش مند ہیں۔ اس طرح نئی نسل نہ صرف آپ کا ہی احترام کرے گی بلکہ ہر اس چیز کی عزت واحترام کرنا ضروری سمجھے گی کہ جس کے ساتھ آپ کی یادیں وابستہ رہ چکی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی بیسٹ موبائل میسج آف دا ایئر

سب ہکا بکا، حیران و پریشان اور گم سم حیرت سے منہ کھولے کھڑے تھے، سب کی آنکھیں حیرت و استعجاب اور غیر یقینی صورتحال کا سامنا کرنے سے پھٹی پڑی تھیں...... ہر طرف ہو کا عالم تھا...... لگتا تھا سب کو سانپ سونگھ گیا ہے، بوڑھی اماں، بہن، بھائی، سسر، دیور، نندیں سب خاموشی کا جامد و ساکت بت بنی کھڑی تھیں...... اس ہو کے عالم میں صرف ایک آواز فضا کا سینہ چیر کر سب کے کانوں کے پردے سے ٹکرا کر دل و دماغ کو جھنجوڑ رہی تھی' یہ آواز موٹی سفید چادر میں لپٹی شرم و حیا کی پیکر' چھوئی موئی سی' کومل سی' پابند صوم و صلوٰۃ، حافظہ اور قاریہ بہن کی تھی...... جو مسلسل سسک رہی تھی، بلک رہی تھی، آہیں اور سسکیاں بھر رہی تھی...... نالہ و فریاد کر رہی تھی' اور چیخ رہی تھی کہ واللہ العظیم! میں بے گناہ ہوں۔ رب کریم کی قسم! میں بے قصور ہوں...... میں لاعلم ہوں...... اب اس کو سسکیوں کی جگہ غم و اندوہ کے دورے پڑنے لگے تھے...... لیکن اس کے باوجود سب خاموش تھے......

اچانک ایک نسوانی آواز نے سناٹے کو توڑا...... وہ بولی: علی نے تو بیک وقت تینوں طلاقیں ،وہ بھی سب کے سامنے دے دی ہیں۔ اسے عالیہ کو صفائی اور اپنے رویے کو بدلنے کا موقع تو دینا چاہیے تھا...... چ، چچ، چچ...... ظلم ہوا، اسے تینوں طلاقیں کم از کم نہیں دینی چاہییں تھیں۔

ایک بوڑھی مردانہ آواز گونجی۔ لڑکی کے بھائیوں کو طیش آ گیا' انہوں نے علی سے کہا: ہماری بہن کا قصور بتاؤ ورنہ حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ علی گرجا: میں نے ایسے ہی اس بدذات اور کمینی کو طلاق نہیں دی' میرے پاس ثبوت ہیں۔ یہ کہتے ہی اس نے عالیہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موبائل ان کو تھما دیا اور کہا: اس کے نام اس کے آشنا کے میسج پڑھو اور تھوکو اس کے منہ پر۔ ایک بوڑھی آواز گونجی: علی بیٹا! وہ تو شرم و حیا کی متوالی ہے، نمازی پرہیز گار ہے، بلاناغہ تلاوت اور منزل کہنے والی ہے، اس کے پاکیزہ چہرے کو تو کبھی آسمان نے بھی برہنہ نہیں دیکھا، میں نہیں مانتا عالیہ بیٹی ایسی ہوسکتی ہے۔ اب عالیہ کے بھائی اس کے موبائل پر چند بے ہودہ میسج پڑھ کر عرق آلود ہو چکے تھے' اور عجیب استفہامیہ نظروں سے اپنی بہن کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بہن زاروقطار روتے ہوئے ڈوبتے دل سے کہہ رہی تھی: بھائی جان!...... اب تو جو ہونا تھا ہو گیا، میرا صفائی دینے کا کیا فائدہ، میرا گھر اجڑنا تھا اجڑ گیا، اللہ کرے جس نے میرے آشیانے کو آگ لگائی ہے اس کی بہن بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو تو اسے صدمے کی سنگینی کا علم ہو۔ میں صرف اتنا کہوں گی: مجھے اس میسج سے کوئی سروکار نہیں، نہ میں ایسی روش کو پسند کرتی ہوں اور نہ میرا اس میسج اور نمبر سے کوئی تعلق ہے۔ میری صفائی صرف اتنی ہے کہ سات نیلے آسمانوں پر موجود میرا رب ہی میرا گواہ ہے، میں اسے گواہ بناتی ہوں، وہی میری پاکدامنی ظاہر کرے گا...... ہر فریق اپنی جگہ سچا تھا، معاملہ سلجھ نہ رہا تھا، ابھی نئی نئی شادی ہوئی تھی کہ کسی کی عزت کی سفید چادر پر سیاہ دھبا لگ رہا تھا۔

لڑکی کے بھائیوں نے راقم سے رابطہ کیا، ساری صورت حال بتائی اور مشورہ اور حل مانگا۔ کافی سوچ و بچار کے بعد میرے ذہن میں جو بات آئی، میں نے یوں کہہ دی: بھائی جان! میرے خیال میں آپ کی بہن گلاب کی خوشبو کی طرح پاک ہے، یہ کسی بدباطن اور خبیث کی خفیہ کارروائی لگتی ہے، کسی نے غیر رجسٹرڈ سم سے ایسی خباثت کی ہے، میرا خیال ہے کہ آپ گھر کے قریب سے ہی گاہے گاہے ایزی لوڈ کرواتے ہوں گے یا کبھی کروایا ہو گا' ممکن ہے وہاں سے یہ نمبر کسی کے ہاتھ لگ گیا ہو، کیونکہ اس طرح کا ایک کیس پہلے بھی میرے علم میں آچکا ہے۔ انہوں نے تحقیق کی تو چند دن بعد دلھن کے بھائیوں اور دولھا علی نے مجھے فون کر کے بتایا کہ آپ کی بات سچ ثابت ہوئی ہے، ہم نے جذبات میں آکر اپنے ہی خرمن کو جلانے کی کوشش کی ہے، اللہ ہمیں معاف فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی ایک کیس سعودیہ میں ہوا کہ کوئی لڑکی کسی شادی میں شریک ہوئی، کسی نے وہاں اس کی ناچنے کی تصویر کھینچ کر مختلف لوگوں کو بطور میسج بھیج دی، حتیٰ کہ چلتی چلاتی یہ اس کے بھائی کے پاس پہنچی، اس نے پولیس کو اطلاع دی تو انہوں نے اصل مجرموں کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا اور کیمرے والے موبائل پر پابندی لگا دی۔

ماضی بعید میں ایک وقت تھا جب لوگ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے کبوتروں کو سدھاتے تھے، لیکن آج ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے کہ کسی کا پیغام بغیر کسی رکاوٹ کے کروڑوں میل دور آن واحد میں ہوا میں سفر کرتا ہوا پہنچ جاتا ہے۔ کسی درمیانی واسطے کی اب ضرورت نہیں رہی۔ اس سہولت پر چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ کریم کا شکر ادا کیا جاتا، لیکن شیطان کے حواریوں نے انسانوں کا جینا حرام کر دیا۔

موبائل میسج کسی کی سوچ وفکر، رجحان اور ذہنیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ تعفن زدہ سوچ برائی پر منتج ہوتی ہے جبکہ صاف شفاف معطر سوچ نیکی کے پھول کھلاتی ہے۔ اگر آپ نے کسی کے نیک یا بد ہونے کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ جیسا میسج ہوگا ویسا ہی وہ آدمی ہوگا۔

معاف کیجئے گا!...... مجھے کہنے دیجئے گا کہ جن میسجز میں محبت یا Love وغیرہ کے الفاظ اور فقرات شامل ہوتے ہیں، ان کے حامل لوگ اکثر غیر سنجیدہ ہوتے ہیں، محرم وغیر محرم سے روابط کے قرآنی کلیے قاعدے ان کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتے، یہ لوگ اکثر اپنی عاقبت و آخرت بھی خراب کرتے ہیں اور کئی معصوموں اور بے گناہوں، پاکباز مردوں اور عورتوں کی زندگی کا سفینہ بھی ڈبو دیتے ہیں۔ آپ پوچھیں گے کہ ہمیں کیسے میسجز کرنے چاہئیں؟ تو اس کا جواب دینے سے پہلے مجھے کتابوں کی اشاعت کے ادارے تخلیقات کے مالک کا وہ جواب دہرانا ہوگا جب ایک دفعہ میں نے ان سے کہا کہ فلاں کتاب آپ شائع کر لیں' دارالابلاغ اس کو شائع کرنے سے قاصر ہے' تو انہوں نے کہا: طاہر صاحب! میں کسی بھی کتاب کو شائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے پہلے سوچتا ہوں کہ یہ کتاب میں نے اپنے گھر میں بھی لے کر جانی ہے اور اسے میری بیٹی بھی پڑھے گی، تو کہیں ایسا تو نہ ہو گا کہ اس کے پڑھنے سے میں اپنی بیٹی کی نظروں سے گر جاؤں۔ لہٰذا میں کوئی ایسی کتاب یا پیغام شائع کرنا مناسب نہیں سمجھتا جو میری بیٹی کے لیے مناسب نہ ہو۔

آپ کی سوچ و فکر اور میسجز کیسے ہیں؟ اس کا اندازہ کیسے ہو گا؟ صرف اس طرح کہ اگر آپ سے کوئی کہے کہ بھائی جان! ذرا فون دیں، میں آپ کے میسجز دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ کو کوئی تردد، پریشانی، جھجک اور شرمندگی و رکاوٹ نہ ہو۔ آپ بلا دھڑک فون پکڑا سکتے ہوں اور کہہ سکتے ہوں کہ ضرور دیکھیں۔

اعلیٰ معیار کے میسجز کون سے ہیں؟...... صرف وہ جو خوشی سے آپ اپنی بیٹی یا بہن کو پڑھا سکتے ہوں، اگر ان کے لیے مناسب نہ سمجھیں تو جان لیں آپ آگ سے کھیل رہے ہیں۔

اے بھائیو! آپ شیطانی سوچ و فکر کے حامل میسجز اور مصنوعی رانگ نمبرز اور مس کالز دے کر لوگوں کے گھر نہ اجاڑیں۔ یہ جان لیں کہ کبھی ان شیطانی کارروائیوں کی زد میں آکر آپ کی اپنی بہن اور بیٹی کا گھر بھی خس و خاشاک کی طرح بہہ سکتا ہے، اور قرآن کھول کر دیکھو کہ ایسے طرز عمل سے پاکباز مومنات کو پریشان کرنے والوں کو اللہ کریم کتنی دردناک سزا دنیا میں ہی سنا رہا ہے، آخرت میں کتنی دردناک سزا سہنا پڑے گی، اندازہ لگا لیں۔

قارئین محترم آمدم برسر مطلب!...... میرے اس کالم لکھنے کا باعث بھی پچھلے دنوں ایک میسج ہی بنا۔ میں وہ میسج پڑھ کر خوشیوں کی رم جھم بارش میں نہا گیا۔ میں نے اس میسج کو اس سال کا سب سے اعلیٰ میسج قرار دیا، بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ میری مختصر زندگی کا یہ بہترین میسج تھا تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ہوا یہ کہ ایک دن مجھے ایک نامعلوم غیر مانوس نمبر سے جو عالیشان میسج موصول ہوا اور اس نے مجھے اتنا خوش کر دیا کہ میں نے بھیجنے والے کے حق میں نماز عصر کے بعد باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ وہ میسج یہ تھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ جنت کے آٹھ دروازے ہیں:

① باب الصلوٰۃ ② باب الزکوٰۃ
③ باب الحج ④ باب الریان
⑤ باب الصدقہ ⑥ باب الجہاد وغیرہ

اللہ الرحمٰن سے دعا ہے کہ روز قیامت ہر دروازے سے آپ کا نام پکارا جائے۔ (آمین!)

یہ میسج پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے بار بار میسج کو پڑھا اور آمین، آمین، آمین کہتا رہا، بھیجنے والے کو دعائیں دیتا رہا۔ سب سے پہلے میں نے یہ میسج اپنے جیون ساتھی کو کیا، اس میسج سے مجھے جتنی خوشی ہوئی، الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ سلطان مدینہ، سرور قلب و سینہ، شاہ امم، سرکار دو عالم ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ابو بکر! تو وہ شخص ہو گا جسے جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کے لیے پکارا جائے گا۔ اس سرزمین پر ضرور اللہ کریم کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جو قیامت کے دن اس خوشخبری کا مصداق ٹھہریں گے۔

اس میسج میں خواتین اسلام کے لیے بھی ایک پیغام ہے وہ یہ کہ وہ اگر خاوند کی صحیح طور پر اطاعت و خدمت کریں گی اور خاوند اس سے اس کی وفا، تابعداری، فرمانبرداری اور محبت کی بنا پر خوش دنیا سے جائے گا تو وہ نہ صرف جنت کی حقدار ٹھہرے گی بلکہ وہ جنت کے آٹھ میں سے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو سکے گی۔ یہی بات مدنی مکی آقا ﷺ نے فرمائی کہ جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی، فرمانبرداری کر کے اس کو خوشیاں اور محبتیں دے گی قیامت والے دن وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہو گی۔

بہر حال اس نمبر سے چند دن میں یکے بعد دیگرے کچھ اور میسج بھی وصول ہوتے رہے۔ مثلاً:

❁ اگر ہم دنیا پر اسلام غالب نہ کر سکے تو غلبہ اسلام کی ان راہوں پر ہماری قبروں کے نشان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضرور نظر آئیں گے۔ان شاء اللہ!

٭ ذلت کی زندگی جب انسان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے تو اہل غیرت بڑی خندہ پیشانی سے موت کو گلے لگایا کرتے ہیں۔ایک فدائی

٭ ہم تو موت کو روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح گلے لگایا کرتے ہیں......یقین نہ آئے تو میرے قافلے میں شامل ہو کر تو دیکھو...... میں ایک مجاہد ہوں ......اور مجاہد شہادت کے بعد...... اور زیادہ......قیمتی بن جاتا ہے۔لشکر طیبہ

بہر حال مجھے تو سب سے زیادہ پہلے میسج نے متاثر کیا جس کی بنا پر مجھے یہ کالم لکھنا پڑا۔ جب میں نے ان بلند خیالات پر مبنی یہ پیغامات پڑھے تو دل فرط عقیدت سے شمع کی طرح پگھل گیا اور بے اختیار تمنا ہوئی کہ ان ہاتھوں کو عقیدت و احترام سے چوم لوں جنھوں نے یہ میسج لکھے ہیں۔

اس کالم کو لکھنے کے لیے میں نے راشد بھائی ڈیزائنر دارالاندلس کی وساطت سے بہت سے لوگوں کے میسج پڑھے تو حیران رہ گیا کہ اس مہلک بیماری میں ”بڑے بڑے لوگ“ گرفتار ہیں، بلکہ ان لوگوں کے جن کو ہم درویش سمجھتے تھے موبائل چیک کیے تو علم ہوا کہ جتنے بڑے صوفی، اتنے ہی بڑے کوفی اور چھپے رستم ہیں۔

بہر حال میرے پیارے قارئین کرام!...... آپ کی زندگی کے لمحہ لمحہ کی فلم بن رہی ہے......لمحہ لمحہ کا ریکارڈ مرتب ہو رہا ہے...... جو قیامت کے دن آپ کے انکار پر پیش کر دیا جائے گا۔ پھر آپ اپنے کارناموں کی فلم چلتی دیکھ کر لاجواب ہو جائیں گے...... اس لیے ایسے میسجز کریں جو قیامت کے دن آپ کے نامہ اعمال میں نیکیاں بن کر شامل ہو جائیں اور ......آپ کے نیک اعمال کا پلڑا زمین سے لگ جائے جبکہ گناہوں اور برائیوں والا پلڑا ہلکا ہونے کی بنا پر اوپر ہوا میں اٹھ جائے...... یقین کیجیے، ایسا ہو گا تو آپ آٹھ عالی شان دروازوں والی جنت کے مالک بن سکیں گے؛ اس لیے کہ اللہ کریم نے قرآن میں فیصلہ دے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے کہ:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ [الزلزال: 8,7/93]

''جو کوئی ذرہ برابر بھی دنیا میں نیکی کرے گا وہ آخرت میں اس کو اپنے نامہ اعمال میں موجود دیکھ لے گا، اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کو (بھی) دیکھ لے گا۔''

سوچ لیں! موبائل پر میسج کے ذریعہ سے تحریر کے یہ ذرے کل قیامت کے دن آپ کو کھینچ کر آگ میں نہ لے جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے کٹھن ہیں نئی زندگی کی شروعات کے لمحات

29 رمضان المبارک کو اگلے دن عید الفطر کے اعلان ہونے پر میں مسجد القادسیہ چوبرجی لاہور سے گھر پہنچنے کے لیے نکلا۔ خواتین گیٹ پر نماز تراویح سے فارغ ہونے والی اپنی بیٹیوں کو لینے کے لیے آگے بڑھا تو گیٹ کے چاروں طرف ایک بہت بڑے ہجوم کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سکیورٹی والے ان کو گیٹ سے دور رکھنے کے لیے مجمع کو کنٹرول کر رہے تھے۔ میں ان کو دیکھ کر اس تشویش ناک صورت حال سے حیران ہوا کہ لوگوں کا یہ بیتاب اکٹھ کیوں ہے؟ پھر گیٹ پر نظر پڑتے ہی بات سمجھ میں آگئی کہ آج لوگوں کی زندگیاں بدل دینے والے رمضان کے آخری عشرہ کے تربیتی اعتکاف کا اختتام ہوا تھا اور لوگ اعتکاف کے اختتام پر اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بیویوں اور رشتہ دار خواتین کو لینے آئے تھے۔ ڈھیرے ڈھیرے مختلف باپردہ خواتین اعتکاف کا سامان اٹھائے اپنی اپنی مستورات کو گیٹ سے باہر لا رہی تھیں، اور ان کے بیٹے، والد، بھائی پہلے سے تیار گاڑیوں میں سوار کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ میں وہاں ابھی کھڑا ہی تھا کہ ایک مسکراتا، ہشاش بشاش، خوش وخرم، والہانہ محبت کے جذبات نچھاور کرتا ہوا ایک پر رونق جوان میری طرف بڑھا اور پھر اس نے معانقہ کے لیے اپنے بازو کھول کر مجھے بے تابانہ اپنے سینے سے لگا لیا۔ چہکتے ہوئے کہنے لگا: طاہر بھائی! کیا حال ہے؟ میں نے سلام کا جواب دیا اور پھر سوچنے لگا: یہ کون ہے...... ہاں...... کہیں دیکھا ہے اس کو...... یہ چہرہ شناسا سا ہے،...... ذہن پر زور دیا تو...... یاد وں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دریچے کھلنے لگے...... خفتہ رازوں سے پردے اٹھنے لگے...... ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات ملنے لگے...... مجھے ایک ایک بات یاد آنے لگی...... اور یادوں کے اوراق، نیک تمناؤں کی معطر ہواؤں نے جب پلٹے تو ماضی قریب کی خاک میں دفن یادوں کی دھنک کے خزینے دریافت ہونے لگے...... تو میں عالم خیال میں ہی دیکھ رہا تھا کہ میں دارالابلاغ ،رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور میں بیٹھا ہوا ہوں ...... کہ یہی بھائی میرے پاس جھجکتے، شرماتے، مرعوبیت کے جذبات سے معمور سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ آواز ابھرتی ہے: طاہر نقاش بھائی! میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، ٹائم دیں گے؟ میں ڈائری میں کچھ لکھتے ہوئے اشارے سے ''ہاں'' میں جواب دے رہا ہوں اور اشارے سے ہی اسے بیٹھنے کو کہہ رہا ہوں، وہ میرے سامنے کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ چند منٹوں بعد فارغ ہو کر استفسارانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں: جی فرمائیے، کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟ خدمت ودمت کچھ نہیں بھائی جان! میں بہت پریشان ہوں' میری مدد کریں۔ بھائی! کچھ بتائیں، اگر طاقت میں ہوا تو ضرور کچھ کریں گے۔ وہ یہ سن کر حوصلہ پاتا ہے اور کرسی پر سیدھا ہو کر تسلی سے بیٹھ جاتا ہے اور پھر اپنی داستان غم یوں سنانے لگتا ہے۔

بھائی جان!...... میں گوجرانوالا کا رہنے والا ہوں، اپنے خاندان کا، بہن بھائیوں اور والدین کا واحد کفیل ہوں، بڑی مشکل سے گھر کا چولھا جل رہا ہے۔ اتنی بھی ہمت نہیں کہ ہر ماہ کچھ روپے بچا کر ایک طرف رکھتے جائیں۔ ایسی صورت میں بہنیں بھی سر پر آئی ہوئی ہیں (یعنی جوان ہونے اور شادی کے قابل ہونے کے قریب ہیں) جبکہ میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی' عقیدۂ توحید کا حامل ہونے کی بنا پر والدین سے فکری ہم آہنگی نہیں، اس لیے عموماً لڑائی چلتی رہتی ہے۔ وہ بھی میری شادی میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ رشتہ دار مالی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے کسی شمار میں نہیں لا رہے۔ میرے پاس آج کل کے رسم ورواج کے مطابق تو دور کی بات ہے، سادہ انداز میں شادی کرنے کے لیے بھی رقم نہیں ہے۔ لیکن اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باوجود میں اپنا گھر بسانا چاہتا ہوں۔ کئی سالوں سے رشتہ داروں' عزیزوں میں اور باہر کوشش کر رہا ہوں، قسمت آزما رہا ہوں، لیکن نا کام ہوں۔ سادہ سی مسنون شادی کے اخراجات کا تو میں کہیں سے پکڑ کر بندوبست کر سکتا ہوں لیکن یہ برات کے کھانے، لے جانے، لانے، خدمتیں، سلانے، تحفے تحائف، لاگ وغیرہ میرے بس سے باہر ہیں۔ کیا میری شادی کبھی ہو گی بھی یا یونہی ......اور الٹا اپنی بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنے سے بھی رہ جاؤں گا؟ اتنا کہہ کر اس نے نظریں جھکا لیں۔

میں کئی سالوں کے اس رسم و رواج کے معاشرے کے مایوس مریض کو حوصلہ دے رہا ہوں، ڈھارس بندھا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں: پریشان نہ ہو، ابھی اسی وقت حکیم عبدالعزیز فیروز پوری صاحب کے پاس جا کر میرا نام لینا اور اپنا مسئلہ بتانا، وہ ضرور تمہاری ہر ممکن مدد کریں گے۔ لیکن یاد رکھنا! وہ جہیز برات برادری وغیرہ جیسی ہندوؤانہ رسموں کے خلاف ہیں۔ وہ اپنا پیغام اپنی تنظیم ''تحریک صراط مستقیم'' کا کہ جس کے وہ سر پرست ہیں' منشور و نصب العین سنائے بغیر تمہاری بات نہ سنیں گے، اس لیے ذرا صبر کرنا اور ان کی ہدایات کو پلے باندھتے ہوئے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ بھائی حکیم عبدالعزیز فیروز پوری (کہ جو آج کل برطانیہ لندن میں اپنے بیٹے کے ہاں مقیم ہیں اور اپنی زندگی کے نظام جہیز، برات، رسومات، بدعات کے متعلق مشاہدات، تجربات قلم بند کر رہے ہیں) کے پاس چلا گیا اور اپنا دکھڑا سنایا۔ وہ اسی وقت اپنی سیٹ سے اٹھے اور ایک گھر کے دروازے پر پہنچے اور دستک دے کر اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ بیٹھک میں بیٹھ کر بچی کو بلایا گیا، کہنے لگے: بھئی دیکھ لو' میری سوچ وفکر کے مطابق یہ تمہارا جیون ساتھی بننا چاہیے، میٹرک اس کی تعلیم ہے، تم نے اس کو بغیر میک اپ اور سج دھج کے اصل صورت میں دیکھ لیا ہے، فیصلہ تم نے کرنا ہے، کیونکہ مسئلہ تمہارا ہے، کیا تمھیں پسند ہے، پہلی ہی نظر میں یہ ہونہار تعلیم یافتہ بچی اس کے دل کو بھا گئی تھی، اس نے شرما کر خوشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حکیم صاحب کہنے لگے: جاؤ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بزرگوں کو لاؤ، بات آگے چلائیں، آپ ان شاء اللہ تمام ہندو رسموں سے پاک شادی کے بندھن میں بندھیں گے' اس طرح آپ کے بے جا اخراجات بھی نہ ہوں گے اور نہ پریشانی لاحق ہوگی۔ یہ لڑکا گوجرانوالا جا کر اپنے ماموں اور عزیزوں کو لے آیا۔ حکیم صاحب نے جب برادری جہیز، نیوندرا، لاگ وغیرہ جیسی ہندووانہ رسموں کی مخالفت پر مبنی وعظ کیا تو اس لڑکے کا ماموں ناراض ہو کر باقی لوگوں کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا کہ یہ کیسی شادی ہوگی جس میں نہ جہیز، نہ برات، نہ شور شرابا، نہ دھوم دھڑکا۔ نہ باجا گاجا، یوں ایک نئی زندگیوں کے سفر پر روانہ ہونے والے طیور خوش نواؤں کی پرواز پروان اڑنے سے قبل ہی رک گئی۔

اب یہ بھائی دوبارہ دارالابلاغ کے دفتر میں میرے سامنے بیٹھا ہے اور اپنی ناکامی کا رونا رو رہا ہے۔ بتا رہا ہے کہ طاہر بھائی! بات بنتے بنتے رہ گئی۔ آپ کی رہنمائی میں جاری سفر، منزل سامنے آنے کے بعد...... بالکل ایسے جیسے ڈوبتے کو ساحل کا کنارہ نظر آنے کے بعد حوادث کی موجیں تھپیڑے مارتی ہوئی لے جاتی ہیں ایسے ہی مجھے بھی پھر سے ساحل سے دور زندگی کے بے رحم سمندر کے درمیان طوفانی موجوں کے بھنور میں لے گئی ہیں۔ میں کیا کروں؟ میں تسلی دے رہا ہوں کہ ہمت نہ ہارو، مسنون شادی کے منشور پر عمل کرو، اللہ سے دعا کرو اور مسنون شادی کے انعقاد میں اور ہندوانہ رسموں کے بائیکاٹ پر اگر برادری خاندان سے ٹکرانا پڑے تو تیار رہنا، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، جو لوگ اپنی پگیں اور شملے اونچے رکھنے کے لیے تمہاری شادی میں رکاوٹ بنتے ہیں، پہلے انہیں دعوت دے کر منہج سلف اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی پہچان کراؤ۔ اگر مانیں تو ٹھیک، ورنہ خود ہی اپنی زندگی کے سفینے کو چلانے کے لیے سمندر میں اتر جاؤ' اللہ کریم آپ کی مدد کرے گا......

اس کے بعد میں یادوں کی دھنک کھنگالتا رہا...... لیکن ماضی قریب کی حیات دلفگار کی سکرین مسلسل خالی نظر آ رہی تھی۔ دل و دماغ کہہ رہے تھے کہ یہ قادسیہ کے خواتین گیٹ پر کھڑا اور تجھے سینے لگا کر وارفتگی کے عالم میں پیار دینے والا وہی جوان ہے، لیکن اس کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ آج تک تمھارے پاس نہیں آیا...... اور آج اچانک ماضی کے دھندلکوں سے نکل کر عالم وجود میں آپ کے سامنے کھڑا مسکرائے جا رہا ہے۔ میں نے بھی مسکرا کر کہا: ہاں فیصل صاحب! آپ کہاں پر لگا کر اڑ گئے تھے، کہ پھر نظر ہی نہ آنے کی قسم اٹھا لی۔ اب ادھر کہاں پھر رہے ہیں...... نہایت مسکرا اور شرما کر مگر شرمندگی کے ساتھ کہنے لگا: طاہر بھائی!...... میں اپنی بیگم کا انتظار کر رہا ہوں...... بیگم کا؟؟؟...... میں نے حیران ہو کر کہا۔ کہنے لگا: ہاں، بھائی جان! آپ کی رہنمائی میں میں نے دوبارہ کوشش شروع کر دی تھی۔ آخر اللہ کریم نے کامیاب کیا اور اسی لڑکی سے میری شادی ہو گئی۔ اب وہ اور میری ہمشیر دونوں قادسیہ میں اعتکاف میں بیٹھی تھیں، ان کو لینے آیا ہوں۔ میں نہ تو آپ کو شادی پر دعوت دے سکا اور نہ اپنی شادی کے ہو جانے کی اطلاع ہی دے سکا۔ اصل میں میں مصروف بہت ہو گیا تھا، میرا کاروبار بھی چل نکلا ہے۔ ایک آدمی نوکر بھی رکھ لیا ہے۔ ایک دکان لے کر وہاں فون لگوا لیا ہے، یہ میرا نمبر ہے، اگر کبھی رابطہ کرنا ہو۔ باقی آپ کو لاعلم رکھنے پر میں بہت شرمندہ ہوں۔ پھر اس کی بیگم اور بہن آ گئیں اور وہ ان کے لیے پہلے سے تیار کھڑے سپیشل رکشا میں بستر اور سامان رکھنے لگا۔ میں وہاں سے اپنی ننھی بیٹی شہنیلا کے ساتھ اپنی موٹر سائیکل پر سفر کرنے لگا۔ گاڑی کا پہیا مسلسل گھوم رہا تھا...... ساتھ ساتھ میرا ذہن بھی...... اس سوچ میں مگن تھا کہ عجب آدمی ہے، ایک تو اس کی رہنمائی کی...... حکیم صاحب سے سفارش کی...... مزید مدد کی...... اس نے منزل پا لینے کے بعد مڑ کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا...... رسمی ہی سہی، شادی میں شرکت کی دعوت اور نہ شکریہ...... اگر آج بھی اچانک ملاقات نہ ہوتی تو کہاں علم ہونا تھا کہ اس کا آشیانہ بس گیا ہے۔ حکیم صاحب ہیں کہ میرے کہنے پر لوگوں کا کام تو کر دیتے ہیں لیکن کبھی انہوں نے مجھ پر احسان جتلانے کے لیے یا یاد کروانے کے لیے بھی نہیں بتایا کہ آپ کے بھیجے فلاں شخص کا کام میں نے کر دیا ہے۔ وغیرہ...... بڑے خود غرض، مطلب پرست اور بے فیض ہیں یہ لوگ......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی سوچوں میں غرق تھا کہ میری چھوٹی بیٹی توتلی آواز میں بول پڑی: ابو جان! آپ خاموشی سے موٹر سائیکل چلاتے جا رہے ہیں' اپنے موبائل پر جہادی ترانے یا تلاوت ہی لگا دیں۔ میں نے کہا: تلاوت تم نے تراویح میں سنی نہیں؟ کہنے لگی: سنی تھی بلکہ میں نے قاری صاحب کی دو تین غلطیاں بھی نکالی تھیں۔ میں نے تجسس سے کہا: لو تم اور قاری صاحب کی غلطیاں؟ ...... پھر بھی میں نے کہا: کیا غلطیاں تھیں، مجھے بھی تو بتاؤ۔ کہنے لگی: دو جگہ انہوں نے ادغام ہلکا کیا اور ایک جگہ قلقلہ نہیں کیا۔ میں نے کہا: تجھے قرآن یاد ہی نہیں اور نہ تو اوپر دیکھ کر تراویح پڑھتی ہے، لہٰذا تو اس کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے؟ تو میری بڑی بیٹی ماریہ نے کہا: نہیں ابو جان! اس نے ستائیسواں، اٹھائیسواں اور انتیسواں تینوں پارے قرأت و تجوید کے ساتھ حفظ کیے ہوئے ہیں۔ مجھے حیرانی اور بے یقینی ہوئی کہ مجھے علم ہی نہیں، میں نے کہا: چلو سورۂ تکویر سناؤ...... لہٰذا وہ اپنی توتلی سی آواز میں تجوید کے ساتھ شروع ہو گئی...... اور پڑھتی چلی گئی...... میں خوشی سے نڈھال ہوا جا رہا تھا...... اور ٹریفک کے شور میں بھاگتی موٹر سائیکل پر اپنا کان اس کے منہ کے قریب کر کے تلاوت سنتا جا رہا تھا......اور ماشاء اللہ...... سبحان اللہ...... الحمدللہ...... پڑھتا جا رہا تھا۔ اصل میں یہ سب اقراء دارالاطفال کے سربراہ سر خلیل صاحب اور بیٹی کے محنتی اور قابل اساتذہ و قاریات کی محنت شاقہ کا مرہون منت تھا...... آخر بھائی گیٹ پہنچنے تو سورۂ تکویر ختم ہوئی اور وہ کہنے لگی: ابی جان! اور کون سی سورۃ سناؤں؟ میں نے پرجوش اور محبت و الفت اور لاڈ بھرے انداز میں اس کا منہ چوم لیا اور کہا: شہنیلا بیٹی! میں آپ کو کیا انعام دوں؟ تو اس نے ایک ایسا فقرہ کہا جس نے مجھے ہلا جلا اور تڑپا کر رکھ دیا، کہنے لگی:

> ''ابی جان! میں نے انعام نہیں لینا، اس لیے کہ میں نے تو آپ کو تلاوت اس لیے سنائی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے، نہ کہ مجھے انعام مل جائے۔''

یہ سن کر ایک بار پھر میری سوچ کا دھارا فیصل بھائی کے شادی کے معاملہ سے جا ملا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرمندگی سے میرے ماتھے پر پسینا آ گیا، کہ میرے ذہن میں کس قدر نامناسب سوچ آ گئی تھی، کہ میری رہنمائی پر اس کی شادی ہوگئی، گھر بس گیا، اللہ نے رحمتیں نازل کیں، سنت پر عمل کرنے کی بنا پر، اور اس کا کاروبار بھی چل نکلا...... اور میرے ذہن میں یہ شکوہ آ گیا کہ اس نے مجھے شادی پر بلایا نہیں، یا اطلاع نہیں دی یا شکریہ بھی ادا نہیں کیا...... لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ کیا ہم اس لیے کسی سے تعاون کرتے ہیں...... مجھ سے تو یہ چھوٹی سی بچی ہی سوچ و فکر کی پاکیزگی میں سبقت لے گئی کہ:

ہم تو یہ سب صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں، اظہار تشکر، انعام وغیرہ کی آس امید پر نہیں۔

اگر ہم ان نوجوان بچوں اور بچیوں سے صرف اللہ کی رضا کے لیے تعاون کریں تو وہ گھروں میں بیٹھے بیٹھے ان مکروہ رسم و رواج کے چکروں میں پھنسے 40، 40 سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔ ایک بہت معروف سکالر نے اپنی بیٹیاں، مانگنے والوں پر ''بیٹیوں کے برابر تعلیم نہیں ہے...... برادری غیر ہے...... سٹیٹس کم ہے...... لڑکے کا رنگ گندمی ہے...... قد برابر نہیں ہے...... اسے جچے گا نہیں...... گھر اپنا نہیں...... گاؤں ہے، شہر میں نہیں'' وغیرہ وغیرہ جیسے اعتراضات لگاتے ہوئے بیٹیوں کی عمریں 45، 45 سال کر دیں، اب وہ مر گیا اور وہ بے سہارا ہوگئیں۔ وہ والد کے مرنے کے بعد کسی قریبی رشتہ دار جس نے ان کو کہیں شادی کر لینے کی ترغیب دی تو کہنے لگیں:

''اب ہمیں کون بیاہے گا، جب ہماری عمر 16 سال تھی اس وقت سے گھر بسنے کے انتظار میں بیٹھی ہیں، ہم نے اپنے والدین کی عزت کا پاس رکھا ہے، اگر کہیں منہ اٹھا لیتیں تو ان کی بھی بدنامی ہوتی، ان کو پتا چل جاتا کہ کس طرح بیٹیوں کو گھروں میں جانوروں کی طرح باندھ کے رکھا جاتا ہے، لیکن ہم نے اپنی عفت، عصمت اور حیا کا دفاع کیا، اسی اعزاز کے ساتھ اب قبر میں جا سونے کے انتظار

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھی ہیں۔‘‘

حقیقت میں بیٹیاں بھی اندر سے رسم جہیز کے خلاف ہیں...... کیسے......؟ ایسے کہ اگر ان کو رب العالمین کا اپنی آخری کتاب قرآن میں نازل کردہ قانون وراثت کے لاگو ہونے کی امید نظر آتی ہو، ان کو علم ہو کہ اگر والدین نے ہمیں رسمی جہیز نہیں دیا تو کوئی بات نہیں، باپ دادا کی جائداد میں تو ہمارا حق مسلم ہے، وہ ہمیں مل کر رہے گا۔ بصورت دیگر وہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں زندگی بھر میں وہی کچھ ملنا ہے جو رخصتی کے وقت جہیز کی شکل میں دیا جائے گا۔ چلو یہ تو لے لو، کہیں یہ بھی نہ چھوٹ جائے، اسی طرح اگر لڑکے اور اس کے خاندان والوں کو قرآنی قانون وراثت کی تنفیذ اور تعمیل کا یقین ہو تو یقیناً وہ بھی جہیز جیسی ہندوانہ رسم اور برائی پر اصرار و لالچ کا مظاہرہ نہ کریں۔

اسی طرح ہر بیٹی اپنی آرزوؤں کا گلا گھونٹ کر جہیز حاصل کرنے کی خواہش اس وقت بھی ترک کر دے جب اس کو سسرال میں کسی ناخوشگوار ردعمل اور طعنہ کا سامنا نہ کرنے کا یقینی حوصلہ و امید ہو۔ یاد رکھیں!...... مثالی خواتین، مومنات، صالحات، عابدات اور جنت کی وارث اور اللہ کی بندیوں کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ کبھی نئی آنے والی بہو کے ساتھ محبت محض جہیز کی وجہ سے نہیں کرتیں اور نہ کبھی جہیز نہ لانے کا طعنہ دے کر اس کے جگر کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔

تمام والدین اگر اپنی آخرت اور دنیا دونوں کامیاب و کامران بنانا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اولاد کی شادیاں وقت پر کریں اور ہندوانہ رسم و رواج سے آزاد کر کے وراثت میں بیٹیوں کو ان کے حق سے، ان کے کہنے اور معاف کرنے کے باوجود محروم نہ کریں۔ محبت و شفقت سے اپنی جائداد وراثت سے ان کو حق دے کر ان کے گھر آباد کریں، یوں وہ زیادہ دیر تک غیر شادی شدہ رہنے کی بنا پر برائیوں سے بچ کر آپ کے لیے جنتوں میں گھر اور محل آباد ہونے کا باعث اور سبب بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیمار مجاہد...... اور ایک لاکھ چھیالیس ہزار صلیبیوں کا قتل

بیت المقدس پر قبضہ کے لیے یورپیوں کے لشکر سمندر کے راستے رواں دواں تھے۔ انہی دنوں جزیرہ نما سپین میں پرتگال کی نئی صلیبی حکومت سرنکال رہی تھی۔ اس کا عیار، مکار اور اسلام دشمن حکمران الفانسو دوہشتم اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے بیت المقدس پر قبضہ کے لیے جانے والے لشکروں میں سے ایک صلیبی لشکر کو جو بحری جہازوں میں سوار یورپ سے فلسطین جاتے ہوئے اس کی بندرگاہ میں رکا تھا، مسلمانوں کی خوں ریزی پر آمادہ کر کے اس کی مدد سے مسلمانوں کے خوبصورت شہر کا محاصرہ کر لیا۔ فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ جانے کے باوجود مسلمان شہریوں نے نہایت دلیری و بہادری سے بڑی دیر تک سخت مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی یہ اولوالعزمی اور جذبہ جہاد دیکھ کر صلیبیوں کو اپنی دال گلتی نظر نہ آئی۔ لہٰذا صلیبی لشکر نے پانی کے ذخیرہ پر قبضہ کر کے شہر کا پانی بند کر دیا۔ تو شہریوں نے جاں بلب ہونے پر مجبوراً ہتھیار ڈال دیے۔ جب پیاسے مسلمان بچے، بوڑھے اور عورتیں پانی پینے کے لیے شہر سے باہر نکلے تو صلیبی اپنی خونخوار اور سفاکانہ و وحشیانہ روایات کے مطابق ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور بڑی تعداد میں قتل و غارت گری کی۔ ہر طرف بے یارومدد گار معصوموں، بوڑھوں اور عورتوں و جوانوں کی لاشیں خون میں لت پت پڑی تھیں۔ اس پر مزید ظلم یہ کہ زندہ بچ جانے والی مسلمان بچیوں کی اجتماعی آبروریزی کی شرمناک داستانیں رقم کی گئیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلطان ابو یوسف یعقوب تک یہ دردناک داستان جب افریقہ میں پہنچی تو وہ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے دکھوں کا مداوا کرنے اور الفانسو دوہشتم پر جہاد کا کوڑا برسانے کے لیے ۱۱۹۱ء میں سپین پہنچا۔ اس نے جہادی وقتالی یلغار کرتے ہوئے نہ صرف خوبصورت شہر شلب بلکہ کئی دوسرے علاقوں پر بھی اسلام کا پرچم لہرا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران میں الفانسو کو سانپ سونگھ گیا۔ اس نے نہ صرف چپ سادھے رکھی بلکہ کھل کر میدان میں بھی نہ آیا۔ سلطان ابو یوسف یعقوب کو معاملات درست کرنے کے بعد ایک پیچیدہ بیماری کی وجہ سے واپس افریقہ جانا پڑ گیا۔ الفانسو دوم کو اس کے جاسوس دربار میں حاضر ہو کر اپنی کارگزاری یوں سنا رہے تھے:

”عالی جاہ! سلطان ابو یوسف یعقوب ایک ایسی پیچیدہ بیماری کا شکار ہو گیا ہے کہ اس کے اپنے خاص طبیب بھی مایوس ہو گئے ہیں۔ لہٰذا نجانے کب وہ اس بیماری کے سبب کب ختم ہو جائے۔“

الفانسو یہ خوشخبری سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے ایک خط لکھ کر ایک سفارت سلطان کے پاس افریقہ بھیجی۔ خط میں غلیظ گالیاں، دھمکیاں اور نہایت غیر سنجیدہ بڑھکیں اور ڈینگیں ماری گئیں۔ اس نے خط میں کہا:

”چونکہ تم یہاں آ کر ہمارے پر حملہ نہیں کر سکتے، لہٰذا مجھے بحری جہاز بھیج دو کہ میں وہاں آ کر جہاں بھی تم ہو گے، تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔“

اس کا خیال تھا کہ سلطان بیماری کی وجہ سے معذور ہے اور اتنی دور سے آ کر مجھ پر حملہ تو نہ کر سکے گا، الٹا میرا رعب ودبدبہ اس پر خوب جم جائے گا۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ شیر اگر بوڑھا ہو جائے تو وہ پھر بھی شیر ہی رہتا ہے، اس میں بکری کی صفات کبھی پیدا نہیں ہوتیں اور شیر اگر بیمار ہو جائے تو اس کے پنجوں کی گرفت اور ضرب رک نہیں جاتی، اس کی چنگھاڑ ختم نہیں ہو جاتی...... اس کے پلٹنے، لپکنے، جھپٹنے کے انداز ختم نہیں ہو جاتے اور وہ کبھی بزدلی اور ناکارگی کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شکار نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ:

پلٹنا جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا

لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

سلطان نے جب ایک صلیبی سے مسلمانوں کی توہین پر مبنی یہ الفاظ سنے تو اس کی رگ جہاد پھڑک اٹھی، اس کے اندر جہاد کی بجلیاں کوندنے لگیں، اس نے اپنے جہادی لشکروں کو اندلس کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور خود گھوڑے کی پشت پر جم کر اس کو ایڑ لگا کر ۱۱۹۵ء میں سپین پہنچ گیا۔

پرستاران صلیب میں سلطان کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک دفعہ پھر صلیبی جنگ کا ڈنکا بجایا گیا۔ صلیب کی رکھشا کے لیے لڑنے والوں کے گناہوں کی معافی کے فرمان جاری کیے گئے۔ یوں صلیب کی فتح کے لیے کئی لاکھ پرستاران صلیب الفانسو کے پرچم تلے اسلحہ کے انبار لیے جمع ہو گئے۔ تمام عیسائی ریاستوں کی متحدہ فوجیں سلطان سے مقابلے کے لیے اکٹھی ہوئیں تو طلیطلہ کے مالدار یہودیوں نے الفانسو کے خزانے زر و جواہر سے بھر دیے کہ فتح کے بعد من مانی کرتے ہوئے مسلمانوں کے مال و متاع لوٹیں اور ان کو غلام بنا کر بیچیں اور خوب دولت جمع کر سکیں۔

سلطان کی مختصر فوج بھی جذبہ جہاد سے سرشار جھپٹنے کے لیے پر تول رہی تھی۔ ادھر صلیبی اپنی عددی برتری کے زعم میں نہایت بے تابی سے بہت جلد مسلمانوں کی خون آلود لاشوں سے ساری زمین کو بھرا دیکھنا چاہ رہے تھے، کہ جن کو ان کے گھوڑے روندتے ہوئے گزریں۔ چنانچہ صلیبی فوجوں کا (الارکو علاقہ بطلیوس) الارکو (ALARCO) کے مقام پر سلطان کے مجاہدین سے ٹکراؤ ہوا۔ مجاہدین ان مغرور ظالم صلیبیوں پر شاہینوں کی طرح چاروں طرف سے جھپٹ رہے تھے، ان کو دبوچ دبوچ کر، تلواروں، تیروں اور نیزوں کے پے در پے واروں سے گھوڑوں سمیت نیچے گرا رہے تھے۔ میدان قتال میں ایک حشر بپا تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر طرف ظالم صلیبیوں کی چیخیں اور آہ و بکا سنائی دے رہی تھی۔ کچھ تو تجربہ کار بڑے سلیقے سے اپنا دفاع کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے اور کچھ ''جان چھوٹی سو لاکھوں پائے'' کے مصداق فرار کی راہیں تلاش کر کے بھاگ رہے تھے۔ کتنے ہی اس بھاگ دوڑ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اٹھی ہوئی پیاسی تلواروں کی پیاس بجھا رہے تھے اور یوں کٹ کٹ کر ایک پر دوسرا، دوسرے پر تیسرا، گر گر کر تہیں لگاتے جا رہے تھے۔ کتنے ہی اسلام دشمن گھوڑوں سمیت لاشوں کے اس پھیلے ہوئے تاحدنگاہ ڈھیر میں دفن ہو چکے تھے۔ یہاں وہ بھی موجود تھے کہ جو چیخ رہے تھے کہ انہیں کچھ نہ کہا جائے وہ گرفتاری دینا چاہتے ہیں۔ یوں مجاہدین کی شمشیروں نے وہ سماں باندھا کہ مظلوم مسلمانوں کے چہرے کلیوں کی طرح کھل اٹھے اور صلیبیوں کو بری طرح شکست فاش ہوئی۔ ان کے ایک لاکھ چھیالیس ہزار صلیبی فوجی میدان قتال میں مردہ پڑے تھے۔ ان کے لاشے زبان حال سے یہ بیان کر رہے تھے کہ مسلمانوں کی عزت صرف جہاد میں ہے، قتال فی سبیل اللہ میں ہے، اگر وہ اس کو ترک کر دیں گے تو پھر ان کا بالکل وہی حال ہو گا جو اب صلیبیوں کا ہوا ہے۔ یعنی دنیا میں بلند مقام، ترقی، عزتیں، قیادتیں، سیادتیں جہاد کی مرہون منت ہیں، اور اس سے روگردانی اور پہلو تہی ذلت، رسوائی اور مسکنت و رذالت ہے۔

اس جنگ میں پندرہ سو مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا جبکہ ۳۰ سے ۴۰ ہزار صلیبی فوجیوں کو قیدی بنایا گیا۔ مجاہدین کو جو مال غنیمت ملا اس میں ڈیڑھ لاکھ خیمے، اسی ہزار گھوڑے، ایک لاکھ خچر، چار لاکھ بار برداری کے گدھے اور ۶۰ ہزار مختلف وضع کے زرہ، بکتر وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ اس کے علاوہ بہت ساز رو جواہر بھی ملا۔ سلطان نے تمام مال غنیمت اپنے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

شکست کے بعد الفانسو کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، لہٰذا وہ بھاگا اور اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ کلاترا (Calatra) (رباح) کے قلعے میں چھپ گیا۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور قلعہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ الفانسو کسی نہ کسی طرح یہاں سے بھی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جان بچا کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور سیدھا طلیطلہ میں جا پناہ لی۔

اس موقع پر الفانسو کو یقیناً اپنے ان جاسوسوں پر غصہ آیا کہ جنہوں نے اس کو سلطان کے بیمار ہونے کی خبر دی تھی اور اسی شبہ پر اس نے سلطان کو چیلنج کر دیا تھا۔ وہ پریشان تھا کہ اگر بیمار سلطان اتنا خطرناک ہے تو صحت مندی کی حالت میں کس قدر خطرناک ہو گا!!...... ایسی ہی پریشان کن سوچوں میں وہ مصروف تھا کہ اس نے اپنا سر اور داڑھی منڈوا دی، صلیب کو الٹا لٹکا دیا اور قسم کھائی کہ وہ آیندہ کبھی بستر پر نہ سوئے گا اور عورت کے قریب بھی نہیں جائے گا جب تک وہ سلطان سے مقتول صلیبیوں کا بدلہ نہیں لے لیتا۔ اس مقصد کے لیے اس نے عیسائی دنیا کے دور دراز کے علاقوں میں صلیبی فوجی اکٹھا کرنے کے لیے اپنے نمایندے دوڑا دیے۔ سلطان کو جب اس کی ان کارروائیوں کا پتا چلا تو اس نے اس اسلام دشمن صلیبی بادشاہ کو انجام تک پہنچانے کا عزم کر لیا۔

الفانسو اپنی انہی کارروائیوں میں مصروف تھا کہ ایک دن اسے اچانک یہ روح فرسا اور ہیبت ناک خبر ملی کہ سلطان اور اس کے مجاہدین نے طلیطلہ کا بھی محاصرہ کر لیا ہے۔ قریب تھا کہ یہ شہر کہ جس کی قلعہ بندیاں تاریخی طور پر ناقابل تسخیر رہی تھیں، فتح ہو جاتا کیونکہ مجاہدین نے حملہ کر کے طلیطلہ کی فصیل وقلعہ کی دیواروں کو قلعہ شکن توپوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ الفانسو عیسائی بادشاہ نے اس موقع پر اپنی عالی ظرفی اور غیرت وحمیت کا یہ نادر نمونہ پیش کیا کہ اپنی ماں، بیوی اور بیٹیوں کو سلطان کے پاس سوالی بنا کر بھیج دیا۔ وہ اس حال میں سلطان کے سامنے آئیں کہ ان کے سر ننگے تھے، خاک آلودہ تھے، وہ آہ وبکا کرتی چیختی چلاتی اور واویلا و بین کرتی ہوئی آ رہی تھیں۔ گویا انہوں نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ الفانسو کی ماں نے اپنے بیٹے کی غلطیوں کو معاف کر دینے کی درخواست پر اس قدر آہ وزاری اور گریہ زاری کی کہ سلطان منصور اس نظارہ کی تاب نہ لا سکا۔ اس لیے کہ مجاہد ہمیشہ باحیاء، باغیرت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عصمت وعفت کا پاسبان ورکھوالا، امن کا پیامبر اور دہشت گردی کا مخالف ہوتا ہے، اور نہایت نرم دل کا مالک ہوتا ہے، عفو ودرگزر اور احسان اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ مجاہد کی یہی صفات یہاں کھل کر سامنے آئیں۔ عورتوں کو روتا اور التجاء کرتے ہوئے دیکھ کر اور خاص طور پر ایک ماں کی اپنے بیٹے کے لیے تڑپ دیکھ کر سلطان منصور فوراً پگھل گیا۔ یوں آنسوؤں کے دریا نے خون کے دریا پر غلبہ حاصل کر لیا اور سلطان کو ان عورتوں پر اس قدر ترس آیا کہ اس نے نہ صرف عورتوں کو ہیرے جواہرات اور دوسرے قیمتی تحائف دے کر باعزت شہر واپس بھیج دیا، اور نہ صرف شہر کا محاصرہ اٹھا لیا...... اس کے بیٹے کو بھی معاف کر دیا، بلکہ مزید رحم دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۳۰ سے ۴۰ ہزار تک صلیبی فوجی جو مجاہدین نے قیدی بنا لیے تھے وہ بھی آزاد کر دیے۔ کتنا فراخ دل دیا ہے اللہ نے مجاہد کو!...... اللہ اکبر!!

سلطان واپس قرطبہ آیا تو وہاں اس کو الفانسو کی طرف سے ۱۲ سال کے لیے امن کی درخواست موصول ہوئی جو اس نے منظور کر لی ...... یاد رہے، یہ ساری بلندیاں، یہ رفعتیں، یہ عظمتیں، یہ سطوتیں، یہ رعب و ہیبت، یہ کروفر، یہ شان و شوکت، یہ دبدبے، یہ ولولے، یہ طنطنے، یہ عزتیں سب کی سب شمشیر جہاد تھامنے اور میدان قتال میں اترنے کے نتیجے میں ملیں۔ اسی قتال کو اپنانے پر قرآن کے ساڑھے سات پارے پکار پکار کر مسلمان امت کو بھولا ہوا سبق جہاد یاد دلا رہے ہیں۔ قرآن کی بنیادی دعوت ہی توحید اور جہاد پر مبنی ہے۔ اسی کی عکاسی کرتے ہوئے اقبال نے کہا تھا:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوغریب جیل میں ظلم کرنے والو!......اپنا ماضی دیکھ لو

''جہاد فی سبیل اللہ'' عظمتوں، رفعتوں، بلندیوں کا امین ہے اور اس کا خوف ہی دشمن پر جنگ کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں سے زیادہ تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے۔ مجاہدین جب جہاد کا کوڑا تھام کر برہنہ شمشیریں لیے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے تو اس جہادی کوڑے کے برسنے سے پہلے دشمنان اسلام اطاعت قبول کر لیتے، جزیہ وخراج دینے پر مذاکرات کرتے نظر آتے، جان بخشیوں اور اپنے اپنے ممالک وریاستوں کی حفاظت کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کرتے۔ انہی تدبیروں میں سے ایک تدبیر جوان کی ذلت وپستی اور بزدلی جبکہ مسلمانوں کی رفعت و دبدبہ کی نشانی تھی، وہ یہ کہ صلیبی حکمران اپنی جان اور اپنی مملکت کو بچانے کے لیے مسلمان بادشاہوں کے دربار میں اپنی ''بیٹیوں کے نذرانے'' پیش کرتے اور یوں سمجھتے کہ یہ نذرانے ان کی جان بخشی کے پروانے ہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سپین میں شمالی عیسائی ریاستوں کے سب حکمرانوں نے قرطبہ میں مسلمان بادشاہ المنصور کے حرم میں اپنی اپنی بیٹیاں اور دوسری رشتہ دار دوشیزائیں بھیجی ہوئی تھیں۔ ورموڈو دوم (Vermudoll) نے ۹۹۳ء میں اپنی بیٹی اس کے حرم میں بھیجی۔ المنصور نے اسے کچھ عرصہ تک کنیز کے طور پر رکھا اور پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ اسی طرح قشتالیہ یانبرہ کے حکمران سانچو کی بیٹی بھی اس کے حرم میں تھی؛ جس سے اس کا بڑا بیٹا عبدالرحمن تھا۔

قسطنطنیہ کے قیصر کنٹا کوزینس نے تخت قیصری پر قدم رکھتے ہی مسلمان سلطان ارخان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترکی حکمران) کو ایشیائے کوچک کا سلطان اعظم تسلیم کر لیا اور ترک مجاہدین کی ترک تازیوں اور جہادی یلغاروں سے یورپی علاقوں کو محفوظ رکھنے کے لیے سلطان سے خصوصی تعلقات بنانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ چنانچہ قیصر نے سلطان ارخان کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ:

"میں اپنی نہایت خوبصورت و حسین بیٹی "تھیوڈورا" کی شادی آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔"

حالانکہ اس صلیبی (قیصر) کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ سلطان کی عمر ساٹھ سال کی ہو چکی ہے اور اس کی بیٹی نوجوان ہے، اس کے علاوہ وہ جانبین میں پائے جانے والے مذہب کے اختلاف سے بھی بے خبر نہ تھا...... لیکن وہ مجاہدین کے جہادی کوڑے کو یورپ پر برستا نہ دیکھ سکتا تھا، اور اسے مجاہدین کے غیظ وغضب سے بچنے کے لیے یہی ایک طریق کار دکھائی دیا۔ سلطان ارخان نے بھی قیصر کی اپنی بیٹی کے نذرانہ پیش کرنے کی اس عاجزانہ درخواست کو رد نہیں کیا اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ملکہ تھیوڈورا کی شادی سلطان ارخان کے ساتھ ہوئی۔ سلطان خود قسطنطنیہ گیا اور ملکہ کو بیاہ کر لایا۔

اس شادی کے بعد قیصر کو اطمینان ہو گیا کہ اب ترک مجاہدین میرے ملک پر حملہ نہ کریں گے اور میں اپنے آپ کو طاقتور بنا لوں گا۔

ایک دفعہ یورپ والوں نے دیکھا کہ ترک سلطان اور مجاہدین نے اپنی حکومت کو خوب مضبوط بنا لیا ہے اور "ایڈریانوپل" میں مستقل طور پر جم کر بیٹھ گئے ہیں اور واپس جانے کے بجائے ان کے ارادے یورپ کے اندر مزید پیش قدمی کے نظر آ رہے ہیں، تو ۷۷۸ھ میں انہوں نے سلطان مراد خان کے خلاف یورپ کی تمام طاقتوں کو متحد و متفق کر کے ایک پرچم تلے اکٹھا کیا۔ چنانچہ سربیا، بلغاریہ، بلگیریا، ہنگری، بوسنیا، پولینڈ، قسطنطنیہ یا پاپائے روم کی فوجیں، سلطان مراد خان اور سلطنت عثمانیہ کو نیست و نابود کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ مسلمان مجاہدین اس مرتبہ بھی عیسائی لشکر کے مقابلہ میں پانچ یا چھ گنا کم تعداد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اس لڑائی میں صلیبیوں کو سابقہ روایات کی طرح زبردست شکست ہوئی۔ سرویا کے بادشاہ نے بارہ من پختہ چاندی سالانہ اور عندالطلب ایک ہزار سواروں کا لشکر (صلیبیوں کے خلاف مجاہدین کی مدد کے لیے) فراہم کرنے کا وعدہ کر کے اپنی جان بچائی، اور بلغاریہ کے بادشاہ نے اپنی بیٹی سلطان کی خدمت میں نذرانہ پیش کر دی اور پختہ وعدہ کیا کہ وہ آیندہ کبھی بغاوت نہ کرے گا بلکہ ہر حکم بلا چوں و چرا بجا لائے گا اور مرتے دم تک مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ جبکہ قیصر قسطنطنیہ نے اپنی تین خوبصورت بیٹیاں اس توقع کے ساتھ سلطان کے دربار میں نذرانہ پیش کر دیں کہ ایک سے سلطان مراد خان خود نکاح کرے اور باقی دو اس کے دونوں بڑے بیٹوں کی بیویوں میں شامل کی جائیں۔ اس لڑائی کے بعد قیصر قسطنطنیہ سلطان مراد خان کو یورپ سے بے دخل اور واپس کرنے سے مایوس ہو کر اس کوشش میں ہمہ تن مصروف رہنے لگا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان سے اس کی صلح رہے اور وہ اپنے مقبوضہ ملک اور قسطنطنیہ کے تخت پر حکمران رہنے دیا جائے۔ بیٹیاں پیش کرنے کے باوجود وہ بہت زیادہ خوفزدہ رہتا تھا۔ اس خوف کو کم کرنے اور سلطان کے غضب سے محفوظ رہنے کے لیے اس نے یہ سبیل نکالی کہ اپنے بیٹے تھوڈورس کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا اور ساتھ ہی یہ عاجزانہ التجا کی:

> ''عالی جاہ! اس کو اپنی (خادموں پر مشتمل) ینی چری فوج میں بھرتی کر کے عزت بخشی جائے (تاکہ وہ آپ کے خادموں میں شمار ہو سکے کیونکہ ینی چری فوج سلطان کے خادموں پر مشتمل تھی جو وقت پڑنے پر صلیبیوں سے لڑتی بھی تھی)۔''

چنانچہ اس تدبیر سے اس نے سلطان کو بہت خوش اور اپنی طرف سے مطمئن کر دیا۔

اسی طرح سلطان بایزید یلدرم کے قہر و غضب اور مجاہدین کی ولولہ انگیز یلغاروں سے بچنے کے لیے یورپ کے صلیبی حکمرانوں نے اپنی بیٹیاں پیش کیں اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے یہ عندیہ ظاہر کیا کہ اگر آپ ہماری بیٹیوں سے نکاح کر لیں گے تو یہ ہمارے لیے باعث صد افتخار اور باعث عزت و شرف ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات ہمیشہ صلیبیوں کی سرشت میں شامل رہی ہے کہ انہوں نے کسی ایسے موقع کو ضائع نہ جانے دیا جب وہ مسلمانوں کو تہ تیغ کر سکتے ہوں۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی بیٹیوں کی عزتیں لوٹ کر ان کو زندہ جلا دیا کرتے تھے...... لیکن یہ وہی صلیبی تھے جو ذلت و بدنامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر جزیہ دے رہے تھے اور ساتھ ہی اپنی بیٹیاں بھی مسلمان بادشاہوں کو شادی کے لیے پیش کر کے یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح ہم اپنی گردنیں مجاہدین کی تلواروں سے بچا سکتے ہیں۔ ان کی جھوٹی عزت اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے سے کم مرتبہ عیسائی سے بھی اپنی بیٹی کی شادی نہ کرتے تھے کیونکہ وہ اسے ذلت تصور کرتے تھے، اور نہ ایک عیسائی فرقہ پروٹسٹنٹ کے لوگ، کیتھولک کے افراد کو اپنی بیٹیاں دیتے تھے، کہ ان سے نکاح کرنا ان کی توہین تھی۔ لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ یہی صلیبی جو حقارت سے اپنی زبانوں پر مسلمانوں کا نام لانا گوارا نہ کرتے تھے...... یہی اب غیر مذاہب صلیب دشمن مسلمانوں کو عاجزانہ التجائیں کر رہے تھے کہ وہ ان کی بیٹیوں سے شادی کر کے ان کو عزت کا تاج پہنائیں۔

یہ عجیب و غریب اور ناممکن الوجود نظارے جو برپا ہو رہے تھے، یہ صرف اور صرف شمشیر جہاد کی برکات تھیں۔ وہ شمشیر جہاد جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے نیام سے نکل چکی تھی اور اب پوری دنیا پر اللہ کے دین کا پرچم لہرانے کا عزم مصمم لے کر آگے بڑھ رہی تھی، کہ جس کے راستے میں آنے والے اللہ کے دشمن خس و خاشاک کی طرح بہ رہے تھے۔

آج صلیبی اپنے ماضی کے عبرتناک اور ذلت ناک انجام کو بھول کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ وہ عراق و افغانستان میں مسلمان بیٹیوں کی عزتیں تار تار کر رہے ہیں۔ کہیں ابوغریب جیل سے بہن ہمیں پکار رہی ہے تو کہیں فلسطین و افغانستان سے۔ مجاہدین خم ٹھونک کر اس ظالم اور بدمعاش امریکا کے سامنے آگئے ہیں۔ وہ مسلسل اس کے دانت کھٹے کر رہے ہیں۔ وہ صلیبیوں کو ہر میدان میں چرکے لگا رہے ہیں۔ کچھ یورپی ملکوں کی فوج عراق سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دم دبا کر بھاگ چکی ہے، باقی بھاگنے کی تیاری میں ہیں اور بہانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ عنقریب مجاہدین ان کو اپنے مسلمان ملکوں سے نکال کر ان کے اپنے ملکوں میں بھی ان اسلام دشمن کافروں کا تعاقب کریں گے، ان کو نیست و نابود اور تباہ و برباد کردیں گے...... جہاد کا کوڑا برسے گا......مجاہدین ان کو غلام بنائیں گے، ذہنی و فکری بھی اور جسمانی و روحانی بھی......پھر یہ مکار اور ظالم صلیبی ابوغریب جیسی جیلیں سجانے کے بجائے ماضی کی طرح اپنی بیٹیاں لونڈیاں اور بیویاں بنانے کے لیے پیش کرکے اپنی جان بچائیں گے ان شاء اللہ ......اگرچہ موجودہ حالات میں یہ دیوانے کی بڑ لگے گی......لیکن جہاد کے میدان جب سجتے ہیں تو کتنی سپر طاقتیں ہیرو سے زیرو اور سپر پاور سے چیونٹی بن جاتی ہیں...... روس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ ایسے ہی مناظر عنقریب ایک بار پھر بپا ہونے والے ہیں، ان شاء اللہ۔ اللہ ہمیں وہ دن دیکھنے کے لیے زندہ رکھے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیک محمد! ہم شرمندہ ہیں

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم اپنے اردگرد رونما ہونے والے حالات و واقعات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ مجموعی طور پر ہمارا ہر دوسرا فرد اور حکومتی و نجی مشینری تمام کی تمام امریکا کی غلام اور لونڈی بن چکی ہے خاص طور پر ذہنی طور پر مرعوبیت کا شکار ہے۔ وہ اپنے آقا امریکا کو خوش کرنے کے لیے کچھ بھی کرسکتی ہے۔ وانا آپریشن کو ہی دیکھ لیں، پہلی دفعہ جب وانا آپریشن ناکام ہوا تو جگ ہنسائی سے بچنے کے لیے حکومت نے قبائلیوں سمیت کمانڈر نیک محمد سے مصالحت کرکے اس کو پھولوں کے ہار پہنائے اور ان کو محبّ وطن قرار دے کر یہ اعلان کیا کہ یہ بھی ہمارے محبّ وطن پاکستانی مسلمان ہیں۔ ہم آیندہ دوبارہ ان کے خلاف گن نہیں اٹھائیں گے۔ آپریشن ختم ہوا، حکومت کی مجاہدین و قبائلیوں سے مصالحت ہوئی تو امریکا ''بہادر'' کے پیٹ میں مروڑ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسامہ ابھی تک دنیا میں زندہ ہے..... اسی طرح ملا عمر ابھی اس سرزمین پر کفار کو للکار رہا ہے..... لیکن اللہ نے ان کی زندگی میں ہی کئی اسامہ اور کئی ملا عمر پیدا کردیئے ہیں۔ ورنہ عام طور پر ہوتا یوں ہے کہ کسی لیڈر کے مرنے کے ایک عرصہ بعد جا کر اس کا متبادل پیدا ہوتا ہے، لیکن یہ جہاد کی برکات ہیں کہ ابھی ایک اسامہ زندہ ہی ہے تو اللہ نے دنیا کے مختلف علاقوں میں کئی اسامہ پیدا کردیے ہیں۔ جس کی واضح مثال کمانڈر نیک محمد شہید ہے۔ اس کا جرم صرف یہ تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ مجاہدین طالبان سے دوستی رکھتا تھا۔ ان کے مؤقف کی مخالفت کرتے ہوئے امریکا اور ان کے ایجنٹوں کو للکارتا تھا اور امریکا ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ امت مسلمہ میں پیدا کر رہا تھا۔

امریکا کو یہ بات کیسے گوارا ہوتی کہ کوئی اس کے خلاف اور اس کے مقابلے میں اٹھ کھڑا ہونے کا حوصلہ امت کو دے۔ اس لیے کہ اس نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ اپنے خلاف اٹھنے والی آواز کو اپنے غلاموں، ایجنٹوں یا حمایتیوں کے ذریعہ سے ختم کر دے۔ لہٰذا امریکا نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ہماری ''آزاد'' حکومت کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے مخالفین مجاہدین کو زندہ کیوں چھوڑا؟ انہیں فی الفور صفحہ ہستی سے مٹاؤ۔ حکومت نے وضاحتیں کیں کہ ہمارا ملک ہے، یہاں پر فوج اور عوام کی خانہ جنگی کے نتیجے میں ہمارے فوجیوں کا بھی نقصان ہوا اور گرفتار بھی ہوئے جبکہ مزید عوامی سطح پر گڑ بڑ کا خدشہ باقی ہے۔ لہٰذا قومی، ملکی اور ملی مفاد کے لیے اس آپریشن کو روک دیا۔ اس طرح کی کئی وضاحتوں کے بعد امریکا کی طرف سے اس کو ڈراما قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ ایسے مصنوعی اور جعلی آپریشن کر کے ہمیں بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے حکمرانوں نے آزاد قوم کی طرح جواب دینے اور اپنے مؤقف پر ڈٹنے کی بجائے غلاموں کی طرح اس کے اشارے پر ناچتے ہوئے وانا میں دوبارہ فوجیں داخل کر دیں۔ فوجیوں نے اگرچہ کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا لیکن حکمرانوں نے امریکی دباؤ کے تحت ان کو آگے بڑھنے پر مسلسل مجبور کیا۔ اس دوران میں امریکا نے گائیڈڈ میزائل کا حملہ کر کے کمانڈر نیک محمد کو شہید کر دیا۔ یوں انہوں نے غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے ثابت کر دیا کہ ہم نے اس سے قبل واقعی ڈراما رچایا تھا۔

کمانڈر نیک محمد کی شہادت کے بعد مسلمانوں اور خاص طور پر اہل پاکستان کو یہ عندیہ دیا گیا کہ جو امریکا کے خلاف بولے گا ہم اس کا ایسا ہی عبرتناک حشر کریں گے۔ حکمرانوں سے لے کر نچلے طبقے تک لوگ اس سے قبل ہی امریکی وحشت سے خوفزدہ تھے اب مزید دہشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانے لگے ہیں۔ اس سے قبل ذہنی وفکری غلامی کی انتہا یہاں تک پہنچ گئی کہ ملک کے ایک اہم اخبار کے ایڈیٹر نے اخبار میں ایسی تصاویر شائع کیں کہ جس میں مجاہدین کے جسموں کو کتوں کو کھاتے دکھایا گیا۔ رہے حکمران، تو وہ ہر معاملہ میں ان کے اشارۂ ابرو کو سمجھنے میں اور اس پر عمل کرنے میں ہر طرح سے سعادت منداور لائق وفائق ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔

نیک محمد کی شہادت پر سب سیاسی لوگوں کو سانپ سونگھ گیا۔ کچھ لوگوں پر امریکی مرعوبیت کا حال یہ تھا کہ وہ یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے کہ نیک محمد کی شہادت اس کی اپنی غلطی کا نتیجہ ہے۔ فکری مرعوبیت یہاں تک پہنچ گئی کہ ''مرے تھے جن کے لیے، وہ رہے وضو کرتے'' وہ بھی اور دوسرے قومی اخبارات ماسوائے غزوہ وامت، کے اس موقع پر نیک محمد کو شہید لکھنے سے کپکپاتے رہے، ڈرتے رہے اور شرماتے رہے، جھجکتے رہے اور خوفزدہ ہوتے رہے، کہ اگر نیک محمد کو ''شہید'' لکھا تو کہیں امریکا ناراض نہ ہو جائے۔ اگر کسی کی مثبت ٹون بھی ٹوٹی تو وہ ''جاں بحق'' پر ٹوٹ گئی۔ اس موقع پر اگر کسی کو واضح طور پر کھل کر اور دوٹوک بات کرنے کا موقع ملا تو وہ امت اخبار کے ایڈیٹر جناب رفیق افغان ہیں کہ جنہوں نے نیک محمد کو ''شہید'' لکھا۔ میری معلومات کے مطابق مقتدر قومی اخبارات میں یہ واحد اخبار ہے جس نے نیک محمد کو شہید لکھا۔ باقی سب کے سب زیادہ سے زیادہ ''جاں بحق'' سے آگے نہ بڑھ سکے۔ میں نے اگرچہ محترم رفیق افغان کا صرف ایک (مجلس عمل کے انتخابات جیتنے کے بعد کا) کالم ہی پڑھا ہے لیکن ''روزنامہ امت'' دیکھتے رہنے کی بنا پر اس بات کا شاہد ہوں کہ امریکا کے کسی بھی پروپیگنڈا کا ہمیشہ انہوں نے بھرپور جواب دیا۔ کبھی مداہنت کا شکار نہ ہوئے۔ اسامہ و ملا عمر کے فرامین کو آج بھی اپنے اخبار میں پیشانی پر سجا رہے ہیں۔ ان کو دہشت گرد کے بجائے مجاہد اور قوم کے ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اللہ ایسے جہاد دوست اور اسلامی سوچ وفکر رکھنے والے اور امریکا سے مرعوب نہ ہونے والے افراد کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین! ایسے ہی جرأت مند لوگوں کی قوم کو ضرورت ہے۔ میں سلام کرتا ہوں ایسی جرات مند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہادرانہ سوچ وفکر کو جو قومی سوچ کو نئے دھارے پر استوار کرنے کا باعث بن سکے، قوم کو ذہنی وفکری غلامی کے حصار سے نکال سکے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایسے مردان حر تو خال خال نظر آتے ہیں۔ قوم کی اکثریت تو امریکی و یورپی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جا چکی ہے۔ حکمران تو جسمانی اور ذہنی غلام بنے ہوئے ہیں، ہمارے ادارے عدلیہ مقننہ تعلیم خزانہ وغیرہ کی وزارتیں سب پر امریکی فوقیت و مرعوبیت کی مستقل چھاپ لگ چکی ہے، اس کو کون اتارے گا؟ کون قوم کو ڈٹ جانے اور اٹھ کھڑے ہونے کا حوصلہ دے گا؟ کون ہے جو نیک محمد شہید کا امریکا سے انتقام لے گا؟ کون ہے جو غلامی کے پھندوں کو اتار کر سینہ تان کر کھڑا ہونے کی جرأت کرے گا؟ کون ہے جو وہن (زندگی سے پیار اور موت سے خوف) کے مرض کو جہاد کی تلوار سے کاٹ کر مر مٹنے کا جذبہ دے گا!!؟؟

یہ وہ سوال ہیں جو آج ہر باشعور مسلمان کے ذہن میں گردش کر رہے ہیں اور اسے ہر وقت پریشان کیے ہوئے ہیں۔ اے نیک محمد! اگر تو آج ہم میں ہوتا تو دیکھتا کہ تو نے ان لوگوں کے لیے اپنی جان قربان کی ہے کہ جن کی قلمیں تجھے شہید لکھتے ہوئے امریکا کے ڈر اور خوف سے کانپتی ہیں...... جن کے دل ڈولتے ہیں...... جن کے قدم لرزتے ہیں...... جن کے دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں...... اس لیے کہ وہ غلام ہیں اور غلام کبھی نہیں مر سکتا...... بلکہ وہ آقا کے اشارہ پر عمل کرنے کے لیے ہر دم تیار رہتا ہے...... اے حوروں کے دولھے (ان شاء اللہ) نیک محمد!...... تو ہمیں امتحان کے لیے چھوڑ کر چلا گیا...... لیکن ہم شرمندہ ہیں کہ ہم ابھی تک تیرے خون کا بدلہ ظالم صلیبیوں امریکیوں سے نہ لے سکے، ہمیں معاف کر دینا...... ہم شرمندہ ہیں...... ہاں شرمندہ ہیں...... اس لیے کہ...... تیرے قاتل ابھی تک زندہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ زلزلہ اور سیلاب

ہمارے کن اعمال کا سبب ہے؟

آج جب ہم آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں زلزلہ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی نظر آتی ہیں۔ اتنی لاشیں کہ ان کو کفن دے کر دفنانا ناممکن نظر آ رہا ہے۔ درد و الم سے کراہنے والے زخمی ہیں کہ شمار سے باہر۔ کتنے ہی علاقوں سے زندگی کا نام و نشان مٹ کر رہ گیا ہے۔ کتنے ہی شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ زمین بوس بلڈنگیں اور عمارتیں زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ کبھی یہاں بھی زندگی ہنستی کھیلتی تھی، کبھی یہاں بھی زندگی کے قافلے رواں دواں تھے، لیکن یہ سب کچھ لمحوں میں ہی قصہ پارینہ بن گیا۔ جب ہم اپنے احتساب کے لیے اس مسئلہ پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہم عمومی طور پر من حیث القوم اور خصوصی طور پر من حیث الامرا و حکمران مجرم و سزاوار نظر آتے ہیں۔ اپنے قومی و ملی اور دینی جرائم پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ماضی قریب میں ہی ہمیں نظر آتا ہے کہ ہم نے کس طرح اسلام، اہل اسلام اور اسلام کی پہچان کا پوری دنیا کے سامنے مذاق اڑایا۔ جب ہمیں اس غلط روش کا احساس دلایا گیا تو ہم نے رجوع الی اللہ کے بجائے اس پر ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلط روش کے حق میں دلائل دینے شروع کر دیے۔

ابھی کل کی ہی بات ہے جب نیو یارک میں ۹/۱۱ کے دھماکے ہوئے، ورلڈ ٹریڈ سنٹر زمین بوس ہوا تو امریکا نے اس کا بہانہ بنا کر افغانستان پر چڑھائی کرنے کا اعلان کر دیا۔ افغانستان غیور مجاہد صفت مسلمانوں کا ملک ہے، ہمارا پڑوسی ہے، ہر مشکل وقت میں اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باشندوں نے پاکستان کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔ اس وقت ہمیں چاہیے تھا کہ ہم جرأت سے کام لیتے اور اپنے مسلمان ہمسایہ ملک کا دفاع کرتے اور امریکا کو اپنے مذموم عزائم سے روکتے۔ لیکن ہم نے کیا کیا؟ ہم نے افغانیوں کا دفاع کرنے کے بجائے امریکا کے حق میں مختلف حیلے بہانے اور تاویلیں کرنا شروع کر دیں۔ پاکستانی قوم کو مطمئن کرنے اور خاموش کرنے کے لیے یہ عذر پیش کر دیا کہ امریکا نے تو افغانستان پر حملہ کرنا ہی ہے، اگر ہم اپنی سرزمین، ہوائی اڈے اور تعاون فراہم نہیں کریں گے تو وہ ہم پر شدید جنگ مسلط کر دے گا، ہم پر حملہ کر کے تہس نہس کر دے گا اور ہمیں پتھر کے دور میں پہنچا دے گا۔ پھر اسی گمراہ کن نظریہ کو بنیاد بنا کر ہم نے نعرہ لگایا: ''سب سے پہلے پاکستان'' کہ دنیا میں کہیں بھی اسلام اور مسلمانوں پر امریکا جیسے چاہے ظلم کرے ہم نے تو ہر مسئلہ میں اس کا ساتھ دینا ہے، تاکہ ہم پاکستان کو اور اس کی عوام کی جانوں کو بچا سکیں۔ لہٰذا ہم نے اپنی جانیں بچانے کے لیے افغانستان کے مسلمانوں کو ظلم کی سولی پر چڑھا کر امریکا کے ڈیزی کٹر بموں کا شکار بنوا دیا۔

عراق کا مسئلہ آیا تو اس وقت بھی ہم نے واضح دوٹوک الفاظ میں اور امریکا کو اس اقدام سے سختی سے روکنے والا مؤقف اپنانے کے بجائے ''سب سے پہلے پاکستان'' کی ہی پالیسی کو سامنے رکھا، اور یوں امریکا کے عراق پر حملہ کی بھی بالواسطہ حمایت و تائید کی۔ صرف امریکا کی خوشنودی کے لیے ہم نے اسلام اور پاکستانی افواج کے ماٹو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کو بھی دہشت گردی مان لیا۔ ہمیں ذرہ برابر خیال نہ آیا کہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کے تقریباً ۸ پارے اس جہاد کی ترغیب و فضائل سے بھرے پڑے ہیں۔ یہاں پر ہی بس نہیں، اس کے بعد ہم نے مزید یہ کیا کہ ملک و ملت کے ہیرو، ہزاروں دیندار مجاہدوں اور اللہ کے نیک بندوں کو امریکی طیاروں، ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے شہید کروا دیا۔ امریکی فوجوں کو وزیرستان میں کھلی چھٹی دی، وہ مسجدوں کو روندتی پھر رہی تھیں۔ اب ایک قدم اور اٹھایا اور ہم نے شب زندہ داروں، مجاہدوں، غازیوں کو اسلام کے دشمنوں سے بچانے کے بجائے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پکڑ پکڑ کر امریکیوں کے حوالے کرنا شروع کر دیا۔ یوں دنیا میں اللہ والوں پر ظلم کا ایک اور بازار گرم ہوا۔ ہم نے اللہ کے عذاب کو مزید دعوت دیتے ہوئے امریکا کا کردار خود ادا کرنا شروع کر دیا۔ امریکا کے اشاروں پر چلتے ہوئے اپنے وطن اور اسلام محافظ فوجوں کو ان علاقوں میں داخل کر دیا، جو ان اللہ والوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر چن چن کر قتل کرنے لگیں۔ یوں اللہ والوں کی گرفت ختم ہونے لگی اور امریکا کی اجارہ داری روز بروز بڑھنے لگی، مسلمان اپنی ہی سرزمین میں اجنبی اور مجرم بن گئے۔ اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرنے سے پہلے قوموں اور افراد کو توبہ کا موقع دیتا ہے تاکہ ان پر حجت پوری ہو سکے۔ ہمیں اللہ کریم نے کئی بار توبہ کے مواقع فراہم کیے لیکن ہم نے اللہ کی طرف رجوع نہ کیا، ہم مسلسل اس سے عہد شکنی اور بغاوت کا ثبوت دیتے رہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے بغاوت والی روش مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر ان کو پکڑنے اور پھر شہید کرنے کا وتیرہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ آج جب ہم پر اپنی عملی کوتاہیوں کی بنا پر عذاب کا نزول زلزلہ کی شکل میں ہو چکا ہے، ہم اب بھی نہیں سمجھ سکے۔ آج بھی ہم نے وزیرستان جیسے علاقوں میں مجاہدین اور اللہ والوں کے خلاف اپنے ہی مسلمان فوجیوں کے ذریعے سے آپریشن شروع کر رکھا ہے۔ اگر اب زلزلہ جیسی سزا کے بعد بھی ہم نہ سمجھے تو پھر کب سمجھیں گے؟

یاد رہے کہ ہمارے صدر پرویز مشرف نے امریکا کی بے جا حمایت کر کے ہزاروں افغان وعرب مجاہدین، خواتین بچوں اور بوڑھوں کو صرف اس لیے شہید کروا دیا کہ اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو امریکا ہم پر حملہ کر دے گا اور پھر اس کے میزائلوں کی بمباری سے بہت سے پاکستانی مارے جائیں گے۔ صرف پاکستانیوں کو بچانے کے لیے ایسا کیا گیا۔ یوں صدر صاحب نے بزعم خود پاکستان بچانے کی بنا پر ہیرو بننے کی کوشش ہی نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی کہ (وہ افغانستان وعراق تباہ کروا کر) پاکستان بچانے کی بنا پر بہت بڑے ہیرو ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے الٹ ہے، وہ اس وقت بھی زیرو ثابت ہوئے اور آج بھی زیرو ثابت ہو رہے ہیں۔ اگر وہ اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکا کے ظلم وستم سے بچانے کی کوشش کرتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ آج اس عمل کی لاج رکھتے ہوئے پاکستانی قوم کو اس ہلاکت خیز تباہی سے بچا لیتا اور صدر محترم حقیقی طور پر اللہ کے برگزیدہ بندے بن کر اہل اسلام کا دفاع کر کے ہیرو بن جاتے......لیکن آج وہ ایسے ''ہیرو'' ہیں کہ جن کو زیرو کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ آج وہ زیرو بن کر ہی پوری دنیا سے امداد کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ اس ''مجاہدانہ'' روش میں دوقومی نظریہ اور اس سے محبت سب کچھ بہ گیا۔ امداد کے بہانے یہودی آئیں وہ بھی قبول، ہندو آئیں وہ بھی قبول، اور ہماری حساس تنصیبات کی جاسوسی کی جائے، وہ بھی سر آنکھوں پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دوسری شکل ہے جو ہم پر نازل ہوئی ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس سے بچائے۔ (آمین) حالانکہ اسلامی ممالک پاکستان کی اس قدر مدد کر رہے ہیں کہ یہودیوں و ہندوؤں کی مونگ پھلی نہ بھی لی جائے تو مسلم دنیا کی امداد ہم سے ختم نہ ہو سکے۔ صرف سعودی عرب کو ہی لے لیں، اس کے روزانہ دس طیارے امداد کے آ رہے ہیں۔ شہزادہ عبداللہ نے پورے سعودیہ میں پاکستان کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے مراکز قائم کر دیے ہیں۔ اللہ ہمیں اس ذلت ناک عذاب سے بچائے کہ ہم اللہ و رسول کے دشمنوں کے آگے ہی کشکول پھیلاتے پھریں۔

پرویز مشرف حکومت کو چاہیے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرے، فی الفور عرب و افغان مجاہدین کے خلاف ظالمانہ آپریشن کو بند کرے، اپنے سابقہ گناہوں پر اللہ سے معافی مانگے، اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کی پالیسی بنائے، ملک میں فحاشی، عیاشی و عریانی کی روک تھام کرے، امریکا اور اس کے حواریوں کو افغانستان و عراق کے مسلمانوں پر جبکہ انڈیا کو کشمیری مسلمانوں پر اور اسرائیل کو فلسطینی مسلمانوں پر جاری ظلم وستم سے روکنے میں اپنا مجاہدانہ کردار ادا کرے۔ وانا اور افغانستان بارڈر سے اپنی ایک لاکھ سے زائد فوجیوں کو بلا کر زلزلہ زدگان کی مدد کی کارروائیوں میں استعمال کریں۔ اگر حکومت نے اپنی روش نہ بدلی تو ایسا نہ ہو کہ اللہ کے عذاب کا کوڑا دوبارہ حرکت میں آ جائے اور چند لمحوں میں کچھ سے کچھ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرویز مشرف نوٹ کرلیں کہ اگر وہ امت مسلمہ کے دفاع کے لیے ۱۱/۹ کے بعد ڈٹ جاتے اور امریکا اگر پاکستان پر حملہ کر بھی دیتا تو کبھی اس قدر نقصان نہ ہوتا جتنا آج ہم نے اپنے مالک کو ناراض کر کے کروالیا ہے۔ آج ہی ہم اپنے مالک و خالق سے سابقہ گناہوں کی معافی مانگیں...... جہاد و مجاہدین کی پشتیبانی کریں......اسلام کے مقابلے میں امریکا کو نظرانداز کریں۔ اللہ ضرور ہمیں معاف کر دے گا اور پھر فقیروں و گداگروں کے بجائے حقیقی ہیرو بنا دے گا۔ ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زلزلہ وسیلاب کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داریاں

۸ اکتوبر کو صبح صبح جب لوگ اپنے اپنے کاموں پر پہنچنے کے لیے رواں دواں تھے، کچھ لوگ روزہ رکھنے کے بعد سوئے ہوئے تھے، بچے اپنے اپنے سکولوں میں پہنچ کر حاضری لگوا کر پڑھائی میں مصروف تھے، زندگی رواں دواں تھی کہ اچانک زمین کانپنے لگی، درودیوار حرکت کرنے لگے...... سب چیخ اٹھے: زلزلہ آ گیا...... اور پھر تمام لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ ہر کوئی درود شریف اور کلمہ کا ورد کرنے لگا، رونے اور گڑگڑانے لگا۔ اس دوران میں زمین کانپتی رہی، ملک کے مختلف حصوں میں عمارتیں زمیں بوس ہوتی رہیں...... چیخ پکار اور ہٹو بچو کا شور مچا رہا، چند لمحات بعد زمین ساکن ہوئی تو زندہ بچ جانے والے لوگوں کے اوسان بحال ہوئے...... پورے ملک کے ٹیلی فون یہ پتہ لگانے کے لیے مصروف ہو گئے کہ کون بچا اور کون مرا؟

ان چند لمحات میں مظفر آباد، گڑھی حبیب اللہ، مانسہرہ، ایبٹ آباد اور دوسرے شمالی علاقہ جات تباہ و برباد ہو گئے۔ بالا کوٹ کا مشہور شہر صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ مظفر آباد کا ہنستا بستا شہر اجڑ کر رہ گیا۔ قیامت خیز زلزلے کے بعد وہ اب قبرستان کا منظر پیش کر رہا تھا، جہاں چاروں طرف تازہ لاشیں اور سسکتے بلکتے زخمی پڑے کراہ رہے تھے۔ لاہور اور اسلام آباد میں متعدد بلڈنگیں زمین پر آ رہیں۔ آن کی آن میں لاکھوں جانیں موت کی وادی میں پہنچ چکی تھیں۔

پہلے بھی سونامی کا طوفان آیا، دوسرے بڑے بڑے زلزلے آئے، لوگوں نے ان سے عبرت پکڑنے کے بجائے ان کی سائنسی اور جغرافیائی تکنیکوں کو بیان کرنا شروع کر دیا کہ وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بنی ......آتش فشاں نے پھٹ کر باہر نکلنے کے لیے راستہ بنایا تھا، یہ پہلو لوگوں کے ذہنوں سے یکسر محو تھا کہ یہ ہماری بداعمالیوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں، بغاوتوں، گناہوں، غیبتوں اور دین سے دوریوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کہ وہ جہاں رحمٰن و رحیم ہے، وہاں جبار و قہار بھی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم زلزلہ کی سائنسی اور جغرافیائی توجیہات بیان کرنے کے بجائے اللہ کریم سے معافیاں مانگیں، توبہ کریں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی زندگی کو اس کے فرامین و احکامات کے مطابق ڈھالیں۔ ہم من حیث القوم اپنی زندگی کی ڈگر کو بدل کر اللہ کی فرمانبردار و مطیع قوم بن جائیں۔ لیکن دیکھنے میں آیا کہ سونامی اور ریٹا کے طوفانوں کے بعد جب گزشتہ دنوں ہمارے ملک میں بھی طوفان آیا تو نادان لوگوں نے وہی توجیحات و تاویلات بیان کرنے کی روش اپنا لی۔

قومی دھارے کو بدلنے اور لوگوں کو زندگی گزارنے کی سوچ اور فکر دینے کی ذمہ دار حکومت کے اعمال میں تبدیلی نظر نہ آئی۔ وہی حکومتی اور غیر حکومتی ٹی وی کے حیا باختہ فحش ٹی وی پروگرام چلتے رہے، میوزک اور ناچ گانے کے حیا سوز پروگراموں میں تعطل و التوا کی ذرہ برابر رمق نظر نہ آسکی۔ پورے ملک کے کیبل آپریٹر زلزلہ کی مسلسل نشریات کے دوران میں اپنے فحش پروگرام عروج پر جاری رکھے رہے۔ لوگ بھی زلزلہ آنے کے بعد کچھ دیر افسوس کرنے اور رسمی جملے بولنے کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف گئے۔ کوئی کہنے لگا: بہت بڑا المیہ ہے۔ کوئی کہنے لگا: پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا زلزلہ ہے۔ وغیرہ۔ اگر واقعی یہ جذبات دل سے نکلتے تو اللہ سے توبہ کی جاتی، گناہوں کی معافیاں مانگی جاتیں، مسجدیں آباد ہو جاتیں، بے روزگار روزہ رکھنے لگتے، سینما گھر رسماً ہی سہی، کچھ دن کے لیے بند کر دیے جاتے، کلب، میوزک سنٹر، مجرے، شرابیں، سب کچھ بند کر دیا جاتا...... لیکن افسوس...... اجتماعی طور پر ہم ایسا نہ کر سکے...... اگر ہمارا یہی رویہ رہا تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے، کہ جو رحمٰن و رحیم ہونے کے ساتھ ساتھ جبار و قہار بھی ہے، کے عذاب کو ایک بار پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دعوت دے رہے ہیں۔ یاد رکھیں! ہمارا یہ طرز عمل اگر نہ بدلا تو ہم دوبارہ تباہی و بربادی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

پاکستان میں زلزلہ کے بعد اب جبکہ ۵۰ ہزار افراد کے جاں بحق اور دو لاکھ سے زائد افراد کے زخمی ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے اور اندازہ ہے کہ ہلاک شدگان کی تعداد ایک لاکھ کو پہنچ جائے گی، ہم اور ہمارے صدر محترم کو امریکا کو امداد کے لیے پکارنے کے بجائے خود مستعد ہو کر امدادی کام کرنا شروع کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ۷۱ء میں جس طرح ہم امداد کے منتظر رہے اور پاکستان کا ایک حصہ علیحدہ کروا بیٹھے، ایسے ہی ہم امریکی امداد کے انتظار میں اپنے بہن بھائیوں کی زندگیوں کی بجھتی ہوئی لو کو بجھا بیٹھیں۔ ویسے بھی امریکی ہیلی کاپٹروں کے بھیجنے پر لوگ طرح طرح کے خدشات کا شکار ہیں کہ امریکی ان میں بھی جاسوسی آلات فٹ کر کے نہ بھیج دیں جو حساس مقامات کی معلومات اکٹھی کرتے پھریں۔

اس موقع پر زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے انڈیا نے اپنے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی اور کہا کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم آزاد کشمیر میں اپنی افواج کو بھیجیں جو وہاں امدادی کارروائیوں میں حصہ لیں۔ اس موقع پر پاکستان نے اس پیشکش کو صاف لفظوں میں مسترد کر دیا اور کہا کہ پاکستان کی افواج بھرپور اہلیت رکھتی ہیں کہ وہ ہر طرح کے مشکل حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

ایسے موقع پر مظفر آباد اور دیگر مقامات پر امداد کے منتظر لوگوں کی طرف سے حکومت مخالف کارروائیاں اور مظاہرے ہوئے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ کلیتاً بیرونی امداد پر انحصار کرنے کے بجائے ایسی ملکی محبّ وطن این جی اوز کی سرپرستی کرے اور ان سے تعاون طلب کرے کہ جن این جی اوز کی جڑیں اور رابطے عوام میں مضبوط ہوں اور لوگ ان پر اعتماد کرتے ہوں۔ ان لوگوں کو مواقع فراہم کیے جائیں کہ وہ بڑھ چڑھ کر امدادی اور جان بچانے کی کارروائیوں کو انجام دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ خدمت خلق کی ایمبولینسیں، ڈاکٹرز اور ورکرز زلزلہ آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی متاثرہ مقامات پر پہنچ کر لوگوں کی جانیں بچانے میں مصروف ہو گئے۔ جیو ٹی وی نے زلزلہ کے فوری بعد جو چیخ پکار پر مبنی مناظر اپنی سکرین پر دکھائے، ان میں جماعۃ الدعوۃ کا عملہ ہر طرف ہمہ تن مصروف عمل نظر آیا۔ پھر اس کے بعد جماعت کی طرف سے پورے ملک سے امداد روانہ کی جانے لگی۔ کراچی سے ایک سپیشل چارٹرڈ طیارہ اسلام آباد آیا کہ جس میں جماعت کے ڈاکٹرز، امداد اور امدادی کارکنان موجود تھے، جو اسلام آباد اترتے ہی متاثرہ علاقوں کو روانہ ہو گئے۔ آج بھی یہ امدادی کارروائیاں پہلے دنوں کی طرح تسلسل سے جاری ہیں۔

صدر پرویز مشرف اور ان کے یمین و یسار لوگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس موقع پر محض سیاسی بیانات دے کر سیاست چمکانے کے بجائے صرف خدمت کی طرف توجہ دیں۔ جہاں وہ جماعۃ الدعوۃ، الخدمت اور دوسری ملکی این جی اوز کو خدمت خلق کے لیے آگے لائیں، وہاں افغانستان کے بارڈر سے، جہاں 75 ہزار پاکستانی فوج بے مقصد تعینات کر دی گئی ہے، ہٹا کر متاثرہ علاقوں میں بھیجیں تا کہ وہ امدادی کارروائیوں کو جلد از جلد مکمل کر کے ہزاروں مسلمانوں کی جان بچا سکیں، اور خاص طور پر آزاد کشمیر کے لوگوں کے دلوں میں حکومت پاکستان مخالف پراپیگنڈا کو، جو دشمن کی طرف سے پھیلایا جا رہا ہے، ناکام بنا سکیں...... اس کے ساتھ ساتھ جہاں ہمیں من حیث القوم اللہ کے دربار میں رو رو کر توبہ کرنی چاہیے، وہاں حکومت کو خاص طور پر اللہ کریم سے معافی مانگنی چاہیے کہ وہ آئندہ اللہ کے نیک بندوں اور مجاہدوں کو وزیرستان یا ملک کے کسی دوسرے علاقے سے گرفتار کر کے جانوروں کی طرح پنجروں میں بند کر کے اسلام کے دشمنوں کے حوالے نہیں کرے گی۔ امید ہے اللہ کریم ہمیں معاف فرما دے گا۔ (آمین!)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود مختار کشمیر کا فارمولا

پاکستان کو غیر محفوظ اور جہاد کو ختم کرنے کی سازش

مقبوضہ و آزاد کشمیر، ہندوستان اور پاکستان میں یہ خبر تیزی سے گردش کر رہی ہے اس کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ اس کو خود مختار خطہ قرار دے دیا جائے۔ اس ضمن میں آل پارٹیز حریت کانفرنس انصاری گروپ کے رہنما میر واعظ عمر فاروق نے یونائیٹڈ سٹیٹس آف کشمیر کا تفصیلی خاکہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری تجویز ہے کہ ۱۹۴۷ء کی پاک و ہند کی پوزیشن بحال کر دی جائے۔ کشمیر کے پانچ علاقے بنا دیے جائیں، یعنی جموں، وادی کشمیر، لداخ، آزاد کشمیر اور گلگت وبلتستان کو یونائیٹڈ اسٹیٹس آف کشمیر کا حصہ بنایا جائے۔ یہ پانچوں علاقے یونائیٹڈ اسٹیٹ آف کشمیر کی ریاستیں شمار کی جائیں گی۔ یہ ایک وفاقی نظام ہوگا۔ میر واعظ کے مطابق متحدہ ریاست کشمیر کا بھارت اور پاکستان کے پاس مشترکہ کنٹرول ہوگا۔ اس نظام کے قیام کے بعد دونوں ممالک اپنی فوجیں نکال لیں۔ یاد رہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے جموں و کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے کی تجویز کو بھارت نے پہلے ہی مسترد کر دیا ہے۔

بعض حلقے میر واعظ کے اس بیان کو صدر پرویز مشرف سے ملاقات کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں، جبکہ میر واعظ عمر فاروق نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اگرچہ متحدہ ریاست کی تجویز صدر پرویز مشرف کے کہنے پر نہیں دی البتہ چند ماہ قبل دورۂ اسلام آباد میں ملاقات کے موقع پر ان سے اس مسئلہ میں مشورہ ضرور کیا تھا۔ ان کا دعویٰ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کو امریکا کی حمایت بھی حاصل ہے۔

ایک عرصہ سے حکومت پاکستان بھی کچھ ایسے ہی اقدامات میں سرگرم نظر آ رہی ہے۔ موجودہ تناظر میں پاکستان کا دفتر خارجہ، سردار عبدالقیوم خان اور میر واعظ عمر فاروق کے تسلسل سے ان بیانات کو اگر ایک دوسرے سے ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آ جائے گی کہ ماضی کی طرح آج پھر امریکی اداروں اور حکومت کی طرف سے پیش کی گئی یہ پاکستان و کشمیر دشمن تجویز ایک بار پھر آگے بڑھائی جا رہی ہے اور پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر کے پرانی سازش کو دوبارہ روبہ عمل لایا جا رہا ہے۔ اس سے امریکا کا ایک مقصد چین کے پاکستان سے مضبوط روابط کو ختم کرنا بھی ہے۔

ایسے فارمولے پیش کرنے والے اور اہل وطن یہ تو سوچیں کہ اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں ملک پاکستان کو کیا نقصانات اٹھانا پڑیں گے۔ یہ امریکا و بھارت کی مشترکہ چال ہے جس کے مطابق گلگت، بلتستان اور آزاد کشمیر کو آزاد و خودمختار ریاست کا حصہ بنا دیا جائے تو پاکستان بہت چھوٹا اور غیر محفوظ علاقہ بن جائے گا۔ یوں پاکستان کی سرحدیں جی ٹی روڈ، مری اور ہزارہ ڈویژن تک سکڑ کر رہ جائیں گی۔ پھر منگلا ڈیم بھی آزاد ریاست کا حصہ بن جائے گا، پاکستان کا اس پر کوئی حق نہ ہو گا۔ اسی طرح شاہراہ قراقرم کے ذریعہ سے چین سے رابطہ بھی کٹ جائے گا۔ اس کے نتیجے میں چین و پاکستان جن ناگفتہ بہ حالات اور پریشانیوں کا شکار ہوں گے ہر خردمند اس کا تصور کر کے ہی پریشان ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا کریں ہم اپنی حکومت کا کہ وہ امریکا کے پیش کردہ حل کو فخریہ انداز میں پیش کر کے تابعداری کا ثبوت دے رہی ہے خواہ اس میں پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی شکست ہی کیوں نہ چھپی ہو۔ امریکا و بھارت کی اس تجویز کے مقاصد میں سے ایک مقصد پاکستان و اہل پاکستان سے والہانہ جذبات رکھنے والی قوم کو پاکستان سے مایوس کر کے ہندوستان کے آگے جھکانا ہے، اور پھر یوں جہاد کشمیر کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ بھارت میر واعظ کی اس تجویز اور امریکی منصوبے کو مسترد کر رہا ہے لیکن پاکستان کے دفتر خارجہ کی بریفنگز سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ بھارت لوہا گرم دیکھتے ہی اپنے مفادات کے تحفظ اور پاکستان کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے اپنے مئوقف میں ڈرامائی تبدیلی لاتے ہوئے اس تجویز کو تسلیم کرنے کا اعلان کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ جہاد کشمیر نے اس کی معیشت، اس کی اقتصادیات اور اس کی فوج کا جنازہ نکال کر اس کی کمر توڑ کر شدید مالی خسارے کا شکار کر دیا ہے اور جہاد کشمیر سے حوصلہ پا کر ہی اس کی دوسری مظلوم ریاستیں آزادی کے لیے پر تول رہی ہیں، اور وہاں بغاوت اور فوج سے تصادم زوروں پر ہے۔ اندیشہ ہے کہ اگر یہی صورتحال رہی تو روس کی طرح بھارت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اس تباہ کن صورتحال سے نجات حاصل کرنے کے لیے خودمختار کشمیر کا فارمولا اسے اپنی سلامتی کی ضمانت نظر آتا ہے۔

اگر اس فارمولے پر عمل ہوگیا تو یہ ۱۹۷۱ء میں رونما ہونے والے سانحہ مشرقی پاکستان سے کم نہ ہوگا۔ اس موقع پر سید علی گیلانی نے خودمختار کشمیر کو کشمیری عوام کی امنگوں اور پاکستان کے مفاد کے برعکس قرار دیتے ہوئے صاف صاف کہا ہے کہ حکومت پاکستان کشمیر کے ایسے حل کو تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت خراب نہ کرے۔

گزشتہ دنوں ڈونرز کانفرنس کے موقع پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان پاکستان کے دورہ پر آئے۔ اس موقع پر چاہیے تھا کہ حکومت مسئلہ کشمیر کو بھرپور انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرتی اور کوفی عنان کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کر کے واضح اور دوٹوک انداز میں کشمیر سے متعلقہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے متعلق بیان دینے پر آمادہ کیا جاتا، اور ساتھ ہی زوردار انداز میں اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا جاتا کہ وہ اپنی قراردادوں پر عملدرآمد کروائے، مگر افسوس! حکومت نے اس مسئلہ کو سرے سے اٹھایا ہی نہیں اور کشمیر کے مسئلہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے اس سنہری موقع کو ضائع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھارت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف جگہوں سے کنٹرول لائن کھولنے کو مستقل کرنے کا کہا ہے۔ یوں اس طرز عمل پر اگر عملدرآمد ہو جاتا ہے تو پھر یہ کنٹرول لائن تو مستقل سرحد بن جائے گی اور اس کو تسلیم کرنا دونوں ملکوں کی ذمہ داری ہو گی۔ یوں ہمارا کیس ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اصل مسئلہ تو ہے ہی کنٹرول لائن کو سرحد تسلیم نہ کرنے کا۔ اگر اس کو مستقل سرحد مان لیا جائے تو پھر تو پاکستان کے پاس مقبوضہ کشمیر کے مسئلہ کو اٹھانے کا جواز ہی باقی نہیں رہتا، اور پھر اگر کوئی سرحد پار کرے گا تو بین الاقوامی سرحدی قوانین کے مطابق پاکستان مجرم ٹھہرے گا۔ یہ بات بھی جہاد کشمیر کو ختم کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا حکومت ایسے فیصلے کرتے وقت صبر و تحمل سے کام لے، کشمیریوں سے مشورہ کرے اور اپنی ملکی سلامتی کے مسئلہ میں کسی کے دباؤ کا ذرہ بھر شکار نہ ہو۔

حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ ہر ایسے اقدام سے بچے جو جہاد کشمیر اور مظلوموں کی اٹھی ہوئی آواز کے دبنے کا باعث بنے۔ حکومت مقبوضہ کشمیر کے مظلوموں کی حمایت کھل کر کرے، ان کو کسی مقام پر بھی اکیلا نہ چھوڑے اور نہ کسی ایسے فارمولے کی حمایت کرے جو کشمیر کی خودمختاری کی طرف جاتا ہو۔ یاد رہے کشمیر شروع سے ہی مسلمانوں کا خطہ ہے، اس کی جڑیں جغرافیائی، ثقافتی، دینی اور جذباتی اعتبار سے پاکستان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ یہ خطہ پاکستان کی شہ رگ ہے اور ہم اپنی شہ رگ نہ یہودیوں کے یرغمال ادارہ اقوام متحدہ اور نہ ہندوؤں اور نہ امریکیوں کے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔ کشمیریوں کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ وہ کبھی ایسے کسی فارمولے پر رضامند نہ ہوں گے جو ان کو پاکستان سے دور کر کے غیر محفوظ اور ہندوستان کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔ انہوں نے پاکستان کی خاطر گزشتہ ۱۵ سالوں میں ایک لاکھ کے قریب قربانیاں دی ہیں۔ ان کو پاکستان سے مایوس ہونے سے بچایا جائے۔ اس موقع پر اس بات کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ ہم کسی ایسے امریکی منصوبے کا حصہ بھی نہ بنیں کہ جو چین کو نیچا دکھانے کے لیے ترتیب دیا گیا ہو۔ اس طرح جہاں ہم اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلص دوست و ہمسائے سے محروم ہو جائیں گے وہاں اپنی سرحدوں کو بھی غیر محفوظ کر لیں گے۔

حکومت کو خاص طور پر اپنے اسی مؤقف پر ڈٹ جانا چاہیے جو اس نے ۱۱/۹ کے حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے اپنا رکھا تھا کہ کشمیر کا فیصلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کیا جائے۔ مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین کشمیر کو اپنے کام میں مصروف رہنے دینا چاہیے، ان کی جدوجہد آزادی میں کسی طرح رکاوٹیں کھڑی نہ کی جائیں۔ اگر حکومت نے ان کے راستے بند نہ کیے، ان کو کام کرنے سے روکنے کی امریکی و بھارتی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہ کی تو وہ وقت دور نہیں جب کشمیر کا فیصلہ میزوں کے بجائے بہت جلد میدانوں میں ہو جائے گا۔ یوں پاکستان کی شہ رگ بھی بچ جائے گی اور ہم کسی کے دباؤ کا بھی شکار نہ ہوں گے، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کشمیری بہنو!......ہم شرمندہ ہیں!

ہر طرف ولولے ہیں، غلغلے ہیں، شور وغل ہے، نوجوانوں، لڑکوں، بچوں کے گروہ در گروہ...... آرہے ہیں اور جا رہے ہیں۔ ناچ گانے کی محفلیں برپا ہیں...... مجرے ہو رہے ہیں...... شرابیں پی جا رہی ہیں...... ہر طرف عیاشیوں، بدمعاشیوں اور فحاشیوں کا راج ہے۔ ہر تیسرے گھر میں انڈیا کی لچر فلمیں چل رہی ہیں، لوگ تفریح منا رہے ہیں۔ کیوں؟...... اس لیے کہ آج ۵ فروری کا دن ہے۔ وہ تاریخی دن کہ جب ہم اپنے مسلمان کشمیری بھائیوں، بیٹیوں، بچوں، بوڑھوں کی قربانیوں کو یاد کرتے ہیں، ماؤں اور بہنوں کی لٹی عصمتوں کو یاد کر کے ان کا بدلہ چکانے کا عہد کرتے ہیں...... اور آج تک اپنے لہولہو کشمیر میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر مدد کے لیے فریادی اپنی مظلوم بہنوں کو یقین دلاتے چلے آرہے ہیں کہ......

> ''اے بہن! ہم تیرا بدلہ ظالموں سے لینے کے لیے آرہے ہیں...... اپنے آپ کو اکیلی مت سمجھنا...... بے سہارا اور بے بس و بے کس مت سمجھنا......تمہارے غیور بھائی...... ابھی زندہ ہیں، وہ تجھ پر ظلم کرنے والے ہاتھوں کو آکر توڑ دیں گے......''

ہاں، تو یہ تاریخ ساز اور تجدید عہد کا دن ہے۔ اس دن اسلام کے قلعہ کے حکمران...... اپنے چند ہم نواؤں کے ہمراہ...... مصروف ہیں۔ دعوت نامے لوگوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہالی ڈے میں ان کے ۱۰۰ کے قریب کمرے بک ہو چکے ہیں۔ ایوان اقبال کی چھت بھی ۲۵ ہزار میں ایک رات کے لیے بک ہے۔ اندرون لاہور ایک معروف پلازا کی چھت لاکھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روپے میں بک ہو چکی ہے۔ ہر طرف کباب بھونے کی خوشبوئیں اڑ رہی ہیں..... مختلف سپیشل ڈشیں تیار ہو رہی ہیں..... ہر طرف چرچا ہے کہ کچھ ''خاص مہمان'' ہمسایہ ملک سے بسنت منانے آ رہے ہیں..... ان کا والہانہ استقبال ہو رہا ہے..... ان کے سامان کو چیک نہ کرنے کی سرکاری ہدایتیں آ رہی ہیں..... ان جوانوں سے کہ جن کو تیار ہی پاکستان' نظریہ پاکستان اور اسلام کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے کیا گیا تھا، جن کو دشمن سے دبنے' جھکنے اور نہ ہی مرعوب و مغلوب ہونے کا درس دیا گیا تھا..... یہ سبق خون بن کر ان کی رگوں میں دوڑ رہا تھا..... ان سجیلے جوانوں سے ان ملک دشمن' بزدل' کمینے' گندے اور رذیل ہندو گویوں' میراثیوں اور اداکاروں کو سلیوٹ کروایا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ یہ ۵ فروری یوم یکجہتی کشمیر کی آمد کی تیاریاں اور استقبال ہے۔ کون سا کشمیر؟..... وہی کشمیر کہ جس کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا جاتا ہے..... اسی شہ رگ پر دانت گاڑنے والوں کو ہم اسی تجدید عہد کے دن..... سلیوٹ کر رہے ہیں۔ کون سا کشمیر؟..... وہ کہ جس کے باسیوں نے' جس کے ننھے منے بچوں نے' جس کے نحیف و کمزور بوڑھوں نے' جس کی بوڑھی کمزور ماؤں نے' جس کی عفت مآب بہنوں نے..... صرف اس جذبے سے اپنے ۸۰ ہزار پیاروں کو خاک و خون کی نظر کر کے قربان کر دیا کہ ہمارا یہ گلستان اسلام کے قلعہ پاکستان کے ساتھ مل جائے' یہاں کافروں کی حکومت ختم ہو جائے اور مسلمانوں پاکستانیوں کا جھنڈا یہاں لہرائے' پاک فوج کے جری جوان یہاں اپنے ٹھکانے بنائیں، انہی جذبوں کی تکمیل کے لیے ۲۲ ہزار سے زائد خواتین اسلام بیوہ ہوئیں، جبکہ ایک لاکھ سے زائد ننھے منے بچے یتیم ہو گئے۔

۵ فروری ..... کے دن ہم ان پاکستان سے محبت کرنے والوں کے دکھ درد اور غم میں شریک ہو کر ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں..... لیکن آج کل دیکھنے میں کیا آ رہا ہے کہ..... اسی کشمیر جنت نظیر کے لیے..... پاکستان کی شہ رگ کے لیے..... ہمارے حکمران..... امریکا کی غلامی میں..... اس کے ایک اشارے پر..... جہاد بند کر چکے ہیں..... مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے چکے ہیں..... مجرموں کی حیثیت سے ان کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر چکے ہیں...... مجاہد تنظیموں پر پابندیاں لگا چکے ہیں...... یہیں پر بس نہیں...... بلکہ ہم اس قدر بے حس و بے حمیت ہو چکے ہیں کہ ایک طرف تو ہم کشمیر سے یکجہتی کا رسمی طور پر اعلان کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف اسی دن بدکار، ظالم اور مسلمانوں کے خون کے پیاسوں، بزدل ہندوؤں کو شراب کے جام بھر بھر کر پیش کر رہے ہیں...... گویا ہم زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ یکجہتی کشمیر کا دن ہے، لو شراب پیو اور جیو لیکن...... ہم سے ناراض نہ ہو، کیونکہ ہم نے تم کو اپنے خطے کا چوھدری اور طاقتور پہلوان تسلیم کر لیا ہے...... اسی لیے تو تمہارے سامنے بچھتے چلے جا رہے ہیں۔ تم یہ جام پیو...... بے فکر ہو کر پیو...... پریشان نہ ہونا...... کہ اس دن بیان دینا، یا کوئی جلسہ وغیرہ منعقد کرنا تو ایک رسمی کارروائی ہے...... بعض لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے...... اور خاموش کرنے کے لیے...... باقی ہماری جانب سے آپ لوگوں کو کسی قسم کا نقصان اور دکھ نہ پہنچے گا...... اس لیے کہ ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں...... اسی لیے تو ہم آپ کو Most Favourite Nation پسندیدہ ترین قوم قرار دے چکے ہیں، اسی لیے تو ہم نے اپنے کسٹم حکام کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ ان ''مہربانوں'' کی تلاشی نہ لی جائے، نہ ان کے سامان کو روکا جائے اور نہ ان کی شراب پر قدغن لگائی جائے۔

ہماری افواج کے عظیم سپوت اور جرنیل و کمانڈر جناب صدر پاکستان سے اس دن بڑی بڑی توقعات وابستہ کی جا رہی تھیں' کہ وہ کشمیر کے مسئلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی میں اس دن کے موقع پر خطاب کرنے والے تھے۔ امریکا کے اس خطے میں ۹/۱۱ کے بعد آنے کے موقع پر ہمارے محترم صدر نے ہم سے کہا تھا کہ ہم (مسلمانوں کے خلاف) امریکا کی جارحانہ پالیسیوں کی حمایت اور مدد اس لیے کر رہے ہیں کہ وہ کشمیر کے مسئلہ میں ہماری حمایت کرے گا اور یوں ہم کشمیر کا مسئلہ حل کر کے اسے آزاد کروانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب انہی صدر محترم نے اس دن کشمیری مسلمانوں کے زخموں پر پھاہا رکھنا تھا...... لیکن...... وہ یہ کہہ کر کہ موسم خراب ہے، مظفر آباد تو نہ گئے البتہ اس خراب موسم میں ۵ فروری کو ہی ہندووانہ تہوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بسنت'' منانے کے لیے لاہور رنگ محل پہنچ گئے۔ یوں انہوں نے ہندو ثقافت اور اس کے علمبردار فنکاروں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔ ہم جانتے ہیں کہ اس موقع پر کشمیری شہدا کے وارث...... اور مظلوم کشمیری بہنیں، ہم سے زبان حال سے دریافت کر رہی ہیں کہ اے پاکستانیو!...... اے پاک خطے کے باسیو!...... ہم آپ پر کیا اعتبار کریں! ہم آپ سے وابستہ کی گئی امیدوں کے سہارے کب تک زندہ رہیں...... ہمیں بتاؤ تو سہی کہ ہمارا قصور کیا ہے' ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے...... جو تم لوگ ہمارے بھائی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہو...... اور ہمارے قاتل...... ہمارے دشمن سے انتقام لینے کے بجائے...... ہمارا مقدمہ اٹھانے کے بجائے...... اس کو اپنے سر پر بٹھا رہے ہو...... اپنے سر کا تاج بنا رہے ہو؟...... ہم مظلوم تو تم سے انہی کے خلاف اپنی مدد و نصرت کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

اے معزز و محترم، پاکباز کشمیری بہن ......! ہم شرمندہ ہیں...... کہ تیرے قاتل...... ابھی تک زندہ ہیں...... بلکہ اس کے نمایندے ہمارے درمیان آ کر...... ہم سے سلامیاں اور سلیوٹ لے کر...... ایک متکبر فاتح کی طرح واپس چلے گئے...... ہم شرمندہ ہیں کہ مکمل طور پر تیرا بدلہ لے نہیں پا رہے...... لیکن ہمارے ہاں سب ایک جیسے نہیں...... ایسے بھی ہیں جو اب بھی تمہارے پاس پہنچ کر، تم پر اپنی جانیں نچھاور کر رہے ہیں اور شہادتوں کے تمغے اپنے سینوں پر سجا رہے ہیں...... ایسے ہی پاکستان کے سب کلمہ گو تیری عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے متحد و متفق ہیں وہ تیری حفاظت کے لیے ہر دم قربانیاں دیتے رہیں گے۔ یہی عزم انہوں نے لشکر طیبہ کے شہدا کے وارثوں کے ساتھ ۵ فروری کو مال روڈ پر منعقد اپنے پروگرام میں کیا ہے، ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تیرے بہتے ہوئے خون اور لٹی ہوئی عصمت کا بدلہ اپنی جانیں دے کر ضرور لیں گے۔ ہم صرف ۵ فروری کو ہی یہ عزم نہیں کرتے بلکہ ہمارا ہر دم عزم و ارادہ یہی ہے کہ تیرے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے لیے...... ہم آ رہے ہیں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ جب ان کو اللہ کی طرف سے قربانی کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور بیٹا...... قربان ہونے کے لیے تیار، لیکن آسمان دنیا پر کچھ اور ہی فیصلے ہو چکے تھے...... ان فیصلوں کی روشنی میں آج تک ہم بھی سال بعد ایک جانور ذبح کر کے، قربانی دے کر، سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کر کے اپنے رب کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا دین اسلام ہم سے ایک اور بھی قربانی طلب کر رہا ہے۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ جو قربانی ہم ہر سال کرتے ہیں، اس قربانی کا ایک فلسفہ بھی ہے، اس کا ایک درس بھی ہے، وہ یہ کہ ہم اپنی زندگیوں کو...... اپنے شب و روز کو...... سامنے رکھیں اور اپنے ضمیر میں جھانکیں، اپنے من سے پوچھیں کہ کیا ہم دین کے لیے اپنے جان و مال کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں؟

قربانی؟...... جی ہاں...... قربانی...... وطن سے بے وطن ہونے کی قربانی...... دیس سے بے دیس ہونے کی قربانی...... عزیز و اقارب کو چھوڑنے کی قربانی، مال و دولت، عیش و عشرت، آرام و سکون، جاہ و حشمت ترک کرنے کی قربانی...... کیوں؟ اس لیے کہ...... کشمیر اور بوسنیا و کوسووا میں امت مسلمہ کی بیٹیاں ایڑیاں اٹھا اٹھا کر محمد بن قاسم کے اسلامی لشکر کی ایک بار پھر منتظر ہیں۔ آنکھوں میں امید کی کرن ہے، زبان پر لا الہ الا اللہ کے ترانوں کے ساتھ ہمارے قدموں کی چاپ سننے کو بے تاب ہیں۔ ہاں! وہ دیکھو...... دور وادی کے اس پار...... جنت ارضی میں کشمیر کی ایک بیٹی اپنے بچے کو جو کہ ہندو درندوں کی کلاشنکوفوں کی سنگینوں اور گولیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تاب نہ لاتے ہوئے...... کشمیر جنت نظیر کی وادی سے ہمیشہ کے لیے روٹھ کر جنت الفردوس میں پہنچ چکا ہے، اس دنیا سے ...... ہمیشہ کے لیے منہ موڑ چکا ہے......اس جنت سے اس جنت میں جا چکا ہے...... وہ اپنے اس راج دلارے کو سینے سے لگائے، ایڑیاں اٹھائے...... پاکستان سے آنے والے بل کھاتے پہاڑی راستے کو تکے جا رہی ہے۔ دوسری طرف بوسنیا وعراق کے ننھے منے بچے آنکھوں میں آنسو لیے، ہاں اپنی ان آنکھوں میں کہ جن میں کبھی مستقبل کے سہانے سپنے ہوا کرتے تھے...... ان ہاتھوں میں کہ جن میں کبھی کھلونے ہوتے تھے...... آج...... آج...... سفید سفید پٹیاں...... بندھی ہوئی ہیں......ان کے نرم و نازک پھول سے بدن...... جو کبھی ماں کی آغوش میں ممتا کی نرم گود میں سکون حاصل کرتے تھے...... آج ظالم سربیوں کے بارود سے تباہ شدہ محلات و عمارات کے کھنڈر میں آنکھیں کھولے، آخری سانسوں کو اس لیے روکے بیٹھے ہیں کہ...... شاید کوئی امت مسلمہ کا جوان، کوئی محمود غزنوی کا پیروکار آجائے...... تو شاید ہماری ناتواں پکار پر ہمارا کوئی بھائی لپکتا ہوا آئے۔ ہم نے کبھی سوچا کہ وہ ہمیں ہی کیوں پکار رہے ہیں اور کسی کو کیوں صدا نہیں دیتے!!؟...... اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں کہ جب دیبل کی بندرگاہ سے ایک بہن نے اپنے بھائی حجاج کو آواز دی...... سیکڑوں نہیں، ہزاروں میل دور سے پکارا...... ہائے حجاج! مجھ نہتی کی عزت پر ڈاکا ڈالا گیا ہے اور تو آرام سے حکومت کر رہا ہے......اور پھر کیا ہوا!!...... جب حجاج بہن کے نالہ وفریاد کو سنتا ہے...... تو...... ہندوستان کا نقشہ منگوا کر اس میں اپنا خنجر پوری قوت سے پیوست کر دیتا ہے اور کہتا ہے: کبریا! مجھ کو تیری کبریائی کی قسم! جب تک اپنی بہن کی آبرو کا انتقام نہیں لے لیتا...... مجھ کو بستر پر سونا حرام ہے...... اور پھر...... کائنات نے دیکھا کہ محمد بن قاسم رحمہ اللہ سمندروں، پہاڑوں، دریاؤں، وادیوں کو عبور کرتا ہوا آندھی اور طوفان کی طرح بڑھتا ہوا اپنی بہن کی مدد کے لیے آپہنچا

اور ہاں! اس لیے بھی کہ وہ مظلوم و مقہور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس معتصم کے فرزند ہیں کہ جو امور یہ جیسے عیسائی ملک میں لٹنے والی ایک بہن کی آواز سنتا ہے...... قرآن کی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکار تقاضا کر رہی ہے کہ ''مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے، تم اللہ کے راستے میں (کافروں سے) کیوں نہیں لڑتے، اور حال یہ ہوگیا ہے کہ (مظلوم و) کمزور مرد اور بچے اور عورتیں پکار رہی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی (علاقے، خطے) سے نکال لے کہ اس کے رہنے والے ہم پر بہت ظلم کرتے ہیں اور ہمارے لیے اپنی جناب سے کوئی مددگار بنا کر بھیج دے (کہ جو ہم پر جاری مظالم کے خلاف ہماری مدد کرکے ہمیں ان ظالموں کے ظلم سے بچائے)۔''

قرآن کے اسی حکم کی روشنی میں ہزاروں میل دور سے اس کے دارالخلافہ میں آواز پہنچتی ہے...... واعتصماہ ہائے معتصم سن! ...... قیامت کا دن ہوگا، تیرا گریبان ہوگا، میرا ہاتھ ہوگا...... کیوں؟ اس لیے کہ تیرے ہوتے ہوئے میری آبرو عیسائی ملک میں لٹ گئی!!

معتصم سنتا ہے...... آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی لگ جاتی ہے...... جاہ و جلال میں آجاتا ہے...... خون کی گردش تیز...... چہرہ سرخ...... رگیں حمیت سے پھڑ پھڑانے لگتی ہیں، مٹھیاں بھنچ جاتی ہیں۔ اللہ کے خوف اور جوش انتقام سے جسم کانپ رہا ہے۔ شیر کی پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہوجاتا ہے اور پوری قوت سے پکارتا ہے...... لبیك یا بنت!

اے امت محمد ﷺ کی بیٹی!...... میں تیرا انتقام لینے کے لیے آرہا ہوں کہ کل قیامت کے دن کی جوابدہی سے ڈرتا ہوں۔

آج کابل سے سری نگر، اور فلپائن سے بوسنیا تک ہماری عفت مآب بہنیں اور بوڑھی مائیں اپنے ضعیف، کمزور، ناتواں کانپتے ہوئے ہاتھوں کو بڑھا کر ہمیں مدد کے لیے پکار رہی ہیں، اپنی کمزور آنکھوں سے ہمارے گھوڑوں کے سموں سے اڑتی ہوئی خاک کے منظر کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔ زندگی کی خوشیوں میں مشغول...... اے نوجوان ملت! اے چیتے کا جگر رکھنے والو!...... اے شاہین کا حوصلہ اور شیر کی ہیبت رکھنے والو!...... کیا ہم اپنی زخمی، بے کس، مجبور و مظلوم ماؤں کی صداؤں کا...... کشمیر میں مظلوم بہنوں کی آہوں کا، سسکیوں کا......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی جواب نہ دیں گے؟ کیا ہم ان کو مایوسیوں کے سمندر میں غوطے کھانے کے لیے پھینک دیں گے؟ کیا ہم ان کی مدد کو دیوانہ وار لبیک یا اخت لبیک یا بنت کہتے ہوئے نہ لپکیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں...... معصوم فرشتوں کو...... ہمارا یہ پیغام سنا دو کہ!

اے بہنو! ٹھہرو......ابھی امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا، اے ماں! ٹھہرو...... اپنے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو مایوسی سے واپس نہ پلٹانا۔

اے فلپائن، بوسنیا اور عراق و افغانستان کے شاہینو! ہمت نہ ہارنا ہم آ رہے ہیں، شہادتوں کی شاہراہ پر چلتے ہوئے...... ولولوں غلغلوں طنطنوں کے ڈنکوں کے ساتھ...... آپ کے دست راست اور بازو بننے کے لیے......ہم آ رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرف کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے

آقائے دو جہاں، محبوب کائنات، سرکار دو عالم، شاہ امم، سلطان مدینہ اپنی تابانیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہیں کہ اتنے میں چند لوگ آ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: آقا! ہمیں پیٹ کی بیماری نے پریشان کر رکھا ہے، ہمیں اس کا علاج بتائیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا: جاؤ یہاں سے دور ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم اونٹ چرا رہے ہیں' تم ان کے پاس جاؤ، وہاں رہو، اونٹنیوں کا دودھ وغیرہ پیو، صحت یاب ہو جاؤ گے۔ وہ اونٹوں کے چرواہے صحابہ کے پاس پہنچ گئے، وہاں رہے' خوب سیر ہو کر دودھ پیتے رہے اور رسول رحمت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق علاج کرتے رہے۔ کچھ دنوں بعد بھلے چنگے اور صحت مند ہو چکے تھے۔

اب انہوں نے تندرست ہونے کے بعد شیطانی وسوسے کے مطابق سوچنا شروع کیا کہ کیوں نہ یہ سب اونٹ ہم ہانک کر لے جائیں، لہٰذا انہوں نے چرواہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پکڑا، ان کی آنکھوں میں گرم تپتی سلائیاں پھیر کر ان کی ٹانگیں اور بازو کاٹ کر ان کو شہید کر دیا اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلتے بنے۔ اس بات کا اللہ کے نبی ﷺ کو پتا چلا تو آپ کو شدید دلی صدمہ پہنچا، اپنے پیارے فرمانبردار صحابہ کی اس اذیت ناک موت کے صدمے سے آپ نے حکم دیا کہ ان کا پیچھا کیا جائے اور ان کو گرفتار کر کے لایا جائے۔ لہٰذا ان کو گرفتار کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو ویسے ہی تکلیفیں دے دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے جس طرح انہوں نے میرے صحابہ کے ساتھ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ان کو پکڑا گیا، ان کی ٹانگیں اور بازو کاٹ دیے گئے، ان کے جسم سے خون پانی کی طرح بہ رہا تھا، وہ جاں بلب پانی مانگ رہے تھے لیکن ان کو کوئی پانی نہ دے رہا تھا۔ پھر ان کی آنکھوں میں دہکتی سلائیاں پھیری گئیں...... کیوں؟...... اس لیے کہ انہوں نے آقائے دو جہاںؐ کے پیارے صحابہ کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور اس کے ردعمل میں امام کائناتؐ نے بھی ارشاد فرمایا کہ جس طرح تکلیفیں دے دے کر انہوں نے میرے صحابہ کو شہید کیا، تم بھی ان کو وہی اور ویسی ہی سزائیں دے کر ختم کر دو۔ اس کے بعد یہ قانون بن گیا کہ جو جتنی کسی کے ساتھ زیادتی کرتا، اسے اتنی زیادتی محاسبہ کے وقت برداشت کرنی پڑتی۔ اس بات کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کسی کا دانت توڑتا ہے تو بدلے میں دانت توڑ دیا جائے' اگر ہاتھ، کان، ناک، بازو توڑتا ہے تو بدلے میں اس کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے جیسا اس نے ظلم کیا تھا، اس کو قرآن نے قصاص کہا ہے، یعنی مومنو! ظالموں سے اس طرح قصاص لو کہ اسی میں تمہاری زندگی اور بقا ہے۔ یعنی زیادتی نہ کرو۔ جس قدر کسی نے زیادتی کی ہو، بدلہ میں تم بھی اس قدر اور اسی طرح اسے سزا دے سکتے ہو۔ یہ نہ ہو کہ تم اس کی زیادتی سے زیادہ ظلم کرو۔

ماضی قدیم کے یہ مناظر ہمارے ذہن میں کیوں گردش کر رہے ہیں؟ اس لیے کہ پاکستان کے خود ساختہ صدر جنرل پرویز مشرف نے بادل نخواستہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان کا ہر بچہ و بوڑھا اور جوان ان کے احتساب کا مطالبہ کر رہا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے کس کس جرم کا احتساب کیا جائے بقول شاعر:

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

کہ امت کا جسم تو ان کے لگائے گئے چرکوں کی بنا پر جگہ جگہ سے زخمی ہے، جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں بچا جو چیر پھاڑ اور زخمی زخمی نہیں ہے۔ ان سے کس کس جرم کا حساب لیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کس کا نہ لیا جائے۔ انہوں نے امریکا کو افغانستان میں داخل ہونے کی دعوت اور جواز فراہم کیا اور پھر مسلمانوں کے قتل و غارت میں اس کے ساتھ ہر طرح سے بھرپور تعاون کیا۔ بیٹی وزیرستان کی ہو یا وانا کی، سوات اور دیر کی ہو یا مالاکنڈ کی، افغانستان کی ہو یا عراق کی...... سب ہماری ہی بہنیں اور بیٹیاں ہیں، جن کے سروں سے ردائیں اور دوپٹے کھینچ کر ہمارے کمانڈو صدر صاحب نے ان کے چہروں اور سروں پر خون کے غازے مل دیے، کچھ کو بم مار مار کر مار دیا، باقیوں کو بے غیرت امریکی فوجیوں کے حوالے کر دیا۔ قبائلی علاقوں کے مدرسوں بچوں، بوڑھوں، عرب و افغان اور پاکستانی مجاہدین کا خون بے دریغ بہایا تاکہ امریکا خوش ہو جائے، پاکستانی فوج کو اپنے ہی کلمہ گو پاکستانی باشندوں سے لڑا کر ان کی عزت و وقار میں کمی کا باعث بنے اور عالمی طور پر پاکستانی فوج کا مورال گرا اور اسے ناکام فوج ثابت کر کے اس کی جگ ہنسائی اور بے عزتی کا باعث بنے۔ لائن آف کنٹرول پر سرحدوں پر انڈیا کو مستقل مورچے قائم کرنے اور باڑ لگانے کی اجازت دی۔ بھارتی فوج کو افغانستان میں پاکستان اور طالبان کے خلاف اپنا نیٹ ورک قائم کر کے تسلط جمانے کے مواقع فراہم کرنا اور ان انڈین آرمی اور ایجنٹوں کے خلاف اٹھنے والے طالبان جیسے بے لوث مردانِ حق کو اپنی ہی سرزمین پر اپنی ہی فوج سے گولیوں کا نشانہ بنوانا اور امریکا کے طیاروں کے ذریعہ سے طالبانِ قرآن مروانا، پاکستانی حدود میں پاکستانی شہریوں پر امریکا کو حملے کرنے اور قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کی اجازت دینا اور معاہدے کرنا، صرف چند ٹکے اور ڈالر لینے کے لیے سیکڑوں ہزاروں پاکستانیوں اور عرب باشندوں کو پیسے لے کر دلال کا کردار ادا کرتے ہوئے فی بندہ کمیشن لے کر کلمہ گو مظلوم مسلمانوں کو امریکا کے حوالے کرنا، ڈاکٹر عافیہ صدیقی بیچاری بھی ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل ہے، پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو کافروں کے ہاتھوں میں دینا اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کو ساری دنیا کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے مجرموں کی طرح قید کر دینا، ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی اور سیکڑوں بہنوں، بیٹیوں کو امریکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے کر دینا، روشن خیالی کے نام پر اسلام دشمن کارروائیاں کرنا، دین داروں کا گھیراؤ کرنا اور کافرانہ تہذیب کو پاکستان میں رائج کرنا'یوں تو جرائم ان کے اتنے ہیں کہ اگر دریا میں ڈال دیں تو سیلاب آ جائے...... آخر کس کس کے بیٹے کے خون کا حساب ان سے لیا جائے ...... وطن کے ساتھ کون کون سی غداریوں کا مواخذہ کیا جائے...... دین دشمنی کی کون کون سی سازشوں کا احتساب کیا جائے...... دماغ حساب لگانے اور شمار کرنے سے عاجز آ جاتا ہے...... جبکہ ہر شہری کا مطالبہ اور خواہش ہے کہ ان کا احتساب ہونا چاہیے۔ ایسے موقع پر حکمرانوں کو اپنی پرویز مشرف سے ڈیل کو نظر انداز کر کے حساب لینا ہوگا۔ ان کو فرار کر کے خود بھی بہت بڑے قومی جرم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ مشرف بچ نکلنے کے محفوظ راستہ کے خلاف ہیں، لہٰذا ان کے بتائے اصول کے مطابق انہیں یہ سہولت نہیں ملنی چاہیے۔ نہ مشرف ایسے لوگوں کو عدالت میں پیش کر کے لمبے چوڑے بکھیڑوں میں پڑنے کے متحمل اور قائل ہیں۔ وہ بزعم خود ایسے مجرموں کو موقع پر ہی ختم کر کے نام ونشان مٹا دینا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا کیا ہی اچھا ہو کہ ان کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے انکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے۔ میں تو لمبے چوڑے کیسوں اور جرائم کی تفصیلات و جزئیات میں الجھنے کے بجائے صرف اتنا کہتا ہوں کہ ان کا احتساب کرنے کے لیے لال مسجد میں شہید ہونے والی بچیوں کی توتلی زبانوں کے ذریعہ سے قرآن کی بروقت فضا میں گونجتی تھی۔ ان چھوٹی بچیوں کے بھائیوں یا بڑی بہنوں کے حوالے کر دیا جائے۔ ان کو تلوار یا کلاشن دے کر کہا جائے: چاہے تو بدلہ لے لو، چاہے معاف کر دو۔ پھر وہ جو چاہیں کریں۔ یا پھر جامعہ حفصہ میں گرفتار ہونے والی ان جوان بچیوں کے والدین کے سامنے مشرف کو پیش کیا جائے کہ جن کی بچیاں گرفتاری کے بعد سے لے کر آج تک گھر واپس نہیں پہنچ سکیں...... ان کو اختیار دیا جائے، وہ جیسے چاہیں اس سے بدلہ لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر غزوہ (جرار) ہی کیوں......؟

فون پر بیل ہوئی مگر میں اسے نظر انداز کر کے اپنے کام میں مصروف رہا۔ بیل دوبارہ اور پھر سہ بارہ ہوئی تو مجھے فون سننا ہی پڑا۔ دوسری طرف کوئی بہن تھی ۔ وہ پوچھ رہی تھی: آپ طاہر نقاش بھائی ہیں؟ میں نے کہا: میری بہن! اگر آپ نے طاہر نقاش کو فون کیا ہے تو وہی ہے اور کوئی نہیں، مسئلہ بتائیں؟ وہ بہن کہنے لگی: میں سکھر سے بول رہی ہوں، آپ کو میرا خط مل گیا ہے؟ اس کے بعد اس نے اپنا نام بتایا۔ میں اس کا خط پڑھ چکا تھا، بتایا کہ ہاں مل گیا ہے۔ پھر وہ بہن اپنی بپتا بیان کرتے ہوئے رونے لگی...... روتی چلی گئی اور پھر اس کی ہچکیاں بندھ گئیں ۔ میں نے کہا: بہن صبر کرو، اپنے اوپر قابو رکھو، اللہ کریم غفور الرحیم اور اپنے بندوں پر مہربان وشفیق ہے ۔ بندے کی ندامت وشرمندگی اور پھر آنسوؤں کا بہنا اس کی توبہ کی قبولیت کا نشان ہوتا ہے ۔ اب آپ کو اللہ کریم کے حضور ہدایت ملنے پر شکر کے سجدے ادا کرنے چاہئیں۔ بہن بتا رہی تھی کہ میری ہدایت کا سبب آپ کا اخبار ''غزوہ'' بنا ہے ۔ اگر غزوہ میں آپ کی تحریر نہ پڑھتی تو شاید ہمیشہ اس گناہ کی لت کا شکار رہتی'یوں اپنی دنیا بھی خراب کرتی اور آخرت بھی برباد کر بیٹھتی ۔ اللہ آپ کے اخبار کو دن دگنی، رات چوگنی ترقی دے ۔ یہ بہن ایک غلطی اور گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی تھی پھر غزوہ پڑھنے کے نتیجے میں رو رو کر، گڑگڑا کر اللہ کے حضور معافی مانگتے ہوئے تائب ہوئی ۔ اس کی تفصیل اس نے اپنے خط میں لکھی کہ وہ کون سی غلطی اور گناہ کی شکار ہوئی اور کیسے تائب ہوئی؟ یہ خط میں نے اپنی کتاب ''قلم کے آنسو والیم ون'' میں ''اللہ تعالیٰ تو معاف کر چکے مگر دنیا والے معاف نہیں کر رہے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عنوان سے درج کر دیا ہے۔

آج کل کے پرفتن دور میں جب الیکٹرانک میڈیا پر کفر و شرک اور فحاشی و عریانی کے منہ زور طوفان سر اٹھائے حملہ آور ہونے کے لیے ہمارے گھروں کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں ...... اور جن کی زد میں آ کر ہماری اولادیں، بہنیں، بیٹیاں، بیٹے اور مائیں بھی تباہی و بربادی کا نشانہ بن رہی ہیں، دین سے دور، بیزار، مادر پدر آزاد، کفر کی معاون، شیطان کی آلہ کار اور دست راست بن رہی ہیں، ایسے حالات میں امت مسلمہ کا ہر فرد پریشان ہے کہ وہ کرے تو کیا کرے، جائے تو کدھر جائے، اپنے ماتحت افراد خاندان کو کنٹرول کرے تو کیسے کرے، ان کی صحیح تربیت کرے تو کیسے کرے؟...... وہ ایک بیٹے یا بیٹی کی تربیت مسلسل سولہ سال تک کرتا ہے، یہ تربیت بے حیا رویے اور بے دین میڈیا کا ایک ڈراما یا ایک مضمون ایک گھنٹے میں برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایسے میں کوئی بھی سربراہ خاندان نہ کسی کو ہر وقت اپنے ماتحت لوگوں پر نگران مقرر کر سکتا ہے اور نہ ان کی ایک ایک بات اور عمل پر پہرہ لگا سکتا ہے اور نہ ہی قدغن ہی لگا سکتا ہے۔ ایسے میں ان کی ایسی ذہن سازی کی ضرورت ہے جو ان میں حق و باطل، صحیح و غلط، حلال و حرام میں تمیز اور فرق کرنے کی قابلیت پیدا کر سکے۔ ایسی نفسیاتی روحانی اور جسمانی تربیت کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بغاوت پر مبنی ہر کام کے ارتکاب کے وقت ان کے اندر کا الارم بج اٹھے۔ ان کے ضمیر کے سوتے جاگ اٹھیں۔ وہ ایسا کام کرنے سے پہلے خود ہی اپنے آپ کو اس کے ارتکاب سے روکیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ ایسی تربیت کرے کون؟ معاشرہ کے چاروں طرف تو کفر و الحاد، بے حیائی و فحاشی، تاریک تر روشن خیالی کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ ہر سطح اور ہر میدان سے اہل ایمان پر کفر کی گمراہ کن یلغار ہے۔ کوئی رسالہ ہو، کوئی اخبار ہو، کوئی میگزین یا کتاب ہو...... یا کوئی چینل ہو...... ہر طرف اہل ایمان کی شمع کو گل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے اپنے گھر میں تمام قومی اخبارات کا داخلہ اس لیے ممنوع قرار دے دیا کہ ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاحشہ عورتوں کی ننگی اور گندی تصویریں، خبریں اور پروگرام ہوتے ہیں، جو اولاد کی سنجیدہ اور مثبت تربیت کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ٹی وی اور پھر نت نئے چینلوں نے بڑھ چڑھ کر منفی کردار ادا کیا ہے۔ کتنے ہی باپ اپنی بیٹیوں اور بھائی اپنی بہنوں کے بدلے ہوئے طور طریقے اور لچھن دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں...... کہ ان کو کیا ہو گیا ہے...... یہ کیا کر رہی ہیں، ہم نے تو پردہ کا مکمل انتظام کر رکھا ہے!!؟...... پھر ان پر کون اثر انداز ہو گیا ہے؟...... ان کی حیا، شرم والی سنجیدہ مختصر با مقصد گفتگو کی جگہ ایف ایم کی اناؤنسرز کے شوخ، بے حیا، بے باک، بے شرم لب و لہجے نے کیسے لے لی؟...... ان کے ساتر ڈھیلے ڈھالے باوقار لباس کی جگہ یہ مختصر عجیب وغریب وضع قطع کے حامل اور جدید حیا باختہ فیشن پر مبنی کٹے پھٹے لباس کیسے آ گئے......؟ ان کی نماز، تلاوت اور مطالعہ کی عادت کی جگہ ٹی وی ڈش نے کیسے سنبھال لی۔ ان کی سیرت النبی ﷺ، سیرت صحابیات اور قرآن وحدیث کے تراجم سے دلچسپی کی جگہ شیکسپیئر کے فلسفے اور یورپی تہذیب کی کٹی پھٹی لاش نے کیسے لے لی!!؟

ان باتوں کا جواب صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے گھروں کی طرف توجہ دینی چھوڑ دی ہے۔ اپنی مصنوعی مصروفیات کو اس قدر بڑھا لیا ہے کہ ہمیں سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی تو ہم اپنی اولاد اور خاندان کی تربیت کے لیے اپنی ''مصروف زندگی'' سے وقت کیسے نکالیں گے۔ ہم تو گھر میں صرف چند گھنٹے سونے کے لیے آتے ہیں۔ جب آپ اپنے بیوی بچوں کو وقت نہ دیں گے تو قرآن مجید کی زبان میں اولاد آپ کے لیے دنیا اور آخرت دونوں جگہ فتنہ کا باعث بن جائے گی۔ یاد رکھیں!...... اولاد، ماتحت اور متعلقین کو اپنے لیے فتنہ نہ بنائیں بلکہ باعث رحمت بنائیں، جو آپ کے مرنے کے بعد باعث زحمت نہیں بلکہ باعث رحمت اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بن سکیں۔ اس کے لیے ان کو ایسا لٹریچر مہیا کریں کہ جسے وہ آپ کی غیر موجودگی میں بھی پڑھیں تو فلاح وخیر کے خزانوں کو ہی پائیں، تخریب کے بجائے تعمیر کا باعث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیں ، برائی کے بجائے نیکی کو گلے لگائیں۔

آج کل کے پرفتن دور میں ایسا لٹریچر ملنا اگرچہ مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ ہفت روزہ غزوہ ایسے لٹریچر میں سرفہرست ہے۔ کتنے ہی لوگوں کی زندگیوں میں اس نے انقلاب برپا کر دیا۔ کتنے ہی پریشان حال لوگوں کو اس میں ہفتہ وار شائع ہونے والے کالم ''آپ کے سوال قرآن وسنت کی روشنی میں'' نے حیات نوبخشی ہے۔ کتنے ہی لوگوں کو شرک وبدعت کے گھپ اندھیروں سے نکال کر شاہراہ توحید پر گامزن کیا ہے۔ کتنی ہی بہنوں کو بے پردگی کی دلدل سے نکال کر حجاب کے سائے میں سانس لینے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ کتنے ہی نو جوانان رعنا کو زمانے کی گندگیوں سے نکال کر جہاد کے میدانوں میں جانے کی راہ دکھائی، جس کے نتیجے میں انہوں نے بعد میں شہادت کی خلعت پہنی اور اس کے خاندان والے ایک شہید کے وارث بنے ،اور کتنے ہی خاندانوں کی اصلاح غزوہ کے اس تیار کردہ مجاہد کی شہادت نے کر کے ان کو دنیا وآخرت کے مثالی افراد بنا دیا۔ کتنے ہی موسیقی وفلم کے متوالوں کو راہ نجات دکھا کر تلاوت اور ترانوں کے شغل کو اپنانے اور اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کی تعلیم دی۔ ہم بھی آپ سے گزارش کریں گے کہ اپنی اولاد کو ڈائجسٹوں ،رسالوں، افسانوں سے ہٹا کر ایسے تعمیری لٹریچر کا عادی بنائیں، جوان کو اسلام کا خادم آپ کا فرمانبردار وتابعدار بنائے۔ ایسا لٹریچر اب کفر کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے منظر عام پر آچکا ہے مثلاً روضۃ الاطفال (بچوں کے لیے)، طیبات (بچیوں اور خواتین کے لیے)، ضرب طیبہ (طلبہ اور جوانوں کے لیے)، مجلۃ الدعوۃ (ہر طبقہ کے لیے)، وائس آف اسلام (انگریزی دان طبقہ کے لیے)، باب الاسلام (سندھی پڑھنے والوں کے لیے)...... ان سب میں مقبول عام اخبار غزوہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کی ہر بات دل میں اترتی جاتی ہے، ایمان کو گرماتی ہے، مایوسیوں کی چھا جانے والی لہر اور دھند کو دور کرتی ہے۔ امت مسلمہ کی وہ حوصلہ کن خبریں دیتی ہے جس کو کفر کا میڈیا جان بوجھ کر نظر انداز کرتا ہے اور ہمیشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے سامنے حوصلے پست کرنے والا پہلو پیش کرتا ہے۔ یہ غزوہ کی مقبولیت کا ثبوت ہی ہے کہ اس کی اشاعت ہر ہفتہ ایک لاکھ پچانوے ہزار یعنی دو لاکھ ہے۔ اپنی اولاد، اپنے دوست احباب، رشتہ داروں، عزیز واقارب اور ملنے ملانے والوں کی فکر کریں اور ان کو غزوہ جیسے دلچسپ، رہنما تربیتی وفکری اخبار کا تحفہ دیں، آپ بہت جلد ان میں مثبت تبدیلی محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ

اس مسئلہ میں والدین کو خصوصی توجہ کرنی چاہیے۔ بچے والدین کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے اپنی عملی زندگی کا جس طرح کا نمونہ رکھیں گے وہ مستقبل میں ویسے ہی افراد معاشرہ بنیں گے۔ آپ ان کو سیکھنے کے پیریڈ میں جو مہیا کریں گے وہ اس سے راہنمائی لے کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھال لیں گے۔ آپ اپنی اولاد کو ایسا لٹریچر مہیا کریں جو آپ کے مرنے کے بعد آپ کے لیے صدقہ جاریہ اور دنیا میں نیک نامی کا باعث بن سکے۔ ایسا نہ ہو کہ جب ان کو کوئی سرزنش کی جائے تو وہ آپ کو اس کا مورد الزام ٹھہرائیں کہ ہمیں ہمارے والدین نے جو سکھایا وہ ہم کر رہے ہیں۔ ایسا کوئی نیک کام انہوں نے ہمیں سکھایا ہی نہیں تو ہم کیسے کر سکتے ہیں!!؟

میں اپنے مضمون کو لاہور سے نکلنے والے میگزین ایجوکیشن ٹائمز میں شائع ہونے والے ایک واقعہ پر ختم کرتا ہوں۔ صاحب مضمون بتاتا ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا لندن میں رہتا تھا، اس کو فون کے ذریعہ سے باپ کی وفات کی اطلاع دے دی گئی۔ وہ پاکستان آیا تو میت دفنائی جا چکی تھی۔ لوگوں نے یہاں جاری رواج کے مطابق اس سے کہا کہ اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کرو اور نماز اور قرآن پڑھو تاکہ تمہارے نیک اعمال ان کے لیے صدقہ جاریہ بن سکیں۔ اس نے حیران ہونے کے بعد ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

”میں ایسا نہیں کر سکتا، اس لیے کہ پاپا نے مجھے نہ قرآن پڑھایا اور نہ اس کا ترجمہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سمجھایا۔ مجھے تو انہوں نے لا Law (قانون) کی موٹی موٹی کتابیں پڑھائی تھیں ، وہ مجھے آتی ہیں۔ اگر کہتے ہیں تو وہ پڑھ کر بخش سکتا ہوں۔ اس لیے کہ ان کے علاوہ میں کچھ پڑھنا جانتا ہی نہیں۔"

دیکھیں! آپ اپنی اولاد کو کیا پڑھا رہے ہیں؟ کہیں وہ بھی آپ کے مرنے کے بعد قولی یا عملی طور پر یہی بات نہ کہہ دیں جو اوپر ایک جوان کہہ رہا ہے۔ آپ ان کی ایسی فکری اور ذہنی تربیت کر کے جائیں کہ وہ دوسروں کی بھی راہنمائی کر سکیں۔ اس کے لیے ہم 'ہفت روزہ غزوہ" تجویز کرتے ہیں، جو ایک بہترین استاد اور مربی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں، اولاد اور خاندان کو بھی پڑھائیں اور دوستوں عزیزوں کو تحفہ دیں۔ کراچی سے غزوہ کی مسلسل دو سالہ اشاعت کی کامیابی پر ہمارا یہ مشورہ یقیناً آپ کے لیے خوشیوں کا پیغام لائے گا۔ ان شاء اللہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج پہ جانے والو......! یہ بھی پڑھتے جاؤ!

اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عطا کردہ استطاعت و توفیق کے باعث پچھلے دنوں محبوب کائنات، سرور دو جہاں کے دیس میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی (فللّٰہ الحمد)۔ وہاں میں نے حجاج و معتمرین کو بعض پریشانیوں میں مبتلا دیکھا۔ بھائیوں کے حکم پر چند امور قارئین کے سامنے رکھنے کے لیے قلم برداشتہ ہونا پڑا ہے۔ والدہ صاحبہ چونکہ سات دفعہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کر چکی ہیں، اس لیے روانگی سے قبل اپنے تجربات کی روشنی میں مجھے نصیحت کرنے کے انداز میں کہنے لگیں کہ بیٹا! پی آئی اے کی ٹکٹ نہ کٹوانا بلکہ سعودی یا کسی دوسری ایئر لائن کے ذریعہ سفر کرنا۔ لیکن ہم نے سوچا کہ یہ قومی ایئر لائن ہے' اس میں سفر کرنے سے ملک کو فائدہ ہوگا' لہٰذا ہم نے اسی جذبہ کے تحت ''باکمال لوگوں کی لاجواب سروس'' کی حامل ایئر لائن یعنی پی آئی اے میں سفر کرنا پسند کیا۔ لیکن ہمیں جلد ہی والدہ کی نصیحت مبنی برحقیقت اور سودمند نظر آئی کیونکہ طیارے میں سفر کے دوران جب ہم نے میقات آنے سے قبل طیارے کے عملہ سے دریافت کیا کہ ہم کس جگہ پر کپڑے تبدیل کر کے احرام باندھیں؟ تو انہوں نے جھٹ سے جواب دیا: ''لیٹرین میں'' ہم حیران و پریشان ہوئے اور بے یقینی میں دوسری دو ایئر ہوسٹسوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی بڑی بے اعتنائی سے یہی جواب دیا۔ ہم فلائٹ انچارج جناب عبدالعزیز صاحب کے پاس پہنچے، جو وردی پہنے اپنی ڈیوٹی کر رہے تھے۔ جب ان سے شکایت کی تو انہوں نے کورا کرارا جواب دیا کہ جناب! یہ جمبو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاز انگریزوں نے بنایا تھا، ان کو نہ معلوم تھا کہ اس میں عمرہ والے بھی سفر کریں گے ورنہ وہ کوئی کیبن احرام باندھنے کے لیے بھی بنادیتے۔ میں نے کہا: لیکن اس کو استعمال تو آپ یعنی مسلمان کررہے ہیں بلکہ اس کے بوڑھے ہونے پر بھی اسے نہیں چھوڑ رہے، آپ ہی احرام باندھنے والوں کے لیے کوئی باپردہ احرام باندھنے کا بندوبست کریں، کہ فی کس ۴۰، ۴۰ ہزار روپیہ آپ نے لیا ہے نہ کہ انگریز نے، یوں اس جہاز میں ۴۷۰ عمرہ کرنے والے سوار ہیں۔ باقی آپ لوگوں کا کہنا لیٹرین میں جائیں اور احرام باندھیں، میں آپ کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اگر آپ لیٹرین میں جاکر صرف اپنی پینٹ شرٹ تبدیل کرکے دکھادیں تو میں مان جاؤں گا کہ حاجی حضرات بھی بغیر کسی پلیدی میں لتھڑے اور کسی مشکل کا سامنا کیے احرام پہن لیں گے۔ اس پر وہ خاموش ہوگیا، اس لیے کہ لیٹرین اس قدر چھوٹی تھی کہ وہاں نصب انگریزی طرز کے کموڈ پر بیٹھ کر صرف پاؤں ہی فرش پر رکھے جاسکتے تھے۔ اس موقع پر ہمیں ان حاجیوں پر رشک محسوس ہوا جو کہ لاہور ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ کر طیارہ میں سوار ہوئے تھے اور اب سکون سے سفر کررہے تھے۔ بہرحال پھر کچھ حاجیوں نے وہاں بنائے گئے مختصر سے کچن سے ایئر ہوسٹسوں کو نکال کر اس کے دونوں جانب کھلے حصوں پر چادریں تان کر احرام باندھے اور کچھ حضرات چھوٹی چھوٹی جگہوں پر قدآور کپڑے (چادریں) تان کر کھڑے رہے اور باقی حضرات ان کی اوٹ میں شرمناک انداز میں احرام باندھتے رہے۔

جدہ پہنچے تو رن وے پر اترنے سے پہلے طیارہ کے عملہ نے ایک ایک کارڈ تمام حاجیوں میں تقسیم کردیا کہ جس پر نام ولدیت ایڈریس وغیرہ کے خانے بنا کر باقی جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ لیکن عملہ نے اس کے متعلق کوئی رہنمائی نہ کی کہ یہ کیا ہے' اس کا مقصد کیا ہے' اسے کیا کرنا ہے؟؟ وغیرہ وغیرہ۔

ایئرپورٹ پر سعودی عملہ نے یہی کارڈ طلب کیے تو جن حاجیوں نے سنبھال لیے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جلدی جلدی نکال کر پیش کر دیئے اور جو طیارہ وغیرہ میں پھینک آئے تھے ان کو ایک طرف لائن میں کھڑا کر دیا گیا، لیکن کارڈ پیش کرنے والوں کو بھی آخر پریشانی میں نادہندگان کی لائن میں ہی کھڑا کر دیا گیا۔ سب پریشان تھے معاملہ کیا ہے!؟ تحقیق پر پتہ چلا کہ یہ کارڈ پُر کرنے تھے اور یہاں جمع کروانے تھے، پھر آگے جانے کی اجازت ملنی تھی۔ آخر پر پتہ چلا کہ کارڈ پر کوائف انگلش میں درج کرنے تھے لیکن جن لوگوں نے کارڈ پر کیے تھے وہ اردو وغیرہ میں تھے۔ آخر سعودی ایئرپورٹ کے عملہ نے پی آئی اے کے کرنے کا کام خود کیا اور ہر حاجی سے پاسپورٹ لیکر اس سے دیکھ کر نام پتہ ایڈریس وغیرہ انگریزی میں نئے کارڈ پر لکھ کر حاجیوں کو تھماتے گئے اور وہ مطلوبہ جگہ جمع کروا کر خلاصی کرواتے گئے۔

اب ایئرپورٹ پر چیکنگ کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد جب ایئرپورٹ ٹرمینل سے باہر نکلے تو ہم سب حاجی شکوے، شکایتیں اپنے مہربانوں سے کرنے کے لیے بھرے پڑے تھے لیکن وہ تو یہاں پر موجود ہی نہ تھے حالانکہ پاکستان میں انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہماری ٹریول ایجنسی کی معرفت سفر کریں، آپ کو ذرہ بھر پریشانی و تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی۔ ہم آپ کے خادم (پاکستانی ٹریول ایجنٹ) وہاں سعودیہ میں آپ کے منتظر و موجود ہوں گے، بلکہ ہر لحاظ سے آپ کے ساتھ ہوں گے۔ آپ کو عمرہ و زیارتیں کروا کر کسی حاجی کو کوئی ایجنٹ کہ جس کے ساتھ اس نے اپنے تعلقات کی کہانیاں اور خصوصی مراسم کی مہربانیوں کے طویل قصے جہاز میں چھیڑ رکھے تھے' وہاں منتظر نظر نہ آیا۔ ہاں البتہ جونہی ٹرمینل گیٹ سے باہر نکلے تو کچھ تیز طرار بدو ہماری طرف تیزی سے بڑھے اور پاسپورٹ چیک کروانے کا حکم دینے لگے۔ سب نے پاسپورٹ ان کے سامنے کر دیئے کہ شاید یہ بھی چیکنگ والا عملہ ہی ہو۔ البتہ ان کا ڈرائیوروں جیسا عربی لہجہ دیکھ کر شک بھی ہوتا تھا کہ یہ "چھرا مار عربی" بولنے والے پڑھے لکھے ایئرپورٹ کے عملہ کے ارکان نہیں ہو سکتے۔ لیکن سابقہ تجربات کے ڈسے حاجیوں نے بغیر کسی حیل و حجت کے پاسپورٹ ان کے حوالے کر دیئے۔ پاسپورٹوں اور کاغذات پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستانی ایجنٹوں کے مخصوص سٹکرز دیکھ کر مختلف آدمیوں کی آنکھیں چمکیں۔ انہوں نے فوراً اپنے سامنے والے حاجی کا پاسپورٹ اپنے قبضے میں کر کے اس کے بازو میں اپنا اپنا مخصوص پرنٹ کیا ہوا بیج پہنا کر اس کو جلدی سے ایک طرف کھڑا کر دیا اور یہی سلوک یہ عربی سب حاجیوں کے ساتھ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ سب حاجیوں کو ان لوگوں نے بانٹ لیا اور اپنے اپنے بیج پہنا کر ان کو مختلف گروپوں میں علیحدہ علیحدہ جگہوں پر کھڑا کر کے "اِنتَظِر" (انتظار کرو) کا حکم دیکر خود کسی کی تلاش میں ادھر ادھر آنے جانے لگے۔ ہمیں یہاں کھڑے ہوئے تین گھنٹے ہو گئے بہت پریشان ہوئے کہ یہ کیا بنا' اگر یہ پاسپورٹ لیکر کہیں چلے جائیں یا گم کر دیں تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ ساڑھے تین گھنٹے بعد اس بات کی تصدیق ہوئی کہ یہ لوگ ہمارے ان ایجنٹوں کے ایجنٹ (اور گاڑیوں کے ڈرائیور) ہیں کہ جنہوں نے پاکستان میں ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم وہاں سعودیہ میں ہی ہوں گے' آپ کو ریسیو بھی کریں گے اور ہوٹل میں پہنچا کر خدمت بھی کریں گے۔ اب ہم ان نئے ایجنٹوں کے رحم و کرم پر تھے۔ انہوں نے اتنی دیر ہمیں محض اس لیے کھڑا کیے رکھا کہ ان کی گاڑی میں چار سیٹیں خالی تھیں وہ ان کو پُر کرنے کا بندوبست کرتے رہے تھے۔ حاجی حضرات پہلے پی آئی اے والوں کو اور اب اپنے پاکستانی جھوٹے بے وفا ٹریول ایجنٹوں کو صلواتیں سنا رہے تھے۔

۱۱ بجے ہماری فلائٹ جدہ پہنچی تھی اور اب سحری کا وقت ختم ہونے میں ۱۰ منٹ باقی تھے جب ہم مکہ میں مؤسستہ زھور بنفسج کے قریب ہوٹل دارالھدیٰ تو کے سامنے کھڑے سامان اتار رہے تھے۔ اترتے ہی عملہ نے ہمیں دوٹوک اور کھلے لفظوں میں یہ روح فرسا خبر سنائی کہ سامان تو بعد میں کمروں میں لے جائیں' پہلے اپنی سحری کا بندوبست کرلیں' اس لیے کہ صرف دس منٹ باقی ہیں۔ اپنی سحری کے کھانے کا بندوبست آپ لوگوں نے خود ہی بھاگ دوڑ کر کے کرنا ہے۔ ہمارا ہوٹل صرف سونے کے لیے ہے۔ یہاں کھانے کا بندوبست نہیں اور ویسے بھی ہمارے آپ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کہ جس کی رقم کی آپ پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ادائیگی کر آئے ہیں' کھانا شامل نہیں۔ کھانا آپ اپنے ریالوں سے کھائیں گے' جنھوں نے ابھی منی ایکسچینجر سے ریال تبدیل نہیں کروائے وہ کسی دوسرے سے ادھار لیکر سحری کھالے اور بعد میں ادا کر دے، لیکن دیر نہ کرے کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ تھوڑی دور سامنے بازار میں پاکستانی ہوٹل ہے وہاں سے جا کر کھانا کھالیں۔

ہمارے وہ تمام خواب بکھر گئے، وہ تمام امیدیں چکنا چور ہوگئیں، وہ سہانے سپنے ٹوٹ گئے کہ جو پاکستان سے ایجنٹوں نے ہمیں سعودیہ پہنچتے ہی بہترین سروس اور خدمت کے دکھائے تھے۔ حاجی سمجھ رہے تھے کہ جب ہم تھکے ٹوٹے مکہ پہنچیں گے تو ہمارے پاکستانی مہربان ایجنٹ جدہ ایئرپورٹ پر ریسیو نہ کرنے کی تلافی کرتے ہوئے ہمیں والہانہ انداز میں ہاتھوں ہاتھ لیں گے' پہلے معذرت کریں گے پھر زبردست قسم کی سحری کروائیں گے اور بڑے سے ہوٹل کے طرح طرح کے عالیشان کھانے کھلائیں گے۔ مجھے یہ امیدیں اس لیے نہ تھیں کہ جس مہربان ٹریول ایجنسی کی طرف سے میں نے سفر کیا تھا انہوں نے خاموشی سے ہی میرے کان میں کہہ دیا تھا کہ ہم نے سعودیہ میں آپ کو نہیں ملنا وہاں آپ نے اپنے معاملات وہاں موجود متعلقہ افراد کے ذریعے یا خود حل کرنے ہیں۔ کسی سے کسی قسم کے تعاون وغیرہ کی امید نہیں رکھنی۔ اگرچہ یہ حقیقت مجھے سیف اللہ خالد بھائی مدیر دارالاندلس نے بھی سمجھائی تھی اور ان کو سیف اللہ منصور بھائی نے کہ سعودیہ جانے سے پہلے اپنے ہر طرح کے معاملات حتیٰ کہ کھانے پینے اور رہنے سہنے تک کے لیے اپنا انتظام اپنی جیب کے اندر کر کے ہی جائیں۔ لہٰذا میں جلدی سے ۵ منٹ کے اندر اندر سحری کرنے کے لیے ہوٹل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاجیو! جانے سے پہلے

گزشتہ دنوں ایک ''مہربان'' نے فون کر کے کہا کہ ''دیکھا آپ نے کہ پی آئی اے کے ذریعے سے نہ جانے سے متعلق اپنی والدہ کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو کس قدر پریشانی اٹھانی پڑی!!'' اگر اس بات کو مان بھی لیں تو بات یہاں ختم ہوجانی چاہیے تھی، لیکن ''ابھی تو مشکل کی گھڑیاں اور بھی تھیں'' اس لیے کہ ہم ایسے ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ چکے تھے کہ جن کا نظریہ ہرگز یہ نہیں کہ یہ حاجی اللہ کے مہمان ہیں، ان کی خدمت اور درست رہنمائی کر کے اللہ کی رضا حاصل کی جائے، بلکہ ان کا نقطہ نظر صرف یہ ہے کہ یہ لوگ صرف ذریعہ تجارت ہیں، ان سے کیسے زیادہ سے زیادہ پیسے بٹورے جاسکتے ہیں۔ اس لیے پی آئی اے پر ہی بات ختم نہیں ہوگئی بلکہ ایجنٹوں کی چیرہ دستیوں کی عبرتناک داستان ہر حاجی کے ساتھ پاکستان واپس آنے تک وابستہ رہتی ہے۔

بہرحال زندگی میں تیز ترین انداز میں سحری کرنے کے بعد ہم سیدھے حرم میں گئے اور عمرہ کیا۔ یہاں یہ بات خاص طور پر محسوس کی کہ لوگ عمرہ پر آنے سے قبل عمرہ کا شرعی مسنون طریقہ جاننے اور سیکھنے کی بالکل ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ خاص طور پر خاص مواقع پر پڑھی جانے والی مسنون دعائیں کسی کو یاد نہیں ہوتیں۔ ہاں، بعض ایسی کتابیں ان کو آسانی سے مل جاتی ہیں اور ہر وقت ان کے پاس رہتی ہیں کہ جن میں بعض مولوی حضرات نے اپنی عقل کے مطابق من گھڑت اور خودساختہ مسائل، حکایتیں اور دعائیں شامل کر دی ہوتی ہیں، حتیٰ کہ انہوں نے تو یہاں تک لکھا ہوتا ہے کہ آپ نے طواف کے پہلے چکر میں یہ دعا پڑھنی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے میں یہ، حتیٰ کہ تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں چکر کے لیے بھی علیحدہ علیحدہ مخصوص دعائیں بنا چھوڑی ہوتی ہیں۔ لوگ نادانی میں ان کو پڑھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس بات کا قطعاً ثبوت نہیں ملتا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج وہی قبول ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہوگا خودساختہ یا کسی مولوی کا بنایا ہوا نہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر شدید دھچکا لگا کہ اس طرح کتنے ہی لوگ نادانی میں سنت طریقہ کو چھوڑ کر اور عمرہ و حج کے ارکان کی صحیح طریقہ سے ادائیگی نہ کرکے غفلت کی بنا پر عمرہ ضائع کر بیٹھتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو بدعات کا شکار ہوتے ہوئے شرک کے مرتکب بھی ہو بیٹھتے ہیں۔ یوں وہ ثواب کے بجائے الٹا عذاب خرید بیٹھتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جیسے طواف کے سات چکروں کی مخصوص غیر مسنون دعائیں ایجاد ہو چکی ہیں، ویسے ہی صفا و مروہ پر سعی کے سات چکروں کی علیحدہ علیحدہ دعائیں بھی بنا دی گئی ہیں اور لوگ ان کو پڑھتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نے اس موقع پر آسانی دی ہے کہ آپ اللہ سے گناہوں کی مغفرت اور دین و دنیا کی بہتری' بھلائی اور کامیابی کے لیے، جو بھی آپ کو دوسری مسنون دعائیں یاد ہیں ان چکروں میں پڑھ سکتے ہیں، خاص دعا کی کوئی قید نہیں، ماسوائے چند خاص مواقع پر مثلاً رکن یمانی سے لے کر حجر اسود تک، یا پھر صفا اور مروہ پر پہنچ کر پڑھنے کی دعائیں وغیرہ۔

میں دوسری طرف نکل گیا۔ بات چل رہی تھی ایجنٹوں کی چیرہ دستیوں اور اللہ کے مہمانوں کو پریشان و ہراساں کرنے کی۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد جب واپس ہوٹل دار الھدیٰ آف موسسہ زھور بنفسج واقع شارع مسفلہ مکہ مکرمہ پہنچنے کے لیے چلے تو نماز عشا تک پوری کوشش سے گلیوں بازاروں میں گھومنے پھرنے، تلاش کرنے کے باوجود ہم اپنے ہوٹل کو نہ دریافت کر سکے۔ ہم جس کو بھی ہوٹل والوں کا دیا ہوا وزٹنگ کارڈ تھماتے وہ اس ہوٹل کی موجودگی سے لاعلمی کا اظہار کرتا، حتیٰ کہ ہم نے مختلف ہوٹل والوں کو بھی دکھایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارے علم میں ایسا کوئی ہوٹل نہیں۔ کئی ہوٹل والے ہم پر ترس کھا کر ہمیں ادھر ادھر گھماتے رہے لیکن ہوٹل تلاش نہ کر سکے۔ آخر ذہن میں ترکیب آئی اور ایک بنگالی ہوٹل والے کو ساتھ لے کر کارڈ پر دیے فون نمبروں میں سے ایک نمبر پر فون کیا اور بنگالی کو کہا ان سے ایڈریس سمجھو۔ فون پر ہوٹل والوں نے سمجھایا، لیکن وہ پھر بھی ہمارے ساتھ مل کر ہوٹل کا کھوج نہ لگا سکا۔ آخر ہم نے مسفلہ روڈ پر واقع دارالہدیٰ کو ڈھونڈا ان کو اپنی بپتا سنائی تو انہوں نے کہا: یہ بندہ حاجیوں کو وہاں چھوڑنے جا رہا ہے، اس کے ساتھ ہی چلے جائیں۔ یوں ہم ہوٹل پہنچے اور جاتے ہی تھکاوٹ سے چور چارپائی پر گر گئے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ آدمی جس ہوٹل میں ٹھہرے وہاں اردگرد کی ایک دو مخصوص علامتیں ذہن میں رکھ لے۔ اس کے بعد ہم نے بھی ایسے ہی کیا کہ اور کوئی نشانی ڈھونڈنے لگے۔ ہمیں وہاں ایک فندق طیبہ نظر آیا جو ہمارے ہوٹل کو جانے والی بڑی گلی کے سامنے مسفلہ روڈ پر واقع تھا۔ ہم نے اس کو اس طرح ذہن نشین کر لیا کہ ہم پاکستان میں لشکر طیبہ والوں سے بہت پیار کرتے ہیں اور طیبہ کی بستی (مکہ) میں آئے ہیں اور طیبہ ہوٹل جب آجائے تو اس کے سامنے سے ہم نے گلی میں داخل ہو کر وہاں موجود گلیوں میں اپنے ہوٹل پہنچنا ہے۔ اس کے بعد ہم کبھی نہ بھولے، اس لیے کہ لشکر طیبہ اور فندق طیبہ ہمیشہ ذہن میں رہتے تھے۔

ابھی ہم نے تراویح کے لیے بھی جانا تھا۔ وہاں ایک آدمی سے ہوٹل نہ ملنے کی وجہ دریافت کی، کیونکہ وہ بھی ایسے معرفت کے مراحل طے کر چکا تھا۔ اس نے بتایا: میں بھی ۲۴ گھنٹے کی تلاش کے بعد ہدایت (دارالہدیٰ ہوٹل) کو تلاش کر سکا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ ہدایت بہت مشکل سے ملتی ہے۔ پھر کہنے لگا: بات دراصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے عمرہ کا سیزن کمانے کے لیے اس مکان کو چند دن پہلے ہوٹل کی شکل دی ہے، تاکہ حاجیوں سے ریال کمائے جا سکیں۔ اسی لیے اس کو کوئی جانتا نہیں۔ ہم نے غور کیا تو واقعی اس کی بات درست نکلی۔ گندے دروازوں اور دیواروں پر تازہ چونا نما روغن پھیرا گیا تھا۔ پھر ہم نے مزید غور کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو پتا چلا کہ یہ چھوٹے چھوٹے تین کمروں کا چھوٹا سا تنگ مکان ہے جس کو ہدایت دینے والوں نے اور یار پاکستانی لوگوں نے کمائی کرنے کے لیے زبردستی لفٹ لگا کر ہوٹل کا روپ دے دیا ہے۔ اس پانچ منزلہ مکان کے کل بارہ یا پندرہ کمرے ہیں، لیکن ان لوگوں نے حاجیوں کو پھانسنے اور ان پر رعب جمانے کے لیے کمروں کے نمبر شمار تین سو سے شروع کیے ہیں۔ مثلاً کمرہ نمبرا کا نمبر ہے ۳۰۱، اسی طرح باقیوں کا۔ یوں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ بہت بڑا ہوٹل ہے۔

ہمارا بیت الخلا وہ واحد بیت الخلا تھا جو کم از کم پی آئی اے کی لیٹرین سے کشادہ تو ضرور تھا لیکن اس میں پیشاب وغیرہ اس انداز سے کھڑا ہو جاتا تھا کہ آدمی لوٹے میں پانی لے کر طہارت کے لیے استعمال کرتا یا غسل کرتا تو اس کے اندر کھڑے گندے پانی کے چھینٹے جسم پر اڑ کر گرتے۔ ویسے اکثر پانی وہاں ختم رہتا اور پاٹ گندگی سے ابل پڑتے۔ پھر ہم نے تصور کر رکھا تھا کہ ہمارا ٹھہرنے کا کمرہ خوبصورت سا ہوگا۔ ہم کچھ دیر کے لیے وہاں جایا کریں گے اور آرام کے بعد پھر حرم آ جایا کریں گے۔ جب دل چاہے گا، کھڑکی کا پردہ سرکا کر سامنے حرم کا نظارہ کیا کریں گے۔ کیا ہی دلفریب اور روح پرور منظر ہوگا!! وغیرہ وغیرہ' کیونکہ پاکستان میں مجھ سمیت باقی حاجیوں کو ایجنٹوں نے کچھ ایسے ہی تاثر دیا تھا کہ آپ کا ہوٹل حرم کے سامنے ہوگا' ساتھ میں ہوگا' یا بالکل قریب ہوگا۔ یوں لوگوں کے دماغوں اور دلوں میں ایسے مسحور کن مناظر یہاں آنے سے پہلے ہی بسیرا کر چکے تھے۔ لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ ہمارے چھوٹے سے کمرے میں آٹھ چارپائیاں لگی تھیں۔ چارپائیاں ماشاء اللہ اس قدر کشادہ کہ اگر آدمی بے احتیاطی سے کروٹ بدل لے تو سیدھا فرش پر یا پھر دوسرے کی چارپائی پر پہنچ جائے۔ جس جگہ چارپائی نہیں بچھائی جا سکتی تھی، وہاں انہوں نے گدے بچھا کر حاجیوں کو مجبور کر کے سلا دیا۔ اب لوگ لیٹرین جانے کے لیے اس سوئے ہوئے حاجی کو پھلانگ رہے ہیں۔ اس طرح اسے نادانستہ ٹھوکریں بھی لگ رہی ہیں۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے آرام اور گزرنے والے بھی پریشان۔

ایسے ہی اس ایمرجنسی میں پیسے کمانے کے لیے ایجنٹوں کے بنائے ہوئے ہوٹل کی اور بھی بہت سی خوبیاں تھیں، ان کو چھوڑتا ہوں۔ میں فوری اٹھا اور لیٹرین کی طرف چلا کہ پیشاب کر کے اور وضو کرنے کے بعد حرم میں نماز عشا کے لیے جاسکوں۔ بستر سے اٹھ کر جونہی میں نے پہلا قدم بڑھایا تو ایسے لگا جیسے کسی نے پیچھے سے میری قمیص پکڑ کر بڑی شدت سے کھینچی ہو۔ فوری گھبرا کر مڑ کر دیکھا کہ لوہے کی چارپائی کے پائے، کہ ویلڈنگ کے دوران ان کے منہ بند نہیں کیے گئے، انہوں نے مجھے ''چھی'' ڈال رکھی ہے، گویا کہہ رہے ہوں:

نہ دامن چھڑا سکو گے، نہ قمیص بچا سکو گے
یونہی کپڑے اَدھڑوائے بغیر، تم کہاں تک جا سکو گے

میں نے اپنی زخمی قمیص کو چھی ڈالے ہوئے لوہے کے پائے سے علیحدہ کیا اور کچھ سوچ کر سامنے حرم میں موجود بیت الخلا جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور سیدھا حرم جانے کے لیے نکل کھڑا ہوا کہ وہیں جا کر وضو کرلوں گا۔ کیونکہ میں یہ سوچ کر ڈر گیا تھا کہ ایسے کتنے دشوار اور پریشان کن مرحلے طے کرنے پڑیں گے اور کیسے کیسے ناگفتہ بہ تجربات سے سابقہ پڑے گا۔ کیونکہ شاعر نے کہا ہے:

ابھی ابتدائے عشق ہے، روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج پہ جانے والو!

آج ہمارا مکہ پہنچے ہوئے چوتھا دن تھا کہ ہمارے ہوٹل والے نے ہمیں اطلاع دی کہ آج آپ کا پیکج ختم ہو رہا ہے، مزید رہائش رکھنی ہے تو ہمیں بتائیں اور پیسے جمع کروائیں، ورنہ اپنا بندوبست کریں۔ ہم نے عرض کیا کہ آج چوتھا دن ہے، جبکہ ہمارا آپ سے پیکج پانچ دن کا ہے۔ وہ نہ مانا اور اس بات پر اڑا رہا کہ آپ کا پیکج ختم ہو گیا ہے۔ مجبوراً ہم نے اس کی بات مان لی اور ہوٹل چھوڑ کر حرم میں آ گئے۔ بعد میں پتا چلا کہ اس نے یہ طرزِ عمل تمام حاجیوں کے ساتھ روا رکھا ہے اور ہر ایک کا ایک دن کا کرایہ ہضم کر گیا ہے۔ سب حاجی اس پر احتجاج کر رہے تھے۔

ایک بات یاد رہے کہ عمرہ یا حج پر جا کر وہاں ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لینا بہت ضروری اور فائدہ مند ہے۔ خاص طور پر حج اور عمرہ کے سیزن میں۔ تمام ایجنٹ اور ہوٹلوں والے ایک سے نہیں ہوتے۔ ہم نے وہاں ایسے ہوٹل والے بھی دیکھے جو اپنے خرچے سے حاجیوں کی سحری و افطاری کرانا اپنے لیے باعث برکت و سعادت سمجھتے تھے۔

کمرہ لینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی وہاں اپنا سامان اور سفری دستاویزات رکھ سکتا ہے، عبادات کے بعد آرام کر سکتا ہے اور حرم میں نماز پڑھنے کے لیے وہاں سے آسانی سے غسل اور وضو کر کے چلا جائے تو تکبیر اولیٰ بھی ضائع نہیں ہوتی اور رش میں وضو کرنے کے لیے بھاگ دوڑ بھی نہیں کرنا پڑتی، آدمی کا سامان، پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ گم ہونے کا اندیشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ختم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں جا کر رہائش نہیں لیں گے بلکہ حرم کے اندر ہی سو کر گزارا کر لیں گے، ان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کو کمرے کا کرایہ بچاتے بچاتے اس سے زیادہ پیسے دینے پڑتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ سعودی گورنمنٹ کی طرف سے قانونی طور پر حرم کے اندر یا باہر سونا ممنوع ہے۔ ہر حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جہاں ٹھہرا ہے وہاں جا کر آرام کرے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو وزارت حج والے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔

ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ ہوا یوں کہ جب ہم مکہ سے مدینہ گئے تو بعض امور کو انجام دیتے وقت ہمیں رات کے اڑھائی بج گئے۔ ہم سحری کرنے کے بعد ہوٹل میں جانے کی بجائے یہ سوچ کر کہ تھوڑی دیر بعد فجر کی نماز ہونے والی ہے، نماز پڑھ کر ہی جائیں گے، مسجد نبوی کے صحن میں لیٹ گئے۔ ابھی ہماری آنکھ بند ہوئے پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ وزارت حج والے آئے، انہوں نے ہمیں اٹھایا، پاسپورٹ لیے اور ایک گاڑی میں بٹھا کر ایک بلڈنگ میں لے گئے۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ ہم نے مسجد نبوی کے باہر سونے کی غلطی کی ہے جو قانوناً ممنوع ہے، اس لیے پکڑ لیے گئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ آپ کا پاسپورٹ ضبط ہے یہ اس وقت ہی واگزار ہو گا جب آپ کے ایجنٹ کا نمایندہ آئے گا اور آپ کو اور پاسپورٹ کو اپنی ضمانت پر لے جائے گا۔ تقریباً ۳۶ گھنٹے بعد ہم اپنے نمایندے کو فون پر اطلاع دینے میں کامیاب ہوئے اور وہ آیا اور ہمیں چھڑا کر لے گیا۔ لیکن ہمیں اس کا ۹۰ ریال جرمانہ بھی ادا کرنا پڑا۔ یہ جرمانہ اصل میں ٹریول ایجنٹوں کو ہوتا ہے، لیکن وہ حاجیوں سے لے کر ادا کرتے ہیں اور خود پیسے خرچ کرنے سے بچے رہتے ہیں۔ ان ایجنٹوں کو اللہ ہدایت دے۔ آمین! مدینہ میں عام طور پر زیارتیں کرنے کے دس ریال ہوتے ہیں جبکہ یہ ایجنٹ لاعلم حاجیوں سے ۱۲ ریال یعنی ۳۲ روپے پاکستانی زیادہ وصول کر لیتے ہیں۔

عمرہ کے آخر میں اپنی ٹکٹیں چیک کیں تو ان پر واپسی کی ڈیٹ کنفرم نہ تھی۔ اب اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنفرم کروانے کا مسئلہ تھا۔ ہمیں یاد آیا کہ پاکستان میں ایجنٹ حضرات حاجیوں سے کہہ رہے تھے کہ اگر آپ کی سیٹ یہاں سے کنفرم نہیں ہے تو یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ وہاں سعودیہ میں، کہ جہاں آپ جا کر ٹھہریں گے، ہمارا نمائندہ موجود ہو گا، آپ اس کو حکم کریں گے تو وہ خود آپ کی سیٹ کنفرم کروا کر دے گا۔ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ہم نے زہور بنفسج کے ہوٹل منیجر کو بتایا تو اس نے کورا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ باہر نکلیں، دائیں جائیں، پھر بائیں، پھر دائیں، اور وہاں پی آئی اے کا دفتر ہو گا، وہاں جائیں اور خود یہ معاملہ نبٹائیں، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ ہم جب شارع ستین مکہ مکرمہ میں پی آئی اے کے دفتر کے پاس پہنچے تو پتا چلا کہ ہماری پی آئی اے کا نام پوری دنیا میں روشن ہو چکا ہے، بددیانتی اور بدانتظامی کے اعتبار سے سینکڑوں لوگ دفتر کے باہر کڑی دھوپ میں لائنوں میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مجھے اسی طرح روزانہ یہاں آ کر لائن میں لگتے ہوئے دوسرا دن ہے ،کوئی کہتا تیسرا اور کوئی چوتھا، لیکن ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ ابھی تک ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ جب میں نے تفتیش کی تو پتہ چلا کہ اندر سیٹ کنفرم کرانے کے لیے ڈیڑھ سو سے دو سو ریال کا ریٹ چل رہا ہے۔ جو کسی ایجنٹ کے ذریعہ سے یہ رقم دے دیتا ہے اس کی سیٹ او کے ہو جاتی ہے جو نہیں دیتا وہ یونہی دھکے کھاتا ہے۔ ہمیں بھی آفر ہوئی لیکن ہم نے اتنے پیسے دینے مناسب نہ سمجھے اور اپنا ٹوکن کہ جس کی باری اللہ جانے کتنے دن بعد آنی تھی، کہ دو دن تو اس ٹوکن پر قسمت آزمائی کرتے ہوئے گزر گئے تھے، ایک پردہ دار خاتون کو دے دیا اور واپس آ گئے۔

اسی طرح پاکستانی ایجنٹوں کی اور بھی بہت ساری کرم فرمائیاں ہیں جو وہ صرف پیسے کے لالچ میں حاجیوں سے روا رکھتے ہیں۔ ان کو بیان کروں تو دور نکل جاؤں گا۔ میں صرف ان بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ بیرون ملک اگر اپنے وطن کی نیک نامی کا باعث نہیں بن سکتے تو بدنامی کا سبب تو نہ بنیں، اور ایک مسلمان ہونے کے ناتے ذرا غور کریں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کس مبارک سرزمین میں مقیم ہیں اور کتنی گری ہوئی حرکتیں کر رہے ہیں کہ چند روپوں کی خاطر اللہ کے مہمانوں کو پریشان کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ایک بات یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ پی آئی اے کی خراب کارگزاری کی خبریں پوری دنیا میں پہنچیں۔ جیو کے نمایندے کو میں نے مکہ میں کہہ کر پی آئی اے آفس کے اندر کی رپورٹ بھی بنوائی اور پھر وہ ٹی وی پر دکھائی گئی۔ رولا رپا ہوا، اعجاز الحق نے خصوصی انکوائری کا حکم دیا۔ خصوصی انتظامات اور اضافی پروازوں کا اعلان کیا گیا، وغیرہ وغیرہ لیکن جب ان اعلانات کے بعد میں شارع ستین پی آئی اے کے دفتر گیا کہ اب تو حالات سدھر گئے ہوں گے تو یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ سیٹ او کے کروانے کا ریٹ ابھی بھی ڈیڑھ سو سے دو سو ریال ہی تھا۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ پی آئی اے والے ان شکایات کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

معزز قارئین! یہ تو چند معروضات تھیں جو میں نے بھائیوں کے حکم پر لکھ دیں تا کہ حاجیوں کو وہاں درپیش مشکلات کا قبل از وقت پتا چل جائے اور وہ اس کا بندوبست اور تدارک کر لیں۔ دوسرا اہم مقصد ٹریول ایجنٹوں کی مذموم کارگزاری کو سامنے لانا تھا کہ وہ پاکستان میں حاجیوں کو کیسے سبز باغ دکھا کر اپنے ذریعے سے سعودیہ بھیجتے ہیں، یوں کاروبار کر کے دولت کماتے ہیں، لیکن وہاں پہنچا کر کیسے پریشان کرتے ہیں...... ''شاید کہ اتر جائے ان کے دل میں ہماری بات'' ......اور وہ اپنے ان ہتھکنڈوں سے باز آ جائیں......

باقی جہاں تک حرمین کے سفر کی بات ہے تو اس میں اگر پریشانی آ بھی جاتی ہے تو وہ اجر و ثواب کا باعث بن جاتی ہے، اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ کبھی وقت تھا کہ لوگ بسوں پر قافلوں کی شکل میں صحراؤں کو کراس کرتے ہوئے مکہ پہنچتے تھے، مہینے اس سفر میں لگ جاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ پھر بحری جہاز کے ذریعہ سے سفر ہوا تو ہفتے لگے، اور اب تو حاجی اِدھر طیارہ پر بیٹھتا ہے اور اُدھر تین چار گھنٹے بعد سعودیہ میں ہوتا ہے۔ گویا سو کر اٹھا تو سعودیہ پہنچ چکا ہوتا ہے۔ خادم الحرمین شریفین شاہ فہد اور ان کی گورنمنٹ نے حاجیوں کے لیے اس قدر سہولتیں مہیا کر دی ہیں کہ کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سعودی گورنمنٹ ہر وہ طریقہ اپنا رہی ہے جس سے حاجیوں کی پیدا ہونے والی پریشانی کو پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ اس لیے کہ وہ حاجیوں کی خدمت کرنا، سہولتیں مہیا کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا باعث سعادت اور اجر و ثواب سمجھتی ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا گھر دیکھنا (حج کرنا) نصیب کرے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج کے موقع پر پاکستان کی بدنامی اور نیک نامی

یہ مکہ مکرمہ، بلد امین ہے۔ بیت اللہ کے باہر باب ملک عبدالعزیز کے باہر گھڑی والے ٹاور کے آس پاس، دنیا سے آئے ہوئے مختلف رنگ و نسل کے حامل لوگ طرح طرح کی بولیاں اور زبانیں بولنے والے معتمرین و زائرین قطاروں میں دسترخوانوں پر بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ خادم الحرمین شریفین ملک فہد کی جانب سے انواع و اقسام کا افطاری کا سامان ان کے آگے سجا دیا گیا ہے۔ کھجوریں، دودھ، دہی، آب زم زم، فروٹ کیک، جوس، میٹھی روٹی، نمکین اشیاء، بسکٹ، ڈبل روٹی...... وغیرہ وغیرہ سب چیزیں قرینے سے دسترخوان پر سجی ہوئی ہیں۔ لوگ بیت اللہ کی سریلی اذان سننے کے منتظر تھے۔ ہم بھی آج ان لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے' تاکہ خادم الحرمین کی طرف سے دی گئی افطاری کا نظارہ و مشاہدہ کر سکیں۔ اذان کی آواز خاموش فضا میں گونجنے ہی والی تھی کہ دو مصری آ گئے اور لائن میں بیٹھ گئے۔ ان کے پاس افطاری کے لیے کچھ نہیں تھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ ان کو کسی نے نہ پوچھا۔ ہر کوئی اپنے دھیان میں تلاوت میں، ذکر و اذکار میں اور ہاتھ اٹھائے رب کعبہ کے حضور دعائیں مانگنے میں مصروف تھا۔ خادم الحرمین کی طرف سے افطاری مہیا کرنے والے لوگ اپنے کام سے فارغ ہو کر تلاوت میں مصروف اپنی افطاری پر بیٹھے اذان کے منتظر تھے۔ دونوں مصری بہت شرمندہ تھے کہ نہ تو ان کے پاس افطاری کے لیے کچھ تھا اور نہ کوئی ان کو کچھ دے رہا تھا۔ میرے پاس بیٹھے ایک فلسطینی نے مجھے اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اپنا کچھ سامان ان کو دے دیا۔ میرے سامنے بیٹھے دو ننھے ننھے بچے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کراچی کے رہنے والے تھے اور گلشن اقبال میں کسی مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔ ایک جس کا نام عبداللہ تھا، مکمل قرآن حفظ کر چکا تھا، جبکہ دوسرا عبدالرحمٰن تقریباً 12 پارے حفظ کر چکا تھا۔ دونوں اپنے والدین کے ساتھ عمرے پر آئے ہوئے تھے۔ میں ان سے یہ تمام معلومات ۲۰ منٹ قبل ہی حاصل کر چکا تھا۔ دونوں ننھے منے معصوم بھولے بھالے وہاں بیٹھے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ جب انہیں میرا اپنا افطاری کا سامان دونوں مصری مسلمانوں کو دینے کی وجہ کا پتا چلا تو ننھے حافظ عبداللہ کے شفاف دماغ نے کچھ سوچا...... دل نے فیصلہ دے دیا...... زبان حرکت میں آئی...... اور وہ مصری کو مخاطب کر کے کہنے لگا...... انکل...... انکل...... انکل...... اور پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور...... اس نے جوس کا ڈبا اور کھجوریں اٹھا کر مصری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا...... انکل! یہ آپ لے لیں اور افطاری کر لیں......

مصری مسلمان نے نہایت تعجب اور حیرانی سے دیکھتے ہوئے لے لیا اور پیار بھری محبت اور لاڈ بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے جزاک اللہ...... شکراً...... کہنے لگا...... یہی کلمات اس نے دو تین دفعہ دہرائے۔ پھر اس بچے کے ذہن میں نہ جانے کیا سمائی کہ وہ اپنی آبِ زم زم کی بوتل پکڑ کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا: انکل! یہ بھی لے لیں...... اور تعجب انگیز منظر یہ تھا کہ جیسے جیسے بڑا بچہ (حافظ) اپنی کوئی چیز افطاری کے لیے ان مصری حاجیوں کو دیتا، اس کی تقلید میں چھوٹا بچہ بھی اپنی کوئی چیز اٹھا کر ان کی طرف بڑھاتا اور توتلی زبان میں دھیرے سے پکارتا: انتل! یہ بھی لے لیں۔ بڑے بچے نے اپنا پیک مینگو جوس ان کو دے دیا تو فوراً چھوٹے بچے نے اپنا فروٹ کیک آدھا کر کے ان کو پکڑا دیا...... اور پھر اپنا جوس بھی دے دیا...... دونوں کی یہ دلچسپ اور نیکی میں سبقت لے جانے کی دوڑ لگی ہوئی تھی اور لوگ دلچسپی سے دیکھ رہے تھے...... جبکہ مصری مسلمان ان دونوں سے مرعوب ہوئے جا رہے تھے...... مغلوب ہوئے جا رہے تھے...... مسحور ہوئے جا رہے تھے...... جبکہ اردگرد کے لوگ محظوظ ہوئے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ دونوں بچوں کے سامنے فقط ایک یا دو دو چیزیں رہ گئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی چند لمحے قبل جو اشیائے خورونوش ان بچوں کے سامنے پڑی تھیں وہ اب دونوں مصری مسلمانوں کے سامنے منتقل ہو چکی تھیں۔

فلسطینی و مصری مسلمان ان ننھے مجاہدوں کا جذبہ ایثار و قربانی اور ثواب حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا یہ منظر دیکھ کر دم بخود تھے، حیران و ششدر تھے...... ان کی زبانیں ان کی تعریف و توصیف اور مدح و ستائش میں مصروف تھیں۔ سب کی آنکھیں بنظر توصیف ان کو دیکھ رہی تھیں۔ بے اختیار مصریوں نے دریافت کر لیا کہ یہ بچے کہاں کے رہنے والے ہیں؟...... تو میں نے بڑے فخر سے جواب دیا: مِن باکستان۔ یہ پاکستان کے باسی ہیں۔ مصری پکار اٹھے: واللہ باکستان کویس۔ اللہ کی قسم! پاکستان بہت اچھا ملک ہے۔ وہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں، اسلام کے شیدائی اور جہاد کے فدائی ہیں...... پھر اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بچوں کے منہ چومے اور اپنی نئی گھڑی ان کو تحفہ میں پیش کی۔ بچے میری طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے: ہم نے یہ کام اس لیے تو نہیں کیا ہے؟ یعنی ہم نے ان کو افطاری کا سامان صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے دیا ہے نہ کہ کسی چیز یا انعام کے لالچ میں۔ ادھر یہ میری طرف دیکھ رہے تھے کہ ہم کیا کریں، ادھر مصری میری طرف دیکھ رہا تھا کہ ان کے پاس میری سفارش کریں کہ یہ میرا ہدیہ و تحفہ قبول کر لیں' مجھے بہت خوشی ہوگی۔ میں نے موقع کی نزاکت اور مصری بھائیوں کا دل رکھنے کے لیے ننھے حافظوں اور مجاہدوں سے کہا کہ لے لیں بھائی! وہ آپ کو اپنے ننھے بیٹے سمجھ کر دے رہے ہیں۔ میری بات سن کر بچوں نے سر جھکا لیا اور خاموشی سے شرماتے ہوئے وہ گھڑی کا تحفہ وصول کر لیا۔ اب یہ لوگ پاکستان کی اور وہاں کے مسلمانوں کی تعریف کر رہے تھے، جبکہ میں اپنے ملک کی نیک نامی سن کر مسرت و شادمانی کے جذبات میں ڈوبتا جا رہا تھا کہ اتنے میں حرم بیت اللہ سے اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند ہوئی، تو سب لوگ افطاری میں مصروف ہو گئے اور پھر جماعت کے ساتھ لاکھوں مسلمان نماز پڑھ رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب لوگ نماز سے فارغ ہو کر بیت اللہ کے مختلف دروازوں سے نکل رہے تھے، تا کہ اپنے ہوٹلوں میں جا کر کھانا کھائیں اور تھوڑی دیر بعد واپس حرم میں آ کر نماز تراویح ادا کر سکیں۔ ہم بھی باب ملک عبدالعزیز سے نکل کر اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔ جونہی ہم حرم کا دروازہ کراس کر کے باہر نکلے تو ایک عجیب وغریب منظر ہمارے سامنے تھا۔

نوجوان ادھیڑ عمر عورتیں...... عربیوں اور عجمیوں کے پیچھے بھاگ رہی ہیں...... کئی ایک نے چھوٹے بچے بھی اٹھا رکھے ہیں...... وہ بھاگ بھاگ کر حاجیوں پر لپک رہی ہیں...... ان کے بازو یا قمیص پکڑ کر پیشہ ور گداگروں کی طرح ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہہ رہیں ہیں: حاجی مسکین، غریب یتیم، بیوہ، حقدار...... جبکہ وہ اپنا دامن چھڑا رہے ہیں، یہ چھوڑتی نہیں اور پیسوں کا، ریالوں کا تقاضا کرتی جاتی ہیں...... اس کی گاڑی تک اس کے پیچھے پرزور تقاضے کے ساتھ جارہی ہیں...... یہ حرم سے نکلنے والے لوگوں کے راستے میں سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں کہ ہمیں ریال دے کر جاؤ۔ اگر وہ جان چھڑانے کے لیے ایک کو دو چار ریال دے دیتا ہے تو فوراً باقی ماندہ اس کو آ کر گھیر لیتی ہیں، اور یوں اسے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چونکہ عربی لباس پہنے ہوئے تھا، لہٰذا ایک عورت مجھ سے تقاضا کرنے لگی۔ میں نے جب اس کی گفتگو پر غور کیا تو ایک بھیانک انکشاف مجھ پر ہوا!!...... وہ یہ کہ...... یہ سب کی سب...... پاکستانی عورتیں ہیں...... جو یہاں ملک کا نام ''روشن'' کر رہی ہیں۔ میں نے کہا: آپ کہاں سے آئی ہیں اور کیوں آئی ہیں اور کب تک یہاں رہیں گی؟ وہ لالچ میں جلدی جلدی بتانے لگیں: ہم پاکستانی ہیں، غریب ہیں، حج تک یہاں رہیں گے، پھر واپس چلے جائیں گے۔ میں نے کہا: کچھ شرم کریں، تم لوگ یہاں پاکستان کا نام بدنام کر رہی ہو۔ دیکھتی نہیں، یہ کونسا مقام ہے۔ یہاں لوگ اس مقام مبارک کی زیارت کے لیے تڑپتے آتے ہیں اور یہاں آنے کے لیے ساری ساری زندگی ترستے ہیں۔ جبکہ تم یہاں آ کر ہدایت حاصل کرنے کے بجائے لوگوں کی جیبیں کاٹتی ہو۔ کہاں ہیں تمہارے بے حمیت خاوند کہ جن کو یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم نہیں کہ عورت کو گھر میں چھپا کر رکھا جاتا ہے ان کی ہر ضرورت گھر میں پوری کی جاتی ہے اور انہوں نے تمہیں عمرہ کے ویزا پر یہاں حرم پاک کی معطر و مطہر فضا کو مکدر کرنے کے لیے بھیج دیا۔ ان کو غیرت وحمیت کا ذرا پاس نہیں اور غریب تم اس قدر ہو کہ فی کس پچاس پچاس ہزار روپیا خرچ کر کے یہاں آ گئی ہو لیکن ہو پھر بھی غریب کی غریب۔

وہ عورت سمجھ گئی کہ اس سے مجھے کچھ نہیں ملے گا، اور پھر یہ تو نکلا بھی پاکستانی، لہٰذا وہ فوراً وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔ یہاں اکثر لوگ ان کو جانتے تھے کہ یہ پاکستانی ہیں اور نفرت سے ان سے بچ بچا کر اور ایک طرف سے ہو کر جان بچا کر نکل رہے تھے۔

عیدالفطر کے موقع پر جب شاہی خاندان اور سعودی حکومت کے ذمہ داران شاہ فہد وغیرہ حرم میں عید پڑھنے آئے تو یہ عورتیں حرم کے اندر داخل ہو گئیں۔ عید کا خطبہ جاری تھا اور یہ نمازیوں کی ایک ایک لائن میں گھوم کر فرداً فرداً ریال طلب کر رہی تھیں، اور ریال اکٹھے کرتے ہوئے پورے حرم میں ڈھیٹ ہو کر گھوم رہی تھیں' جبکہ پاکستانیوں کے سر شرم سے جھکے جا رہے تھے۔

میں نے پاکستان کی اس بدنامی اور اپنی پریشانی کا اظہار مسفلہ روڈ پر فندق طیبہ کے سامنے واقع ایک پاکستانی ہوٹل کے انچارج سے کیا تو وہ کہنے لگا: یہ عورتیں پیشہ ور بھکاری ہیں۔ چوری چکاری اور بعض الٹی سیدھی حرکتیں کر کے آئے دن پاکستان کو بدنام کرتی ہیں۔ پاکستان کے ''کچا'' کے علاقہ اور سندھ کی رہنے والی ہیں۔ رمضان سے لے کر حج کے اختتام تک ان کا سیزن ہوتا ہے۔ سیزن لگا کر یہ واپس پاکستان چلی جائیں گی۔ کئی بار سعودی حکومت نے ان کو پکڑ کر واپس بھیجا ہے' لیکن یہ ہر سال دوبارہ عمرہ کا ویزا لگوا کر آ جاتی ہیں اور اپنی مذموم کارروائیاں کر کے پاکستان کو مسلسل بدنام کرتی رہتی ہیں۔ کوئی اس کا نوٹس نہیں لے رہا۔

میں سوچ میں پڑ گیا کہ حکومت امریکا کے کہنے پر مدارس پر پابندیاں عائد کر رہی ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے بنیاد پرست، فنڈامنطلسٹ اور دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسجد و مدرسہ سے نکلنے والا ہر اللہ والا ہمیشہ کفر کے لیے لوہے کا چنا اور مضبوط پتھر ہی ثابت ہوا ہے، ملک کے لیے اور اسلام کے دفاع کے لیے جان نثار کرنے والا ثابت ہوا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اس طرح کے لوگ ہمیشہ قومی و ملکی رسوائی و جگ ہنسائی کا باعث بنے۔ ان کو کون لگام ڈالے گا کہ حرم پاک کی فضا مکدر کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور ملک و ملت کے چہرے پر بدنما داغ بھی ہیں۔ حکومت یوں اسلام کے متوالوں مجاہدوں' حافظوں پر پابندیاں تو عائد کرتی ہے لیکن ایسے عناصر کے پٹے کھلے چھوڑے ہوئے ہیں۔ بقول بعض:

کہ پتھر بندھے ہوئے ہیں
اور کتے کھلے ہوئے ہیں

یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ کب تک یوں ملک کی جگ ہنسائی ہوتی رہے گی؟ ایسے لوگوں کے خلاف حکومت کب راست اقدام کرے گی؟؟؟...... شاید کبھی نہیں...... اس لیے کہ اسے مجاہدین مسلمین کے خلاف روا رکھی گئی سرگرمیوں سے فرصت ملے گی تب ناں!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھولوں کو آگ میں مت جھونکیے

اپنی سوچوں میں گم میں غزوہ کے دفتر پہنچا تو وہاں ایک صاحب پہلے سے ہی میرے منتظر تھے۔ مجھے دیکھتے ہی والہانہ انداز میں گلے ملے اور کہنے لگے: طاہر بھائی! ''قلم کے آنسو'' لینے لاہور آیا تھا، اپنی دیرینہ خواہش کے تحت آپ سے ملنے کے لیے یہاں پہنچا ہوں. بہن سے لڑ کر آنے کی بنا پر طبیعت کچھ مکدر و منقبض تھی، بوجھل و پریشان تھی لیکن آپ سے ملنے کے بعد نارمل ہوگئی ہے۔ میں نے نہایت پیار و محبت سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: پیارے بھائی! یہ بہنیں تو بھائیوں کے پیار کی بھوکی ہوتی ہیں، اپنی ڈار سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جانے والی کونجیں ہوتی ہیں ...... پرایا دھن ہوتی ہیں ...... ماں اور باپ کے آنگن کی شہزادیاں ہوتی ہیں لیکن دوسرے گھر سدھار کر اکثر ان کو کانٹوں کی سیج پر چل کر آزمائش وابتلا کی ہر گھڑی سے گزرنا پڑتا ہے ...... لہٰذا ان بے چاریوں سے لڑنا نہیں چاہیے نہ ان کو جھڑکنا چاہیے، ان بے چاریوں نے کون سا ہمیشہ آپ کے پاس بیٹھے رہنا ہے۔ یہ تو ہمارے مہکتے گلشن کی مہمان ہیں۔ گھر آئے مہمان سے اگر گھر کی کوئی چیز ٹوٹ پھوٹ جائے یا نقصان ہو جائے تو ہر آدمی برداشت وتحمل سے کام لیتا ہے۔ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتا ہے کہ اس نے کون سا ہمیشہ ہمارے پاس بیٹھے رہنا ہے، چند گھڑی کی سرائے کا ٹھہرا ہوا مسافر ہے۔ ابھی رخت سفر باندھے گا اور چلا جائے گا۔ لہٰذا اس کو ڈانٹنے ڈپٹنے، کوسنے اور سختی کرنے کی بجائے اس کی اچھے طریقے سے مہمانی ومیزبانی کی جاتی ہے، تاکہ وہ جانے کے بعد ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کرے اور ہمارے حق میں رب کے حضور دعائے خیر کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا مخاطب یہ باتیں سن کر تڑپ اٹھا اور بولا: طاہر بھائی! میری بہن شادی شدہ ہے، لاہور میں رہتی ہے۔ میں نے اس کے ساتھ قطعاً زیادتی نہیں کی۔ معاملہ ہی کچھ ایسا تھا کہ مجھے غصہ آجانا اور تکرار ہو جانا لازمی تھا۔ میں نے کہا: اچھا ذرا تفصیل سے سناؤ، معاملہ کیا ہوا؟ تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گویا ہوا: میں اپنی ہمشیر کو سسرال سے اپنے گھر لے جانے کے لیے اس کے گھر آیا، روانگی کے وقت جب میں نے اس کی بچی کو دیکھا تو مجھے شرم وغیرت کے جذبات نے ڈھانپ لیا۔ میں نے کہا: اس کا لباس تبدیل کراؤ ورنہ میں اسے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گا۔ کیا ہو گیا اس کے کپڑوں کو؟ بہن نے پوچھا تو میں نے بتایا کہ ایک تو ان میں اس کا آدھا جسم نظر آرہا ہے، دوسرا یہ کہ یہ کوئی فاحشہ بدکارہ فلمی اداکارہ کے کپڑے پہنے ہوئے لگتی ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ابھی ناچنا شروع کر دے گی۔ کیونکہ اس طرح کے کپڑے پہن کر پردۂ سکرین پر وہ اکثر ناچتی نظر آتی ہیں۔ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں اپنی بھانجی کو ایسے رسوا کن، گمراہ کن، نیم عریاں لباس میں اپنے ساتھ سفر میں لیے پھروں۔ بہن نے یہ سن کر غصے میں بھڑک کر کہا: ابھی بچی ہی تو ہے، کون سی جواں ہوگئی ہے، جوان ہوگی تو نہیں پہنائیں گے ایسے کپڑے، ویسے بھی وہ خود ہی ایسا لباس پہننے سے جھجکے گی، ابھی تو وہ نابالغ ہے، ابھی اس کے کھیلنے کودنے کے دن ہیں۔ اس کے معصوم ذہن کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں۔ میں نے نہایت تحمل و بردباری سے جواب دیا: میری بہن! لاہور میں رہ کر لگتا ہے گاؤں کے تجربات و مشاہدات بھول گئی۔ یاد ہے بچپن میں ہم پودے لگایا کرتے تھے، یہ چھوٹے چھوٹے پودوں کی پنیری ہوتی تھی، جس کی جڑ کو ہم نہایت احتیاط سے نرم اور تیار شدہ زمین کے اندر لگاتے تھے اور کچھ عرصہ بعد وہ چھوٹی چھوٹی کونپلیں، ننھے ننھے پودے بڑے بڑے تناور درخت بن جایا کرتے تھے، ہم ان سے پھل (امرود، بیر، آم، جامن وغیرہ) بھی حاصل کیا کرتے تھے۔ بہن! تجھے اچھی طرح یاد ہوگا کہ نرم زمین کے اندر پنیری لگاتے وقت اگر کوئی پودا ٹیڑھا لگ جاتا تھا، اس کو ہم سیدھا کرنا بھول جاتے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو وہ کسی صورت میں بھی خود بخود سیدھا نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ اسی طرح ٹیڑھا میڑھا ایک طرف کو جھکا ہوا بڑھتا رہتا تھا، حتیٰ کہ تناور لمبا چوڑا مضبوط درخت بن جاتا تھا، ہم اس کو پہچاننے کے لیے اس کا نام ہی ٹیڑھا جھکا ہوا، بچھا ہوا، گرا ہوا درخت وغیرہ رکھ دیتے تھے۔ درخت بن جانے کے بعد اگر ہم اس کو سیدھا کرنا بھی چاہتے تو نہ کر سکتے تھے۔ ہاں بہن! بالکل ایسے ہی یہ ننھی نابالغ بچی بھی اس درخت کی مانند ہے، اگر ہم نے اس کے بچپن میں ہی اس کی رہنمائی اور تربیت نہ کی، اس کی زندگی کی سمت درست نہ کی ...... اس کو اسلام کے فراہم کردہ ضابطہ حیات کے بمطابق ساتر وشرعی لباس کی تربیت نہ دی تو پھر کبھی یہ توقع نہ رکھیں کہ جوان ہو کر وہ صحیح وساتر لباس پہنے گی، بچے کے بچپن میں تو اس کو ننگے بڑ نگے، غیر ساتر، تنگ وچست، باریک ونیم عریاں لباس پہنائے گی، ایسے لباسوں کی پسندیدگی اور محبت اس کے دل میں ڈالے گی، اس کی زندگی کا حصہ بنائے گی، ایسے لباس پہن کر خوش ہو گی اور کہے گی: کتنی پیاری لگتی ہے میری بچی، تو کیا خیال ہے اس فضا میں پروان چڑھی بچی جوان ہو کر اپنی زندگی کا رخ تبدیل کر لے گی؟ تجھے تو چاہیے کہ ایسے لباسوں سے اس کے ننھے دل میں نفرت بٹھائے۔ اس کو بتائے کہ ایسے لباس گندے اور بدکار لوگ پہنتے ہیں، ایسے لباس پہننے سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہمیں پیدا کرنے والے رب کریم نے اور ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ایسے لباس پہننے سے سختی سے منع فرما دیا ہے، ایسے لباس پہننے والے کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنویں میں پھینک دیں گے۔ لیکن تو اس کے بالکل برعکس کرتی ہے، یہ بھی مانتی ہے کہ ایسے لباس جوان بچیاں نہیں پہن سکتیں، کیونکہ ان کے لیے یہ لباس غیر شرعی، غیر اخلاقی، نامناسب اور فحاشی کے زمرے میں آتے ہیں ...... لیکن پھر یہی لباس اپنی چھوٹی بچیوں کو پہنائے بھی جاتی ہے۔ ان کی گھٹی میں ہی ان سے محبت رچ بس چکی ہو گی تو وہ ان سے نفرت کیسے کریں گی۔ لہٰذا وہ جوان ہو کر بھی ایسے ہی غیر ساتر نامناسب غیر شرعی لباس ہی پہنیں گی اور اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا اور حصہ بنائیں گی۔ اس لیے اس بات کو ذہن نشین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرلیں کہ دس سال تک کی عمر میں آپ بچوں بچیوں کی جیسی تربیت کریں گی، 10 سال سے بعد کی عمر میں بھی وہ ویسا ہی کریں گی، اس لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

روک سکو تو پہلی بارش کی بوندوں کو تم روکو
کچی مٹی تو مہکے گی، ہے مٹی کی مجبوری

میری بہن! بات کو مختصراً یوں سمجھیں کہ جو لباس بالغ لڑکے اور لڑکیاں نہیں پہن سکتے، وہ چھوٹے بچوں کو بھی نہ پہنائے جائیں۔ آپ اپنی بیٹی بیٹے کو جو دل چاہے فراک یا لباس پہنائیں، بس اسلام، قرآن اور رسول ﷺ کے طے کیے گئے اس ضابطے کا خیال رکھیں:

① یہ لباس غیر مسلموں، کافروں کے لباس کی مشابہت میں نہ ہو۔

② تنگ و چست نہ ہو کہ جس سے جسم کے نشیب وفراز واضح ہوں۔

③ بچی کے جسم کے ان حصوں کو ڈھانپتا ہو جن کو چھپانے کا اللہ الرحمٰن اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، یعنی بچی کے جسم کے حصے ننگے نہ ہونے پائیں۔

④ لباس کی وضع قطع اور بناوٹ کا مقصد جسم کو چھپانا ہو، شہرت حاصل کرنا، تکبر اور دوسرے لوگوں کو اپنی طرف یا اپنے لباس کی انفرادیت کی طرف مائل کرنا نہ ہو۔

⑤ لباس کی تیاری میں اسراف اور فضول خرچی کا مظاہرہ نہ کیا گیا ہو بلکہ خیر الامور اوسطھا پر عمل کرتے ہوئے میانہ روی کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ پھر جو بچے یا لڑکے ہیں ان کو لباس پہناتے وقت بھی ان ہدایات کا خیال رکھا جائے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ اللہ اور اس کے رسول نے مرد کے جسم کے جن جن حصوں کو ستر میں شامل کیا ہے کہ جن کو دوسرے مرد و زن کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا، لڑکوں کے یہ لباس ان ساتر حصوں کو بھی دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے والے نہ ہوں، جبکہ بچی کا معاملہ تو اس مسئلہ میں نہایت نازک اور حساس ہے۔

مختصراً یہ کہ قرآن و حدیث نے جو احکام مردوں اور عورتوں کے لباس کے بیان کیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کی روشنی میں ہی بچوں کو لباس جیسی زینت سے آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیے۔

طاہر بھائی! اتنی مغزماری کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ میری بہن کے ذہن میں اللہ اور رسول ﷺ کا پیغام سما جاتا، وہ اپنے موقف سے رجوع کر کے اللہ الرحمٰن اور رحمۃ اللعالمین کی روشن ہدایات پر لبیک کہتے ہوئے اس کو اپنانے کا اعلان کرتی، لیکن اس نے الٹا جل بھن کر صرف یہ فقرہ کہا اور چلی گئی کہ "اللہ کسی کو مولوی نہ بنائے" اب بتائیں مجھے غصہ آنا چاہیے تھا کہ نہیں، لہٰذا ابھی بیان کردہ پس منظر میں، میں اپنی بہن سے لڑ پڑا۔ اب آپ جو چاہیں، میرے متعلق رائے قائم کریں۔ میں اس کی باتیں سن کر لاجواب ہو گیا، میں نے اسے غزوہ میں شائع ہونے والے اپنے کالموں کے مجموعہ پر مشتمل اپنی نئی کتاب "قلم کے آنسو" دی اور کہا کہ لو، یہ لے جا کر اپنی ہمشیر کو پڑھائیں، امید ہے فکری تبدیلی ضرور رونما ہو گی۔ چند دن بعد اس بھائی کا فون آیا کہ آپ کی کتاب پڑھ کر واقعی بہن کا ذہن کافی حد تک تبدیل ہو گیا ہے۔ حقیقت بھی ایسے ہی ہے کہ بعض ننھی بچیوں کو ان کے نادان والدین ایسے لباس پہناتے ہیں کہ وہ پہلی نظر میں کسی فلم کی ہیروئن نظر آتی ہیں۔ لباس کی متانت، سنجیدگی، وقار، سلجھاپن، شرم وحیا، پاکیزگی، معصومیت، بھولپن ...... اسلامی اقدار کی پاسداری ...... دینی حمیت و غیرت، سب رخصت ہو چکے ہوتے ہیں، بعض لوگ بچیوں کو کافرانہ و ہندوانہ لباس پہنا کر بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ بعض جاہل چھوٹی چھوٹی بچیوں کو لہنگا اور ساڑھی پہنا کر اپنے تفاخر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اب ان لباسوں کا ننھے بچوں سے کیا تعلق؟ ویسے بھی یہ ہندو کلچر کا حصہ اور ہندوؤں کے لباس ہیں۔

بعض ماڈرن ممی ڈیڈی اور روشن خیال لوگ بچیوں کو ٹائیٹ پینٹ شرٹ پہنائے ساتھ لیے گھماتے پھرتے ہیں۔ بچیاں لوگوں کے لیے عجیب ہیئت اختیار کیے تماشا اور تفریح بنی پھرتی ہیں۔ حقیقت میں یہی وہ لوگ ہیں جن کو دیوث اور بے غیرت کہا جاتا ہے۔ ان کے بیٹے بھی انڈر ویئر پہنے پوری ٹانگیں ننگی کیے اور بعض نے جین کی پینٹوں کو پھاڑ کر اس کو "کچھا" بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر پہنے ساتھ ساتھ ننگے گھومتے ایسے لگتے ہیں جیسے گاؤں کے چھپڑ (جوہڑ) سے بھینسیں گندگی اور گارا اپنے جسموں پر مل کر باہر گلی و بازار میں نکل آئی ہوں۔ ستر و حجاب اور لباس کے مسئلہ میں ہمارے ملک میں جگہ جگہ، بستی بستی قائم لنڈا بازاروں نے بہت بھیانک کردار ادا کیا ہے۔ لوگ وہاں سے چند روپوں میں صلیبی فرنگیوں کے حیا باختہ استعمال شدہ لباس خرید لاتے ہیں اور پھر اپنی بچیوں کو پہنا کر بازار محلّہ میں گھما کر اپنی غیرت کا جنازہ نکالتے پھرتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک خاتون اپنی جوان نویں کلاس کی طالبات کے لیے لنڈے سے ایسے تنگ و چست اور نیم عریاں لباس چند روپے میں خرید لائی۔ جب بچیاں پہن کر اپنی خالہ کے سامنے آئیں کہ بتائیں کیسی لگتی ہیں...... تو اس نے کہا: بالکل کافرہ عورتیں۔ انہوں نے سمجھا: شاید کافر ادا عورتیں کہہ رہی ہیں۔ جب پتا چلا کہ وہ تو نہایت ناپسند کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ لباس بھی کافرہ عورتوں کی اترن ہے اور ان صفات و خصوصیات، وضع قطع کا لباس پہنتی بھی کافرہ عورتیں ہی ہیں، تو منہ بنا کر کہنے لگیں: آنٹی! ہم نے گھر کے اندر رہ کر ہی تو پہنا ہے، تو موصوفہ بہن کہنے لگی: یہ سب شیطانی ہتھکنڈے ہیں۔ ایسے کپڑے گھر کے اندر بھی وہی پہن سکتی ہیں جن کے بھائی، بہن یا والدین کی غیرت ختم ہو چکی ہو، ہاں! بیوی خلوت میں اپنے خاوند کے لیے ایسا رویہ اختیار کر سکتی ہے، جبکہ تم تو ابھی طالبات ہو۔ گھر میں پہننے کے بہانے سے ہی بے باکیوں اور بغاوتوں کی چنگاریاں جنم لیتی ہیں، اللہ و رسول کی نافرمانیوں اور شرم و حیا کے خاتمہ کے سلسلے شروع ہوتے ہیں...... وہی بات ہوئی، شیطان نے بہکایا اور وہ چند دن بھی انتظار نہ کر سکیں، اس لیے اب وہ حیا باختہ لباس اکیڈمی میں پہن کر جانے لگی ہیں۔ شاید وہاں جا کر کہتی ہوں: لندن سے آنٹی پچھلے ہفتہ لائی ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

معزز قارئین......! آپ ساری دنیا کو ایک طرف چھوڑ کر اپنے بچوں کی تربیت درست طریقہ سے کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں، کل قیامت کے دن یہ اولاد آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گلے میں پھندا ڈال کر یہ تو نہ کہہ سکے کہ اے اللہ! پہلے ان کو پکڑ کہ انہوں نے دنیا میں ہمیں صحیح راستہ نہیں بتایا، اس لیے اصل مجرم یہ ہیں، لہٰذا ان کو سزا دے۔ آپ پوری توجہ سے ان کی تربیت کریں، اللہ جانے کل انہوں نے کیسے اعمال کرنے ہیں، لیکن آپ اپنی تربیتی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اللہ کے دربار میں سرخرو ہو سکیں گے، اس لیے آج سے ہی خاندان، برادری، عزیز واقارب، معاشرہ سب سے بے غرض ہو کر صرف اپنی اولاد کی تربیت میں لگ جائیں۔ ان پھولوں کو بے جا آزادی دے کر آگ میں مت جھونکیے، اس میں آپ کی جان کی جہنم کی آگ سے سلامتی کی ضمانت نظر آ رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام موت

دوپہر کا وقت تھا...... سخت گرمی تھی...... سورج سر پر تھا...... گرم لو بھی چل رہی تھی...... پسینے چھوٹ رہے تھے...... یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہر طرف آگ ہی آگ برس رہی ہے...... سب انسان اپنے اپنے گھروں، جھونپڑوں یا بنگلوں میں گھسے ہوئے تھے...... راستے سنسان تھے...... ایسے لگتا تھا جیسے اس خطہ سے انسانوں کا وجود ختم ہو گیا ہو...... ہر طرف ہو کا عالم تھا...... لیکن...... ایسے میں سڑک سے ہٹ کر...... ایک طرف واقع سرسبز و شاداب باغ، ٹھنڈک و خوشبو اور تازگی کا خزانہ ثابت ہو رہا تھا...... رنگا رنگ چرند پرند اس میں چہک رہے تھے...... ٹھنڈی ٹھنڈی اور بھینی بھینی خوشبو سے معطر ہوا چل رہی تھی...... باغ میں درختوں کے ساتھ لگے پھلوں کی...... خاص طور پر گولڈن کے سیبوں کی بھینی خوشبو...... اپنی ایک علیحدہ ہی مدہوش کن تاثیر بکھیر رہی تھی...... باغ میں پانی کے بہتے کھالے کے پاس...... ایک پھلدار درخت کی گھنی چھاؤں کے نیچے، زمین پر چٹائی بچھائے...... ایک جوان اور لڑکی دنیا و مافیہا سے بے خبر بیٹھے سرگوشیوں میں مگن تھے...... ان کے پاس سیب...... انگور...... آم...... سموسے...... پیپسی کی ڈیڑھ لٹر والی بوتل...... اور بھنا ہوا گوشت...... سب چیزیں ایک قرینے سے سجی ہوئیں، مگر ڈھانپی ہوئی پڑی تھیں...... وہ مزے مزے سے کھا پی رہے تھے...... ہنس کھیل رہے تھے...... اور ساتھ ساتھ محبت کے نغمے بھی یوں گنگنا رہے تھے:

ہم بنے تم بنے اک دوجے کے لیے
اس کو قسم لگے جو بچھڑ کے اک پل بھی جیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑکا کہہ رہا تھا:

چلو چلیے دنیا دی اس نکرے
جتھے بندہ نہ بندے دی ذات ہووے

پھر دونوں مل کر گنگنانے لگے:

دنیا رہے نہ رہے میرے ہم دم
کہانی محبت کی زندہ رہے!

یوں ہی الٹے سیدھے بے ہودہ لچر عشقیہ گانے گاتے گاتے کافی وقت گزر گیا۔ ان گانوں سے ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے ہیر رانجھا آخری وقت میں ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہوں، ابھی ابھی ان کی روحیں نکلنے ہی والی ہوں۔

اچانک لڑکا سنجیدہ ہو کر بولا: یہ سماج، یہ معاشرہ، یہ جگ، یہ دنیا والے ہماری محبت کی گہرائی کو کیا جانیں۔ انھیں کیا علم کہ ہم اب ایک دوسرے کے بغیر ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے، پھر گنگنانے لگا:

پرامز پرامز آئی پرامز یو
تیرے لیے ہی جئیوں
اک پل رہوں دور تجھ سے
میں سانس دوجا نہ لوں
آئی پرامز یو، تیرے لیے ہی جیوں!

کہنے لگا! ...... پتہ ہے اینجلا! ...... یہ لوگ ہمارے پیار کے دشمن ہیں ...... یہ ہمیں ملنے نہیں دیں گے، یہ شروع سے ہی طرح طرح کی پابندیاں عائد کرتے آئے ہیں ...... پیار پر پہرے بٹھاتے آئے ہیں ...... نادان کیا جانیں کہ ...... پیار پابندیوں اور پہروں کے اندر ہی پل کر جوان ہوتا ہے ...... وہ پہروں کی دھار پر چل کر منزل تک پہنچتا ہے ...... پیار کبھی رو کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکا ...... کبھی چھپائے نہیں چھپا...... کبھی سمندروں کی روانی کو روکا جا سکا ہے...... کبھی چاند کی چاندنی کو قید کیا جا سکا ہے...... کبھی موجوں کی روانی ...... پانیوں کی طغیانی ...... ہواؤں کی طوفانی ...... جذبات کی جولانی ...... سورج کی تپش ...... دل کی کسک ...... زبان کی سسک ...... معصومیت کی ہمک ...... اور آنکھ کی اشک سوئی کو کوئی روک سکا ہے؟؟ ...... ایسے ہی کوئی کبھی بھی پیار پر قدغن اور پیار کرنے والوں کو روکنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔

لڑکی بولی! عبداللہ! ...... میں یہ اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ لوگ ہمیں کبھی ملنے نہ دیں گے، یہ کیدو کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

زندہ رہیں گے پیار کے دشمن چاہے جہاں بھی جائیں
اپنی بولی یہ نہ سمجھیں کیسے انھیں سمجھائیں
جو کرنا ہے جلدی کرو اے ظلم کے پہرے دارو !
اپنے زہریلے تیروں کو ہمارے سینوں میں مارو

میں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ...... تمہارے سنگ ہر دم گامزن و تیار ہوں ...... لیکن مجھے پتہ ہے ...... ہم ان سے مقابلہ کر کے جیت نہیں سکتے ...... اگر ہم ہر دیوار کو عبور کر بھی جائیں تو ...... پھر بھی باہم ملتے نظر نہیں آتے ...... کیوں؟ ...... اس لیے کہ ان مذہب کے ٹھیکیداروں نے مذہب کی نہ عبور کی جا سکنے والی دیوار ہمارے درمیان کھڑی کر دی ہے ...... دشنام دیتے ہوئے فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ ...... انجلا عیسائی اور عبداللہ چونکہ مسلمان ہے ...... اس مذاہب کے اختلاف کے سبب ان کا ملنا یا نکاح کرنا کسی صورت ممکن نہیں ...... بلکہ حرام اور زنا ہے...... یہ احمق ہیں ...... انھیں کون سمجھائے کہ پیار کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ...... پیار آفاق کی حدود و قیود سے آزاد ہوتا ہے...... پیار دو دلوں کے ملن کا نام ہے...... پیار میں مذاہب معاشرہ ...... رسم و رواج برادری...... قومیت...... لسانیت اور ملک و ملت کی کوئی قید نہیں ...... پیار تو روشنی ہے ...... جو ہر جگہ ہر ایک انسان کے پاس بلا رنگ و نسل کے امتیاز کے پہنچتی ہے...... پیار تو آب حیات ہے...... پیار تو آبشار کے پانی کی مانند حیات بخش ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

...... جو راستے میں آنے والے ہر شجر و حجر، انسان و حیوان سب کی پیاس بجھاتا ہے...... پیار ایک نور ہے...... جو ہر جاندار کے تاریک دل کو روشن و منور کر کے...... آگے بڑھنے کا جذبہ بخشتا ہے...... لیکن مائی ہرٹ عبداللہ!...... یہ باتیں ان گنواروں کو کون سمجھائے !!؟ کہتے ہیں: ہم بیٹیوں والے ہیں...... غیرت والے ہیں...... کون سمجھائے انھیں کہ پیار ستاروں کی جھلملاہٹ ہے...... تاروں کی چمک...... اور کہکشاں کی دمک ہے...... اور قوس قزاح کی رنگوں کی دھنک ہے...... اسی لیے تم نے جو فیصلہ کیا کہ ہم اس دنیا میں تو مل نہیں سکتے لہٰذا ہم اس دنیا کو خیر باد کہہ کر دوسری دنیا میں جا بستے ہیں...... اور وہاں ہمیں ملنے سے کوئی نہ روک سکے گا ...... اس مقصد کے لیے جو اکٹھے مرنے کا فیصلہ تم نے کیا ہے، میں اس کے ساتھ مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں، اسی لیے گھر سے نکل آئی ہوں ...... تم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس باغ میں زندگی کی آخری پک نک منا کر...... اس دنیا کو ابھی ابھی خیر باد کہہ دیں، میں تمہارے ساتھ مرنے کے لیے تیار ہوں ...... چلو! اب یہ گرم گرم چکن کھائیں ...... پھر باقی بچنے والے آم ...... اور پھر پیپسی کا دور چلے گا اور...... اس کے بعد...... اس کے بعد...... اس کے بعد...... ہم ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے بہت دور چلے جائیں گے ...... جہاں کوئی ہمارا پیچھا کرتا ہوا نہ آ سکے گا...... اور نہ ہی ہمارے راستے کا پتھر بن سکے گا۔

اس کے بعد دونوں نے خوب کھایا پیا...... اب ان کی زندگی کے آخری لمحات آن پہنچے تھے۔ وہ لمحات کہ جن کے متعلق ہر مومن ہمیشہ یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ میرا خاتمہ بالایمان کرنا...... اے اللہ کریم! مرتے وقت کلمہ نصیب کرنا...... اے رحمان ایمان کی حالت میں دین اسلام پر کاربند رہتے ہوئے دنیا سے اٹھانا...... جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی نشاندہی یوں کی ہے کہ ﴿ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ اور تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم اس وقت مسلمان ہونے کی حیثیت میں ہو۔

یہ کتنا بدنصیب جوان ہے کہ جب پیدا ہوا تو باپ نے اس کا وہ نام رکھا جو مالک کائنات کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، یعنی عبداللہ...... لیکن اس نے تو اپنے نام کی بھی لاج نہ رکھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

...... اور عبداللہ، اللہ کریم کا بندہ اور دین اسلام کا پیرو ہو کر بھی ایک عیسائی لڑکی کے پیچھے لگ کر اسلام کا انکار کر بیٹھا ہے۔ اس کے عشق میں گرفتار ہو کر برملا کہہ رہا ہے کہ دین اسلام کی کوئی اہمیت و ضرورت نہیں۔ میں اس عیسائی لڑکی کے ساتھ مر تو سکتا ہوں لیکن یہ قید برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کو مسلمان کروں یا کسی اور مسلمان دوشیزہ سے شادی کر لوں۔ لہٰذا اب وہ مرنے کے لیے تیار ہو چکا ہے، نہیں معلوم کہ اس کا باپ تو بچپن میں ہی فوت ہو چکا ہے اور اس کی ماں نے لوگوں کے گھروں میں صفائی، سلائی اور گندے فرش و برتن دھو دھو کر، محنت مزدوری کر کے، بیماری کی حالت میں، اس کو پڑھایا لکھایا اور جوان کیا ہے...... وہ گھر میں بیٹھی اس کا راستہ تک رہی ہے، بار بار دروازے کی طرف دیکھ کر پریشان ہو رہی ہے کہ آج عبداللہ ابھی تک گھر نہیں پہنچا!!؟

پیپسی کیا پی لگتا تھا دونوں نے وسکی (شراب) پی لی ہو...... دونوں شیطنت کے نشے میں مدہوش جھوم رہے تھے...... اچانک اینجلا ہلکے سے انداز میں چیخی: عبداللہ!...... میرا خیال ہے اب ہمیں اس بے وفا دنیا کو چھوڑ دینا چاہیے...... ہم نے خوب انجوائے کر لیا ہے...... اب تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے...... ویسے بھی سورج ڈوبنے والا ہے...... اس کے ڈوبنے سے پہلے ہم ڈوب جائیں...... پھر وہ جھوم کر بہکی بہکی باتیں کرتی ایک جگہ بیٹھ گئی...... عبداللہ پکارا: اینجلا! ہوش میں رہنا...... ہم دونوں اکٹھے ایک ساتھ مریں گے...... لو میں آخری سفر کی تیاریاں مکمل کرتا ہوں۔ پھر بھاگ کر عبداللہ سامان سے بھرا ایک تھیلا اٹھا لایا...... اور اینجلا کے سامنے...... چوکڑی بھر کر بیٹھ گیا۔ دونوں کے گھٹنے ایک دوسرے کو چھو رہے تھے...... اور پھر اس نے کپڑے کے تھیلے سے کوئی چیز نکال نکال کر دونوں کے درمیان اور گودوں میں رکھنی شروع کر دی...... پہلی نظر میں دیکھنے کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ناشپاتیاں رکھ رہا ہے...... جب تھیلا خالی ہو گیا...... اس نے اپنی جیب سے ماچس نکالی۔ اف!! یہ کیا؟...... یہ تو بم تھے...... کافی تعداد میں...... وہ بم جو ہم آئے روز شادیوں کے موقع پر چلاتے ہیں...... جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے کان پھاڑ کر یہ اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں شادی یا خوشی کی کوئی تقریب ہے...... کس قدر طاقتور ہوتے ہیں !! کتنا دہشت اور وحشت ناک دھماکہ ہوتا ہے ان کا...... دونوں نے گھٹنوں کے بعد اب اپنے سر بھی آپس میں ملا لیے تھے...... پھر عبداللہ نے ماچس کی تیلی سلگائی، جلائی اور بموں کے فیتوں کو باری باری لگانے لگا...... فیتے شاید جان بوجھ کر لمبے رکھے گئے تھے...... اس لیے بارود فوری آگ نہ پکڑ سکا...... جب سب بموں کے فیتوں کو آگ لگا دی گئی...... تو دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر...... مضبوطی سے ایک دوسرے کو پکڑ لیا...... اور آخری جملے ان کے یہ سنے گئے:

''اے دنیا والو!...... خدا حافظ...... آپ کو مذہب مبارک ہو...... آپ ہمیں مذہب کی دیوار کھڑی کر کے...... ملنے سے روک رہے تھے...... ہم ہمیشہ کے لیے...... آپ کی دنیا کو الوداع کہہ رہے ہیں...... ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ...... یہ مذہب کے چکروں وکروں کو ختم کرو...... اور پریمیوں کو بغیر کسی قید وقدغن کے باہم ملنے دو...... یہی پیار کی روح ہے...... الوداع...... الود...... الو۔''

اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا...... فضا میں دو دلدوز چیخیں بلند ہوئیں...... پھر ایک دھماکا کان پھاڑ گیا...... دونوں زندہ تھے...... شاید دماغ ٹھکانے آ گیا تھا...... عشق کا بھوت اتر گیا تھا...... اس لیے فضاء میں ابھی اتنی ہی پکار ابھر سکی تھی کہ ''بچاؤ بچاؤ...... کوئی ہے ہمیں بچا لے!!''...... کہ اتنے میں ایک...... دو...... تین اور دھماکے ہوتے چلے گئے۔

فضا میں ہر طرف دھواں ہی دھواں بکھرا ہوا تھا...... دور دور تک مٹی اڑ رہی تھی...... دھول ہی دھول تھی...... کوؤں کی کائیں کائیں ہر طرف کہرام مچا رہی تھی...... باغ کے اردگرد آنے جانے والے لوگ دھماکوں کی آواز سن کر خوفزدہ ہو گئے...... اور پھر بھاگم بھاگ باغ کے اندر جائے وقوعہ پر پہنچے۔ اب گرد و غبار چھٹ چکا تھا...... دھواں غائب ہو چکا تھا...... منظر صاف دکھائی دے رہا تھا...... جونہی لوگ جائے وقوعہ پر پہنچے تو سامنے کا منظر دیکھتے ہی...... خوف و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہشت سے ...... ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے...... اور بے اختیار منہ سے چیخیں نکل گئیں...... اف اللہ!! یہ کیا ہو گیا...... وہاں دو لاشے ...... کٹے پھٹے درختوں کی طرح ...... زمین پر اوندھے منہ...... گرے پڑے تھے...... کتنے بھیانک اور خوفناک مردے تھے وہ...... دل سینوں سے باہر نکل آئے تھے۔ ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی...... لڑکی...... کے ہونٹ ...... دانت اور...... ٹھوڑی اڑ چکے تھے...... رخسار اور آنکھیں ...... کسی نے دور کہیں نکال پھینکی تھیں ...... کان بھی نہ تھے...... ماتھا اور سر کچھ باقی نہ بچا تھا...... یعنی تقریباً مکمل کا مکمل سر اڑ چکا تھا...... یہی حال لڑکے کا تھا...... وہاں دو سر کٹے مردے پڑے تھے...... کون تلاش کرے ان کے ہونٹوں کو، زبان کو کہ جو بہت باتیں کرتی تھی...... آنکھوں کو کہ جن کو اللہ کریم نے خوب روشن کر رکھا تھا...... جو دیکھنے والوں کو...... اپنی گرفت میں لے کر، کشش کی بنا پر ...... بے بس کر دیتی تھیں...... کون ڈھونڈے ان کانوں کو...... جو میٹھی ...... نرم پیار بھری لوریاں ...... سننے کے عادی ہو چکے تھے...... کون ڈھونڈے ان زبانوں کو جو بڑے بڑے دعوے کرتی تھیں...... کون ڈھونڈے ان دماغوں کو...... جو ارمانوں کی آنچ پر...... اپنے سپنوں کو تعبیر دینے کی منصوبہ بندی کیا کرتے تھے...... کون واپس لائے زلفوں کی ان لٹوں اور گلابی ہونٹوں کی چہار کو کہ...... جن کو دیکھ کر بے اختیار شعر کہے جاتے تھے...... سب کے سب...... غائب تھے ...... شائد کسی درخت کی ٹہنیوں اور شاخوں میں اٹکے ہوئے ہوں ...... یا ریزہ ریزہ...... بوٹی بوٹی ہو کر کسی درخت کے تنے سے جا چکے ہوں...... یا زمین کی مٹی میں جا ملے ہوں...... دور دور تک خون ہی خون بکھرا پڑا تھا...... گوشت بوٹیوں کی صورت میں ادھر ادھر بکھر چکا تھا...... جگر کٹ چکے تھے...... دل پھٹ چکے تھے ...... سینے ادھڑ چکے تھے...... آنتڑیاں باہر نکل آئی تھیں...... باقی ماندہ جسم یوں تھے جیسے ان میں...... ڈرل مشین کے ساتھ سوراخ کیے گئے ہوں ...... اور کوئلے کا پینٹ کر دیا گیا ہو...... یعنی جسم جھلس کر سیاہ ہو چکے تھے...... گویا بھٹی میں بھونے گئے ہوں...... لوگ دہشت زدہ، وحشت اور خوف کے عالم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریشان تھے...... کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کون کر گیا...... کہ اچانک وہاں پڑی اینٹ کے نیچے رکھے گئے ایک کاغذ پر کسی کی نظر پڑ گئی ...... اس نے اینٹ اٹھا کر نیچے سے تہہ کیا کاغذ نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا:

اے دنیا والو! ...... بڑے بے وفا ہو تم...... مذہب کا بہانہ بنا کر پیار کرنے والوں کو ملنے نہیں دیتے...... ہم دونوں خوشی خوشی تمہاری دنیا کو چھوڑ کر جا رہے ہیں...... تا کہ ہماری محبت کی کہانی زندہ رہے اور پیار امر ہو جائے...... الوداع الوداع، اے مذہب کے ٹھیکیدارو، الوداع......

فقط دوسرے جہاں جا کر ملنے کے دو متمنی

انجلا و عبداللہ

اب لوگ سب کہانی سمجھ گئے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے روانہ ہونے لگے۔ وہ توبہ توبہ کہتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگا رہے تھے کہ اللہ ایسی حرام اور ذلت ناک موت سے بچائے۔ اللہ ہمارا خاتمہ بالایمان کرے...... اللہ کسی ماں کو ایسا بیٹا یا بیٹی نہ دے...... جو اس کو رہتی دنیا میں ذلیل و رسوا کر جائے۔ کوئی کہہ رہا تھا: ان بدکاروں کا تو خودکشی کی وجہ سے جنازہ بھی جائز نہیں۔ ایک آدمی یہ شعر کہتے ہوئے باغ سے نکل رہا تھا:

اب تو کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

کون بتائے فلموں کی رسیا...... کیبل کی پروردہ...... اور ٹی وی اور انٹرنیٹ کی آغوش میں جوان ہونے والی نئی نسل کو...... کہ بدنصیبو! محبت اس کو نہیں کہتے...... اس کو تو شہوانیت اور شیطنت کہتے ہیں...... محبت تو شبنم کی طرح ٹھنڈک پہنچانے والے پاکیزہ جذبات کا نام ہے...... محبت کا سبق سیکھنا ہے تو اس نیک بندے سے سیکھو کہ جس کو اللہ کریم نے قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مثال بنا کر زندہ کر دیا ہے۔ یہ جب بارش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وطوفان کے وقت پناہ کے لیے ایک غار میں گھس گیا تو ایک بہت بڑا پتھر غار کے منہ پر آن گرا اور یوں غار کا دروازہ یادھانہ بند ہو گیا۔ اس نے اس وقت اپنے رب کو اپنی محبت کا واسطہ دیا، وہ محبت جو وہ اپنی ماں سے کرتا تھا۔ وہ اللہ کریم کو مخاطب کر کے کہتا ہے: اے اللہ! جب میری والدہ سوئی ہوتی تھی تو میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لے کر اس کے انتظار میں اس کے سرہانے کھڑا ہو جاتا، ان کو بیدار نہ کرتا کہ ان کی نیند اور آرام خراب نہ ہو جائے بلکہ خود ساری ساری رات کھڑا رہتا، کہ جب ان کی آنکھ خود بخود کھلے گی تو وہ دودھ پی لیں گی۔ اور ایسے ہی ہوتا، جب کبھی میری والدہ رات کے کسی بھی حصے میں بیدار ہوتی تو میں ان کو دودھ پیش کرتا اور وہ پی لیتیں۔ اے اللہ! اگر میری یہ محبت، ماں سے میرا یہ عمل اور سلوک تجھے پسند ہے تو اس پتھر کو غار کے منہ سے اٹھا دے۔ اللہ نے اپنے اس بندے کی دعا کو قبول کیا...... اور پتھر کو پیچھے سرکا دیا اور وہ وہاں سے جان بچا کر نکل گیا۔

پاگل اگر محبت کرنی تھی تو غازی علم دین شہید جیسی کرتے کہ پوری دنیا پر واقعی تمہاری محبت کی کہانی امر اور زندہ ہو جاتی، لوگ جب بھی تیرا نام لیتے ادب واحترام سے لیتے اور تمہاری زندگی کو بطور مثال پیش کرتے۔ غازی علم دین نے کیسے محبت کی......؟ سنیئے......

ایک بدبخت نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا تو اس نے اس کو ذبح کر ڈالا۔ پھانسی کی سزا ہوگئی قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ ایک دفعہ بول دو کہ میں نے گستاخ راجپال کو قتل نہیں کیا، میں مقدمہ لڑ کر تمہیں بچا لوں گا...... تو اس نے کہا: یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا، میں ایسا نہ کروں گا کہ یہی محبت رسول کا خزانہ ہی تو میرے پاس ہے، اس کے علاوہ میرے نامہ اعمال میں اور ہے کیا؟!! میں نے ہی اس کو قتل کیا ہے۔

اور پھر پھانسی کے پھندے کو خوشی سے چوم کر گلے میں ڈال لیا۔ آج اللہ کریم نے اس سے محبت کی شمع ہر دل میں روشن کر دی ہے، ہر کوئی اس سے پیار کرتا ہے، محبت ہو تو ایسی......

اے عبد اللہ! تو نے کیسی محبت کی! 30 سال کی جوان عمر میں بیوہ ہو جانے والی تیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں نے تیرے سہارے جینے کا فیصلہ کیا۔ وہ تمہارے لیے پہاڑ جیسی جوانی کو قربان کر چکی تھی...... دنیا سے ٹکر لے رہی تھی ...... اپنی عصمت بچاتی رہی اور محنت مزدوری کر کے لوگوں کے کپڑے برتن اور فرش دھو کر تجھے کالج تک پڑھاتی رہی ......تو جوان ہوتا گیا وہ بوڑھی ہوتی گئی......تو طاقتور بنتا گیا وہ کمزور وضعیف ہوتی گئی...... لاغر ولاچار ہوتی گئی......حتیٰ کہ بیماری وکمزوری کی بنا پر...... لوگوں کا کام اور مزدوری کرنے سے عاجز آ گئی تو اس نے کپڑے سلائی کرنے شروع کر دیے۔

صرف اور صرف تمہارے سر پر کامیابی کا سہرا دیکھنے کے لیے...... اپنی ہر تمنا...... ہر آرزو......تمام سپنوں......اور خواہشوں کو قربان کر دیا...... وہ تو اب ایک جوان بیٹے کے سایہ دار درخت بننے اور اس کے سائے میں ستانے کے لیے بے قرار بیٹھی تھی...... وہ اس عمر میں تمہارے سہارے راحت و آرام کی منتظر تھی...... وہ گھر میں ننھے بچوں کی کلکاریاں سننے کے لے بے تاب تھی...... ایک عرصہ سے خاوند کی وفات کے بعد اس اجڑے گلشن کے پھر سے آباد و شاد ہونے کی امنگیں اور امیدیں دل میں چھپائے زندہ تھی ...... ظالم ذرا بتا تو سہی وہ اب کس کس کی نشتر کی طرح کاٹتی باتوں کا جواب دے گی...... کس کس کے طعنوں کے زہر میں بجھے تیروں کو اپنے ناتواں جسم پر روکے گی...... اس سنسار میں کس کس کا مقابلہ کرے گی...... اتنی طاقتور وہ کہاں...... وہ تو پہلے ہی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی......آتے جاتے سانسوں کی ڈوریاں ٹوٹ رہی تھیں...... صرف اچھے دنوں کی آمد کی امید کے دھاگے سے جڑی ہوئی تھیں...... میں نے پچھلے دنوں سنا ہے، اب وہ مسلسل بیمار رہنے لگی ہے......اس کا سلائی کرنا بھی چھوٹ چکا ہے...... اس لیے کہ ہاتھوں پر رعشہ نے حملہ کر دیا ہے...... قفل خاموشی اس کی زبان پر لگ چکا ہے...... ہر وقت گنگ اور گم سم فضاؤں میں گھورتی رہتی ہے...... شاید وہ موت کے فرشتے کے انتظار میں ہے...... یہ سب کچھ پہلے تو نہ تھا...... تمہارے صدمے نے اس کو اندر ہی اندر ختم کر دیا ہے...... کیا ایسے بیٹے باپ کے مرنے کے بعد ماؤں کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قابل فخر ہوا کرتے ہیں !!؟...... تمہاری بہنیں لوگوں سے منہ چھپائے پھرتی ہیں...... ہر کوئی تجھ پر لعن طعن کرتا ہے، جوان سے سنا نہیں جاتا...... تو نے کیا دیا ماں بہنوں کو، ماں کی بددعا کا اثر تجھے ضرور پہنچ رہا ہوگا...... تو نے تو مرنے کے بعد بھی ماں بہنوں کو ذلت و پریشانی اور بدنامی کا طوق پہنا کر...... مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ کتنا بدنصیب ہے تو...... ایمان کی دولت بھی گئی...... عزت بھی گئی...... ماں کی شفاعت بھی گئی...... بہنوں کی دعا بھی گئی...... دنیا بھی گئی...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ...... تیری آخرت بھی گئی۔

میں عالم خیال میں دیکھ رہا ہوں کہ عیسائی لڑکی کے عشق میں برباد ہونے والا عبداللہ رو رو کر گڑگڑا کر نشان عبرت بن کر ہم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ:

''کاش! آج کی جوان نسل یہ جان لے کہ جوان راہوں پر چلے گا اس کا حشر میری طرح کا ذلت ناک ہی ہوگا۔ دنیا کی ذلت اور آخرت میں آگ کا عذاب اس کا مقدر ہوگا۔ وہ آگ اس دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ ہلاکت خیز اور دردناک ہے۔ اس دنیا کی آگ کس قدر تکلیف دہ ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے گھڑی کا صرف ایک منٹ اپنا ہاتھ لکڑیوں کی جلتی ہوئی آگ میں کریں اور پھر غور کریں...... کہ آخرت میں آگ کا عذاب کس قدر اذیت ناک ہوگا...... میں تو کسی عیسائی لڑکی کے پیچھے لگ کر اپنا دین بھی گنوا بیٹھا...... لیکن تم کسی مسلمان لڑکی کو بھی گمراہ کر کے اس کے ساتھ ایسا کوئی سانحہ رونما نہ کرنا...... جو دونوں خاندانوں کو بدنامیوں کے گھڑوں میں پھینکے۔ بلکہ اس مسئلہ میں ہمیشہ اپنے والدین کی رائے کو اور فیصلے کو مقدم رکھنا اور اس پر عمل کرنا۔ یہی آخری پیغام ہے، بدنصیب عبداللہ کا امت کی ہر بیٹی اور ہر بیٹے کے نام......!''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیڑیاں آپ آوارہ ہوئیاں

"اے او مولبی! اٹھ تے اپنے پیسے سنبھال ..... کی پیسے کھلار کے ستا پیا واں !!؟
ویسے مولبیاں کول پیسے ہندے ای بہت نے، سنبھالے نئیں جاندے ..... ویکھ
بے کوئی اینوں ہوش اوندی پئی ......!!"

میں عالم خوابیدگی میں ..... سوتے جاگتے کہ جسے پنجابی میں "جاگو میٹی" کہتے ہیں، کی کیفیت میں جناح ہسپتال لاہور میں آئی سی یو I.C.U وارڈ کے باہر لیٹا ہوا تھا، سونے جاگنے کی کیفیت کے درمیان لیٹا ہوا تھا، نہ تو مکمل طور پر سویا تھا اور نہ ہی جاگ رہا تھا۔ جبکہ میری اہلیہ آئی سی یو کے بیڈ نمبر 7 پر مکمل طور پر بے ہوش دنیا و مافیہا سے بے خبر، لیٹی ہوئی تھی۔ میں غنودگی کے عالم میں یہ گفتگو سن رہا تھا اور نیند کے عالم میں ہی سوچ رہا تھا کہ کوئی بد تہذیب، گنوار اور جاہل واجڈ اور ان پڑھ عورت کسی مولوی کو مخاطب کر رہی ہے۔ میں نے بھی چونکہ داڑھی رکھی ہے اور ہمارے معاشرے میں جس نے بھی داڑھی رکھ لی اس کو "مولوی" قرار دے دیا جاتا ہے، اگرچہ اس کا "کوچا مولویاں" سے کبھی بھول کر بھی گزر نہ ہوا ہو۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید مجھے ہی مخاطب کر کے کہہ رہی ہو" اے او مولبی" ..... لیکن اگلے ہی لمحے میں نے یہ سوچ کر ادھر سے توجہ ہٹا لی اور کروٹ بدل کر سو گیا، کہ یہاں میرے ارد گرد اور لوگ بھی تو لیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی اور بھی داڑھی والا ہو سکتا ہے اور یہ عورت ضرور اسی سے مخاطب ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابھی مجھے بے فکر ہو کر سوئے بمشکل دو منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ ایک بار پھر وہی نسوانی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، کہہ رہی تھی:

’’ویکھ مولبی اُتے کوئی اثر ای نئیں ہویا ...... اے تے کھوتے ویچ کے سُتا ہویا اے ...... چلو گولی مارو، سانوں کی ...... اَسی تے ایدا ای فیدا سوچیا سی ...... کوئی آئے گا، تے چونا لا کے چلا جائے گا۔‘‘

پھر ایک مردانہ آواز اُبھری:

نئیں جناب ! ایس مولوی صاحب دی بیوی بیمار اے تے ساڈے بیڈ دے نال ای اے ...... اینوں اٹھانا چاہئی دا اے۔‘‘

پھر دوبارہ یہی مردانہ آواز کسی مولوی صاحب کو یوں مخاطب کر رہی تھی:

مولوی جی اٹھو ! تے اپنا خزانہ سنبھالو، نئیں تے کوئی ہتھ پھیر جائے گا ...... پھر روندے پھرو گے ...... (وہی نسوانی آواز دوبارہ اُبھری) چھوڑ دے، جدوں اونوں ای فکر نئیں تے سانوں کی اے !!؟ ...... آگے سے جواب ملا: ...... پیاریو ...... مویا (مرا ہوا) تے ستا ہویا انسان (دونوں) اک برابر ہوندے نے ...... میں اینوں اٹھاناں واں ...... !!‘‘

اس کے بعد سکوت چھا گیا لیکن چند لمحات گزرنے کے بعد کوئی میرے کندھے کو پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا اور مجھے اٹھا رہا تھا۔ میں آنکھیں ملتے ہوئے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا، وہ کہنے لگا: دوست ! ہم آپ کو کافی دیر سے جگا رہے تھے۔ لیکن آپ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ دیکھیں ! آپ یہاں سو رہے ہیں، جبکہ آپ کا روپیہ پیسہ جیب سے پھسل کر فرش پر بکھرا پڑا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے کچھ لالچی و حریص اور چور قسم کے آدمی اس کو اٹھانے لگے تھے تو ہم نے ان کو روکا۔

میں نے اپنے ارد گرد اور آس پاس کا جائزہ لیا۔ حقیقت میں میری ادویات وغیرہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پرچیاں اور پیسے (کرنسی نوٹ) میرے ارد گرد بکھرے پڑے تھے۔ میں نے اکٹھے کر کے جیب میں ڈالے اور شکریہ ادا کرنے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو میرے سامنے کرسیوں پر ایک مرد اور ایک عورت بیٹھے تھے۔ عورت مریضوں کی گندگی اٹھانے والی اور وارڈ کی صفائی کرنے والی عیسائن تھی۔ جبکہ مرد ایک جوان تھا، جو کسی مریض کا تیمار دار تھا۔ وہ اس کالی کلوٹی بھدی پستی اور موٹی عورت پر قربان و واری ہوئے جا رہا تھا، اس کی ہر بات میں ہاں میں ہاں ملا رہا تھا، اس کے ساتھ ہنس رہا تھا، مسکرا رہا تھا، کھلکھلا رہا تھا، اس کی تابعداری و فرماں برداری کر رہا تھا، مجھے اسے دیکھتے ہی ایسا لگا جیسے کوئی پھول پھول کلی کلی پر رس چوسنے کے لیے منڈلانے والا بھنورا ہو، جس کا کام ایک کلی کا رس چوس کر اسے بھلا کر اگلی کی تلاش میں نکل پڑنا ہوتا ہے۔ میں بہت حیران ہوا کہ یہ فدا و شیدا ہوا اور مرا بھی تو کس ”عجیب چیز“ پر!!

بہر حال میں ان دونوں کو ہنستا کھیلتا اور ایک دوسرے پر پھبتیاں کستے ہوئے دیکھ کر نماز پڑھنے چلا گیا۔ نماز پڑھ کر واپس آیا تو میں سیدھا اس بھدی عیسائن کے پاس چلا گیا۔ چونکہ میرا مریض بھی اس وارڈ کے بیڈ نمبرے پر تھا، لہٰذا میں اس سے کوئی بھی معاملہ دریافت کر سکتا تھا۔ میں نے پاس ادب کا لحاظ کرتے ہوئے کہا:

”آپا جان! آپ نے میرے سونے کے درمیان جیب سے گرنے والے نوٹوں کی حفاظت کی اور مجھے بیدار کیا، اور انھیں سنبھالنے کی تاکید کی، اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ بہت خوش ہوئی اور اپنی عادت کے مطابق ادھر ادھر کی ہانکنے لگی، میں نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگائی اور پوچھا: آپا جی! یہ جو جوان ابھی ابھی آپ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ سے بہت پیار محبت کا اظہار کر رہا تھا، اور آپ کو ہنسا رہا تھا، مجھے لگتا ہے میں نے اسے کہیں دیکھا ہے، یہ کون ہے اور کیوں یہاں بیٹھا رہتا ہے!؟ آپ تو ایک ایک بندے کی مکمل ہسٹری اور رپورٹ رکھتی ہیں، یہ سنتے ہی اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور اس جوان کا سب چھٹا کٹھا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کھول کر رکھ دیا۔

آپ بھی سب حقائق و واقعات اسی کی زبانی سنیں، کہنے لگی:

''یہ بد کا بی (برے باپ کی اولاد) کافی دنوں سے اس وارڈ میں رہتا ہے، حرامی سارا دن ادھر ادھر جھانکنے اور گھومنے پھرنے کے بعد رات کو اس وارڈ کے گیٹ کے سامنے فرش پر سو جاتا ہے۔ اس کی بیوی اندر بیڈ نمبر 5 پر کئی دن سے بے ہوش پڑی ہے۔ اسے ابھی بھی ہوش نہیں آ رہا، یہ تو جلد سے جلد کہیں بھاگ جانا چاہتا ہے لیکن اس کی وجہ سے یہاں قید ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اگر اس کی بیوی کا قصہ پاک ہوتا ہے تو ہو جائے اور یہ اس ایک جگہ بندھے رہنے کی مصیبت سے جان چھڑائے۔''

میں نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا: ''آپا جی! اصل کہانی کیا ہے؟ آپ کچھ چھپا رہی ہیں یا گول مول کر رہی ہیں، شاید آپ پولیس وغیرہ سے یا ان لوگوں سے کچھ......؟''

وہ میری بات کاٹ کر تڑاخ سے بولی:

''لو مولبی صاحب! میں کیوں کسی سے ڈروں، میں کسی کی کانی ہوں، یا کسی کے گھر سے لے کر کھاتی ہوں۔'' تو لو پھر سنو اندر کی کہانی:

''بیڈ نمبر 5 پر لیٹی اس کی مفرور بیوی ہے، وہ بہت سیریس حالت میں یہاں آئی تھی ...... ہوا یوں کہ اس لڑکی کا اس کمینے سے معاشقہ چلا۔ دونوں نے گھر والوں کو، ماں باپ کو، خاندان والوں کو اور عزیز و اقارب کو بہت ستایا...... رلایا...... تڑپایا...... عزت کو خاک میں ملایا ...... ان کو زندہ درگور کر کے رکھ دیا...... ان کی پگڑی کو غلاظت سے بھر دیا...... کس وقت ایسا ہوا؟ ...... جب بیڈ ۵ پر لیٹی بے ہوش لڑکی گھر سے بھاگ اٹھی...... اور سیدھا جا کر اپنے یار کے ساتھ لو میرج کر لی ...... خاندان، برادری، ماں باپ سب واسطے دیتے رہ گئے، ترلے اور منتیں کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہ گئے لیکن ان دونوں نے کسی کی نہ سنی......عزت کو بٹہ لگنا تھا سو لگ چکا......
بدنامی کے ناگ نے ڈسنا تھا سو ڈس چکا...... کچھ عرصہ گزرا...... آخر کار لوگ
خاموش ہو گئے...... کچھ بھول گئے...... کچھ قریبی رشتے اس ذلت و بدنامی کے
داغ کا غم دل پر لگا کر بستر سے جا لگے......ظاہری طور پر بات آئی گئی ہوگئی......
دنیا والے تو بھول گئے......لیکن خدا کی لاٹھی حرکت میں آ چکی تھی...... کسی کو خبر نہ
تھی کہ اللہ جبار وقہار کے غضب کا کوڑا برسنے ہی والا ہے......بس مقررہ طے شدہ
وقت کا انتظار ہے...... گھڑی کی سوئیاں حرکت کر رہی ہیں اور ......مقررہ عذاب
نازل ہونے کے وقت کے قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہیں......

یہاں تک بیان کر کے وہ کچھ دیر رکی، کچھ سوچا، اور پھر وارڈ میں کسی ڈاکٹر کا یاد آنے والا حکم پورا کر کے واپس چلی آئی اور دوبارہ گویا ہوئی:

''تھوڑے عرصہ بعد ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی اس کے بعد ایک بار پھر اولاد کے آثار پیدا ہوئے تو لڑکی کی والدہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی: جاوید تو پہلے ہی نکھٹو ہے، اگر لڑکا بھی پیدا ہوگیا تو ہم اسے کھلائیں پلائیں گے کہاں سے؟ ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ اسے پال سکیں...... بہتر یہی ہوگا کہ اس کا ابھی قصہ تمام کر دیا جائے...... بیٹی نے پوچھا: وہ کیسے؟ ماں کہنے لگی: اپنا حمل ضائع کروا دو، بچے کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار ڈالو، یوں نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری...... دونوں ماں بیٹی باہم منصوبہ بنا کر اللہ کریم کے احکام وفرامین سے بغاوت کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑیں...... چشتیاں شہر میں پہنچ کر کسی ''ڈاکٹر'' سے ''مک مکا'' کرلیا۔ زندہ بچہ ذبح کرنے کا آپریشن شروع ہوگیا...... تڑپتے...... سسکتے...... پھڑکتے...... نرم ونازک...... بچے کے ننھے منے اعضاء کو...... کاٹنے کا عمل شروع کیا گیا...... چھوٹے چھوٹے، ننھے منے، پیارے پیارے ہاتھ......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاٹ ...... کاٹ کر ...... گندگی کی ٹوکری میں پھینکے جانے لگے...... ننھے نازک چرکوں لگے، پھڑکتے پاؤں بھی ٹوکری میں تھے...... ننھا نازک دل بھی کاٹ کر اس ٹوکری میں گرا دیا گیا...... یوں ننھا شہزادہ خون و خون مختلف گوشت کے کٹے لوتھڑوں کی شکل میں گندگی میں پڑا پھڑک رہا تھا......

اسی اثناء میں اللہ کے غضب کا کوڑا برس پڑا...... اور ...... غلطی سے...... نہیں، نہیں...... بلکہ اللہ کی مشیت و حکم سے...... ڈاکٹر سے اس کی کچھ شریانیں اور وینیں کٹ گئیں...... خون کے فوارے پھوٹ پڑے...... چیخ و پکار...... ہٹو بچو...... بچاؤ بچاؤ...... کے واویلے بلند ہوئے...... حتیٰ کہ اس لڑکی کی چیختی چلاتی زبان حرکت کرنا بند ہوگئی...... پھر آنکھیں بند ہوگئیں...... اب یہ ہوش کی دنیا سے بے ہوشی کے عالم میں چلی گئی...... ماں کو اور عاشق کو جان کے لالے پڑ گئے...... فوراً ایمبولینس کروائی اور سیدھے جناح ہسپتال پہنچ گئے...... ڈاکٹروں نے سر توڑ کوشش کر کے آپریشن کیا...... کٹی ہوئی شریانوں کو جوڑا...... پیٹ سی کر بند کیا...... اور نہایت خطرناک حالت میں آئی سی یو (انتہائی نگہداشت) میں منتقل کر دیا۔

اب یہاں اسے مشینوں کے سپرد کر دیا گیا...... منہ میں پائپ...... معدے میں سوراخ کر کے پائپ...... جسم میں سوراخ کر کے پیشاب و بول و براز کے لیے پائپ...... ڈرپ لگانے کے لیے پائپ...... خوراک معدے میں پہنچانے کے لیے پائپ...... آپریشن سے کٹے پھٹے جسم کی پیپ نکالنے کے لیے پائپ ...... آکسیجن...... مصنوعی سانس کے لیے پائپ...... مختصر یہ کہ اس کے جسم میں چاروں طرف سوراخ کر کے پائپ ڈال دیے گئے...... تاکہ اسے کسی نہ کسی طرح سے دوبارہ زندگی کی بہاریں دیکھنے کے قابل بنایا جا سکے...... اس کی آنکھیں بند ہیں...... سوچ کے دھارے رک چکے ہیں...... جسم میں تکلیف کا عذاب ہر طرف سے داخل ہو رہا ہے...... اس کا خاوند اور ماں وارڈ کے گرد رات دن جاگ جاگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر چکر لگا رہے ہیں ...... کہ کہیں وہ آنکھیں کھولے تو ہم اس سے صرف چند منٹ کے لیے بات کرسکیں ...... آج ...... ایک ہفتہ گزر چکا ہے لیکن اسے ایک منٹ کے لیے بھی ہوش نہیں آیا......

ایک دن دہشت گردوں نے آئی سی یو میں حکومت کی طرف سے گرفتار کرنے کے بعد زیرِ علاج اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لیے زبردست حملہ کر دیا۔ کتنے ہی پولیس والے آئی سی یو کے باہر ڈیوٹی پر موجود کلاشن کوفوں کے برسٹوں کی زد میں آ کر آن کی آن میں کٹے ہوئے درختوں کی طرح ڈھیر ہو گئے۔ اسی طرح آئی سی یو کے باہر لیٹے ہوئے مریضوں کے کئی لواحقین بھی خاک و خون میں لت پت ہو گئے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ان میں اپنے زندہ جاوید نواسے کو خوراک کے معاملہ میں پریشان ہوکر ...... کاٹ دینے کا حکم دینے والی...... اس گھر سے بھاگنے والی لڑکی کی ماں بھی شامل تھی!! جونہی اسے دہشت گردوں کا برسٹ لگا اس نے دوسرا سانس بھی نہ لیا اور ...... اللہ کے غضب کا شکار ہوکر دوسرے جہان سدھار گئی، فرش پر ہر طرف اس کا خون بکھرا بہہ رہا تھا۔ دہشت گردوں کے حملہ کے بعد میرے شریکِ زندگی، جیون ساتھی کو بھی آئی سی یو میں آپریشن کر کے منتقل کر دیا گیا تھا...... لیکن اللہ کی رحمت سے ہماری قید اس خطرناک وارڈ سے دوسرے دن ہی ختم ہونے کا اعلان ہوگیا، اور میری اہلیہ کو آپریشن کے دو گھنٹے بعد ہی ہوش آ گیا، جس کے بعد اسے سرجیکل ون میں منتقل کر دیا گیا۔

اب ہم 23 جون 2010ء تک ادھر وارڈ میں ہی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں ...... اس بیڈ نمبر 5 کی مریضہ کا کیا بنا؟...... آپ کو کیا بتاؤں کہ اس کا انجام کیا ہوا......؟

ٹھہریے! ابھی اس مسئلے کو حل کرتے ہیں...... میں آئی سی یو میں جا کر دریافت کرتا ہوں، پھر آپ کو بھی پتا چل جائے گا...... لیجیے! میں آئی سی یو کے وارڈ میں داخل ہو رہا ہوں ...... سامنے گیٹ کیپر مجھے اندر جانے سے روک رہا ہے...... لیکن ساتھ ساتھ پہچان بھی رہا ہے...... کہ یہ بھی دو ہفتہ پہلے یہاں رہ کر گئے ہیں...... لیجیے! وہ کچھ کہہ رہا ہے...... سنیے! کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوچھ رہا ہے۔ مجھ سے ...... مولوی صاحب ! آپ کا مریض تو یہاں سے شفٹ ہو چکا ہے، آپ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں کیوں جا رہے ہیں؟

چاچا جان ...... ! آپ سچ کہتے ہیں، میں تو صرف بیڈ 5 کی مریضہ کا احوال جاننے کے لیے آیا تھا...... اچھا! وہ چشتیاں والے، جن کا گائنی کا کیس تھا اور ابھی تک مسلسل بے ہوش تھے ...... مصنوعی سانس اور خوراک کے ذریعے زندہ تھے ...... ہاں ہاں ! ...... چچا جان ! وہی، جو گھر سے بھاگ گئی تھی اور حمل ضائع کراتے کراتے خود ضائع ہوگئی تھی ...... بیٹا! ...... وہ ...... تو ...... کئی ہفتوں کی کوشش کے بعد بھی ہوش میں نہ آ سکی ...... اور نہ اسے کوئی افاقہ ہو سکا ......

یہ کہہ کر چاچا خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا ...... لیکن چچا آخر اس کا بنا کیا ...... ؟ کہاں ہے وہ اس وقت؟ ؟ ! ...... وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی دوسرے جہاں چلی گئی ...... اسے لینے والے (فرشتے) آ گئے تھے ...... ان کو کوئی روک نہ سکا ...... وہ اسے لے گئے ...... 4 دن قبل اس کی مکمل ڈیتھ ہوگئی ...... اور اب وہ ''بیچاری'' قبر کے اندھیروں میں ہے۔ اللہ کریم اس کا معاملہ آسان کرے ...... بابا جان، اللہ جانے کیا کیا کہتے رہے لیکن میں اس سے آگے کچھ نہ سن سکا کہ چاچا کیا کہہ رہا ہے ...... اور گھروں سے والدین کو نہ مٹنے والے زخم دے کر بھاگنے والی بچیوں کی قسمت پر افسوس کرتا ہوا ...... مسجد میں پہنچ گیا ...... کہ پریشان حال لوگوں کا یہ بہترین ٹھکانا ہے ...... سچ کہا کسی نے:

جیڑیاں آپ آوارہ ہوئیاں
ڈب موئیاں وچ پانی

لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے عبرتناک انجام میں ڈوبنے والیوں کا منظر دیکھنے کے بعد بھی ...... ہماری بچیاں کیوں نہیں سمجھ رہیں ...... کیوں چھڑاپ چھڑاپ بدنامی اور بربادی، ذلت و ہلاکت کے عذاب کے سمندر میں چھلانگیں لگاتی چلی جا رہی ہیں ...... !!؟ کیوں ......؟ آخر کیوں ......؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اندازہ''

دلہن خوب بنی سنوری میک اپ کے توبہ شکن لوازمات سے آراستہ و پیراستہ حجرۂ عروسی میں سجے سجائے بیڈ پر گھونگھٹ نکالے بیٹھی اپنا زیور اتار اتار کر ایک طرف رکھ رہی تھی۔ شاید وہ گرمیوں کے پسینے والے موسم میں ان کے بوجھ اور چبھن سے اکتا گئی تھی۔ میرون کلر کا اس کا بھاری و بھرکم سلمہ ستارہ اور گوٹا کناری و کڑھائی جیسے بھرپور تکلفات سے آراستہ، ٹیوب کی روشنی میں چمکتا دمکتا لہنگا، کتنا دیدہ و زیب و خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس کا دولہا بھی قریب بیٹھا اسے نہایت پسندیدگی اور محبت کے ملے جلے جذبات سے محویت کے عالم میں دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ دلہن اب اپنی انگوٹھیاں اتار رہی تھی جبکہ دلہا اپنے موبائل کے ساتھ مصروف ہو گیا۔ اسی دوران وہ اچانک اپنا موبائل میسجز کا ان بکس اوپن کر کے ایک میسج موبائل سکرین پر لایا اور اپنی نئی نویلی دلہن کے سامنے کر دیا اور بولا: لو، یہ پڑھو، یہ تمھارے لیے رافعیہ کا میسج آیا ہے، کہتی ہے میری ٹانگ پر شدید قسم کی چوٹ آئی ہے، ٹانگ میں خون اتر آیا ہے اور سوزش اس قدر زیادہ ہے کہ پھول کر کپا ہو گئی ہے، درد برداشت سے باہر ہے، اسی بنا پر میں آپ لوگوں کی شادی میں شامل نہ ہو سکی، جس کا مجھے ساری زندگی دکھ، افسوس اور احساس رہے گا۔ یہ تو لب لباب ہے، اس کے میسج کا، یہ لو موبائل اور تفصیلی طور پر اس میسج کو اپنی زبان سے پڑھ کر سناؤ، تمھاری زبان سے سننے کا بہت مزہ آئے گا، اسی کی نشاندہی اور راہنمائی پر تم میری شریک حیات بنی اور یہ خود ہی بے چاری شادی میں شامل نہیں ہو سکی۔ ''لو پکڑو موبائل''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہتے ہوئے دولہا نے ہاتھ میں پکڑا موبائل آگے بڑھایا لیکن دلہن نے یہ کہتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا کہ نا، بابا ناں...... میں نہیں لیتی اور نہ ہی پڑھتی ہوں، خود ہی پڑھو اور مجھے بھی سناؤ۔'' نہیں، میں نے تم سے ہی پڑھانا ہے، اردو الفاظ میں ہے انگریزی میں نہیں۔ میں نے نہیں پڑھنا بلکہ تمھاری آواز میں سننا ہے، یہ میرا فیصلہ ہے۔ دولہا نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ لیکن دلہن کا وہی اصرار تھا۔ یوں دونوں میں بحث وتکرار کا سلسلہ چل نکلا، نہ دولہا ہار مان رہا تھا اور نہ دلہن ہی میسج پڑھ کر سنا رہی تھی۔ بات تو اتنی بڑی نہ تھی لیکن دونوں طرف سرد مہری آ چکی تھی اور انکار کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ کوئی بھی اپنے موقف سے پسپائی اختیار نہ کر رہا تھا۔

یوں پہلی ہی رات، سہاگ رات کا کمرہ گرم سرد اور ناگفتہ بہ و ناپسندیدہ باتوں کے تھپیڑوں کی زد میں آ کر میدان جنگ بن چکا تھا۔ یہ سلسلہ اتنا طویل ہوا کہ رات کے اڑھائی بج گئے لیکن کوئی اپنے موقف میں لچک پیدا نہ کر سکا۔ اب سخت سست اور فتنہ فساد ولڑائی جھگڑے والے گالی نما جملوں کی ابتداء ہو چکی تھی۔ اچانک دلہن کے منہ سے یہ جملہ اچھل کر باہر آ گیا:

> ''میں کبھی نہیں پڑھوں گی۔ اس لیے کہ جب میں پڑھی لکھی ہوں ہی نہیں تو کیسے پڑھوں اس میسج کو!!؟ میں تو سکول جا کر ایک کلاس بھی نہ پڑھ سکی۔ یعنی میں تو بالکل چٹی ان پڑھ ہوں۔''

یہ سننا تھا کہ دلہا کا سر چکرانے لگا...... اسے محسوس ہونے لگا کہ ابھی بھک سے اس کا دماغ اڑ جائے گا...... اس کا دل حرکت کرنا بند کر دے گا...... ایک اذیت ناک اور دردناک غم کی آندھیاں اور طوفان تھے جو اس کے دل و دماغ میں چل رہے تھے...... اس کے اندر سے بہت کچھ کرچی کرچی کر کے ٹوٹ پھوٹ رہا تھا...... اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا، جیسے اس کے بلند و بالا سپنوں کی مضبوط عمارت یکدم دھڑام سے زمین پر آ گری ہو...... اور وہ اس کے ملبے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دب کر رہ گیا ہو...... اس کا سانس رکتا جا رہا ہو...... دولہا گرتے گرتے بیڈ کی بیک کو ہاتھ ڈال کر بچا اور پھر دونوں ہاتھوں میں اپنے سر کو تھام کر، آنکھیں بند کر کے، چوکڑی بھر کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ شدت تکلیف کی بنا پر لیٹ گیا...... کہ یہ کیا ہو گیا...... اسے بتایا کچھ گیا تھا...... لیکن حقیقت بہت ہی بھیانک شکل میں اس کے سامنے آئی تھی...... اسے دلہن کے عزیزوں نے یہ کہہ کر شادی کروائی تھی کہ لڑکی بی اے کلیئر کیے ہوئے ہے۔ اس نے اسی تعلیم کی بنا پر اس کے تعاون سے ایک بہت بڑے ترقیاتی منصوبے کا سپنا سجا لیا تھا اپنے من میں...... اس نے اس لڑکی سے شادی صرف تعلیم کی وجہ سے کی تھی۔ وہ اس کو ساتھ ملا کر اپنے زندگی کے ایک دیرینہ علمی خواب کی تکمیل کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ خواب چکنا چور ہو چکا تھا۔ دولہا اس دھوکا دہی کہ بی اے پاس بتا کر، چٹی ان پڑھ کو اس کے پلے باندھ دینے کے معاملے سے دلبرداشتہ ہو کر، اس سے کنی کترانے لگا، گرمجوشی سرد مہری میں بدل گئی۔ پھر بات بات پر تو تکار رہنے لگی، لڑائی جھگڑا، دھوکہ دہی کی طعنہ زنی، لڑکی کا آگے سے گرما گرم جواب دینا، یہ معاملہ بڑھتے بڑھتے طلاق تک پہنچا۔

کسی خاتون نے رشتہ کرانے والی دوشیزہ سے فون پر رابطہ کیا اور پوچھا:

"رافعیہ جی! آپ نے تو میرا رشتہ یہ کہہ کر طے کروایا تھا کہ عابدہ کی تعلیم بی اے ہے...... لیکن...... وہ تو چٹی ان پڑھ اور گنوار ثابت ہوئی ہے، آپ نے ایسی غلط بیانی اور دھوکا دہی کیوں کی؟ تو وہ جواب میں نہایت "معصومیت" سے کہنے لگی:"

طاہر صاحب! اس میں میرا کوئی قصور نہیں:

ہم عابدہ کے گھر آج سے تین ماہ قبل پہلی دفعہ گئے وہاں ہی ہم نے اس کو دیکھا کے ہاتھ کے پکے کھانے کھائے۔

ہم نے اسے گفتگو کرتے دیکھا، اس نے اپنی گفتگو میں کتنے ہی انگریزی کے الفاظ استعمال کیے، میں نے انگریزی الفاظ سے ملی جلی اس کی گفتگو سے "اندازہ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگایا کہ اس کی تعلیم بی اے ہو سکتی ہے اور میں نے آپ کو بتا دیا۔ باقی میں نے کسی سے باقاعدہ پوچھ تاچھ نہیں کی کہ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، یا یہ سکول کتنا پڑھی لکھی ہے۔ بس میرا ایک ''اندازہ'' تھا جس سے میں نے آپ کو آگاہ کیا۔''

اس ''اندازے'' نے کیا چن چڑھائے؟!...... دولہا دلہن کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہو سکی، لڑکے کا شادی کرنے کا بنیادی مقصد فوت ہو چکا تھا، اس لیے وہ کچھ کھچا کھچا سا رہنے لگا، پھر سرد مہری غالب آئی...... پھر نوک جھونک شروع ہوئی...... روز بروز تو تکار ہونے لگی...... لڑائی جھگڑے نے دھینگا مشتی کو جنم دیا...... الزام لگے...... دونوں طرف کی پگڑیاں اچھلیں...... ایک دوسرے کی عزت و وقار کو داغدار کرنے کے لیے نفسیاتی حربے استعمال ہوئے...... بالآخر طلاق ہوگئی اور جانبین کی زندگی کو ایک نہ مٹنے والا اور نہ دھلنے والا داغ لگ گیا۔

یہ ''اندازے'' کبھی کبھی بہت بڑے بڑے حادثات کو جنم دیتے ہیں۔ ایک ساس نے نئی نویلی دلہن کے سکول کی کتابوں کو نہایت تحقیقاتی و تفتیشی انداز میں ورق گردانی کر کے تجسس کے ہاتھوں کتاب پر لکھے چند اشعار سے اندازہ لگایا کہ لڑکی طالب علمی کے دور میں کسی لڑکے سے پیار کرتی رہی ہے...... پھر شیطان سرگرم عمل ہوا ساس نے اپنے ''اندازے'' کو خوب مرچ مسالہ لگا کر دلہا کے کان بھرے، شک کے ناگ نے پھن اٹھایا...... غلط فہمیاں خلیج در خلیج بڑھتی چلی گئیں...... لڑکی پاس ادب کے تحت، الزامات سن کر ساس کو ماں کا درجہ دیتے ہوئے، ف چپ رہتی اور روتی رہتی...... ساس چہک کر کہتی: دیکھا اگر سچی ہو تو کوئی جواب تو دے، یہ ہے ہی یاروں کی ماری...... بالآخر لائی لگ خاوند نے نہایت بے رحمی سے طلاق کی چھری سے اسے ذبح کر ڈالا۔

ہمارے ایک دوست کو اس کے عزیز نے کسی لڑکی کا بتایا اور اس کی تعلیم و قابلیت بتا کر شادی پر آمادہ کر لیا اور منگنی ہوگئی۔ دو تین ماہ بعد کسی بنا پر تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ لڑکی نہ تو قرآن کی حافظہ ہے، نہ اس نے میٹرک کیا ہوا ہے، اور نہ ہی سلائی کڑھائی اور تعلیم کے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کورس کیے ہیں جن کے متعلق بتایا گیا تھا۔ لہٰذا ''اندازے اور تخمینے'' کی بنا پر بتائی گئی قابلیت غلط ثابت ہونے پر منگنی توڑ دی گئی اور ایک بے گناہ بچی کو گھر بیٹھے ہی ناپسندیدگی کا سرٹیفکیٹ مل گیا اور اس کی شہرت خراب ہونے کا داغ لگ گیا۔

میرا ایک دوست میرے پاس آیا کہ آپ میری شادی کروا دیں، لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ لڑکی دینی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ کافی حد تک خوبصورت ہو۔ انھی دنوں میں ایک بابا جان میری کتاب قلم کے آنسو پڑھ کر میرے پاس آئے کہ ہماری بچی کا کہیں رشتہ کروا دیں۔

میں نے اپنے دوست کا بتایا اور اس کی شرط بھی بتا دی۔ بابا جی کہنے لگے: لڑکی بہت خوبصورت ہے۔ میں نے پھر کہا: بابا جی! محسوس نہ کرنا فریق ثانی کی شرط آپ جان گئے ہیں؟ کہنے لگے: جتنی خوبصورت میں نے بتائی ہے جب آپ جا کر دیکھیں گے تو سیر کا سوا سیر پائیں گے۔ جب ہم اپنی بہنوں کو لے کر ان کے گھر پہنچے لیکن ٹھیک 17 منٹ بعد مجھے پیغام آ گیا، طاہر بھائی، واپس چلیں۔ اتنے میں اس کا والد میرے سامنے آ گیا، جو دین کے اعتبار سے خوبصورت لیکن رنگت کے اعتبار سے بالکل سیاہ تھا۔ اس کی بیٹی خوبصورت کیسے ہو گی!!؟ میں اندر سے لڑکے کی بہنوں کے پیغام کا مطلب سمجھ گیا، لہٰذا ہم واپس آ گئے، راستے میں بہنوں نے بتایا لڑکی بالکل باپ جیسی تھی، مجھے ''سیر کا سوا سیر والا اندازہ'' یاد آ گیا اور نہایت شرمندگی اٹھانی پڑی۔

دلہن کو رخصت ہوتے وقت کہا گیا: تم چپ چاپ یہ ٹی بی کی دوائیاں کھاتی رہنا ''اندازہ'' ہے کہ تم جلد ہی ٹھیک ہو جاؤ گی۔ دولہا کے گھر والوں کو منگنی سے پہلے اور نہ شادی کے بعد بتایا گیا کہ ہماری بچی کو ٹی بی کا مرض لاحق ہے۔ شادی تو ہو گئی لیکن خیانت دھوکا اور شفاء یابی کے ''اندازے'' نے جلد ہی وہ دن دکھایا جب دلہن مکمل طور پر ٹی بی کی لپیٹ میں آ چکی تھی۔ دلہا نے ایک سال جان توڑ کر سرمایہ لگا کر علاج کروایا اور یوں وہ وقتی طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تندرست ہو گئی۔

دلہا کے دل میں بات بیٹھ گئی کہ اس کو وقتی طور پر کسی وجہ سے ٹی بی ہو گئی تھی، جسے کوشش کر کے دبا دیا گیا ہے۔ اسے اس بات کے متعلق کسی نے بتایا ہی نہیں کہ اس کو موروثی یعنی خاندانی طور پر وراثت میں ٹی بی ملی ہے۔ اگر ایسا بنا دیا جاتا تو دولہا اس کا مستقل علاج کرواتا اور گاہے گاہے سال دو سال بعد اس کے ٹیسٹ کرواتا رہتا...... لیکن شادی سے قبل دھوکا دہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قائم کیے گئے ''اندازے'' نے یہ دن دکھائے کہ شادی کے بعد 16 سال تک ٹی بی کا وائرس اندر ہی اندر انتڑیوں کو کھاتا رہا اور بچی کو گھن لگی لکڑی کی طرح بیکار کرتا رہا۔ اچانک وائرس کا شدید حملہ ہوا، ڈاکٹروں نے بچانے کے لیے انتڑیاں کاٹ ڈالیں...... آخر مریضہ دن بدن سوکھ کر سوکھی خشک لکڑی بن گئی......

اب وہ صرف اپنی گردن اور ہاتھ ہلا سکتی ہے جبکہ باقی جسم مفلوج ...... بچے بے یارو مددگار...... خاوند بیماری پر پیسہ پانی کی طرح بہا کر مقروض...... بیوی ایک عبرت کا نشان بنے بھیانک موت کا انتظار کر رہی ہے...... یہ کرشمے ہیں دھوکا بازوں کے ''اندازوں'' کے۔

پیارے قارئین! ...... بچیاں پرایا دھن ہوتی ہیں، ان کی مستقبل کی زندگی کا تعین کرتے وقت اوٹ پٹانگ ٹامک ٹوئیاں اور ''اندازے'' مت لگاتے پھریں۔ ہر کام یقینی کریں۔ بچیاں اگر بیمار ہیں یا کوئی نقص ہے، مثلاً نظر کمزور ہے، کوئی بیماری ہے، تعلیمی قابلیت میں کمزور ہے تو لڑکے والوں کو پہلے ہی حکمت بھرے انداز میں آگاہ کر دیں، لیکن طریقے سلیقے سے کہ لڑکی کی کمزوری محرومی اور نقص بھی بتا دیا جائے اور لڑکی کی عزت و وقار میں بھی فرق نہ آئے، بلکہ دوسرا فریق اسے اپنے گھر لے جا کر اس کمی کو دور کرنے کی یقین دہانی کروائے۔

یاد رکھیں ......! اگر آپ کی بچیاں بیمار ہیں یا کسی وجہ سے کوئی طبی مسئلہ ہے تو بچت و کنجوسی نہ کریں بلکہ ان کا مکمل بھرپور ہر طرح سے علاج کروائیں، جب وہ ہر طرح سے نفسیاتی و فیزیکلی طور پر فٹ اور تندرست ہو جائیں پھر ان کا نکاح کریں۔ اس سے اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمتیں اور برکتیں بھی آپ پر برسیں گی اور بچی بھی ساری زندگی ہاتھ اٹھا کر آپ کے حق میں دعا کرتی رہے گی۔ بچی کی جتنی تعلیم ہے لڑکے والوں کو اتنی ہی بتائیں مبالغہ کر کے آپ اپنی بچی پر احسان نہیں بلکہ ظلم کرتے ہیں۔

بعض والدین ساری زندگی اسے نندوں، ساسوں، بھاوجوں، دیوروں وغیرہ سے طعنے سننے کے عذاب سے دوچار کر دیتے ہیں۔ سچ میں برکت ہے اس کو اپنائیں اور بچی کی زندگی کو راحت کا گہوارہ بنائیں۔ آج سے ''اندازے'' لگانا چھوڑ دیں۔ یہ اندازے جہاں فراڈ اور دھوکا کے ضمن میں آتے ہیں وہیں آپ کی اور آپ کی اولاد کی عزت خاک میں ملا دیتے ہیں اور کبھی کبھی خونریزی اور قتل و غارت گری کا سبب بن جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اڑنے والا پراٹھا......!!

"اف اللہ! یہ کیا ہے؟!...... یہ کیا تو سہ پتی میرے آگے رکھ دیا ہے زہر مار کرنے کو...... نہ مرچ نہ مصالحہ...... نہ ذائقہ نہ لذت...... ادھ کچ سالن...... کے اوپر بھی ہر طرف تری ہی تری (گھی)...... مرچ ایسے گلے کو پڑ رہی ہے جیسے سالن کو بھونا ہی نہ گیا ہو...... نمک ایسے ڈال دیا ہوا ہے جیسے مفت مل گیا ہو...... کچھ ہوش کرو...... عقل کرو...... اگر کھانا پکانا نہیں آتا تو کم از کم کسی سے سیکھ ہی لو...... 30 سال تمھاری عمر ہو گئی ہے اور ابھی تک تجھے کھانا پکانا بھی نہیں آتا......" شوہر سٹپٹایا۔

"جائیں ہوٹلوں سے کھائیں جا کر...... آپ کو تو ہوٹلوں سے کھانے کا چسکا پڑ گیا ہے، آپ کو اب گھر کا کھانا کیونکر اچھا لگے گا۔" بیوی نے ترک بہ ترک جواب دیا...... بے غیرت عورت! میں 12 گھنٹے گھر سے باہر رہتا ہوں، اس دوران دوپہر کے کھانے کا وقت آتا ہے تو میں پھر بھی نہیں کھاتا کہ گھر جا کر اپنی بیوی کے ہاتھ کا پکا کھانا کھاؤں گا...... شام کے وقت جب واپس گھر لوٹتا ہوں تو دوست احباب دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھا لو...... بڑا لذیذ اور ٹیسٹی ہے، فلاں ہوٹل سے منگوایا ہے...... میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی بڑے سے بڑا ہوٹل گھر کے کھانے کا مقابلہ نہیں کر سکتا، بشرطیکہ واقعی کسی گھریلو اور سگھڑ عورت نے پکایا ہو۔ وہ مجھے طنزاً کہتے ہیں: ہاں ہاں، بھئی تم تو بیگم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاؤ گے، اب تمھیں یہ کھانے کیونکر اچھے لگیں گے اور ویسے بھی ابھی تمھاری نئی نئی شادی ہوئی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تم اپنی شادی سے پہلے ہمیں بتاتے تھے کہ بھابی کھانا پکانے میں بہت ماہر ہے، میرا اس کے ساتھ شادی کرنے کا ایک یہ بھی مقصد ہے کہ چلو گھر بیٹھے بٹھائے مزے مزے کے کھانے کھانے کو ملیں گے۔ میں 12 گھنٹے ڈیوٹی کرنے کے بعد جب تھک ہار کر بھوک سے نڈھال تمھارے پاس گھر آتا ہوں تو تم مجھے ایسا کھانا دیتی ہو کہ ایک دو لقمے لگاتے ہی بھوک اڑ جاتی ہے۔ کبھی نمک خوب تیز اور کبھی مرچ گلے کو لگتے ہی کھانسی کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس کو نظر انداز کر بھی دیں تو کھانے کا کوئی مزہ، کوئی ذائقہ ہی نہیں ہوتا، الٹا منہ کڑوا اور بدمزہ ہو کر بھوک اڑ جاتی ہے...... نکل جاؤ میرے گھر سے، مجھ سے اب برداشت نہیں ہوتا...... تمھارے وہ بے حیاء اور بے غیرت لوگ جو بڑے سٹائل بنا بنا کر کہتے تھے کہ کھانے پکانے میں تو اپنی مثال آپ ہے، سب جھوٹ کا پلندا نکلا۔ یہ سب بکواس صرف اور صرف تمھیں میرے گلے میں باندھنے کے لیے تھے۔ روز روز کی بدمزگی اور 12 گھنٹے کی بھوک کے بعد کھانا اچھا نہ ہونے کی بنا پر دوبارہ بھوکے رہ جانے کی وجہ سے میں کمزور ہو کر بیمار رہنے لگا ہوں۔ دل چاہتا ہے تمھارا کھانا کھانے سے بہتر ہے زہر کھا مروں، روز روز کی تکلیف اور جھک جھک سے تو جان چھوٹ جائے...... نکلو ابھی میرے گھر سے، نکلو اگر میں نے ہوٹل سے لا کر ہی کھانا کھانا ہے تو پھر تجھ جیسے سفید ہاتھی کو لا کر گلے پر باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے نہیں قدم نکالنا اس گھر سے...... اب یہاں سے میرا جنازہ ہی نکلے گا۔ یہی نصیحت کی تھی میرے بڑوں نے مجھے...... تمھارا جنازہ کیا نکلنا ہے تم ہمارا ضرور نکال دو گی۔

اونچی آواز سے ان کی جاری تکرار سن کر ان کا ایک عزیز گھر میں آیا اور راشد کو دونوں بازوؤں کے جپھے میں لے کر ایک طرف لے گیا۔ اور سمجھانے لگا: پر سکون ہو جاؤ، آج نہیں تو کل کھانا پکانا سیکھ لے گی۔

کافی دیر بعد جب راشد کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو کہنے لگا: یٰسین بھائی! آپ کو پتا ہے میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ کتنا بڑا دھوکا ہوا ہے، مجھے کہا گیا: لڑکی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے لیکن شادی کے بعد پتا چلا کہ چٹی ان پڑھ اور جاہل ہے، میں نے رو دھو کہ صبر شکر کر لیا۔ کہا گیا تھا کہ کھانا پکانے میں بڑی ماہر ہے۔ میں نے یہ بات خوشی سے سب خاندان والوں میں مشہور کر دی۔ ایک دن جب میرے کچھ عزیز فیصل آباد سے آنے والے تھے، میں نے کہا کہ سبزی گوشت پکا لو۔ مجھے امید تھی کہ وہ کھانا کھائیں گے تو انگلیاں چاٹتے رہ جائیں گے اور ہماری خوب تعریف کرتے ہوئے خوش خوش جائیں گے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نہایت نیم دلی، مردہ دلی اور بد دلی سے کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے بار بار کہتے رہے کہ آپ بھی کھا کر دیکھیں۔ میں تکلفاً کہتا رہا کہ نہیں آپ کھائیں، آپ کے لیے ہی یہ سپیشل ڈش پکائی ہے، وہ یہ سن کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک کر ہنستے تھے، لیکن مجھے ان کے ہنسنے اور پھبتیاں کسنے کی کوئی وجہ سمجھ نہ آ رہی تھی، ان کے جانے کے بعد میں نے کھانا چکھ کر دیکھا تو میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے !! اور مہمانوں کے ہنسنے اور بار بار مجھے یہ کہہ کر ''آپ بھی کھا کر تو دیکھیں!'' دعوت دینے کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ مرغے کا گوشت کیسا ہوگا کچھ نہیں کہتا، صرف اتنا کہتا ہوں کہ اس میں ڈالا گیا کدو کچا تھا۔ کھانا نہایت بد ذائقہ، بدمزہ اور بیزار کن تھا۔ کھانا چکھ کر میرا دل چاہا کہ کوئی چیز پکڑ کر اپنے سر میں دے ماروں۔

شادی سے پہلے اس نے ہمیں مرعوب کرنے کے لیے اپنی کوکنگ کی مہارت کے بڑے بڑے قصے کہانیاں سنائیں اور بتایا کہ کیسے کیسے لوگ اس کے کھانوں کی تعریف کرتے ہیں اور کتنے مقابلوں میں اس نے انعامات جیتے، ایک دفعہ کہنے لگی:

''میں سعودیہ میں گئی وہاں کسی کو زیتون کے تیل میں انڈا اور پراٹھا بنانا نہیں آتا تھا، نہ کوئی بنا ہی سکتا تھا، سوائے چند ماہرین کے ...... مجھے کہا گیا آپ کی کوکنگ کی بڑی تعریف و شہرت سنی ہے، آپ پکا کر دکھائیں، تو میں نے بلا جھجک چند منٹ میں پکا کر ان کے سامنے رکھ دیے، پھر انھوں نے اور بھی میرے کھانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پکانے کے امتحان لیے، میں سو فیصد کامیاب ہی نہ ہوئی بلکہ وہ میری تعریف میں رطب اللسان ہو گئے...... جو پراٹھا زیتون میں میں نے بنایا وہ اور کوئی نہ بنا سکا حالانکہ وہاں بنگلہ دیشی اور انڈین باورچی لوگ بھی موجود تھے، لہٰذا جس ہوٹل کے مالک نے میرا امتحان لیا تھا اس نے میرے کھانوں کی بہت زیادہ تعریف کی اور اپنے کُکوں (کھانا پکانے کے ماہر باورچیوں) کو مخاطب کر کے کہا: دیکھو یہ بچی ایک عام لڑکی ہے، پاکستان سے آئی ہے لیکن اس نے ہمارا چیلنج جیت لیا ہے، تم ہو کہ اتنی اتنی عمریں کھپا کر بھی کورے کے کورے ہی ہو۔ پھر اس نے زیتون میں پکائے جانے والے پراٹھے پر پانچ سو ریال انعام دیا۔ پھر ایک اور مزیدار کھانا پکانے پر بھی 500 انعام ملا...... یوں اس نے خاندان و برادری میں یہ سعودیہ میں پکنے والا خیالی پراٹھا ایسا اڑایا کہ پورے خاندان و برادری میں یہ خیالی و خوابی پراٹھے ایک سے دوسری طرف اڑنے لگے اور قصے سنے سنائے جانے لگے۔ لیکن میری تو چونکہ اس کے ساتھ شادی بھی ہو چکی ہے، اس لیے میں نے اس حقیقت کو پایا ہے کہ آج تک یہ پراٹھا ہوا و فضا میں ہی پرواز کر رہا ہے، کبھی حقیقت کی دنیا میں آ کر پکا نہیں ہے۔ جب میں نے بار بار زور دیا کہ جیسا تم اپنے متعلق کھانے پکانے کی مہارت کی حکایتیں اور روایتیں سناتی تھیں ان کے مصداق کوئی اچھا کھانا پکا کر کھلاؤ بھی......تو وہ جو بھی بد ذائقہ کھانا پکاتی ایک عرصہ تک تو میں اس امید پر طوعاً کرھاً کھاتا رہا اور خاموش رہا کہ شاید آنے والے کل کا کھانا بہتر ہو گا...... وہ دن گئے آج کے دن آ گئے لیکن ہمیں اس کے ہاتھ کا کوئی مزیدار کھانا کھانا نصیب نہیں ہوا۔ کئی دفعہ تو وہ اپنی بہن سے فون کر کے دریافت کرتی پائی گئی کہ آج فلاں چیز گھر میں لائی گئی ہے، کیسے پکاؤں؟

کسی نے اس کو بتا دیا کہ سالن میں اگر املی ڈالی جائے تو وہ لذیذ ہو جاتا ہے۔ اب اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ہر ہانڈی میں املی کا تڑکا لگانا شروع کر دیا۔ اب سالن کی رکابی میں ایک جگہ پانچ یا چھ یا ساتھ املی کے فاضل خول اور گٹھلیاں ملتیں یا ابلی ہوئی املی کا گٹھا سا پڑا ملتا اور منہ ایک ناپسندیدہ ٹیسٹ سے آگاہ ہو کر بدمزہ و بیزار ہو رہا ہوتا۔

شادی سے قبل ایک دفعہ اس ناہنجار نے میرے بھائی اور بھابھی کی دعوت کر دی۔ وہ بھی بڑے خوش خوش گئے کہ اس کے کھانوں کے بڑے قصے سنتے ہیں، آج جا کر کھانا کھا کر آتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے لذیذ کھانوں کے تصورات ذہن میں لے کر گئے تھے...... لیکن جب واپس گھر پہنچے تو میں نے پوچھا: سناؤ کیسی لگی ہماری ہونے والی بیگم کی کوکنگ؟ تو انھوں نے کہا: ''ابھی جواب دیتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ فوی بیت الخلاء کی طرف بھاگے۔ کچھ دیر بعد آ کر کہنے لگے:

''واہ جی واہ !! کیا باتا ہے اس کے کھانے پکانے کی...... کیا ٹیسٹ...... کیا شیسٹ ہے...... کیا پیسٹ ہے اور کیا ہی ویسٹ ہے۔''

میں نے کہا کہ کیا مطلب !؟ کہنے لگے، بھئی کیا کہنے آپ کی بیگم کے کھانے کھلانے کے!! جونہی کھانا کھایا تھوڑی دیر بعد ہمارے پیٹ شریف نے جوش و خروش اور خوشی میں گڑگڑا کر، گرج برس اور کڑک کر اس بات کی تصدیق کر دی کہ کیا کہنے آپ کی بیگم کے کھانا پکانے...... اور کھانا کھلانے کے...... کہ کھاتے ہی لیٹرین جانے کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہم فوری ان کے گھر سے بھاگے ہیں اور گڑگڑاتے...... شور مچاتے...... اودھم مچاتے...... پھڑ پھڑاتے پیٹ کے ساتھ یہاں بھاگے آئے ہیں، اور اب ہماری اور واش روم کی یاری پکی ہے، بار بار ملاقات ہو رہی ہے۔

میں نے تعجب سے اس ہونے والی بیگم کو فون کر کے دریافت کیا کہ تم نے بھائی اور بھابھی کو کیا کھلا دیا ہے کہ ان کی طبیعت خراب ہے اور مسلسل پیچش لگے ہوئے ہیں...... جلن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سڑن اور معدے میں درد اور ساتھ بخار اس کے علاوہ ہیں...... تو وہ نہایت ''معصومیت'' سے گویا ہوئیں:

''مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ لائیٹ (کم) مرچ مصالحہ کھاتے ہیں۔ کھانے میں مصالحے اور مرچ وغیرہ تیز ڈل گیا تھا، اس لیے ایسا ہوا۔ کوئی بات نہیں اب مجھے ان کے مزاج کا پتا چل گیا ہے اور اب میں کسی دفعہ لائیٹ کھانے کھلا کر کسر نکال دوں گی اور ان کا شکوہ دور کر دوں گی۔

بد قسمتی سے ایک دفعہ ان کو دوبارہ شکایت کا ازالہ کرنے کا موقع ملا، بھائی بھابھی پھر پھنس گئے اور کھانا کھا کر میرے سامنے کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا کہ میرا دل خراب نہ ہو کہ وہ میری ہونے والی ''بیگم'' کہ جس کو لوگ ''بے غم'' کہہ کر پکارتے ہیں: ''باغم'' ثابت نہ ہوں۔ میں نے سب کچھ جان لینے کے بعد ان کے سامنے اعلان کر دیا: نہیں بھائی! ...... میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کے پکے ہوئے ''اعلیٰ ترین لذیذ ترین انعام یافتہ'' کھانوں کا مستحق نہیں...... نہ میں ان کو سہار اور برداشت کر سکتا ہوں...... لہٰذا یہ آپ اسی کو کھلائیں گی جو ان کا اہل ہے اور اسی کے پاس رہیں گی، میں ان کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں۔

کچھ والدین جب ان سے لڑکے والے رشتہ کے لیے رابطہ کرتے ہیں تو وہ بڑے انداز سے کہتے ہیں:

''ہماری بیٹی تو پڑھائی لکھائی میں مصروف رہی ہے، کھانا پکانے، امور خانہ داری وغیرہ سیکھنے کے لیے اسے ٹائم نہیں ملا۔ اس لیے آپ کو پہلے بتا رہے ہیں کہ ہماری بچی ابھی کھانا پکانے کے قابل نہیں ہوئی، کل کلاں آپ کہیں کہ اسے تو ہانڈی روٹی بھی پکانی نہیں آتی۔''

بندہ پوچھے اللہ کے بندو! اس اٹھارہ بیس سال کی گھوڑی کو اگر آپ روٹی پکانی بھی نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سکھا سکے کہ وہ اپنے خاوند اور نئے خاندان والوں کے دلوں میں جگہ بنا سکے۔ تو کیا فائدہ اس تعلیم کا جو اسے اپنا گھر بسانا بھی نہ سکھا سکے۔ اس اللہ کی بندی پر جو آپ نے تعلیم کی ڈگریاں اور ڈپلومے لاد دیے ہیں ان کا اس کے شوہر کو کیا فائدہ کہ جس نے اپنی ساری زندگی اس کے نام لگائی ہے، کیا اس نے تعلیمی اسناد کو چاٹنا ہے..... اللہ کے نیک بندو! آپ نے ان کی گھریلو زندگی کو سب سے پہلے کامیاب بنانے کی تدبیر کرنی ہے، وہ اس طرح ممکن ہے کہ جس طرح بچی کو تعلیم اور نئے گھر میں بننے والے رشتوں کے آداب وسلوک کے طور طریقے سکھائے جانے ضروری ہیں، بالکل اسی طرح اس کو خانہ داری، کھانا پکانے کے ساتھ سلائی کی تعلیم دینا بھی از حد ضروری ہے۔ کھانا پکانا اس لیے کہ اس کے ذریعہ ہی اس نے صبح و شام اپنے شوہر کے دل کے قریب ہونے کا موقع پانا ہوتا ہے، یہ بات مشہور ہے کہ مرد (شوہر) کے دل کو راستہ اس کے معدے (پیٹ) سے ہو کر جاتا ہے۔

اسی طرح سلائی سکھانا بھی بچی کے لیے باعث رحمت ثابت ہوتی ہے، آج کل کے پر فتن حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ بچی غیر محرم درزیوں یا ٹیلر ماسٹروں کے پاس جا کر ناپ دیتی پھرے اور نت نئے فتنوں کا شکار ہو کر عزتوں کے شکاری بھیڑیوں کی خوراک بن کر اپنی زندگی کو جہنم زار بناتی پھرے، اس لیے ہر بچی کو تعلیم کے ساتھ ساتھ کوکنگ اور سلائی کی تعلیم اور دوسرے خاندان کے رشتوں کا تعارف، ان کے آداب و برتاؤ، احترام کے تقاضے ضرور سکھانے چاہئیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ بچی کو بلوغت میں قدم رکھنے سے پہلے ہی کھانا وغیرہ پکانے میں ماہر بنانے کی کوششیں شروع کر دینی چاہئیں۔ اگر وہ مطلوبہ معیار کے مطابق کھانا نہ بھی بنا سکیں تو ان کی حوصلہ شکنی اور ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے، حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور یوں سمجھانا چاہیے کہ بیٹی! کس قدر لذیذ اور مزے دار کھانا ہے لیکن اس کو اگر ایسے کر لیتی یا اس میں یوں تھوڑی سی تبدیلی کر لیتی تو یہ اور بھی زیادہ لذیذ ہو جاتا، ہر کھانے والا انگلیاں چاٹتا رہ جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح بچی کو حوصلہ شکنی اور تنقید بھی نہ محسوس ہوگی اور وہ دن بدن اپنے معیار کو بہتر سے بہتر بناتی جائے گی۔ اگر تنقید ہی کرتے جائیں گے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو کر الجھ جائے گی اور آگے نہ بڑھ سکے گی۔ یاد رہے کہ اللہ کریم کا نظام ہے کہ صنف نازک کی یہ کمزوری ہے کہ وہ اپنے کھانوں کی جو اس نے اتنی محنت سے دوسروں کے لیے تیار کیے ہوتے ہیں، کی تعریف سننا چاہتی ہے۔ جب مہمان کھا رہے ہوتے ہیں تو اس کے کان اپنے پکائے ہوئے کھانے کی تعریف تو توصیف سننے کے لیے ترس رہے ہوتے ہیں۔ آپ کی حوصلہ افزائی اس کے لیے گویا آبِ حیات ثابت ہوتی ہے۔

میرا ایک دوست ہے شبیر حسن آف کوٹ رادھا کشن جو مرکز القادسیہ چوبرجی چوک لاہور میں ایک لمبا عرصہ شعبہ نشر و اشاعت کے ادارہ دارالاندلس میں ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ ایک ''گر'' اور سراہنا کی بات بتایا کرتا ہے، آپ پسند کریں تو آپ کو بھی بتا دوں......؟ ہاں تو سنیں، وہ کہتا ہے:

> ''کھانا خواہ اچھا ہو یا ہلکے معیار کا، یا بہت ہی بد مزہ، میں نے کبھی تنقید نہیں کی اور نہ ہی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، بلکہ میں ہمیشہ اس کی تعریف کرتا ہوں اور خوب کرتا ہوں، ہاں اگر کھانا کچھ اچھا ہو تو کہتا ہوں: یہ کھانا کس نے پکایا ہے؟ گھر والے بتاتے ہیں فلاں بچی نے، تو میں اسے بلواتا ہوں، سر پر ہاتھ رکھ کر نہایت لاڈ سے کہتا ہوں: بیٹا! تم نے کھانا بہت اچھا پکایا ہے، مزہ آ گیا کھا کر، میں اتنا کھاتا تو نہیں ہوں لیکن کھانا تھا ہی اتنا مزے دار کہ کافی زیادہ کھا گیا۔ یہ اتنا اعلیٰ کھانا بنانا تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟ وغیرہ پھر کبھی کبھی کسی کو 50 یا 100 روپیہ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہتا ہوں: یہ تمھارا اتنا اچھا کھانا پکانے اور کھلانے پر انعام ہے......

وہ کہتا ہے: اس میں ہمارا کچھ بھی نہیں جاتا، ہم نے زبان ہی ہلانی ہے، منفی کی بجائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثبت رویے کے اظہار کے لیے کیوں نہ ہلائیں...... اس کا ایک فائدہ بھی ہوتا ہے، وہ بچی خانہ داری کی طرف خوب توجہ دیتی ہے اور جلد ہی کامیاب ہو جاتی ہے۔ مناسب حوصلہ افزائی اور شفقت کے رویے پر وہ بچی پھولے نہیں سماتی اور ہر کسی کو خوشی سے بتاتی پھرتی ہے کہ میرے کھانوں کو اتنا پسند کیا جاتا ہے، اس کے خاندان میں اس کی ''ٹور'' (رعب و عزت) بن جاتی ہے۔ ہمارے تھوڑے سے مثبت رویے سے اگر کسی کو اتنا کچھ مل جائے تو اس میں ہمارا کیا جاتا ہے بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہیے۔

ہاں ایک اور فائدہ بھی ہوتا ہے جو صرف مجھے ہی نہیں بلکہ جو بھی اس طریقے کو اپنائے گا اسے بھی حاصل ہوگا۔ آپ سوچ رہے ہوں گے، ہمیں بتاؤ وہ کیا ہے تاکہ ہم بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ تو وہ یہ کہ جب کبھی میں دوبارہ اس گھر میں یا خاندان میں جاتا ہوں تو وہ بچی پہلے سے زیادہ محنت سے کھانے تیار کرتی ہے، سویٹ ڈش اور لذیذ لذیذ کھانے ملتے ہیں، عزت و تکریم میں اضافہ ملتا ہے۔ یہ صرف آپ کی زبان کے مثبت استعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

سچ کہا شبیر بھائی نے، کتنی ہی ایسی ان پڑھ بچیاں دیکھنے میں آتی ہیں جو پڑھی لکھی، تعلیم یافتہ، سند یافتہ، ڈگری ہولڈر لڑکیوں سے زیادہ پرسکون خوش باش اور پر مسرت زندگی گزار رہی ہوتی ہیں...... ان کے پاس کیا الہ دین کا چراغ ہے...... یا کوئی جادو ہے...... نہیں نہیں ...... وہ شوہر کے دل کو معدے سے ہو کر جانے والے محبت کے راستے کو پہچان چکی ہوتی ہیں، اس پر عمل پیرا ہیں اور رات دن خاوند کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ ہر وقت ان کی فریج کسی نہ کسی نمکین اور سویٹ ڈش سے خالی نہیں ہوتی، وہ طرح طرح کے لذیذ تازہ کھانے کھلاتی ہیں، جوس پلاتی ہیں، روزانہ گھر میں آنے والے دودھ کی مختلف مزیدار چیزیں تیار کر کے کھلاتی ہیں۔ صبح دوپہر اور شام کے کھانے کا ایک مینیو مرتب کرتی ہیں، پھر اپنے جیون ساتھی کو خوب کھلاتی ہیں...... پلاتی ہیں...... سکون و محبت دیتی ہیں...... ساتھ ساتھ مسکراہٹوں اور کھلکھلاہٹوں کی برسات برساتی ہیں...... تھکے ماندے شوہر کو آتے ہی...... کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشروب پیش کر کے...... جوتے اتار کر...... کپڑے بدلوا کر...... دباتی ہیں...... تھکاوٹ دور کرتی ہیں...... اور قرآن کے اس حکم کی تصویر ثابت ہوتی ہیں کہ ہم نے بیوی کو تمھارے لیے باعث سکون و راحت بنایا ہے۔ لیکن بعض وہ لڑکیاں کہ جن کو اپنی تعلیم پر بہت ناز اور فخر ہوتا ہے اور ان کے والدین بڑے نخرے سے کہتے ہیں: ہماری لڑکی نے اتنی ڈگریاں لی ہیں، اتنی تعلیم حاصل کی ہے، اس لیے ان کو کھانا پکانے کا ہنر سیکھنے کا موقع ہی نہیں مل سکا، بہتر ہوگا آپ کھانا پکانے کے لیے گھر میں کسی باورچی کو ملازم رکھ لیں۔ یا نوکرانی رکھ لیں۔ ایسی لڑکیاں بیویاں تو بن جاتی ہیں لیکن اکثر شوہر کے نہاں خانہ دل میں داخل نہیں ہو پاتیں اور ان کی زندگیاں حقیقی خوشیوں مسرتوں سے نا آشنا رہتی ہیں۔ بعض اوقات وہ اتنی پڑھی لکھی اور قابل ہونے کے باوجود کامیاب بیوی بن کر کامیاب گھریلو زندگی گزارنے سے ناکام و نامراد ہو کر اپنی عارضی زیست کو بھی کانٹوں کی راہ گزر بنا بیٹھتی ہیں...... کہ جس پر چلنے سے ہر وقت چبھن...... کسک...... درد...... جلن...... اور سڑن کا ناقابل برداشت احساس زہر ہلاہل بن کر زندہ ہی دفن کر چھوڑتا ہے۔ ان کی زندگی کا سفینہ خوشیوں کے جزیروں پر لنگر انداز ہونے کی بجائے منہ زور، بے قابو اور ہلاکت خیز آندھیوں اور طوفانوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

میری بیٹی نے جب کوکنگ شروع کی تو روٹی موٹی جوٹی اور کہیں کہیں سے کچی ہوتی تھی، چاول پکاتی تو وہ اکثر زیادہ گل جاتے تو میں نے نارمل روٹی کھانی چھوڑ دی اور اپنی بیٹی سے کہا کہ بیٹی جب سے تمھارے ہاتھ کے پکے گلگلے (موٹی روٹی) کھائی ہے بہت مزہ آیا ہے۔ اب تم نے ہی پکانی ہے، اسی طرح کے موٹے موٹے گھی والے کچے پکے گلگلے ہی پکانے ہیں اور تمھارے یہ جو (چاول) پپّا ہیں، بڑے مزے دار ہیں، بس اس میں ذرا آلو، چنے یا مٹر ڈال دیے جاتے تو کیا ہی بات تھی۔

وہ میری بات سن کر ہنس ہنس کر دوھری ہو جاتی، کہتی: ابی جان! اگر میری روٹی اور پکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے چاول کو پسند کرتے ہیں تو پھر'' گلگلے اور پپا '' کیوں کہتے ہیں (کہ یہ نام تو کسی کھانے کی تعریف کی بجائے تنقید اور تنقیص کے لیے استعمال ہوتے ہیں)۔ میں جواباً کہتا:

'' بیٹا! صرف پیار سے کہتا ہوں۔'' میری بیٹی ہر دفعہ نہایت اہتمام سے میرے لیے گلگلے پکاتی، پپا تیار کرتی اور ہنستی جاتی کہ لو ابی جان! آپ کے لیے گلگلے اور پپا تیار ہے۔ اور ہر کسی کو نہایت خوشی سے بتاتی کہ میری پکائی ہوئی الٹی سیدھی روٹیاں بھی میرے ابو کو بہت پسند ہیں، سچ کہوں یہ خون کی کشش تھی یا بیٹی کی محبت؟ مجھے کچھ پتا نہیں کیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی اس کے معصوم ہاتھوں کے پکائے گلگلے دنیا کے معیار کے مطابق اگرچہ نہیں تھے، لیکن مجھے واقعی بہت لذیذ مزیدار اور خوش ذائقہ لگتے تھے۔ اب اس حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بچی میں اعتماد کی قوت آئی، اس نے سارا کچن سنبھال لیا، اب سب کچھ وہی پکاتی ہے اور خوب پکاتی ہے۔

اے محترم والدین! ...... ہوا میں پراٹھے اڑانے والی لڑکیاں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں، ایسے ہی جیسے ہوائی قلعے بنانے والے کبھی ان میں بس نہیں سکتے، آپ اپنی بچیوں کو شرم و حیا اور حجاب کے دائرے میں رہتے ہوئے جتنی چاہیں تعلیم دلوائیں، کوئی حرج نہیں بلکہ تعلیم اور پردہ تو عورت کا زیور ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سے بھی زیادہ اہتمام سے اسے امور خانہ داری، کھانا پکانا، اور سلائی کے امور میں بھی ماہر بنائیں...... تاکہ دوسرے گھر جا کر سب سے پہلے اس کے خاوند اور امی ساس کے دل میں محبت کی کونپل پنپ سکے اور پھر اس کی خوشبو سارے گھرانے میں پھیل جائے، آپ کی بچی ہر معاملہ میں ماہر و خود کفیل ہو گی تو محبتوں...... شادمانیوں...... راحتوں ...... رافتوں...... الفتوں...... لاڈوں ...... کے جھولے جھولے گی...... اور آپ کو دعائیں دے گی ...... اور پھر اپنی بچیوں کو بھی وہی تعلیم و تجربہ منتقل کرے گی...... یوں خاندان ہمیشہ محبتوں کی خوشبوؤں سے مہکتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا کے نام پر ذکر بتاں کرتے رہے

چھک ...... چھک ...... چھک ...... چھک چھک ...... کرتی ہوئی ...... وسل بجاتی ہوئی ...... کوکتی، دھڑ دھڑاتی ...... صبح 6 بجے لاہور سے فیصل آباد کو چلنے والی ٹرین ...... فراٹے بھرتی ...... گردوغبار کے بادل اڑاتی ...... پسینے بہاتی ...... آگے ہی آگے بڑھتی چلی جارہی تھی ...... شیشے کے ساتھ میرے سامنے والی سیٹ پر بیٹھا پاک فوج کا ایک جوان مجھے فوجی حکمرانوں کی زندگی کے خفیہ گوشے دکھاتا جارہا تھا۔

''یار زندہ صحبت باقی، زندگی رہی تو پھر ملیں گے طاہر صاحب! میرا اسٹاپ آ گیا ہے'' یہ کہتے ہوئے فوجی جوان اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا، اس سٹاپ سے 25 منٹ کے فاصلے پر فیصل آباد تھا، جونہی وہ اپنی سیٹ سے اٹھا، ایک ظاہری طور پر متشرع نوجوان کانوں سے موبائل لگائے، گنگناتے جھومتے ہوئے تیزی سے خالی سیٹ کی طرف لپکا اور پھر دوسروں کے آگے بڑھنے سے پہلے اس پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ میں نے سمجھا کہ نئی نئی نکلنے والی چھوٹی بھوری ملائم داڑھی والا جوان ضرور کوئی نعت سن رہا ہوگا، تجسس نے اکسایا اور مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے پیار سے پوچھ ہی لیا: پیارے بھائی! آپ کیا سن رہے ہیں؟ فوراً بولا: ''آپ بھی سننا چاہتے ہیں؟'' اور پھر میرے کچھ جواب دینے سے پہلے ہی بولا: تو لو، آپ بھی سن لیں، جو ہم سن رہے ہیں۔ پھر اس نے موبائل کا سپیکر آن کر کے والیم کھول دیا۔ پھر کیا تھا ...... ریل کے ڈبے میں یکدم میوزک کی تانیں اڑنے لگیں ...... اور ایک مردانہ آواز یوں گونجنے لگی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرے ہاتھ میں، میرا ہاتھ ہو
ساری جنتیں، میرے ساتھ ہوں
تُو جو پاس ہو، پھر کیا یہ جہاں
تیرے پیار میں، ہو جاؤں فنا

اس کے بعد بھی یہ خبیث و لعین آواز اللہ جانے کیا کیا واہیات بکتی رہی، مجھے کچھ ہوش نہ رہا..... اس لیے کہ میرے دل و دماغ کی سوئی لفظ ''جنتیں'' پر اٹک گئی تھی..... میں نے خود کو قابو میں کرتے ہوئے نہایت دکھ بھرے لہجے میں کہا: بھائی! آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا سن رہے ہیں..... اور یہ کیا ہے؟؟..... !!! اور ان الفاظ، کلمات اور جملوں کا مطلب کیا ہے؟

''جی ہاں! اس وقت تو میں باہوش وحواس سن رہا ہوں، اور ''کسی'' کی یاد میں سن رہا ہوں، اس کی یاد نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔ آج ہی میں نے اس کے نام یہ خط لکھا ہے۔ آپ بھی پڑھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک رنگین لیٹر پیڈ پر لکھا خط مجھے تھما دیا۔ میں نے پڑھا تو مضمون کچھ یوں تھا:

میری آنکھوں کی ٹھنڈک، محبت کی موسم بہار!

سلام و آداب..... ! آپ کے ارسال کردہ پہلے دونوں خطوط ہی گھر والوں کے ہاتھ لگ گئے اور انہوں نے ضائع کر کے مجھے لاعلم رکھا۔ آخر گھر کے ایک فرد سے آپ کے محبت ناموں کے بارے میں علم ہوا، اور پتا چلا کہ آپ نے میری طرف سے بے وفائی کی شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے میرا انتظار کرنے کے بجائے کسی اور کی طرف توجہ کر لی ہے۔ یہ سراسر غلط پروپیگنڈا ہے، میرے دل و دماغ اور سوچوں پر آپ کی محبتوں کا پہرا اور بسیرا ہے۔ آپ نے لکھا کہ ''میں نے متعدد بار فون کرنے کی کوشش کی لیکن میرا فون بند پایا، میں کسی بھی وقت جب موقع ملا ضرور رابطہ کروں گی۔ تو سن لیں! اب جب تک میری زندگی ہے، میرا فون کبھی آف نہ ہوگا، بلکہ ہر دم تمہاری کال کا انتظار رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح کی عبارتیں عام طور پر گمراہ اور جاہل جوان لکھتے رہتے ہیں لیکن اس کے خط میں مجھے ان تین فقروں نے تڑپا کر رکھ دیا جہاں اس نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم عشق و محبت کی دیوی ہو اور میں تیرا پجاری ہوں۔ تیرے چرنوں میں ماتھا ٹیک کر محبت کی معراج پالینا چاہتا ہوں۔ میں دن رات تیری پرستش کی تپسیا میں جل کر کندن ہو چکا ہوں...... لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

میں نے حیرانی و پریشانی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے نفرت سے خط کو اس کی طرف اچھال دیا اور اس کا ظاہری طور پر معصوم، ابھرتی ہوئی داڑھی والا چہرہ دیکھنے لگا اور پھر بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اے مالک کائنات! میں شیطان مردود سے تیری پناہ پکڑتا ہوں (مجھے بچانا اس کے شر سے)

پھر پکار اٹھا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اب قریب سیٹوں پر بیٹھے اور کھڑے لوگ ہمہ تن گوش خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ وہ لڑکا تیوریاں چڑھا کر بولا: جناب من! میں کوئی شیطان تھوڑی ہوں جو آپ مجھے دیکھ کر یوں لاحول اور اعوذ باللہ پڑھتے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا: اگر آپ شیطان نہیں ہیں تو پھر اتنا آپ کو ضرور ماننا پڑے گا کہ ایک شیطان نہیں، بلکہ کئی چھوٹے بڑے شیطان آپ کے پیچھے ضرور لگے ہوئے ہیں، جو عنقریب آپ کا بیڑا غرق کر کے چھوڑیں گے، اور آپ کو نہ دنیا اور نہ آخرت کا رہنے دیں گے، دین و دنیا سب تباہ کر رہے ہیں اور جلد ہی مکمل طور پر ملیامیٹ کر کے رکھ دیں گے۔

وہ کیسے جناب......!!؟ آپ کیا غیب جانتے ہیں...... جو...... جو...... ایسی باتیں کر رہے ہیں!!؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے نہایت دھیمے لہجے میں کہا: جس گانے کے ڈائیلاگ تم سن کر اور گا کر دل پشوری کر رہے ہو، سنو اور غور کرو، اس کا مطلب بنتا ہے کہ:

اے فاحشہ بدکارہ! اگر تیرے ہاتھ میں میرا ہاتھ آ جائے یعنی تو مجھے تھام لے تو پھر...... (آسمانوں کی) تمام جنتیں میرے ساتھ خوشی سے جھومتی پھریں...... اگر تو (اکیلی) میرے پاس آ جائے تو اس جہاں کی اس کے مقابلے میں میرے نزدیک کوئی قیمت نہیں، قدر نہیں...... میں تیرے پیار میں، اس خوشی میں فنا ہو جاؤں، مر جاؤں، یعنی صرف تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں آ جائے تو یہ ساری دنیا اور جنتوں سے بھی زیادہ اعلیٰ اور قیمتی ہے۔ یہ تو تو ایک غلیظ و خبیث ہندو کی نقل کر رہا ہے، لیکن بحیثیت مسلمان تو جانتا ہے کہ قرآن کلام الرحمٰن اور فرامین آخر الزماں پیغمبر کے مطابق...... جنت کیا ہے...... اس کی کیا قدر و قیمت ہے...... یہ کن کو ملنی ہے؟؟

- جنت جو حوروں اور غلمان کا مسکن ہے۔
- جو دودھ شہد کی بہتی نہروں کی سرسبز وشاداب سرزمین ہے۔
- جنت کے نیچے سے صاف شفاف چشموں کے پانی کی، دودھ اور شہد کی بل کھاتی (پہاڑوں میں سے) نہریں بہتی ہیں، اور اس جنت میں اللہ کے پسندیدہ نیک بندے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کی زندگی کبھی ختم نہ ہو گی۔

اس عالی شان جنت کے متعلق مالک کائنات خود ہمیں دعوت دیتا ہوا فرماتا ہے:

(اے انسانو!) جلدی دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف (ایسی جنت کہ) جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اور فرمایا:

- کوئی (بشر) نہیں جانتا اس (چیز) کو جو ان کے لیے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ اس چیز (جنت کو دیکھتے ہی) ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔
- محبوب کائنات، امام کائنات، رحمت کائنات، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس جنت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شان اور قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

- جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر (قیمتی) ہے۔ (بخاری و مسلم)
- حور کے سر کا (صرف ایک) دوپٹا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر (قیمتی) ہے۔ (بخاری)

اور مزید فرمایا:

- اللہ نے نیک بندوں کے لیے (اس جنت میں اپنی بیش بہا نعمتوں سے) وہ کچھ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی کے دل میں کبھی اس کا خیال (تک) گزرا ہے۔ (متفق علیہ)
- پھر جنت کی مختلف قسمیں بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان سے لے کر زمین تک (کی دوری) کا فاصلہ ہے، اور میں تو کہوں گا کہ جنت کے ایک درخت کا پتا دنیا کی تمام دولتوں سے زیادہ قیمتی ہے سب سے بلند درجہ (جنت) فردوس کا ہے۔'' (ترمذی)

ایک تم ہو کہ اس عالی شان اور اللہ کی رضا کے نشان ''جنت'' کو نہیں...... بلکہ اللہ کریم کی تمام جنتوں کو ایک فاحشہ، بدکارہ، رقاصہ، زانیہ سے ہاتھ ملانے پر قربان کر رہا ہے...... کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کی باغیہ، بدکارہ اگر میرے ہاتھ میں ہاتھ دے دے تو میں ساری دنیا کیا، تمام جنتیں بھی قربان کر دوں اور اس کے ہاتھ ملانے کی وجہ سے یہ ساری جنتیں میرے پیچھے پیچھے چلی آئیں گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اللہ کریم کی جنتوں کی...... اس کی رضا و خوشی کی ضمانت کے ثمرے کی...... اس سے بڑی توہین اور کیا ہو گی؟ یہ تو بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی بھی توہین ہو گی۔ سچ کہا اللہ کریم نے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ﴾

''ان لوگوں نے اللہ کی قدر جانی ہی نہیں جس طرح کہ اس کی قدر جاننے کا حق تھا۔''

اللہ کریم قرآن میں اپنی نعمت جنت کی شان بیان کریں، اللہ کے رسول اس کی عملی طور پر وضاحت کریں، اور ہم...... اور ہم...... اپنے اس عمل کے ذریعے سے...... قرآن کی...... اللہ کے رسول کے فرمان کی...... اور پھر اللہ کریم کی توہین کرتے جائیں...... ہم ایک ہندو فاحشہ کے صرف ایک ہاتھ کے لمس کو اس قرآنی جنت سے اعلیٰ و ارفع اور بلند تر بتائیں۔ شرم آنی چاہیے، ہمیں ڈوب کر مر جانا چاہیے، ایسی مسلمانی پر ہمیں...... پھر جنت جیسے قرآنی مکان اور ہر مسلمان کی منزل کی توہین نہیں...... ہم ایک غلیظ گندی عورت کی شیطانی شہوت پر مبنی محبت کے شکنجے میں پھنس کر اس کی پوجا اور پرستش و عبادت کرنے کے دعوے کریں، اس کو دیوی قرار دے کر اس کے سامنے سر جھکانے کی باتیں کریں...... یوں ہم توحید کے شفاف شیشے پر شرک اور ہوس کی غلاظت بھرا پتھر مار کر اسے چکنا چور کریں...... اس سے بہتر ہے ہم مر جائیں، مسلمانوں کے بچے نہ کہلوائیں...... اللہ کریم واضح اعلان فرما رہے ہیں کہ

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾

''کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

کسی اور کی عبادت، پوجا اور پرستش کے لیے نہیں...... ہم اپنے عمل سے اپنے خالق و مالک اور رازق کو جھٹلائیں کہ نہیں، ہم تیری بھی عبادت و پوجا کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اس گندی کمینی فاحشہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی...... کیا خیال ہے یہ شرک نہیں اور اللہ ایسے لوگوں کو بھی معاف کر دے گا؟ کبھی نہیں...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا ڈالے گا ایسے نام نہاد بدبخت اسلام کا نام لینے والوں کو......

میری بات سن کر سامنے جوان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے بہ رہے تھے جنہیں وہ بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بار صاف کر رہا تھا۔

لوگ تائید میں سر ہلا رہے تھے، جبکہ لڑکا کہنے لگا: بھائی! پہلے تو ہم نے کبھی اس انداز سے سوچا ہی نہیں، آج کے بعد ہم اپنے دامن توحید کو غلیظ و پلید ہونے سے بچائیں گے اور کوئی ایسا بول نہ بولیں گے اور نہ سنیں گے جس سے ہمارا مالک، خالق، رازق اور ماں سے 99 گنا زیادہ محبت کرنے والا رب..... ناراض ہو جائے، ہم پوری دنیا کی ناراضی برداشت کر سکتے ہیں لیکن اس کی ناراضی اور غضب ہم سے برداشت اور گوارا نہ ہوگا' لیجیے میں ابھی سے اس غلیظ گانے کو اپنے موبائل اور دل و دماغ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، ڈیلیٹ Delete کرتا ہوں، آیندہ کبھی ایسا نہ کروں گا بلکہ اللہ کریم کی محبت میں گانوں کے پگھلتے سیسے کو کبھی اپنے کانوں میں نہ اتاروں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلتیں ہمارا مقدر کیوں؟

افغانستان کے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے بعد اب عراق کے مسلمان خاک و خون میں تڑپائے جارہے ہیں اور یہ خبریں عام ہیں کہ اس کے بعد ایران اور پاکستان کی باری ہے۔ اس کے جواب میں ہمارے صدر یہ جواب دے چکے ہیں کہ ہم کوششیں کررہے ہیں کہ عراق کے بعد ہماری باری نہ آئے، جبکہ ہمارے وزیراعظم نے نہایت معصومیت اور لاچاری سے کہا ہے کہ ہمارا کیا قصور ہے، ہم نے کون سا جرم کیا ہے کہ اب ہماری باری آرہی ہے؟ آج کی تازہ خبر ہے کہ امریکی طیاروں نے پاکستانی سرحدوں پر حملہ کیا ہے اور پمفلٹ بھی گرائے گئے ہیں کہ اسامہ اور القاعدہ کی مدد کرنے والوں کا انجام نہایت بھیانک ہوگا۔ وزیراعظم پوچھتے ہیں کہ ہم نے کون سا جرم کیا ہے جو اب ہماری باری آرہی ہے؟ ان سے کوئی پوچھے کہ عراق نے کون سا جرم کیا تھا کہ مسلسل دس سال سے وہ تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ اس کا جرم یہ بتایا گیا کہ اس نے ایٹمی ہتھیار بنانے کی کوشش کرنے کا جرم کیا ہے۔ پوری دنیا کے کھوجی اور اسلحہ انسپکٹر یہ مزعومہ ہتھیار تلاش کرتے رہے، لیکن نہ تھے نہ ان کو مل سکے۔ جناب وزیراعظم! اگر عراق کا ہتھیار بنانے کی کوشش کرنا اس پر حملہ کے لیے جواز بن سکتا ہے، جرم بن سکتا ہے، تو پھر آپ تو صدام سے بڑے مجرم ٹھہرتے ہیں...... اس لیے کہ آپ کے بڑے ایٹم بم بنا چکے ہیں بلکہ آپ نے تو پانچ عدد ایٹمی دھماکے کرنے کا بھی ''عزم'' کررکھا ہے، اور پھر اسامہ بن لادن کو سپورٹ کرنے کا الزام بھی ہم پر ہے۔ اس کے علاوہ جہاد افغانستان، جہاد کشمیر، جہاد بوسنیا اور فلسطین و فلپائن کے لیے جہاد کا بیس کیمپ بننے کا جرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی پاکستان کر چکا ہے۔ آپ کیسے آنکھیں بند کر کے انکار کر سکتے ہیں اور گارنٹی دے سکتے ہیں کہ ان جرائم کے باوجود ہماری باری نہیں آئے گی، جبکہ اس کا آغاز امریکی طیاروں کے پاکستان کی افغان سرحدوں پر حملوں اور کہوٹہ لیبارٹریز پر پابندیاں عائد کر کے ہو چکا ہے۔ ایران میں تلاشی کے لیے اقوام متحدہ کے افسر پہنچ چکے ہیں۔ عراق ایک طاقتور مسلمان ملک ہے جو خلیج میں اس حیثیت میں ہے کہ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم کے آگے بند باندھ سکے۔ جس کے پاس افرادی قوت اور ٹیکنالوجی دونوں چیزیں ہیں۔

اسرائیل کو مضبوط کرنے اور تیل پر قبضہ کرنے کے لیے دنیا بھر کے صلیبی، خاص طور پر امریکا و برطانیہ مظلوم بچوں، بوڑھوں اور نہتے مسلمانوں کو تڑپا تڑپا کر مار رہے ہیں۔ ساری مسلم دنیا روزانہ سکرین کے پردہ پر ان چیختے چلاتے، بلکتے، سسکتے مسلمانوں کی آہیں، فریادیں اور چیخیں سنتے ہیں لیکن یکسر خاموش ہیں کہ جیسے مدہوش ہوں۔ کوئی ان کی مدد کرنا تو درکنار، ان کے حق میں آواز بھی بلند نہیں کر سکتا کہ یہ ظلم و بربریت کا بازار کیوں گرم کیا جا رہا ہے؟ محض اس ڈر اور خوف سے کہ اگر ہم مظلوموں کے حق میں بولیں گے تو صلیبی اور کفار ہمیں ماریں گے۔ افسوس صد افسوس! یہ بزدلی، یہ بے حمیتی، یہ بے دلی، پہلے تو کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ یہ تو اس صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی وارث قوم تھی کہ جس کا نام سن کر ہی صلیبی دم دبا کر بھاگ جاتے تھے۔ آج اس جہاد کی علمبردار امت کو کیا ہوگیا ہے کہ یورپ کے سزا یافتہ غنڈوں کی بے فکری اولاد ان پر چڑھ دوڑی ہے اور اس جہادی امت کے جسم کو صلیبی تیروں سے چھلنی کر رہی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس امت نے کہ جو خیر امت کے لقب سے ملقب تھی، کون سا جرم کیا ہے، کون سی ایسی غلطی کی ہے کہ ذلتیں اس کا مقدر بن گئی ہیں۔

آیئے! امام المجاہدین محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ جنھوں نے ہمیں دنیا میں سر بلند کر کے جینے کا طریقہ وسلیقہ سکھایا تھا، کہ یہ ذلتیں کون سے جرم کی پاداش کی بنا پر ہیں، اور جناب وزیر اعظم! آپ بھی دیکھ لیں کہ آپ نے کون سا جرم کیا ہے جو آپ کی باری آ رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے صادق المصدوق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب لوگ درہم و دینار پر بخل کریں گے اور کمی و زیادتی کے ساتھ سامان فروخت کریں گے اور بیلوں کی دمیں پکڑ لیں گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر آزمائش نازل کردے گا۔ یہ ذلت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک وہ دین کی طرف پلٹ نہ آئیں گے۔ [مسند أحمد : ۲/۲۸]

سیدنا صدیق اکبر جب خلیفۃ المسلمین ہوئے اور بیعت عامہ ہو چکی کہ جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے تو آپ ممبر پر تشریف لائے اور بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: دیکھو! جس قوم نے بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کردیا اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس میں مصیبت کو پھیلا دیتا ہے۔ [تاریخ ملت ج۲ ص ٤٠]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبرت کی جا، یا تماشا گاہ

بچوں کے اس مشہور ہسپتال میں ہم اپنے وارڈ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ جہاں ہمارا بچہ داخل تھا۔ اچانک ہمارے سامنے پولیس کی گاڑی مع نفری موجود تھی۔ ایک لڑکی کو حراست میں لیا گیا تھا جس نے گوجرانوالا میں اپنے آشنا کو فون کر کے بلوالیا تھا، موقع سے عاشق نامراد تو نو دو گیارہ ہوگیا جبکہ لڑکی کو دھر لیا گیا۔ ایک خدا ترس نے اسے اپنی عزیزہ بیان کر کے پولیس کی ''خدمت'' کر کے اس کی جان چھڑائی۔ ہم بیماری کے جان لیوا لمحات میں سرزد ہونے والی ان مکروہ حرکتوں کو کوستے وارڈ میں پہنچے۔ یہاں ہماری پریشانی میں اضافہ کرنے والی مزید خبریں منتظر تھیں۔ ایک ماں کے لخت جگر کو کوئی بیڈ سے اٹھا کر لے گیا تھا اور ایک کے علاج کی غرض سے لائی گئی جمع پونجی کسی نے چرالی تھی۔ دونوں دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں۔ بچہ کی تلاش جاری تھی جو آخر دم تک نہ ملا اور دوسری ماں کے لیے نرس کچھ امدادی فنڈ جمع کر رہی تھی۔

ایک عورت ایک کونے میں کھڑی کسی سے خوش گپیوں میں مصروف تھی اور بتا رہی تھی کہ جان! میں نے تمہارے لیے سم سمیت نیا موبائل خریدا ہے۔ میری طرف سے تحفہ لے جاؤ۔ پھر دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد کہنے لگی: اونہہ! وہ میرا خاوند، بچے کو ایمرجنسی خون کی ضرورت تھی اس لیے اسے میں نے ہی بلوایا ہے۔ ابھی کسی بہانے سے گھر بھیج دوں گی۔ تم اوپر آجانا، ناراض نہ ہو۔ میں اس کو ابھی غائب کرتی ہوں۔ پھر یہ عورت ہمارے بیڈ کے پاس آکر ایک پریشان حال شخص سے کہنے لگی: آپ اب گھر بچوں کے پاس چلے جائیں، وہ رات میں اکیلے نہیں رہنے چاہئیں، میں یہاں سب سنبھال لوں گی...... تھوڑی ہی دیر بعد وارڈ میں شور مچ گیا کہ کسی کا نیا موبائل سیٹ سم سمیت چرا لیا گیا ہے۔ یہ عورت بھی موبائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھونڈنے والوں میں شامل ہوگئی حالانکہ یہی چور تھی۔

ہمارے بیڈ سے تیسرے بیڈ پر ایک ماں ہے جو کسی غیر محرم مرد سے فون پر واہیات بک رہی ہے اور اپنے خاوند کی برائیاں بیان کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ آپ تو میرے آئیڈیل ہیں۔ اس کے بقول اس کا شادی شدہ بیٹا شیخوپورہ کی کسی شادی شدہ دو بچوں کی ماں پر شیدائی ہو بیٹھا ہے۔ وہ خود اس شادی شدہ لڑکی کو دیکھ کر آئی ہے اب اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے کہ اس کے خاوند سے کسی طرح طلاق دلوا کر اپنے لڑکے سے ملایا جائے۔ اس کی بیٹی راز داں بنی ہوئی ہے۔ خاوند کام کاج اور دھندے میں مصروف ہے۔ یہ بچے کے علاج کے بہانے یہاں یہ گل کھلا رہے ہیں۔ خواتین ہیں کہ گھر سے اپنے خاص کپڑے اور فیشن کی اشیاء مع میک اپ کے سامان کے بجی سنوری یوں ادھر ادھر پھر رہی ہیں گویا حسن کی نمائش میں شریک ہوں۔ زیادہ تر وہ ہیں جو دو احادیث مبارکہ کی مصداق ہیں جس کے مطابق کتنی ہی عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں۔ یہاں کچھ ایسے ہی مناظر بپا ہیں۔ ان کے خاوند، بیٹے، والدین یا شوہر ان کو یہاں ایسے چھوڑ گئے ہیں جیسے گایوں اور بھینسوں بکریوں کو مویشیوں کی منڈی میں بیچنے کے لیے چھوڑا جاتا ہے۔ ان کو ان کے اس فتنہ پرور، حیا سوز اندازوں پر ذرہ بھر فکر نہیں۔ اس لیے تو ایسے مردوں کو رسول رحمت ﷺ نے ''دیوث'' کہا ہے۔

ہم حیران تھے کہ یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے، ہم کیا دیکھ اور سن رہے ہیں۔ یہ تو وہ مقام ہے کہ جہاں روز بلکہ ہر چند گھنٹوں پر موت اپنے خونخوار پنجوں کے ساتھ ننھی جانوں پر جھپٹ رہی ہے اور انہیں نگلتی چلی جا رہی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر ایک کو اس وقت اپنی موت یاد آتی، وہ اپنے اعمال، اقوال اور افعال بد سے توبہ تائب ہوتا، اپنے الٹے سیدھے کچھن ترک کر دیتا لیکن یہاں تو کسی کو نہ بیماری کی ہلاکت آفرینی کا اثر ہے اور نہ موت کا ڈر۔ ہم انہی سوچوں میں گم تھے کہ وارڈ میں ایک خبر کانوں کان گردش کرتی ہم تک پہنچی کہ سابقہ شفٹ والا ڈاکٹر سوات کی جوان سال خوبرو دوشیزہ زکیہ کو اپنے کوارٹر پر لے گیا ہے۔ جو آخر طویل انتظار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد شام کو زندہ سلامت مگر والدین شفیقین کے بے پناہ اعتماد پر زوردار طمانچہ رسید کرتی ہوئی آہی گئی۔ الامان والحفیظ...... ابھی یہ خبر چرکے لگا رہی تھی کہ رات کو خبر ملی کہ رات کی ڈیوٹی پر موجود دو مسیحا...... دو انسانیت کے خدمت گار...... دو ڈاکٹر ایک مجبور ماں سے مفت دوائیوں کے بدلے اس کی ناموس و عفت کا خراج وصول کرتے پکڑے گئے...... لیکن یہ کیا!! نہ کسی نے ایکشن لیا...... نہ کسی کے کان پر جوں رینگی...... جیسے یہ کوئی خاص مسئلہ نہ ہو بلکہ معمول کی کارروائی ہو۔ بعد میں تفتیش پر پتہ چلا کہ واقعی یہ معمول کی کارروائی ہے، ایسا یہاں آئے دن ہوتا ہے، مجبوریاں بکتی ہیں...... زندگی کے نام پر موت بٹتی ہے...... غیرت کی موت...... عفت و عصمت کی موت...... اعتماد، اعتقاد اور حمیت و حیاء کی موت......

ایسی نادان خواتین کے کچھ لواحقین اگر ہسپتال میں ہوں بھی تو وہ ہسپتال سے باہر لمبے لمبے بستر دں پر تکیے لگائے، اخبار، ڈائجسٹ، ویڈیو گیمز، تاش وغیرہ کے کھیل سے لطف اٹھاتے ہوئے قہقہے لگاتے نظر آتے ہیں...... انہیں ذرہ بھر فکر نہیں کہ ان کی بچیاں بے پردہ ہیں، غیر مناسب لباس کی وجہ سے بے لباس ہیں، وہ ان کو سمجھانے کی بجائے اپنی خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

یہ سب کچھ یہاں بیان کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس لیے کہ جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو خود بخود اس کا دھیان اور رجحان اللہ کی طرف ہوجاتا ہے، اسے محسوس ہوتا ہے کہ اب شاید اس کی زندگی کے سفر کا اختتام ہونے والا ہے، لہٰذا وہ اپنے گناہوں سے تائب ہوکر صراط مستقیم پر آجائے، شاید موت کے بعد یہ توبہ اسکی نجات کا باعث بن جائے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ ایسے مواقع پر کہ جس کا ایک راستہ زندگی جبکہ دوسرا قبرستان کی طرف جاتا ہے، ڈرنے کی بجائے اور زیادہ نڈر ہوجاتے ہیں اور ہسپتالوں کو انجوائے پیلس اور پکنک پوائنٹ بنا لیتے ہیں۔ یہاں اور مریض کے سرہانے بیٹھ کر عورتیں چغلیاں، لطیفے، قہقہے لگاتی رہتی ہیں، گھروں سے طرح طرح کے لذیذ کھانے تیار ہوکر آتے ہیں، بڑی جمبو سائز کی مشروب کی بوتلیں پڑی ہوتی ہیں، اور وہ مزے مزے سے کھانے میں مصروف ہوتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دوران میں قریبی ہسپتال کی مسجد سے بار بار اذان گونجتی ہے لیکن کوئی اس پر کان نہیں دھرتا اور مسجد ویران اور ہسپتال آباد رہتا ہے۔

❁ ایسے مواقع پر کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو بیماری کے آنے پر ڈر جاتے ہیں، لرز جاتے ہیں ،کانپ اٹھتے ہیں اور رو رو کر گڑ گڑا کر اللہ کے حضور معافیاں مانگتے ہیں، توبہ کرتے ہیں کہ اللہ کریم! مجھے شفا دے دے، آئندہ میں تیرا فرمانبردار بندہ بن کر زندگی گزاروں گا۔ یوں صحت یابی کے بعد وہ ایک نئے انسان کے روپ میں ہسپتال سے باہر آتے ہیں۔

❁ بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو تھوڑا بہت پریشان تو ہوتے ہیں، وقتی طور پر نماز روزے کی طرف کچھ توجہ مبذول ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات ان کے ہاتھوں میں تسبیاں بھی آ جاتی ہیں، لیکن جونہی بیماری ختم ہوئی، یہ مثبت تبدیلی بھی ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوبارہ پہلے والی ڈگر پر چلنے لگتے ہیں۔

❁ تیسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو جیسے آئے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ وہ کورے کاغذ چٹیل پتھر ثابت ہوتے ہیں، جس پر نہ بارش اور سیاہی اثر کرتی ہے اور نہ وہ بدلتے ہیں۔ یہ جیسے آئے ہوتے ہیں ویسے ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کے متعلق سوچتے بھی نہیں بلکہ اس کی مادی وجوہات کو ہی معتبر و موثر خیال کرتے ہیں۔

❁ بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جو یہاں آ کر ان سب درجوں سے آگے حدیں پھلانگ جاتے ہیں۔ ان میں خواتین و مرد دونوں شامل ہیں۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ خواتین بغاوت اور سرکشی میں بڑھ جاتی ہیں۔ بے پردگی، فحاشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے موبائل کے ذریعے سے نئے نئے فتنے اٹھاتی ہیں۔ یہ اللہ کریم کے غضب کی حقدار ٹھہرتی ہیں۔

ہم آج ہی غور کر لیں، آپ نے بیماری کے ایام میں کیا رویہ اختیار کرنا ہے کہ جس کے ذریعہ سے اللہ کریم خوش ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

"قلم کے آنسو" کے متعلق

محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان فرماتے ہیں

برادرم جناب محمد طاہر نقاش صاحب کی تحریر کردہ کتاب

قلم کے آنسو

پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب شروع کی تو ختم ہونے تک ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہا۔

جس طرح قرآن شریف اور اس کی تفسیر کے بعد صحیح بخاری شریف، سیرت النبی، تاریخ اسلام، تذکرۃ الاولیا، بہشتی زیور وغیرہ ہر مسلمان گھرانے میں لازمی طور پر ہونا چاہئیں۔ بالکل اسی طرح محمد طاہر نقاش صاحب کی لاقیمت، بے انتہا مفید کتاب "قلم کے آنسو" بھی ہر مسلمان گھر کی زینت ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نقاش صاحب کے قلم میں مزید قوت عطا فرمائے، تاکہ وہ مسلمان امت کی مزید خدمت کرسکیں۔ آمین!

احقر: ڈاکٹر عبدالقدیر خان

۱۹/ اکتوبر ۲۰۰۸ء اسلام آباد

دارالابلاغ

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ